ایاتھا ۷ | ۱ سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۵ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ

ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے

الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ اِيَّاكَ

وہ عظیم اور دائمی رحمتوں والا ہے۔روز قیامت کا مالک و مختار ہے۔

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

پروردگار! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ۔ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں

عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا

ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا

الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

جو بہکے ہوئے ہیں۔

ع ۱



## عربی حاشیہ

اس سورہ کو سورہ فاتحہ، سورہ حمد، ام الکتاب اور سبع مثانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی سات آیتیں ہیں اور بروایتے دو مرتبہ نازل ہوا ہے۔ بائے بسم اللہ کا تعلق ابتدا سے ہے یعنی ابتدا کرتا ہوں خدائے رحمان و رحیم کے نام سے اور ابتدا ایک فعل عام ہے جس کا مفہوم اعمال کے اعتبار سے بدلتا رہے گا کہ پڑھنے کی ابتدا کرتا ہوں یا کھانے کی ابتدا کرتا ہوں یا سونے کی ابتداء کرتا ہوں اس لئے کہ بسم اللہ ہر عمل سے پہلے مستحب ہے اور سوروں سے پہلے بسم اللہ کی ابتدا کا تعلق اس مضمون سے ہوگا جو ہر سورہ میں بیان ہوا ہے جس طرح کہ سورہ فاتحہ میں حمد خدا، عبادت، استعانت اور طلب، ہدایت وغیرہ جیسے مفاہیم ہیں۔ اللہ اس ذات گرامی کا نام ہے جس میں سارے کمالات پائے جاتے ہیں اور کوئی نقص نہیں ہے اور سارے کمالات ذاتی ہیں کسی غیر کا عطیہ نہیں ہیں۔ اس کی اصل الٰہ ہے جس میں سے الف

## اردو حاشیہ

نام خدا سے ابتدا انتہائی بابرکت شے ہے جس سے تکمیل کار کی ضمانت بھی حاصل ہوتی ہے اور مسلمانوں کی ذہنی تربیت بھی ہوتی ہے کہ کسی کام میں یاد خدا سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور جس کو ہر کام میں خدا یاد ہے رہے گا اس کا کوئی کام قانون خدا کے خلاف نہ ہوگا اور اس کی زندگی میں گناہوں کا گزر نہ ہوگا۔ کھانے میں بسم اللہ حرام کھانے سے پرہیز، جنسی تعلقات میں بسم اللہ حرام کاری سے پرہیز، پڑھنے میں بسم اللہ مہمل لٹریچر کے مطالعہ سے پرہیز کا سبق دیتی ہے۔

رحمان مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی عظیم اور وسیع رحمتوں والا اور ا لئے اس لفظ کا اطلاق عام طور سے خدا کے علاوہ کسی دوسرے پر نہیں ہوتا۔ رحیم وہ صفت ہے جس میں دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے یعنی ہمیشہ رحمت اور مہربانی کرنے والا۔ رحمان کے بعد رحیم کے لفظ کو اسی لئے رکھا گیا ہے کہ اس سے عظیم رحمتوں کے دوام کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ حمد...... مدح سے مختلف چیز ہے جس کے لئے عمل کا اختیاری ہونا ضروری ہے اور چونکہ اختیار کل رب العالمین کے ہاتھ میں ہے لہٰذا واقعی حمد کا استحقاق بھی اسی کے لئے ہے۔ یہ جملہ ''الحمد للہ'' اگرچہ کلام خالق ہے لیکن درحقیقت یہ بندوں کی تربیت کے لیے ہے کہ ہم تعریف کا سلیقہ نہ سکھائیں گے تو انسان ذاتی طور پر تعریف کرنے کے قابل بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ واضح رہے کہ دنیا میں عام طور سے تعریف کے چار اسباب ہوتے ہیں۔ ذاتی کمال، حاصل ہونے والا فائدہ، فائدہ کی توقع اور خوف۔ اور پروردگار عالم ان چاروں ہی جہات کا حامل ہے۔ وہ اللہ بھی ہے، رب العالمین بھی ہے، رحمان و رحیم بھی ہے اور

الجزء ۱

ایاتها ۲۸۶ — ۲ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۸۷ — رکوعاتها ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ

الٓمّٓ- یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی

فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ

گنجائش نہیں ہے۔ یہ صاحبان تقویٰ اور پرہیزگارلوگوں کے لیے مجسم ہدایت ہے۔ جو

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ وہ ان تمام باتوں پر بھی

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ

ایمان رکھتے ہیں جنھیں (اے رسول) ہم نے آپ پر نازل کیا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی ہیں

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴

اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

منزل ۱

## عربی حاشیہ

گرا کر الف لام تعریف کا اضافہ کردیا گیا ہے اور اب ذات واجب کا نام ہوگیا ہے۔ الٰہ کے معنی معبود یا وہ ذات ہے جس کی طرف پریشانیوں میں رجوع کیا جائے۔ ۱؎ کتاب کَتَبَ کا مصدر ہے۔ کَتَب کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ کتاب یعنی مجموعہ حروف والفاظ۔ کتاب وجودی یعنی مجموعہ کمالات وصلاحیات واستعداد ہست۔

۲؎ ہدایت کے معنی ایسی راہنمائی جو منزل تک پہنچا دے۔

۳؎ متقین۔ وہ افراد جو اقوال وافعال میں برائیوں سے پرہیز کرتے ہوں۔

۴؎ اقامہ صلوٰۃ نماز کا ہر کجی سے محفوظ رکھنا اور بالکل مستقیم ادا کرنا۔

۵؎ ایقان۔ علم ومعرفت کا وہ درجہ جس میں کسی طرح کا تزلزل اور تذبذب نہ ہو۔

فائدہ قرآن مجید میں ۲۴ مقامات پر حروف مقطعات کے بعد عظمت قرآن کا تذکرہ کیا گیا

## اردو حاشیہ

مالک یوم الدین بھی ہے، لہٰذا وہ ہر قسم کی تعریف کا حقدار ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا ایسی تعریف کا حق دار نہیں ہے۔ ہاں وہ خود کسی کو محمد بنا دے تو اور بات ہے۔ رب العالمین عالمین عالم کی جمع ہے یعنی کسی ایک خاص قسم کی مخلوقات۔ یعنی وہ تمام مخلوقات کا خالق بھی ہے اور پروردگار بھی۔ مخلوقات پیدا ہونے کے بعد بھی اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتیں۔ **مالک**...... دنیا کے تمام افراد زمانے کے ملک اور بادشاہ ہوتے ہیں مالک نہیں ہوتے اور سب کی ملوکیت بھی دنیا ہی تک محدود رہ جاتی ہے لیکن رب العالمین ملک بھی ہے اور مالک بھی اور وہ بھی روزِ جزا یعنی روزِ قیامت کا مالک ہے۔ **ایاك نعبد**...... عبادت کے ساتھ لفظ جمع کا استعمال کرنا جسے عام طور سے مقام تعظیم میں استعمال کیا جاتا ہے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان میں انانیت اور خودغرضی نہیں پیدا ہونی چاہیے اور اسے سارے بندوں کی طرف سے اظہار بندگی کرنا چاہئے تاکہ جو کچھ بھی حاصل ہو اسے سب میں تقسیم کر دے۔ ہم...... اس لفظ میں انانیت کا شائبہ تھا لہٰذا اس کے بعد استعانت کا ذکر کر دیا گیا کہ ہم سب عبادت کرنے میں بھی تیری ہی مدد کے محتاج ہیں ورنہ آقائی کرنا تو بڑی بات ہے ہم عبادت کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ **اھدنا** ہدایت کا مسلسل مطالبہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صراطِ مستقیم ایمان وعمل کا مجموعہ ہے اور اس کے مل جانے کے بعد بھی انسان کے لئے ہر آن بہک جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ روایات میں ثبات قدم کی تفسیر اسی مسلسل مطالبہ کی تعبیر ہے، ورنہ ہدایت کے معنی رہنمائی ہی کے ہیں۔ **انعمت علیھم**...... یہ لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر قائم ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ (5)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا (6) سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ (7) أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے یکساں ہے کہ آپ انہیں متنبہ کریں یا نہ کریں

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ خَتَمَ (8) اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ

وہ ایمان نہیں لائیں گے۔(6) اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر لگادی ہے،

أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ (9) عَظِيمٌ ﴿٧﴾ ع وَمِنَ النَّاسِ

نیز ان کی نگاہوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (7)لوگوں میں سے کچھ

مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾

ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں، ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان لے آئے حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔(8)

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۚ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ

وہ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جب کہ (حقیقت میں) وہ صرف اپنی ذات کو ہی دھوکہ دے رہے ہوتے

وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ ۖ فَزَادَهُمُ اللَّهُ

ہیں لیکن وہ اس بات کا شعور نہیں رکھتے۔ (9)ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے، پس اللہ نے ان کی بیماری

مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۢ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾

اور بڑھا دی اور ان کے لیے ایک دردناک عذاب اس وجہ سے ہے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ (10)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۙ قَالُوٓا إِنَّمَا نَحْنُ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو کہتے ہیں: ہم تو بس



## عربی حاشیہ

ہے جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حروف قرآن یہی حروف ہیں۔صرف ترکیب نے اسے درجہ اعجاز تک پہنچا دیا ہے جس طرح کہ انسان کے اجزاء ایک قسم کے ہوتے ہیں لیکن معنویات میں زمین و آسمان کا فرق ہوجاتا ہے...... تقویٰ کے لئے خواہشات ونفسانیات وتعصب سے اجتناب ضروری ہے۔اس کے بغیر انسان متقی نہیں ہوسکتا ہے..... ایمان بالغیب صرف علامت تقویٰ نہیں بلکہ انسان اور حیوان سے ادراک کا مابہ الامتیاز بھی ہے۔

(٦) کفر ایمان کی ضد ہے۔کفر کے معنی چھپانے کے ہیں۔کافر حقائق کی پردہ پوشی کرتا ہے لہٰذا اس کو کافر کہا جاتا ہے۔مسلمان کو بھی طاغوت کے مقابلہ میں کافر کہا گیا ہے کہ وہ طاغوت کا اظہار برداشت نہیں کرسکتا۔

(٧) انذار۔ڈرانے کے انداز سے خبر دینا۔یہ عام طور سے عذاب الٰہی سے ڈرانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

## اردو حاشیہ

صاحبان کردار کی اس قدر اہمیت ہے کہ صراطِ مستقیم کا تعارف انہیں کے نام سے کرایا جاتا ہے حالانکہ وہ خود صراطِ مستقیم ہی کے پابند ہیں اور اسی پر چل رہے ہیں۔غیر المغضوب علیہم یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام میں کوئی بات دونوں پہلوؤں کے بغیر تمام نہیں ہوتی۔اچھے انسانوں کو اپنایا جائے اور برے انسانوں سے نفرت کی جائے۔ولا الضالین یعنی اسلام میں فقط مستحق غضب ہوجانا ہی عیب نہیں ہے جو دیدہ ودانستہ مخالفت کا نتیجہ ہوتا ہے، بلکہ بہک جانا بھی عیب ہے جس کے بعد انسان کا راستہ صراطِ مستقیم کہے جانے کے قابل نہیں رہ جاتا۔

**سورۃ البقرہ** الـــم...... یہ قرآن مجید کے حروف مقطعات میں پہلا حرف ہے جس کے معنی بظاہر لغت عرب میں موجود نہیں ہیں اور یہ درحقیقت عبد ومعبود کے درمیان ایک رمز ہے جس کی تشریح خاصانِ خدا کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا۔لا ریب فیه...... یعنی لوگ تشکیک کی بہت کوشش کریں گے لیکن اس کتاب میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ کتاب ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔هدی للمتقین...... ہدایت کا لفظ منزلِ مقصود تک پہنچا دینے والی ہدایت کی طرف اشارہ ہے جو متقین کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے اور واضح رہے کہ اسلام میں تقویٰ کے لئے ایمان بالغیب کے ساتھ نماز اور انفاق بھی ضروری ہے۔صرف ایمان کے بھروسے پر تقویٰ حاصل نہیں کیا جا سکتا اور قرآن مجید سے استفادہ کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔بے شک قرآن مجید ہدایت دے گا لیکن تقویٰ کے بعد اور تقویٰ

مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

اصلاح کرنے والے ہیں۔(11)یاد رہے! فسادی تو یہی لوگ ہیں لیکن وہ اس کا احساس نہیں رکھتے۔ (12)

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ دیگر افراد کی طرح تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں: کیا ہم بھی

اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا

(ان) بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں؟ یاد رہے! بے وقوف تو خود یہی لوگ ہیں لیکن یہ اس کا (بھی)

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ

علم نہیں رکھتے۔(13)اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لے آئے ہیں

وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ

اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ تخلیہ میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ (ان مسلمانوں کا تو)

مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ

ہم صرف مذاق اڑاتے ہیں۔(14)اللہ بھی ان کیساتھ تمسخر کرتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ یہ اپنی سرکشی میں

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

سرگرداں ہیں۔(15) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خرید لی ہے

بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾

چنانچہ نہ توان کی تجارت ہی سود مند رہی اور نہ انہیں ہدایت حاصل ہوئی۔(16)

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا

ان کی مثال[۳] اس شخص کی سی ہے جس نے (تلاش راہ کے لیے) آگ جلائی، پھر جب اس آگ نے



## عربی حاشیہ

(۸) ختم کے معنی مہر لگادینا ہے اور دل پر مہر کا مفہوم یہ ہے کہ حقائق کے داخلہ کا راستہ بند ہوگیا ہے۔

(۹) عذاب کے معنی منع کرنے کے ہیں کہ عذاب انسان کو برائیوں سے روکنے کا سبب بنتا ہے۔

آیات کریمہ نے منافقین کے بارے میں چار طرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں مایشعرون ۔لایشعرون (انھیں شعور بھی نہیں ہے ) لایعلمون (یہ جاہل اور ناواقف ہیں) یعمھون (یہ سرکشی میں ٹھوکریں کھارہے ہیں) ماکانوا مھتدین (یہ راستہ پانے والے نہیں ہیں) اوران تمام الفاظ کے مواقع الگ الگ ہیں۔

اپنے نفس کو دھوکہ دینے میں اور اپنے فساد کو محسوس نہ کرنے میں عدم شعور کا حوالہ دیا گیا ہے.... سفیہ اور احمق ہونے میں عدم علم کی بات کی گئی ہے.... خدائی استہزاء کے موقع پر اندھیرے میں ٹھوکریں کھانے کا لفظ استعمال ہوا

## اردو حاشیہ

ایمان کے ساتھ نماز اور انفاق یعنی بدنی اور مالی دونوں طرح کی قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے تقویٰ نہیں ہے تو قرآن کی ہدایت کا فائدہ بھی نہیں ہے...... اور یہ قرآن و اہلبیت کا کمال اتحاد ہے کہ قرآن ھدی للمتقین ہے اور علی امام المتقین ہیں......قرآن انھیں کو ہدایت دے گا جو مومن، نمازی اور کریم الطبع ہوں۔ اور حضرت علیؑ انھیں امامت کریں گے جو انھیں صفات سے متصف ہوں گے۔ ایمان و عمل نہیں ہے تو نہ قرآن کام آئے گا اور نہ اہل بیت سفارش کریں گے۔ جب کہ دنوں ہی ہادی ہیں اور دونوں ہی شفاعت کرنے والے ہیں اور دونوں ہی کا مطالبہ پرہیز گاری کا ہے کہ تم اپنے طور پر پرہیز گار بنو۔ پھر اگر غلطی ہو جائے گی تو شفاعت کرنا ہمارا کام ہے۔ بغاوت میں شفاعت نہیں ہوا کرتی۔یقیمون الصلوٰۃ...... یہ تمام ارکان وشرائط اور مکمل پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اشارہ ہے ورنہ نماز کا تذکرہ تو یصلون سے بھی ہوسکتا تھا۔ممارزقناھم...... یہ انسانی ذہن کی اصلاح ہے کہ انسان انفاق کر کے مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نے کوئی کام کیا ہے۔نہیں۔ اس نے اسی مال میں سے انفاق کیا ہے جسے خدا نے پہلے بطور رزق دیا ہے۔ پھر انفاق کرتے وقت رزق اور انفاق کے تناسب پر بھی نگاہ رکھے کہ خدا نے اسے رزق کتنا دیا ہے اور اس نے اس کی راہ میں کتنا خرچ کیا ہے۔ انسان کارِ خیر کرتے وقت اس نکتہ کی طرف سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اور اپنے عمل کی مقدار کو دیکھنے لگتا ہے کہ ہم نے سب سے زیادہ چندہ دیا ہے۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ خدا نے بھی اسے سب سے زیادہ رزق دیا ہے اور خدا کی عطا کے مقابلہ میں اس

حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا

گردو پیش کو روشن کردیا تو اللہ نے ان کی روشنی سلب کرلی اورانہیں اندھیروں میں (سرگرداں) چھوڑ دیا کہ انہیں

يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿١٨﴾ لا

کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ (17) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں پس وہ (اس ضلالت سے) بازنہیں آئیں گے۔ (18)

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ج يَجْعَلُوْنَ

یا جیسے آسمان سے بارش ہو رہی ہوجس میں تاریکیاں اور گرج و چمک ہو، بجلی کی کڑک

اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ط

کی وجہ سے موت سے خائف ہو کر وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں، حالانکہ اللہ کافروں کو

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ

ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔(19) قریب ہے کہ بجلی ان کی نگاہوں کو خیرہ کردے۔

اَبْصَارَهُمْ ط كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ قلے وَاِذَآ اَظْلَمَ

جب وہ چمک دکھاتی ہے تو وہ اس کی روشنی میں چل پڑتے ہیں اور جب تاریکی ان پر چھا جاتی ہے

عَلَيْهِمْ قَامُوْا ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

تو وہ رک جاتے ہیں، اللہ اگر چاہتا تو ان کی سماعت اور بینائی (کی طاقت) سلب کر

وَاَبْصَارِهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٠﴾ ع

(ع ١٣ ٢ ٢)

لیتا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(20)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ

لوگو! اپنے پرودگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے والے لوگوں کو پیدا کیا تا کہ

منزل ١

## عربی حاشیہ

ہے اور دنیا سے آخرت کی تجارت کے موقع پر عدم ہدایت کا لفظ استعمال ہوا ہے اس لئے کہ جہالت مخفی چیزوں کے نہ جاننے کا نام ہے اور عدم شعور واضح چیزوں کے محسوس نہ کرنے کا نام ہے۔ گویا منافقین کی حماقت تو مخفی ہوسکتی ہے لیکن ان کا فریب نفس اور فساد بالکل واضح ہے اور پھر انھیں احساس بھی نہیں ہورہا ہے یعنی خدا سے مذاق کرنے کا انجام اندھیرے میں ٹھوکریں کھانا ہے اور دنیا کے عوض آخرت بیچنے میں کسی مقصد تک پہنچنے کا امکان نہیں ہے۔

(١٠) اسلامی تعلیمات کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے کسی مرحلہ پر حقوق کو فرائض سے الگ نہیں کیا اور کسی کو بلا بنیاد کوئی حق نہیں دیا ہے۔ اس نے پروردگار کے حق عبادت کا بھی تذکرہ کرتے ہوئے اس کی نعمت تخلیق کا حوالہ دیا ہے تا کہ انسانوں کو اندازہ ہوجائے کہ جب رب العالمین احسان کئے بغیر حق عبادت کا مطالبہ نہیں کرتا تو پھر دوسرے افراد کو فرائض کی

## اردو حاشیہ

کے عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے۔غیب یوں تو ہر غیر محسوس شے کا نام غیب ہے جو نگاہوں میں نہیں آتی ہے لیکن ہر غائب پر ایمان لانا ایمان کا جزو نہیں بن سکتا۔ اس سے ایسے امور مراد ہیں جو غائب بھی ہیں اور جزوِ ایمان بھی ہیں۔ چاہے وہ قیامت کے تفصیلات ہوں یا امامت کے متعلقات۔بما انزل الیك...... اس جملہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نہ ماضی سے رابطہ توڑنا چاہتا ہے اور نہ مستقبل سے۔اس کے نزدیک جس طرح پیغمبرؐ اسلام پر نازل ہونے والے حقائق پر ایمان لانا ضروری ہے اس طرح ماضی میں تمام نازل ہونے والی باتوں پر بھی ایمان لازماً ضروری ہے اور آخرت کا ایقان بھی لازم ہے۔ ماضی کا خیال عبرت کا سامان فراہم کرتا ہے اور مستقبل کا لحاظ ذہنی آمادگی کا سبب بنتا ہے۔یوقنون...... یہ اشارہ ہے کہ صرف ایمان ہی کافی نہیں ہے بلکہ ایقان ضروری ہے اور یقین آخرت کے بغیر اصلاح عمل اور انفاق کا کوئی امکان نہیں ہے اور یقین آخرت کے بعد پھر بدعملی اور بخل کا امکان بھی نہیں رہ جاتا ہے۔(١) اس مقام پر انسانوں کی تین قسموں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پہلی قسم میں صاحبانِ ایمان ہیں جن کا ایمان غیب پر ہے اور نماز و انفاق وغیرہ کے پابند ہیں۔ دوسری قسم ان کفار کی ہے جو انتہائی متشدد ہیں کہ ان پر ہدایت کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا ہے، گویا ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے اور آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ وہ بہرے ہیں کہ آوازِ حق سنتے نہیں ہیں' گونگے ہیں کہ کلمۂ حق نہیں بولتے ہیں اور اندھے ہیں کہ آیاتِ حق کو نہیں دیکھتے ہیں اور ان سے کسی کارِ خیر کی امید نہیں کی جاسکتی ہے۔تیسری قسم ان منافقین

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ﴿۲۱﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

تم (خطرات سے) محفوظ رہو۔ (21) جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا

فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے تمہاری غذا کے لیے پھل

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ [11] ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا [12] وَّ اَنْتُمْ

پیدا کیے، پس تم جانتے بوجھتے ہوئے کسی کو اللہ کا مد مقابل

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا

نہ بناؤ۔ (22) اور اگر تم لوگوں کو اس (کتاب) کے بارے میں شبہ ہو جو ہم نے اپنے بندے پر

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

نازل کی ہے تو اس جیسا کوئی سورہ بنالاؤ اور اللہ کے علاوہ اپنے حامیوں کو بھی بلا لو،

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا

اگر تم سچے ہو۔ (23) اور اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آتش سے ڈرو

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ

جس کا ایندھن(۴) آدمی اور پتھر ہیں۔ یہ آگ کافروں کے لیے تیار

لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ

کی گئی ہے۔ (24) اور ان لوگوں خوشخبری سنا دیجئے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے

لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا

کہ ان کے لیے بہشت کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ انہیں جب بھی



## عربی حاشیہ

ادائیگی کے بغیر حقوق کے تقاضا کرنے کا کیا حق ہے۔ پھر کل کائنات کی تخلیق کا حوالہ دے کر یہی واضح کردیا کہ بندگی ایسی ہی ہستی کا حق ہے جو اولین و آخرین کا خالق ہو۔ اس کے علاوہ دوسرے کسی فرد کی اطاعت تو ہوسکتی ہے لیکن عبادت نہیں ہوسکتی۔ عبادت معبود کے سامنے عبدیت اور بے اختیاری کے اعلان و اعتراف کا نام ہے اور یہ بات صرف پروردگار کے لئے سزاوار ہے کہ اس کے سامنے کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے چاہے وہ نبی مرسل ہو یا ملک مقرب باقی سب کے اختیارات محدود یا عطائی ہیں۔

(۱۱) پھلوں کی پیداوار کو اخراج سے تعبیر کرنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صلاحیتیں زیرزمین ذخیرہ کردی گئی ہیں اور پانی کے ذریعہ صلاحیتوں کا اخراج ہوتا ہے تخلیق نہیں ہوتی ہے تاکہ دیگر وسائل سے انھیں نکال لینے والوں کو اپنی خالقیت کا زعم نہ ہوجائے اور وہ خالقِ حقیقی کی عظمت کا احساس کرتے رہیں۔

## اردو حاشیہ

کی ہے جن میں اتنی ہمت تو ہے کہ بظاہر کفر سے الگ ہو گئے ہیں لیکن دل میں ایسی بیماری باقی رہ گئی ہے کہ اپنے اسلام ہی کو فریب دہی کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں اور اس طرح ان کی بیماری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ اپنے فساد کو اصلاح کا نام دیتے ہیں اور صاحبانِ ایمان کو بے وقوف سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کافروں سے قطع تعلق کر کے دنیاوی فوائد کے دروازے بند کر لئے ہیں۔

ان تمام تذکروں کا مقصد یہ ہے کہ عالم انسانیت کے سامنے یہ سارے کردار ہیں اور انسان دوسروں کا حساب کرنے کے بجائے اپنا محاسبہ کرتا رہے اور یہ دیکھتا رہے کہ خود اس کی نگاہ میں اس کا شمار کس قسم میں کیا جا سکتا ہے۔

(۲) منافقین کا اصلی کردار ہر دَور میں یہی رہا ہے کہ وہ صاحبان ایمان سے ایمان و ہدایت کی بات کرتے ہیں اور اپنی جماعت میں استہزاء اور مذاق کا حوالہ دیتے ہیں...... حالانکہ خدا ان کے استہزا کا جواب اس طرح استہزاء سے دے رہا ہے کہ ان کا اعتبار نہ اس جماعت میں ہے اور نہ اس جماعت میں۔ اب وہ ہر آن اپنے دل میں ایک طرح کا چور محسوس کرتے ہیں اور یہ وہ کرب انگیز کیفیت ہے جس کا اندازہ وہی شخص کرسکتا ہے جو اس منزل سے گزرا ہو۔ اس کا اندازہ ہر شخص کو نہیں ہوسکتا۔ واضح رہے کہ کبھی کبھی صاحبانِ ایمان کو بھی ایسی دہری پالیسی اختیاری کرنا پڑتی ہے اور اس کرب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فرق صرف یہ

مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ [13]

کوئی پھل(۵) کھانے کو ملے گا تو وہ کہیں گے: یہ تو وہی ہے جو اس سے پہلے بھی مل چکا ہے

وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ڎ وَّهُمْ [14]

حالانکہ انہیں ملتا جلتا دیا گیا ہے اور ان کے لیے جنت میں پاک بیویاں ہوں گی اور

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔(25) اللہ مچھر(۶) یا اس سے بھی زیادہ (چھوٹی) چیز کی مثال پیش کرنے

بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ

سے ذرا نہیں شرماتا۔ پس جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ (مثال) ان کے

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ

پروردگار کی جانب سے برحق ہے لیکن کفر اختیار کرنے والے کہتے رہیں گے کہ اس مثال سے

اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ (وقف لازم)

اللہ کا کیا مقصد ہے، اللہ اس سے بہت سوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت کرتا ہے اور وہ اس کے ذریعے

كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ ۙ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ

صرف بد اعمال لوگوں کو گمراہی میں ڈالتا ہے۔(26) جو (فاسقین) اللہ کے ساتھ محکم عہد

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

باندھنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں اور جس رشتے کو اللہ نے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اسے ختم کر دیتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اٹھانے



## عربی حاشیہ

(۱۲) اس لفظ سے اشارہ کیا گیا ہے کہ تم خالق کی عظمت سے باخبر ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ اس کا جیسا دوسرا ممکن نہیں ہے تو اب کسی کمتر کو بالا کا ہمسر نہ قرار دو کہ یہ ایک غیر عاقلانہ حرکت ہے۔

(۱۳) یہ اشارہ ہے کہ انسان دنیا میں جیسا انتظام کرے گا آخرت میں ویسا ہی نتیجہ دیکھے گا۔

(۱۴) حورانِ جنت عورتوں کے طبیعی خصوصیات ونقائص سے پاک و پاکیزہ ہوں گی۔

(۱۵) بارگاہِ خدا میں حاضری سے پہلے حیات عالم برزخ کی طرف اشارہ ہے ورنہ اس حیات اور حاضری کے درمیان لفظ ثم نہ ہوتا جو کہ فوریت کے منافی ہے۔

(۱۶) استواء ارتفاع علو بلندی کے معنی میں ہے لیکن اس کا جسمانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

فائدہ

## اردو حاشیہ

ہے کہ منافق کافر کی جماعت کا آدمی ہوتا ہے اور صاحبانِ ایمان کا مذاق اڑاتا ہے اور مومن ایمانی جماعت کا فرد ہوتا ہے اور کافر کو غلط فہمی میں رکھنا چاہتا ہے جو کام اسلامی فوج کی طرف سے جاسوسی یا تقیہ کے موقع پر انجام دیتا ہے۔ آیاتِ کریمہ پر باقاعدہ غور کرنے سے منافق اور صاحبِ تقیہ مومن کے کردار کا فرق بالکل واضح ہو جاتا ہے۔(۳) ان آیات میں مختلف مثالوں کے ذریعے منافقین کے کرداروں کی وضاحت کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ منافق کی مثال گویا اس اندھے کی ہے جو چراغ لے کر چلتا ہے کہ دوسرے اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہ خود بدبختی کا مارا ہوا اپنی روشنی سے محروم رہتا ہے۔ منافقین نے فروغِ اسلام میں ساتھ دیا کہ اسلام کی روشنی ہر طرف پھیل گئی۔ دوسرے ملکوں تک اسلام پہنچ گیا۔ اس کی قوت وشوکت میں اضافہ ہوگیا۔ اس کے گرد ایک مجمع لگ گیا اور پھر خدا نے اس روشنی کو سلب کر لیا کہ نفاق کی بنا پر خود اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے اور انجام جہنم ہی ہوا۔

دوسری مثال اس بارش کی ہے جس میں آب رحمت کے ساتھ گرج، چمک، اندھیرا اجالا سب کچھ ہو کہ لوگوں خو اپنی موت دکھائی دینے لگے اور خوف کے مارے کانوں میں انگلی رکھ لیں۔ ذرا روشنی کا سہارا ملے تو آگے بڑھ جائیں اور ذرا اندھیرا چھا جائے تو ٹھہر جائیں...... اور آخر کار اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں حالانکہ کان بھی موجود ہیں اور آوازیں بھی سن رہے ہیں اور آنکھیں بھی موجود ہیں کہ حقائق دیکھ بھی رہے ہیں اور خدا چاہتا تو ان صلاحیتوں کو بھی سلب کر لیتا

الْخٰسِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ

والے ہیں۔(27) تم کس طرح اللہ کے بارے میں کفر اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان (٧) تھے تو اللہ نے تمہیں حیات دی؟

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾ هُوَ الَّذِيْ

پھر وہی تمہیں موت دے گا، پھر (آخر کار) وہی تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔(28) وہ وہی

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰٓى [17] اِلَى السَّمَآءِ

اللہ ہے جس نے زمین میں موجود ہر چیز کو تمہارے لیے پیدا کیا، پھر آسمان کا رخ کیا تو انہیں سات آسمانوں

فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٩﴾ ۧ وَاِذْ قَالَ

ع ۹/٣/٣

کی شکل میں بنا دیا اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔(29) اور جب تیرے رب نے (٨) فرشتوں سے کہا:

رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ [18] اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا

میں زمین میں ایک خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا: کیا تو زمین میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ

جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزی کرے گا؟ جب کہ ہم تیری حمد و ثنا کی تسبیح

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا

اور تیری پاکیزگی کا ورد کرتے رہتے ہیں، اللہ نے فرمایا: (اسرار خلقت بشر کے بارے میں) میں وہ جانتا ہوں

تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى

جو تم نہیں جانتے۔(30) اور (اللہ نے) آدم کو تمام نام سکھا دیے پھر انہیں

الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾

فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ (31)



## عربی حاشیہ

- قرآن مجید میں ایھا الناس کے ذریعہ بیس مقامات پر خطاب کیا گیا ہے جو اس کے عام اور ہمہ گیر ہونے کی بہترین دلیل ہے۔
- قدرت نے زمین کو فراش کہہ کر اس کے نرم، راحت رساں اور سرد و گرم میں اعتدال کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (نور الثقلین، ۴۱)
- گذشتہ معجزات اور قرآن کا نمایاں فرق یہ ہے کہ سب محسوسات تھے اور حواس کو متاثر کرتے تھے۔ قرآن علمی ہے اور عقل کو دعوت فکر دیتا ہے۔
- آیت میں دو موت اور دو حیات کا تذکرہ تناسخ کی بہترین تردید ہے۔

(١٧) ملائکہ ملک کی جمع ہے۔ ملک ایک نورانی مخلوق ہے جسے عقل و فہم دے کر خواہشات نفس سے بے نیاز بنا دیا گیا ہے اور اس کی خلقت و فطرت میں عبادت الٰہی کو شامل کر دیا گیا ہے۔ ملک مختلف اشکال اختیار کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ اسے پروردگار عالم نے مختلف

## اردو حاشیہ

لیکن اس وقت جبر کا الزام اس کی ذات اقدس پر آ جاتا۔ اس لئے اس نے صلاحیتوں کو سلب نہیں کیا اور ان کو انھیں کے حال پر چھوڑ دیا۔

مذکورہ بالا مثال میں صدر اول کی جس شوکت اسلام کا ذکر کیا گیا ہے اس سے فائدہ نہ اٹھانا انسان کی انتہائی بدبختی کی دلیل ہے۔ گرج ایسی کہ قیصر و کسریٰ کے دل دہل جائیں اور چمک ایسی کہ ابولہب اور ابوجہل کی نگاہیں خیرہ کرنے لگیں اور اس کے بعد بھی منافقین کو کچھ نہ نظر آئے اور نہ کچھ سنائی دے۔ یہ انتہائی بدنصیبی اور نالائقی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

یہ مثال آج بھی ان صاحبانِ ایمان کے لئے مرقع عبرت ہے جو کسی مرکز ہدایت سے قریب تر ہوتے ہیں اور احکام الٰہیہ کی گرج چمک دیکھتے رہتے ہیں اور اس کے بعد آبائی طریقوں پر جمے رہتے ہیں اور حق کا راستہ اختیار نہیں کرتے۔ ان کی بدنصیبی دیہات اور جنگل میں رہنے والے مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے اور ان کا کردار منافقین کی زندگی سے کہیں زیادہ عبرت انگیز ہے۔

(۴) جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے بالکل مختلف ہے کہ اسے انسانوں اور پتھروں سے بھڑکایا گیا ہے اور اس میں مجرم بیک وقت سزا یافتہ بھی ہیں اور ایندھن بھی...... جس طرح بعض خاصانِ خدا صاحبِ نعمت بھی ہوتے ہیں اور وسیلہ نعمت بھی۔ پابند شریعت بھی ہوتے ہیں اور ماخذ شریعت بھی۔ پتھروں سے

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ

فرشتوں نے کہا: تو پاک و منزہ ہے۔ جو کچھ تو نے ہمیں بتا دیا ہے ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ یقیناً تو ہی بہتر جاننے والا،

الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ

حکمت والا ہے۔ (32) اللہ نے فرمایا: اے آدم! ان (فرشتوں) کو ان کے نام بتلا دو،

بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ

پس جب آدم نے انہیں ان کے نام بتلا دیے تو اللہ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی

وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

پوشیدہ باتیں خوب جانتا ہوں نیز جس چیز کا تم اظہار کرتے ہو اور جو کچھ تم پوشیدہ رکھتے ہو وہ سب جانتا ہوں۔(33)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے،

اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ

اس نے انکار اور تکبر کیا اور وہ کافروں(۹) میں سے ہو گیا۔(34) اور ہم نے کہا: اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ

اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠

جنت میں قیام کرو اور اس میں امن و سکون کے ساتھ جہاں سے چاہو(۱۰) کھاؤ

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

اور اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونوں زیادتی کا ارتکاب کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔(35)

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا

پس شیطان نے ان دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا پھر جس (نعمت) میں وہ دونوں قیام پذیر تھے اس سے نکلوا دیا



## عربی حاشیہ

امور کا ذمہ دار اور وحی کا امین بنا دیا ہے۔ ملائکہ کی نظر میں خاکی مخلوق خلافت الٰہیہ کے قابل نہیں ہوسکتی تھی اس لئے انھوں نے یہ دریافت کرنا چاہا کہ کیا ایسے ہی کو خلیفہ بنا دے گا اور اپنے کو اس عہدہ کے لئے پیش کر دیا۔ یہ کوئی اعتراض نہیں تھا ورنہ انک انت العلیم الحکیم نہ کہتے۔

(۱۸) سجدہ لغت میں انتہائے خشوع و خضوع کا نام ہے۔ شریعت میں پیشانی کا خاک پر رکھ دینا ہے۔

فائدہ

- ممکن ہے کہ تسبیح وحمد کا تعلق ذات واجب سے ہو اور تقدیس کا تعلق اس کی تخلیق سے ہو اور اسی لئے نقدسک نہیں ہے بلکہ نقدس لک ہے۔
- نام حقائق کی تفہیم کا ذریعہ ہے لہٰذا علم اسماء علم حقائق ہے علم لغت نہیں ہے۔
- تو یہ فعل خدا بھی ہے اور فعل عبد بھی۔ عبد کا عمل تاب الیہ ہوتا ہے اور معبود کا عمل تاب علیہ۔

## اردو حاشیہ

مراد وہ پتھر ہیں جن کی پرستش کی گئی ہے کہ بندے اور خدا ایک ہی جگہ ہوں گے۔

اعجاز قرآن کے ذیل میں ایک سورہ کا مطالبہ کرنا دلیل ہے کہ سورہ کا تعین پروردگار ہی کی طرف سے تھا اور وقت نزول قرآن ہو چکا تھا...... اور قرآن از اول تا آخر معجزہ ہے کہ اس کے ایک سورہ کا جواب بھی ممکن نہیں ہے۔ اس کے بعد منکرین کی تہدید کرنا بھی علامت ہے کہ حقائق کا انکار صرف انکار نہیں ہوتا اس کا انجام بھی بہت برا ہوتا ہے۔

(۵) جنت کے پھل دنیا کے مشابہ ہوں گے لیکن حقیقت میں بالکل مختلف ہوں جس طرح کہ جنت کے صاحبان اختیار اور سردار عام انسانوں کے مشابہ ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں ان سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

(۶) یہ مثل درحقیقت عبرت کا سامان ہے کہ انسان اپنے کو بہت بڑی شے سمجھتا ہے حالانکہ اس کے بعض اعضاء و جوارح ایک مچھر سے بھی کم ہیں۔ صاحبانِ ایمان اس نکتہ کو سمجھتے ہیں اور فاسق نہیں سمجھتے ہیں۔

(۷) یہ قدرت خدا کی طرف اشارہ ہے اور کافروں کو تنبیہ ہے کہ اپنی خلقت اور زمین و آسمان کی عظیم تخلیق کو دیکھنے کے بعد بھی کفر اختیار کرتے ہو۔ یہ انتہائی عجیب وغریب بات ہے۔

اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ

اورہم نے کہا: تم ایک[۱۱] دوسرے کے دشمن بن کر نیچے اتر جاؤ کہ ایک مدت تک تمھیں زمین میں ٹھہرنا

وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ

اور فائدہ اٹھانا ہوگا۔ (36) پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیے تو اللہ نے آدم[۱۲] کی توبہ قبول کرلی۔

عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا

بے شک وہی بڑا توبہ قبول کرنے ولا، مہربان ہے۔ (37) ہم نے کہا: تم سب یہاں سے نیچے اتر جاؤ

جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا

پھر اگر میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جس جس نے میری ہدایت کی پیروی کی

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

پھر انہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ (38)اور جو لوگ کفر کریں

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اور ہماری آیات کو جھٹلائیں وہی دوزخ والے ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع يٰبَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ[20] اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ

ع ۴ ۱۰ ۴

رہیں گے۔ (39) اے بنی اسرائیل![۱۳] میری وہ نعمت یاد کرو جس سے میں نے تمھیں نوازا ہے اور میرے

عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾

عہد کو پورا کرو کہ میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا اور تم لوگ صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔(40)

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ

اور میری اس نازل کردہ کتاب پر ایمان لاؤ جو تمہارے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے



### عربی حاشیہ

O اھبطوا علامت ہے کہ توبہ کے بعد بھی زمین کا فریضہ ساقط نہیں ہوا ہے اور جمع نسلوں کے اعتبار سے ہے۔

(۱۹) یہ شیطانوں کا سردار ہے جسے حکم الٰہی کی مخالفت اور رحمت خدا سے مایوسی کی بنا پر ابلیس کہا گیا ہے۔

(۲۰) اسراء کے معنی بندہ ایل کے معنی خدا اسرائیل یعنی بندۂ خدا۔ پروردگار عالم نے اس سورہ میں یہاں سے آیت ۱۴۲ تک بنی اسرائیل کے بارے میں دس نعمتیں۔ دس برائیاں اور دس قسم کے انتقام کا ذکر کیا ہے یعنی پہلے خدا نے دس نعمتیں دیں پھر انھوں نے دس طرح کی برائیاں کیں۔ آخر میں خدانے دس طرح سے انتقام لیا اور انھیں ان کے اعمال کی سزادی۔

### اردو حاشیہ

(۸) ان آیات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ خلافت الٰہیہ کا کام خدا نے خود انجام دیا ہے اوراس کا معیار تقویٰ اور تقدس کے ساتھ علم اسماء کو قرار دیا ہے۔ ملائکہ کو بھی خدا نے تعلیم دی تھی جس کا انھوں نے خود اقرار کیا ہے لیکن وہ انھیں شخصیات پر منطبق نہ کر سکے کہ یہ کام بشری صلاحیت کا ہے تو خدا نے اپنے علم کا حوالہ دے کر واضح کر دیا کہ جو آسمان وزمین کا غیب جانتا ہے۔ وہ تمہارے دل کی بات بھی جانتا ہے اور آدمؑ کا مستقبل بھی جانتا ہے۔ اس کے پہلے کی مخلوقات نے فساد کیا تھا تو وہ خلیفۃ اللہ نہیں تھے۔ آدم کو خلیفہ بنا رہا ہوں تو خلیفۃ اللہ مفسد نہیں ہوتا بلکہ صاحبِ کردار اور اعلمِ کائنات ہوتا ہے۔

(۹) ابلیس ایک سجدہ کے انکار سے کافر ہوگیا تو مستقل سجدہ کو ترک کرنے والوں کو انجام کیا ہوگا؟ اس نکتہ پر ہر صاحبِ علم وعقل کو غور کرنا چاہئے۔

(۱۰) یہ لفظ دلیل ہے کہ پابندی جگہ کی تھی کھانے کی نہیں تھی اور چونکہ جناب آدمؑ قریب نہیں گئے لہٰذا گناہ نہیں ہوا۔ صرف اتنی سی احتیاط لازم تھی کہ کھانے کے بارے میں بھی حکمِ خدا دریافت کر لیتے۔ اس لئے ترک اولیٰ ہو گیا ورنہ وہ زمین کے خلیفہ تھے تو انھیں زمین پر آنا ہی تھا۔

(۱۱) اس فقرہ میں اولاد آدم کی کیفیات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی دنیا میں عداوت، فساد، تعیش سب ہی کچھ ہوتا ہے۔

(۱۲) روایات میں ''کلمات،، سے مراد پنجتن پاک کے اسماء ہیں اور یہ تعجب خیز بات نہیں ہے۔ یہ حضرات مالک جنت، ساقی کوثر اور سردارانِ جنت ہیں

كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ﴿۴۱﴾

اور سب سے پہلے تم ہی اس کے منکر مت بنواور تھوڑی قیمت[۱۴] پر میری آیات کوفروخت نہ کرو اورصرف میرے (غضب) سے بچنے کی فکر کرو۔ (41)

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾

اور حق کو باطل کے ساتھ خلط نہ کرو اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔ (42)

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿۴۳﴾

اور نماز قائم کرو اورزکوۃ ادا کرو اور(اللہ کے سامنے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔ (43)

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۴﴾

کیا تم (دوسرے) لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہو۔ کیاتم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (44)

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿۴۵﴾

اور صبر اورنماز کا سہارا لو اوریہ (نماز) بار گراں ہے مگر خشوع[۱۵] رکھنے والوں پر نہیں۔ (45)

الَّذِينَ يَظُنُّونَ[21] أَنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۴۶﴾

جنہیں اس بات کا خیال رہتا ہے کہ انہیں اپنے رب[۱۶] سے ملنا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (46)

ع ۵

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۴۷﴾

اے بنی اسرائیل! میری وہ نعمت یاد کرو جس سے میں نے تمہیں نوازا اور تمہیں عالمین[۱۷] پر فضیلت دی۔ (47)



## عربی حاشیہ

(۲۱) یہ ظن یقین کے معنی میں ہے اور ان لوگوں کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے جو خدا کی ملاقات کا خیال بھی نہیں رکھتے ہیں۔

(۲۲) اس دور کے موجودات مراد ہیں جیسا کہ جناب مریمؑ کے انتخاب کے سلسلہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ف: آیت ۴۱ میں قرآن مجید کے مصدق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ انھیں مضامین کا حوالہ دے رہا ہے جو تمہاری کتابوں میں موجود ہیں۔ اس سے توریت وانجیل کی عدم تحریف پر استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ف: آیت ۴۳ میں نماز عبد ومعبود کے تعلق، زکوۃ مخلوق اور مخلوق کے تعلق اور رکوع اجتماعی اتحاد کی طرف اشارہ ہے۔

ف: شفاعت خدائی فیصلہ کے تبدیل کرانے یا خدا کے بدکرداری سے راضی کرنے کا نام نہیں ہے۔ شفاعت نیک کرداروں سے رابطہ کا نام ہے جو خود بھی کردار سازی کی بہترین دعوت ہے

## اردو حاشیہ

لہٰذا جنت میں جانے کے لئے ان کے علاوہ کس کا واسطہ درکار ہوگا؟

(۱۳) اسرائیل جناب یعقوبؑ کا لقب تھا۔ بنی اسرائیل کے لئے سب سے بڑی نعمت یہ تھی کہ ان کے درمیان بے شمار انبیاؑ اور راہنما آئے ان سے اطاعت کا عہد لیا گیا اور خدا نے ان سے ثواب کا عہد کیا لیکن ان لوگوں نے اپنے عہد کو پورا نہ کیا اور قرآن کو بھی نہ مانا جو توریت کی مخالفت نہیں بلکہ اس کی تصدیق کرنے والا تھا۔

(۱۴) جو کام توریت میں بنی اسرائیل نے کیا تھا وہی آیاتِ قرآنی کے بارے میں مسلمانوں نے کیا۔ وہ الفاظ نہ بیچ سکے تو معانی اور تفسیر وتاویل کی تجارت شروع کر دی۔ حق وباطل کو مخلوط کر دیا، حق پر پردہ ڈال دیا۔ انجام کار دونوں کا ایک ہی ہے۔

(۱۵) یہودیوں کی نماز میں رکوع نہ تھا لہٰذا رکوع کی دعوت دی گئی اور جماعت کی طرف بھی متوجہ کیا گیا کہ جماعت میں شرکت کا معیار یا اس کی آخری حد رکوع ہے۔ اس کے بعد پھر رکعت شمار نہ ہوگی۔

(۱۶) جس کے ذہن میں نماز کا فلسفہ لِقاءِ الٰہی ہے اور اجر وثواب کا یقین ہے اس کے لئے صبح، دوپہر، شام کوئی وقت مشکل نہیں ہے اور خدا ذہن سے نکل جائے تو پھر ہر وقت مشکل ہے۔

وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡـًٔا وَّ لَا

اوراس دن سے بچنے کی فکر کرو جس دن نہ کوئی کسی کا بدلہ بن سکے گا،

یُقۡبَلُ مِنۡہَا شَفَاعَۃٌ وَّ لَا یُؤۡخَذُ مِنۡہَا عَدۡلٌ وَّ لَا ہُمۡ

نہ کسی کی سفارش(۱۸) قبول ہو گی، نہ کسی سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی

یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ(23) فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ

جائے گی۔ (48) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی

سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ؕ

جو تمہیں بُری طرح اذیت دیتے تھے، تمہارے(۱۹) لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے

وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ﴿۴۹﴾ وَ اِذۡ فَرَقۡنَا بِکُمُ

اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑا امتحان تھا۔ (49) اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لیے

الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَیۡنٰکُمۡ وَ اَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَ اَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

دریا کو شق کیا پھر تمہیں نجات دی اور تمہاری نگاہوں کے سامنے فرعونیوں کو غرق کر دیا۔ (50)

وَ اِذۡ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰۤی اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَۃً ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ

اور(وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا پھر تم نے اس کے بعد

الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ وَ اَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوۡنَا عَنۡکُمۡ

گوسالہ کو (بغرض پرستش) اختیار کیا اورتم ظالم بن گئے۔ (51) پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معاف کردیا

مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی

کہ شاید تم شکر گزار بن جاؤ۔ (52)اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت)



### عربی حاشیہ

اوراس لئے ظالمین قابل شفاعت نہیں ہیں۔

(۲۳) آل کی اصل ہے اہل یعنی فرعون والے۔

(۲۴) بچوں کو ذبح کرنا اس خوف سے تھا کہ موسیٰ پیدا نہ ہونے پائیں اور باطل کا مزاج ہی یہ ہے کہ وہ خدا بھی بن جائے تو بندۂ حق سے ڈرتا رہتا ہے۔ عورتوں کی زندگی خدمت لینے کے لئے باقی رکھی جاتی تھی جو استخدام کا قدیم ترین طریقہ ہے۔

(۲۴) توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا یعنی پہلے خدا توجہ کرتا ہے تو انسان کو توبہ کی توفیق ہوتی ہے اور پھر دوبارہ توجہ کرتا ہے تو توبہ قبول کرتا ہے گویا بندہ تائب ہے اور خدا تواب۔

؎ من ترنجبین ہے اور سلویٰ بٹیر

فائدہ

واضح رہے کہ آیت ۵۶ میں موت کے بعد بعثت کا تذکرہ اسلام کے عقیدہ رجعت کی بہترین دلیل ہے جس کی طرف حضرات آل محمدؐ

### اردو حاشیہ

(۱۷) بنی اسرائیل کی افضیلت ذاتی کردار کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ان نعمتوں کا اثر ہے جو انبیاء اور مرسلین کی شکل میں دی گئی ہیں کہ سب سے زیادہ انبیاءؑ انھیں کے درمیان پیدا ہوئے ہیں۔ کاش یہ ان نعمتوں کی قدر بھی کرتے۔

(۱۸) نعمت خدا کی ناشکری، حق کی پردہ پوشی اور حق و باطل کا امتزاج ہی وہ جرائم ہیں جن کی سزا سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ آیت شریفہ میں جس شفاعت کا انکار ہے وہ انھیں کے ساتھیوں کی شفاعت ہے خاصانِ خدا کی نہیں کہ وہ ایسے افراد کی سفارش کسی قیمت پر نہیں کر سکتے ہیں۔ روایات میں صبر سے مراد روزہ ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ نماز اور روزے سے زیادہ طاقت کسی اسلحہ میں نہیں ہے اور خدا سے مدد مانگنے کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ آل محمدؐ نے اس قدر نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے کہ وہ خود بھی استعانت کا بہترین وسیلہ قرار پا گئے۔ اسی لئے روایات میں صبر کو نصف ایمان بتایا گیا اور علیؑ کو کل ایمان!

(۱۹) آیات بالا میں بنی اسرائیل پر کئے جانے والے احسانات اور ان کی نالائقیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرعون اپنی حکومت کو بچانے کے لے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور لڑکیوں کو خدمت کے لئے زندہ رکھتا تھا اور اس نے موسیٰؑ اور ان کی قوم کا تعاقب کیا تو ہم نے قوم کو بچالیا اور فرعون کو لشکر سمیت غرق کر دیا، لیکن اس کے بعد بھی قوم نے جناب موسیٰؑ کے کوہِ طور پر جاتے ہی دوسرا خدا تیار کر لیا اور سامری کے کہنے میں آ گئے۔ پھر بھی ہم نے معاف کر دیا لیکن اس کی بھی قدر نہ

الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَ اِذْ قَالَ

اور فرقان (حق و باطل کو جدا کرنے والا قانون) عطا کیا تا کہ تم ہدایت حاصل کرو۔ (53) اور (وہ وقت بھی یاد کرو)

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم نے گوسالہ اختیار کر کے یقیناً اپنے اوپر

الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ

ظلم کیا ہے پس اپنے خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اپنے لوگوں کو قتل کرو۔ تمہارے خالق

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہ خوب توبہ قبول کرنے والا،

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ

مہربان ہے۔ (54) اور (یاد کرو وہ وقت) جب تم نے کہا: اے موسیٰ ہم آپ پر ہرگز

حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ

یقین نہیں کریں گے جب تک ہم خدا کو علانیہ [۲۰] نہ دیکھ لیں۔ اس پر تمہیں بجلی نے گرفت میں لے لیا اور

تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ

تم دیکھتے رہ گئے۔ (55) پھر تمہارے مرنے کے بعد ہم نے تمہیں اٹھایا کہ شاید تم شکر گزار

تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ

بن جاؤ۔ (56) اور ہم نے تمہارے اوپر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا۔

وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَ

ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عنایت کی ہیں اور وہ ہم پر نہیں



### عربی حاشیہ

نے بار بار اشارہ فرمایا اور جو ظالمین کے لئے بہترین تنبیہ اور مظلومین کے لئے بہترین تسکین ہے۔ آخرت کا ثواب وعذاب اپنے مقام پر ہے۔ دنیا میں رجعت کے عقیدہ کا تاثر ہی کچھ اور ہے۔

ف: آیت ۵۴ میں توبہ کے بعد اجتماعی قتل کا حکم اس بات کی دلیل ہے کہ توحید کی مخالف اور شرک کی اساس قائم کرنا اتنا سنگین جرم ہے کہ اس جرم کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔

ف: غمام سفید بادل کا نام ہے کہ اس میں پردہ کی صلاحیت بھی ہوتی ہے اور وہ روشنی کے لئے حائل بھی نہیں ہوتا ہے۔

ف: لفظ حطہ کی مناسبت سے بیت المقدس کے ایک دروازہ کو باب حطہ کہا جاتا ہے اور روایت اسلامی میں معصوم کو اس لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

ف: رجز عذاب کے معنی میں ہے اور چونکہ بنی اسرائیل پر ایک عذاب طاعون کی شکل میں تھا اس لئے بعض روایات میں رجز کی تفسیر طاعون

### اردو حاشیہ

کی اور رویت کا مطالبہ کر دیا جس پر بجلی گرائی گئی اور پھر زندہ کر دیا کہ اب ہوش میں آ جائیں لیکن نہ آئے۔ ابر کا سایہ دیا، من وسلویٰ کی غیبی غذا دی لیکن جب قریہ میں داخل ہونے کا وقت آیا تو نہ سجدہ کیا اور نہ حطہ کہا بلکہ حطۃ کہہ دیا جب کہ ہم معاف کرنے کے لئے تیار تھے بلکہ ہم تو اضافہ بھی کر دینے والے تھے۔

ان واقعات سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ خدا کی نعمتوں کا حاصل ہو جانا فرد یا قوم کا کمال نہیں ہے۔ خدا ایسے نالائق افراد کو بھی ایسی عظیم نعمتیں دے دیتا ہے جن کا عالمین میں جواب نہیں ہوتا۔ کمال انسانی اس کے تشکر، قدر شناسی، توبہ اور سجدہ و استغفار میں ہے جسے بنی اسرائیل نے نظر انداز کر دیا تھا اور بار بار عذاب الٰہی کے حق دار ہو گئے تھے۔

(۲۰) اس واقعہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ خدا دیکھنے کے قابل نہیں ہے اور نہ کسی بشر میں اس امر کی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے اور جب جناب موسیٰؑ جیسا پیغمبر نہ دیکھ سکے تو دوسرے افراد کے دیکھنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

(۲۱) بنی اسرائیل اس قدر بے ایمان تھے کہ عملی اتباع تو بڑی بات ہے لفظ حطہ و مغفرت کو زبان پر نہیں لانا چاہتے تھے اور اس کے بجائے حطۃ کہہ رہے تھے یعنی آخرت کے بجائے دنیا کی نعمتوں کی فکر میں لگے ہوئے تھے یہی وہ طرز عمل تھا جو عذاب الٰہی کا باعث ہو گیا۔ دنیا کو آخرت پر مقدم کرنا بدترین طرز عمل ہے۔

لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ

بلکہ خوداپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ (57) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے کہا تھا:

الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ

اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور امن وسکون کے ساتھ جہاں سے چاہو کھاؤ اور (شہر کے) دروازے میں سجدہ

سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ [25] نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ

کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور کہو: گناہوں[۲۱] کو بخش دے تو ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے اور ہم نیکوکاروں

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ

کوزیادہ ہی عطا کریں گے۔(58) مگر ظالموں نے اس قول کو جس کا انہیں کہا گیا تھا،

قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا [26] مِّنَ السَّمَآءِ

دوسرے قول سے بدل دیا تو ہم نے ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا کیونکہ وہ نافرمانی

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ [27] ﴿۵۹﴾ ع وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

(ع ۱۳/۶)

کرتے رہتے تھے۔ (59)اور (اس وقت کویاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ [28] مِنْهُ اثْنَتَا

پانی طلب کیاتوہم نے کہا: اپنا عصا[۲۲] پتھر پر مارو پس (پتھر پر عصا مارنے کے نتیجے میں)

عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہرگروہ کو اپنے گھاٹ کا علم ہوگیا۔ کھاؤ

مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا [29] فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ

اور پیو اللہ کے رزق سے اور ملک میں فساد مت پھیلاتے پھرو۔(60)اور (وہ وقت یاد کرو)



## عربی حاشیہ

سے لی گئی ہے نزول عذاب کے ساتھ ظالمین کا ذکر علامت ہے کہ عذاب عام نہ تھا۔ صرف مستحقین پر تھا اور اس کا سبب ان کا فسق تھا۔

(۲۵) حطہ کے معنی گرانا اور جھاڑ دینا یعنی پروردگار تیری شان یہ ہے کہ تو گناہوں کو جھاڑ دے اور بندے کو پاک وپاکیزہ بنادے۔

(۲۶) رجز یعنی عذاب

(۲۷) فسق اطاعت سے خارج ہوجانا اور نافرمانی کرنا۔

(۲۸) انفجار شگافتہ ہوکر بہہ جاتا۔

## اردو حاشیہ

(۲۲) بظاہر دنیا میں نہ آسمان سے غذا نازل ہوتی ہے نہ عصا مارنے سے چشمہ نکلتا ہے لیکن پروردگار عالم نے اتمام حجت کے لئے یہ سب کچھ کر دیا کہ ہمارے ہو جاؤ تو اقتصادی بائیکاٹ یا معاشی ناکہ بندی کی کوئی فکر نہیں ہے۔ ہم عصا سے چشمہ نکال سکتے ہیں اور فضا سے من وسلویٰ نازل کر سکتے ہیں۔

(۲۳) آیاتِ الٰہی کا انکار اور مادی غذاؤں کی فکر انسانی زندگی کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ جو شخص خدائی عطیہ پر اکتفا نہیں کرتا اور ہوس میں پڑ جاتا ہے اور رنگ برنگ کی غذاؤں پر جان دیتا ہے اور پھر ان غذاؤں کا شکریہ ادا نہیں کرتا اس کے حصے میں ذلت اور محتاجی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ دنیاوی غذاؤں کا خاصہ ہی یہ ہے کہ جتنی قسمیں زیادہ ہوں گی اتنی ہی متحاجی زیادہ ہو گی۔ سادہ غذا انسان خود بھی بہ آسانی فراہم کر سکتا ہے۔ تلون اور تنوع کی فکر ہی اسے محتاج اور ذلیل بنا دیتی ہے۔

(۲۴) اس آیت میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ صرف ادعائے ایمان کافی نہیں ہے جب تک واقعی ایمان اور عمل صالح نہ ہو اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ سابق میں غیر مذہب پر ہونا ایمان لانے یا عمل کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔ انسان کفر بھی اپنے اختیار سے اختیار کرتا ہے اور ایمان بھی اپنے ارادہ سے اختیار کرتا ہے۔ پیدائشی طور پر نہ کوئی کافر ہوتا ہے نہ مسلمان۔ فطرت اسلام پر پیدا ہونا اور ہے اور مسلمان ہونا اور ہے...... ایمان کے ذیل میں صرف اللہ

قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ

جب تم نے کہا تھا: اے موسیٰ! ہم ایک ہی قسم کے طعام پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے

يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَ

پس آپ اپنے رب سے کہہ دیجئے کہ ہمارے لیے زمین سے اگنے والی چیزیں فراہم کرے

فُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ

جیسے ساگ، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز۔ (موسیٰ نے) کہا: کیا تم اعلیٰ کی جگہ ادنیٰ چیز لینا چاہتے ہو؟

اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ

ایسا ہے تو کسی شہر میں بس جاؤ یہ چیزیں تمھیں مل جائیں گی اور ان پر ذلت و محتاجی تھوپ دی گئی

وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ

اور وہ اللہ کے غضب میں مبتلا ہو گئے۔ ایسا اس لیے ہوا کہ وہ[۲۳] اللہ کی آیات کا

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ

انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے اور یہ سب اس لیے ہوا

النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾

کہ وہ نافرمانی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ (61)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی (30) وَالصّٰبِـٕیْنَ

[۲۴] بے شک مسلمان، یہودی، نصاریٰ اور صابئین میں سے جو کوئی اللہ

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ

اور آخرت پر ایمان لے آئے اور نیک عمل بجا لائے تو ان کے رب کے



**عربی حاشیہ**

(۲۹) عیث فساد یعنی شدید ترین فساد پھیلانا۔

ذلت بے قدر و قیمت ہونا۔ یہودی اپنی بدکرداری کی بنا پر صاحبانِ عقل وانصاف کی نظر میں کوئی قیمت نہیں رکھتے۔ مسکنت۔ دوسروں کے سامنے جھک جانا اور یہ یہودیوں کی خاص صفت ہے۔

○ آیت ۶۱ میں مصر نکرہ ہے یعنی دیہات اور صحرا کے مقابلہ میں کوئی شہر۔ اس سے مراد ملک مصر نہیں ہے۔

ف: آیت ۶۱ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تنوع پسندی انسان کا مزاج ہے۔

لہٰذا اس پر ناراض ہونے کی کیا وجہ ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ تنوع پسندی انسان کا نہیں آرام کا مزاج ہے اور وہ اسی وقت تک صحیح ہے جب تک انسان نعمت خدا کا انکار اور استہزا نہ کرے۔

(۳۰) نصاریٰ کو نصاریٰ اس لئے کہا جاتا

**اردو حاشیہ**

اور آخرت کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ ایمان بالرسول درحقیقت ایمان باللہ ہی کا لازمہ ہے جس طرح کہ ایمان بالامام ایمان بالرسول کا لازمہ ہے۔ رسول پر ایمان کے بغیر خدا پر ایمان لانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

(۲۵) بنی اسرائیل سے توریت پر عمل کرنے کا عہدہ لینے کے لئے سر پر کوہِ طور لٹکا دیا گیا تو انھوں نے عہد کر لیا لیکن پھر بھی عمل نہ کیا...... اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیل سکتا ہے۔ قرآن مجید نے یہ واضح کر دیا کہ جن کو نہیں ماننا ہوتا ہے وہ بہرحال نہیں مانتے ہیں چاہے عذاب الٰہی سر پر معلق کر دیا جائے۔

(۲۶) بظاہر مخالفت بہت معمولی تھی کہ شنبہ کے دن مچھلی کا شکار ممنوع تھا اور وہ جمعہ کے دن گڑھے کھود دیا کرتے تھے کہ مچھلیاں اس طرف آ جائیں اور انھیں پکڑ لیں...... لیکن خدا نے انھیں بندر بنا دیا کہ اگر تمہیں اس طرح کی ہیرا پھیری آتی ہے تو ہمیں بھی خلقت کو تبدیل کر دینا آتا ہے۔ خدا کسی بندے کا محتاج نہیں ہے سب اس کے محتاج ہیں۔ انسانیت کا حق انھیں لوگوں کا ہے جو احکام الٰہیہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ باقی سب بندر ہیں۔ ظاہری اعتبار سے نہ بھی

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

پاس ان کا اجر ہے اورانہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔(62)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا

[۲۵] اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تمہارے اوپر کوہ طور کو بلند کیا (اور تمہیں حکم دیا کہ) جو چیز (کتاب) ہم

مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

نے تمہیں دی ہے اسے پوری قوت سے پکڑ رکھو اور جو کچھ اس میں موجود ہے اسے یاد رکھو (اس طرح) شاید تم بچ سکو۔(63)

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

پھر تم اس کے بعد پلٹ گئے۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی

وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ

تو تم گھاٹے میں ہوتے۔ (64)اور تم اپنے ان لوگوں کو خوب جانتے ہو

اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً

[۲۶] جنہوں نے سبت (ہفتہ) کے بارے میں تجاوز کیا تھا، تو ہم نے انہیں حکم دیا تھا: ذلیل بندر

خٰسِـِٕيْنَ ﴿۶۵﴾ [31] ۚ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا

بن جاؤ۔ (65) چنانچہ ہم نے اس (واقعے) کو اس زمانے کے اور بعد کے لوگوں کے لیے عبرت اور تقویٰ

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ

رکھنے والوں کے لیے نصیحت بنا دیا۔ (66)اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ

يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ

خدا تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔[۲۷] وہ بولے: کیا آپ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں؟

منزل ۱

## عربی حاشیہ

ہے کہ یہ قریہ ناصرہ میں آباد تھے، جس طرح یہود یہودا ابن یعقوب کی اولاد میں تھے۔

صابی بیدین اور ملائکہ یا ستاروں کی پرستش کرنے والے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۶۳ میں میثاق کا تعلق عملی پروگرام سے ہے اور اس پر تمہید کی جاسکتی ہے ورنہ عقائد کے سلسلہ میں جبر جائز نہیں ہے۔

(۳۱) خساء کتے کو دھتکار دینا یعنی یہودی بندر بھی بنا دیئے گئے اور ذلیل کر کے بارگاہ الٰہی سے ہٹا بھی دیئے گئے۔ بندر اس لئے بنائے گئے کہ اس کی خصلت صرف نقالی ہے اور حقائق سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

فائدہ

بعض حضرات کا خیال ہے کہ صابی ستارہ پرست نہیں ہیں بلکہ کسی نبی کے امتی ہیں جن کی دو قسمیں تھیں بعض توحید پرست اور سیف تھے اور بعض مشرک۔

## اردو حاشیہ

(۲۵) بنی اسرائیل سے توریت پر عمل کرنے کا عہدہ لینے کے لئے سر پر کوہِ طور لٹکا دیا گیا تو انھوں نے عہد کرلیا لیکن پھر بھی عمل نہ کیا...... اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیل سکتا ہے۔ قرآن مجید نے یہ واضح کردیا کہ جن کو نہیں ماننا ہوتا ہے وہ بہرحال نہیں مانتے ہیں چاہے عذاب الٰہی سر پر معلق کردیا جائے۔

(۲۶) بظاہر مخالفت بہت معمولی تھی کہ شنبہ کے دن مچھلی کا شکار ممنوع تھا اور وہ جمعہ کے دن گڑھے کھود دیا کرتے تھے کہ مچھلیاں اس طرف آجائیں اور انھیں پکڑ لیں......لیکن خدا نے انھیں بندر بنا دیا کہ اگر تمہیں اس طرح کی ہیرا پھیری آتی ہے تو ہمیں بھی خلقت کو تبدیل کر دینا آتا ہے۔ خدا کسی بندے کا محتاج نہیں ہے سب اس کے محتاج ہیں۔ انسانیت کا حق انھیں لوگوں کا ہے جو احکام الٰہیہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ باقی سب بندر ہیں۔ ظاہری اعتبار سے نہ بھی ہوں تو باطنی اعتبار سے ہیں۔ نصیحت صرف صاحبانِ تقویٰ حاصل کرتے ہیں۔

(۲۷) بنی اسرائیل میں لوگوں نے ایک رئیس کو قتل کردیا تھا کہ اس کا ترکہ تقسیم کرلیں اور دوسرے پر الزام رکھ دیا۔ خدا نے کہا کہ گائے ذبح کر کے اس مقتول کے جسم سے مس کردو۔ وہ زندہ ہو کر قاتل کا نام بتا دے گا۔ ان لوگوں نے الزام باقی رکھنے کے لئے تادیر حیلہ حوالہ کیا اور بالآخر مجبور ہوئے۔

الزام تراشی کرنے والے حقائق کا سامنا کرنے سے ہمیشہ گھبراتے ہیں اور ان کا انجام ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اس واقعہ سے یہ بھی واضح ہوگیا

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ

(موسیٰ نے) کہا: پناہ بخدا! میں (تمہارا مذاق اڑا کر) جاہلوں میں شامل ہوجاؤں؟ (67)وہ بولے:

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ

اپنے رب سے ہماری خاطر درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے کہ گائے کیسی ہو۔

لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا

کہا:وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا، بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے

تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ

اب اسے بجا لاؤ۔ (68) کہنے لگے: اپنے رب سے ہمارے لیے درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے:

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ

اس گائے کا رنگ کیسا ہو؟ کہا: وہ فرماتا ہے کہ اس گائے کا رنگ گہرا زرد اور دیکھنے والوں کے لیے

النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ

فرحت بخش ہو۔ (69) انہوں نے کہا: اپنے رب سے (پھر) درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے

الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾

وہ گائے کیسی ہو؟ گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے اور اگر خدا نے چاہا تو ہم ضرور اسے ڈھونڈ لیں گے۔ (70)

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ (32) تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا

(موسیٰ نے) کہا: اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی سدھائی ہوئی نہ ہو جو ہل چلائے اور کھیتی کو پانی دے

تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ

(بلکہ) وہ سالم ہو، اس پر کسی قسم کا دھبہ نہ ہو۔ کہنے لگے اب آپ نے ٹھیک نشاندہی کی ہے



## عربی حاشیہ

ف: واقعہ بقرہ کے الفاظ سے چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں.....(۱) قاتل کے بارے میں اختلاف سنگین تھا اور عام قوانین سے فیصلہ ممکن نہ تھا۔ (۲) کچھ لوگوں کو حقیقت واقعہ کا علم تھا اور وہ اختلاف کو باقی رکھنا چاہتے تھے۔ (۳) قتل کا سبب مال تھا یا عورت اور یہ دونوں چیزیں، ہمیشہ خون ریزی کا سبب بن جایا کرتی ہیں۔ (۴) حکم خدا کے بارے میں زیادہ جرح کرنا مصائب میں اضافہ کا سبب بن جاتا ہے۔ انسان کو بحث وتمحیص سے زیادہ تعمیل حکم کو اہمیت دینا چاہیے۔

(۳۲) ذلول نہایت آسانی اور نرمی سے کام کرنے والا۔

## اردو حاشیہ

کہ جو خدا ایک گائے کے گوشت کو مس کر کے مقتول کو زندہ کر سکتا ہے وہ تقاضائے مصلحت کے بعد انسان کی ٹھوکر سے بھی مردہ کو زندہ کر سکتا ہے اور گہوارے سے جسم مس کرنے والے کو نئے بال و پر بھی عطا کر سکتا ہے۔ قدرت خدا سے کوئی شے بعید نہیں ہے، صرف مصلحت کے تقاضے کی ضرورت ہے۔

بِالْحَقِّ ط فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾ ع وَاِذْ قَتَلْتُمْ

پھر ان لوگوں نے گائے کو ذبح کر دیا حالانکہ ان سے فرمانبرداری کی امید نہ تھی۔ (71) (۲۸) اور جب تم نے ایک شخص کو قتل

نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ط وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ ج

کر ڈالا پھر ایک دوسرے پر اس کا الزام لگانے لگے لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا۔ (72)

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ط كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى لا وَيُرِيْكُمْ

تو ہم نے کہا: گائے کا ایک حصہ اس (مقتول) کے جسم پر مارو۔ یوں اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

دکھاتا ہے تا کہ تم عقل سے کام لو۔ (73) پھر اس کے بعد بھی تمہارے دل سخت رہے،

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ط وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ

پس وہ پتھر کی مانند بلکہ اس بھی زیادہ سخت ہوگئے کیونکہ پتھروں میں سے کوئی

لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ

تو ایسا ہوتا ہے جس سے نہریں پھوٹتی ہیں اور کوئی ایسا ہے جس میں شگاف پڑ جاتا ہے

مِنْهُ الْمَآءُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط

تو اس سے پانی بہہ نکلتا ہے اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو ہیبت الٰہی سے نیچے گر پڑتا ہے

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ

اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ (74) کیا تم اس بات کی توقع رکھتے ہو کہ

يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ

(ان سب باتوں کے باوجود یہودی) تمہارے دین پر ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں ایک گروہ ایسا رہا ہے



## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۷۳ دلیل ہے کہ خدا جس چیز کو چاہے مردہ کو زندہ بنانے کا ذریعہ بنا سکتا ہے۔ اس میں بلاسبب تعجب کرنے یا انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(۳۳) درء کے معنی ہیں دفع کرنا یعنی ہر شخص اپنی بلاء کو دوسرے کے سر ڈال رہا تھا۔

(۳۴) جانور کے حصہ کے مقتول سے مس کر دینے سے مقتول کا زندہ ہو جانا حضرت موسیٰ کا ایک معجزہ ہے۔

فائدہ

سورہ بقرہ کو گائے کے قصہ کی طرف منسوب کرنا اس بات کی علامت ہے کہ حکم خدا کے مقابلہ میں جرح و بحث اور چون وچرا ایسا عظیم جرم ہے جس کے تذکرہ کو پروردگار واضح طور پر باقی رکھنا چاہتا ہے تاکہ آیندہ نسلیں عبرت حاصل کرسکیں۔

## اردو حاشیہ

(۲۸) بعض روایات میں ہے کہ ایک عورت کے عقد کا جھگڑا تھا جس کا عقد ایک شخص سے ہوگیا اور اس کے رقیب نے اسے قتل کر کے دوسرے قبیلہ میں لاش پھینک دی اور ہنگامہ شروع ہوگیا۔ آخر میں اتنی بحث ہوئی کہ ایک گائے کی قیمت اس کی کھال کے اندر سما جانے والے سونے کے برابر قرار پائی اور یہ قیمت ایک مرد مومن کو مل گئی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رقابت پہلا جرم، قتل دوسرا جرم اور اتنی قیمت ادا کرنا تیسری سزا ہے اور ان سب کا فائدہ ایک دین دار آدمی کو ہوا کہ پروردگار نیک بندوں کو مختلف طریقوں سے رزق عطا کرتا ہے اور موذیوں کے جھگڑے سے مومنین کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

جواللہ کا کلام سنتا ہے[۲۹] پھر اسے سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر اس میں تحریف کر دیتا ہے۔ (75)

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ

جب وہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لا چکے ہیں اور جب خلوت میں اپنے ساتھیوں سے ملتے ہیں

اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ[35] اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

تو کہتے ہیں: جو راز اللہ نے تمہارے لیے کھولے ہیں وہ تم ان (مسلمانوں) کو کیوں بتاتے ہو؟ کیا تم نہیں سمجھتے

لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا

کہ وہ (مسلمان) اس بات کو تمہارے رب کے حضور تمہارے خلاف دلیل بنائیں گے؟ (76) کیا (یہود)

يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾

نہیں جانتے کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے، خواہ وہ چھپائیں یا ظاہر کریں؟ (77)

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ[36] لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ[37] وَاِنْ هُمْ

ان میں کچھ ایسے ناخواندہ لوگ ہیں جو کتاب (توریت) کو نہیں جانتے سوائے جھوٹی آرزوؤں کے اور بس وہ اپنے خیال خام

اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ[38] لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۙ

میں رہتے ہیں۔ (78) پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو (توریت کے نام سے) ایک کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں

ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ

[۳۰] پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے تاکہ اس کے ذریعے ایک ناچیز معاوضہ حاصل کریں، [۳۱] ہلاکت ہو

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾

ان پر اس چیز کی وجہ سے جسے ان کے ہاتھوں نے لکھا اور ہلاکت ہو ان پر اس کمائی کی وجہ سے۔ (79)



النصف

## عربی حاشیہ

**فائدہ**

ف: یہودیوں کا ایک گروہ غیر متعصب تھا اور وہ لوگوں سے توریت میں پیغمبر اسلام کا تذکرہ بیان کر دیتا تھا تو اسے شدت سے روکا گیا اور قرآن مجید نے اس نکتہ کو محفوظ کرلیا کہ ہر دور میں حقائق کے بیان کرنے والوں پر پابندی عائد کی جاتی ہے کہ کہیں اہلِ حق اسے دلیل نہ بنالیں اور یہ یہودیت کا خاص مزاج ہے جو بعض مسلمانوں میں سرایت کرگیا ہے۔

(۳۵) یہاں فتح کے معنی حکم اور فیصلہ کے ہیں۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق۔

(۳۶) اُمی ماں کی طرف منسوب ہونا ہے اور جاہل کی مثال اس بچہ کی ہے جو فرط محبت میں ماں کے پاس رہ جائے اور مدرسہ نہ جائے۔

امی ام القریٰ کے رہنے والے کو بھی کہتے ہیں لیکن وہ یہاں مراد نہیں ہے۔

(۳۷) امیدیں اور آرزوئیں بے بنیاد

## اردو حاشیہ

(۲۹) یہودی علماء توریت سے صفات پیغمبرؐ کو نکال کر دوسرے الفاظ رکھ دیتے تھے کہ کہیں مرید ہاتھ سے نکل نہ جائیں...... یہودی صفت افراد آج بھی عوام کو قبضہ میں رکھنے کے لئے حقائق میں تحریف کرتے رہتے ہیں۔

(۳۰) بعض لوگوں کا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کتاب کا مصرف صرف مرادیں پوری کرنا اور ثواب کمانا ہے عمل و کردار سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن مجید نے اس طرز فکر کو یہودی طرز فکر قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے کہ کتاب خدا منت مراد اور فقط تحصیل اجر و ثواب کے لئے نہیں آئی ہے۔ اس کا مقصد کردار سازی ہے اور اجر تو قہری طور پر حاصل ہو ہی جائے گا۔

(۳۱) یہ کردار بھی ہر دَور میں پایا جاتا رہا ہے کہ اپنی خانہ ساز باتوں کو خدائی کہہ کر عوام کو دھوکہ دیا جائے اور چند پیسے کمائے جائیں حالانکہ اس کا انجام بہت برا ہوتا ہے اور اس پر دہرا عذاب ہوتا ہے۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ

اور(یہودی) کہتے ہیں:(۳۲)ہمیں تو جہنم کی آگ گنتی کے چند دنوں کے علاوہ چھو نہیں سکتی، (اے رسول ﷺ)

عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى

کہہ دیجئے: کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے کہ اللہ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا یا تم اللہ پر تہمت باندھ

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ

رہے ہو جس کا تم علم نہیں رکھتے؟ (80)البتہ جو کوئی بدی اختیار کرے اور اس کے گناہ اس پر

خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ

حاوی ہو جائیں تو ایسے لوگ اہل دوزخ ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (81)اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

جو ایمان لائیں اور اچھے اعمال بجا لائیں یہ لوگ اہل جنت ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔(82)اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا (اور کہا) کہ

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو(۳۳) اور (اپنے) والدین، قریب ترین رشتے داروں،

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

یتیموں اور مسکینوں پر احسان کرو اور لوگوں سے حسن گفتار سے پیش آؤ اور نماز قائم کرو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ

اور زکوۃ ادا کرو پھر چند افراد کے سوا تم سب برگشتہ ہو گئے اور تم لوگ رو گردانی



## عربی حاشیہ

باتوں کو امانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۳۸) ویل، عذاب، رسوائی، حسرت، ہلاکت کے معنی میں ہے اور جہنم کی ایک وادی کا بھی نام ہے۔

فائدہ

ف: آیت نمبر ۸۰ دلیل ہے کہ ہر گناہ ایک اثر رکھتا ہے اور وہ اثر کثرت گناہ کی بنا پر انسان کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے اور انسان ایسا قیدی بن جاتا ہے جس کے قید خانے کے تمام دروازے بند ہوں اور وہ اس میں گھٹ کر رہ جائے۔

(۳۹) چالیس دن مراد ہیں جتنے دن گوسالہ پرستی کی ہے۔

ف: رسائل الشیعہ میں امام صادقؑ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ ہمارے اور یہود کے عوام کا فرق یہ ہے کہ یہودی اپنے علماء کے فسق و فجور اور ان کی غلط بیانی سے باخبر تھے اور اس کے باوجود ان کی اطاعت کرتے تھے لیکن ہمارے عوام کا امتیاز یہ ہے کہ انھیں صرف ایسے علماء کی تقلید کی

## اردو حاشیہ

(۳۲) یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ جتنے دن گوسالہ پرستی کی ہے اتنے ہی دن عذاب بھی ہوگا اور پھر عذابِ جہنم کا استخفاف بھی کرتے تھے جس طرح بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ چند دن جہنم میں رہ کر جنت میں چلے جائیں گے۔ ان بے چاروں کو یہ اندازہ بھی نہیں ہے کہ جہنم کے چند دن کیا ہوتے ہیں یا عمل اور عذاب میں دنوں کا کیا رابطہ ہوتا ہے۔

(۳۳) اللہ کی عبادت کرنا، ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا کہ ان کے سامنے اف بھی نہ کہا جائے اور قرابت داروں کا خیال رکھنا، یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا، مسکینوں کا حق خمس و زکوۃ وغیرہ ادا کرنا، نماز قائم کرنا دین اسلام کی تعلیمات ہیں لیکن بنی اسرائیل کے حوالے سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ احکام الٰہیہ پر عمل نہ کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَکُمۡ لَا تَسۡفِکُوۡنَ دِمَآءَکُمۡ

کرنے والے ہو۔ (83) (۳۴)اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ

وَلَا تُخۡرِجُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ ثُمَّ اَقۡرَرۡتُمۡ وَاَنۡتُمۡ

اپنوں کا خون نہ بہاؤ گے اور اپنے ہی لوگوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالو گے پھر تم نے اس کا اقرار کر لیا

تَشۡهَدُوۡنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ وَتُخۡرِجُوۡنَ

جس کے تم خود گواہ ہو۔(84) پھر تم ہی وہ لوگ ہو جو اپنے افراد کو قتل کرتے ہو اور اپنوں میں سے

فَرِیۡقًا مِّنۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِهِمۡ تَظٰهَرُوۡنَ [40] عَلَیۡهِمۡ بِالۡاِثۡمِ [41]

ایک گروہ کو ان کی بستیوں سے نکالتے ہو پھر گناہ اورظلم کر کے ان کے دشمنوں کی مددکرتے ہو

وَالۡعُدۡوَانِ ؕ وَاِنۡ یَّاۡتُوۡکُمۡ اُسٰرٰی تُفٰدُوۡهُمۡ وَهُوَ

اور اگر وہ قید ہو کرتمہارے پاس آتے ہیں (۳۵) تو تم فدیہ دے کر انہیں چھڑا لیتے ہو حالانکہ سرے سے

مُحَرَّمٌ عَلَیۡکُمۡ اِخۡرَاجُهُمۡ ؕ اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ

انہیں نکالنا ہی تمہارے لیے حرام تھا۔ کیاتم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہو

الۡکِتٰبِ وَتَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنۡ یَّفۡعَلُ ذٰلِكَ

اورکچھ حصے سے کفر اختیار کرتے ہو؟ پس تم میں سے جو ایسا کرے اس کی سزا

مِنۡکُمۡ اِلَّا خِزۡیٌ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ وَیَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ یُرَدُّوۡنَ

دنیاوی زندگی میں رسوائی کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور آخرت میں (ایسے لوگ)

اِلٰۤی اَشَدِّ الۡعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۵﴾

سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ (85)



## عربی حاشیہ

اجازت دی گئی ہے جو اپنے نفس کے محافظ، اپنے دین کے حافظ، اپنی خواہشات کے مخالف اور اپنے مولا کے اطاعت گزار ہوں۔ اس کے علاوہ ہمارے عوام بھی بدکردار علماء کی تقلید کریں تو قابلِ مذمت ہیں۔

ف: اخراج نفس عالم انسانیت کے اتحاد کی طرف بہترین اشارہ ہے مگر افسوس کہ مفاد پرست ان نکات کی طرف کبھی توجہ نہیں دیتے ہیں۔

(۴۰) تظاہر۔ تعاون۔ ظہر سے نکلا ہے یعنی ایک دوسرے کا پشت پناہ ہونا۔ جس طرح کہ بعض ازواجِ رسولؐ نے رسول کے خلاف باہمی تعاون سے سازش کی تھی۔

(۴۱) اثم ہر وہ عمل ہے جو انسان کو ثواب سے دور کردے۔ عربی ادب میں شراب کو بھی اثم کہا گیا ہے اور اس کی وجہ بھی یہی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۳۴) یہ عہد ہر دَور کے انسان سے ہے کہ آپس میں قتل وخون نہ کیا جائے اور لوگوں کو آوارہ وطن نہ بنایا جائے لیکن کل کے یہودیوں کی طرح آج کے مسلمان عوام اور حکام بھی اس بدعہدی میں مبتلا ہیں اور اپنے علاوہ کسی کو زندگی کا حق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ قرآنی زبان میں اسے ایمان بالکتاب نہیں کہتے اور اس کی سزا عذابِ آخرت کے علاوہ دنیا کی ذلت ورسوائی بھی ہے جس میں یہودیوں کی طرح مسلمانوں کی اکثریت بھی مبتلا ہے۔

(۳۵) یہودیوں کے رؤسا غریبوں کو قتل کرتے تھے۔ آبادی سے نکال دیتے تھے اور جب لوگ انھیں گرفتار کر لیتے تھے تو فدیہ دے کر آزاد بھی کرا لیتے تھے۔ یہ ''آگ لگا کر بالٹی لے کر دوڑنے'' کی پالیسی ہے جو آج بھی پائی جاتی ہے اور جسے اکثر مسلمان لیڈر اپنائے ہوئے ہیں۔ پہلے عوام پر ظلم کرتے ہیں اور اس کے بعد جب ظلم عام ہو جاتا ہے تو اظہاری ہمدردی کرنے لگتے ہیں تاکہ لوگوں کی توجہ ان کے مظالم کی طرف سے ہٹ جائے اور وہ قوم کے ہمدرد کہے جانے لگیں۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ز

یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے بدلے میں دنیاوی زندگی خرید لی ہے

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ ع وَ

پس ان کے عذاب میں کوئی تخفیف نہ ہو گی اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کی جائے گی۔(86)اور

لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ز

تحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اورہم نے

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط

عیسیٰ ابن مریم کو نمایاں نشانیاں عطا کیں اورروح القدس کے ذریعے ان کی تائید کی

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ج

تو کیا جب بھی کوئی رسول تمہاری خواہشات کے خلاف (احکام لے کر) آئے(۳۶) تو تم اکڑ گئے

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ز وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا

پھر تم نے بعض کو جھٹلا دیا اور بعض کو تم لوگ قتل کرتے رہے؟ (87)اور وہ کہتے ہیں: ہمارے دل غلاف میں

غُلْفٌ ط بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

بند ہیں۔(نہیں) بلکہ ان کے کفر کے باعث اللہ نے ان پر لعنت کر رکھی ہے پس اب وہ کم ہی ایمان لائیں گے۔(88)

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا

اور جب اللہ کی جانب سے وہ کتاب آئی جو ان کے پاس موجود باتوں کی تصدیق

مَعَهُمْ لا وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ

کرنے والی ہے اور وہ پہلے کافروں پر فتح کی امید رکھتے تھے، پھر جب ان کے



### عربی حاشیہ

(۴۲) قفا اتباع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی ایک کے بعد ایک مرسلین کا سلسلہ قائم کردیا ہے۔

(۴۳) روح القدس جبریل کا نام ہے۔ روح اس لئے کہ ان کی وحی وجہ زندگانی ہے اور قدس اس لئے کہ ہر عیب سے پاک وپاکیزہ ہیں۔

ف: مدینہ میں مشرکین کے دو قبیلے اوس وخزرج تھے اور یہودیوں کے دو قبیلے بنی نضیر اور بنی قریظہ اور ہر قبیلہ نے مشرکین کے ایک قبیلہ سے معاہدہ کر رکھا تھا اور اس کی جا و بیجا امداد کیا کرتا تھا۔ قرآن مجید نے یہودیوں کی اس حرکت کو سخت قابل مذمت قرار دیا ہے کہ وہ اللہ والے ہو کر مشرکین کی امداد کیا کرتے تھے اور یہ ان مسلمانوں کے لئے درس عبرت ہے جو توحید کے علمبردار بننے کے باوجود کفار ومشرکین کی ہر جا اور بیجا سازش میں ان کا ساتھ دیتے ہیں اوران کے آلۂ کار بن جاتے ہیں۔

### اردو حاشیہ

(۳۶) خواہش نفس، انسانی زندگی کی وہ بلا ہے جس سے انسان چھٹکارا حاصل نہیں کر پاتا بلکہ جس قدر قانون الٰہی سے دور تر ہوتا جاتا ہے خواہشات میں مزید گرفتار ہوتا جاتا ہے۔ یہ خواہش غریبوں کو گمراہ کرتی ہے اور رئیسوں کو قاتل انبیاء تک بنا دیتی ہے اور انسان اس کے پیچھے دیدہ و دانستہ حقائق کا انکار کر دیتا ہے جیسا کہ تاریخ اسلام میں اقوال پیغمبرؐ کی مخالفت اور ائمہ معصومینؑ کے قتل کے پس منظر میں دیکھا گیا ہے کہ انسان اپنی مرضی کے خلاف کچھ سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ

پاس وہ آ گیا(۳۷) جسے وہ خوب پہچانتے تھے تو وہ اس کے منکر ہو گئے پس

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ

کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (89) کتنی بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انہوں نے

يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا[45] اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اپنی جانوں کا سودا کیا کہ صرف اس بات کی ضد میں خدا کے نازل کیے کا انکار کرتے ہیں کہ اللہ اپنے بندوں

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ

میں سے جس پر چاہتا ہے فضل و کرم نازل کرتا ہے پس وہ اللہ کے غضب بالائے غضب کے سزاوار

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ

ہوئے اور کافروں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ (90) اور جب ان سے کہاجاتا ہے کہ جو اللہ نے

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا

اتارا ہے اس پر ایمان لے آؤ تو جواب دیتے ہیں: ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوا ہے۔

وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

اس کے علاوہ وہ کسی چیز کو نہیں مانتے حالانکہ وہ حق ہے اور جو کتاب ان کے پاس ہے اس کی تصدیق کرتا ہے۔

اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

(۳۸) کہہ دیجئے: اگر تم مومن تھے تو اللہ کے پیغمبروں کو پہلے کیوں قتل کرتے رہے ہو؟ (91) اور بتحقیق

مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ[46] مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ

موسیٰ تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آئے پھر تم نے اس کے بعد گوسالہ کو اختیار کیا



## عربی حاشیہ

(۴۴) طلب فتح کرنا۔ یہودی رسول اکرمؐ کی خبر سے مشرکین کو مرعوب کرتے تھے کہ وہ آ گیا تو تم سب فنا ہو جاؤ گے۔

(۴۵) بغی کے معنی ظلم کے ہیں۔ یہاں حسد مراد ہے۔

(۴۶) وہ گوسالہ جسے سامری نے تیار کیا تھا۔

جب کسی کی محبت حد سے زیادہ ہو جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اسے گھول کر پلا دیا گیا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۹۰ میں اشتراء بیع کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے نفس کو بدترین قیمت میں فروخت کیا ہے۔

ف: یہودی اپنی مذہبی کتاب کی روایات کی بنا پر کوہِ عیر واُحد کے درمیان سے گزرے تو وہیں مقیم ہو گئے کہ یہ ایک پیغمبر کا دارالہجرہ ہے۔ ان کی آبادی کی خبر بادشاہ تبع کو پہنچی تو اس نے حملہ کر کے ان لوگوں کو لوٹ لیا اور وہاں آباد ہونا

## اردو حاشیہ

(۳۷) پیغمبرؐ اسلام کے آنے سے پہلے یہودی اپنی کتاب کی بشارتوں کی بناء پر اپنے دشمنوں سے کہتے تھے کہ محمدؐ آ گئے تو تم سب کا قلع قمع ہو جائے گا لیکن جب وہ آ گئے تو ان کا بھی انکار کر دیا۔ یہ درحقیقت اپنے نفس کا بدترین سودا ہے کہ انسان چند دن کے راحت و آرام کے لئے ابدی عذاب اختیار کر لے۔

(۳۸) جن یہودیوں کو مخاطب بنایا گیا ہے وہ گذشتہ دَور کے انبیاء کے قاتل نہیں تھے۔ قاتل ان کے باپ دادا تھے لیکن چونکہ سب کا فلسفہ ایک ہی تھا اور اولاد اپنے بزرگوں کے طرزِ عمل سے راضی تھی لہٰذا اسے بھی قاتل فرض کیا گیا ہے جو اسلام کا کھلا ہوا قانون ہے کہ کسی کے بھی عمل سے راضی ہونے والا اس کے عمل میں برابر کا شریک سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی روایات میں ائمہ معصومینؑ کے قاتلوں سے اتفاق رائق رکھنے والوں اور ان کے اعمال کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے والوں کو بھی انھیں آیات کی روشنی میں ملعون قرار دیا گیا ہے۔

ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ

اور تم لوگ ظالم ہو۔(92) اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا اور کوہ طور کو تمہارے اوپر اٹھایا تھا (اور حکم دیا تھا)

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا ٭

جو چیز (توریت) ہم نے تمہیں دی ہے اسے مضبوطی سے پکڑو اور سنو۔ انہوں نے کہا: (۳۹) ہم نے سن تو لیا مگر مانا نہیں

وَ اُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا

اور ان کے کفر کے باعث ان کے دلوں میں گوسالہ رچ بس گیا۔کہہ دیجئے: اگر تم مومن ہو

يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ

تو تمہارا ایمان تم سے بہت نامناسب اور برے تقاضے کرتا ہے۔ (93) کہہ دیجئے: اگر اللہ کے نزدیک

لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

دار آخرت دوسروں کی بجائے خالصتاً تمہارے ہی لیے ہے اور تم (اس بات میں)

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ [47] اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا

سچے بھی ہو (۴۰) تو ذرا موت کی تمنا کرو۔ (94) اور وہ موت کے متمنی ہر گز نہ ہوں گے

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾

ان گناہوں کی وجہ سے جو وہ اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ (95)

مُعانَقَة ۲

وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ

اے رسول! آپ ان لوگوں کو زندگی کے سب سے زیادہ حریص پائیں گے

اَشْرَكُوْا ۛۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَ مَا هُوَ

حتیٰ کہ مشرکین سے بھی زیادہ، ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش اسے ہزار سال عمر ملے



## عربی حاشیہ

چاہا تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ ایک پیغمبر کا مرکز ہے، یہاں حکومت نہیں چل سکتی ہے تو اس نے دو قبائل اوس وخزرج کو وہاں چھوڑ دیا اور خود چلا گیا۔ اوس وخزرج کے مظالم پر یہودی پیغمبر آخرؐ کی خبر دے کر اپنی فتح کا اعلان کیا کرتے تھے لیکن پیغمبر کے آنے کے بعد خود ہی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور سارا علم وفہم دھرا رہ گیا۔

(۴۷) بعض حضرات نے اس لفظ کو ناس سے متعلق کیا ہے یعنی یہودی تمام لوگوں سے بلکہ مشرکین سے بھی زیادہ زندگی کے حریص ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۳۹) جب باطل دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے تو نہ نبیؑ و رسولؐ کی بات کا اثر ہوتا ہے نہ ظاہری عذاب کا۔ یہودیوں نے زبان سے اقرار کر لیا لیکن دل میں نافرمانی کی ٹھانے رہے۔ جو تمام مصلحت پرست مسلمانوں کا بھی طریقہ کار ہے اور اس کا اظہار پیغمبرؐ اسلام کے بعد ہوا۔ قرآن مجید نے اس ایمان کو بدترین ایمان قرار دیا ہے۔

(۴۰) تمنائے موت اللہ کی محبت اور آخرت پر ایمان کا بہترین نمونہ ہے۔ موت درحقیقت لقائے الٰہی اور حصولِ آخرت کا ذریعہ ہے۔ اب اگر کوئی واقعی اللہ کا دوست ہے تو وہاں تک پہنچنے کے لئے خودکشی نہیں کر سکتا لیکن آرزوئے موت ضرور کرے گا کہ خودکشی محبوب کی مرضی کے خلاف ہے اور اس راستے سے محبوب کی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ یہی حال آخرت پر ایمان کا ہے کہ موت وہاں تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے جو آخرت کی نعمتوں کا یقین رکھتا ہے وہ موت کے لئے بے قرار رہتا ہے۔ خوفزدہ وہ رہتے ہیں جنھیں انجام خیر کا یقین نہیں ہوتا۔ یہودی دعوے دار تھے کہ آخرت ان کا حصہ ہے تو تمنائے موت کیوں نہیں کرتے تھے۔ درحقیقت ان آیات کے ذریعہ ان مومنین کا بھی امتحان ہوتا رہتا ہے جو یہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ ہماری جنت یقینی ہے اور پھر موت سے گھبراتے ہیں۔ ایسے انسانوں کو ہر وقت موت کے لئے تیار رہنا چاہئے بلکہ اس کی آرزو کرتے رہنا چاہئے۔

بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا

حالانکہ اگر اسے یہ عمر مل بھی جائے تو یہ بات اسکے عذاب کو ہٹا نہیں سکتی اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اسے خوب

يَعْمَلُوْنَ ۝٩٦ ع قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ [48] فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى

دیکھتا ہے۔(96) آپ کہہ دیجئے: جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہے (وہ یہ جان لے کہ) اسے نے (تو) اس قرآن کو

قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى

باذن خدا آپ کے قلب پر نازل کیا جو تصدیق کرنے والا ہے اس کی جو پہلے سے موجود ہے اور یہ (قرآن) ایمان والوں

وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٩٧ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ

کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔ (97) [۴۱] جو کوئی اللہ، اس کے فرشتوں،

وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝٩٨

رسولوں اور (خاص کر) جبرائیل و میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ (ایسے) کافروں کا دشمن ہے۔ (98)

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا

اور ہم نے آپ پر واضح نشانیاں نازل کی ہیں اور ان کا انکار صرف بدکردار لوگ ہی

الْفٰسِقُوْنَ ۝٩٩ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ

کرسکتے ہیں۔(99) کیا (ایسا نہیں ہے کہ) ان لوگوں نے جب بھی کوئی عہد کیا تو ان میں سے

مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠٠ وَلَمَّا جَآءَهُمْ

ایک گروہ نے اسے اٹھا پھینکا بلکہ ان میں سے اکثر تو ایمان ہی نہیں رکھتے۔(100) اور جب اللہ کی جانب سے

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ

ان کے پاس ایک ایسا رسول آیا جو ان کے ہاں موجود (کتاب) کی تصدیق کرتا ہے



## عربی حاشیہ

(۴۸) ابن صوریا اور فدک کے یہودیوں کی ایک جماعت نے سرکار دو عالمؐ سے چند سوالات کیئے۔ آپ کی نیند کیسی ہے؟ فرمایا آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے۔ بچہ میں ماں باپ کا کیا حصہ ہے؟ ہڈیاں اور رگیں باپ کی طرف سے ہیں اور گوشت اور خون ماں کی طرف سے ہے۔ بچہ کبھی ماموں کی شبیہہ ہوتا ہے کبھی چچا کی کیوں؟ جس کا نطفہ غالب آجائے گا اس کی طرف کے اثرات ہوں گے۔ آپ پر وحی کون لاتا ہے؟ جبریل.....! ان لوگوں نے کہا کہ یہ سب باتیں ٹھیک ہیں لیکن میکائیل وحی لے آتے تو ہم مسلمان ہوجاتے۔ جبریل فرشتہ عذاب ہیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ مجمع البیان

فائدہ

○ کہا جاتا ہے کہ آیت نمبر ۹٦ میں الف سنہ کثرت کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے ہزار سال کی معین تعداد مراد نہیں ہے۔ واللہ اعلم

## اردو حاشیہ

(۴۱) جبریل نے کوہِ طور کو بلند کیا تھا اور وہی قرآن مجید بھی لے آئے تو یہودی ان کے دشمن ہو گئے۔ قرآن مجید نے اس سلسلہ میں ایک مستقل معیار بیان کر دیا ہے کہ جو شخص بھی دوسرے کا پیغام پہنچاتا ہے اس کا دشمن اصل میں صاحب پیغام کا دشمن ہوتا ہے۔ کاش مبلغین اسلام کی مخالفت کرنے والے بھی اپنے اختلاف کی حقیقت کو سمجھتے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے۔

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

تو اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا گویا کہ اسے

كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى

جانتے ہی نہیں۔ (101) [۴۲]اور سلیمان کے عہد حکومت میں شیاطین جو کچھ پڑھا کرتے تھے

مُلْكِ سُلَيْمٰنَ [49] ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ

یہ (یہودی) اس کی پیروی کرنے لگ گئے، حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین

كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ

کفر کیا کرتے تھے جو لوگوں کو سحر کی تعلیم دیا کرتے تھے اور وہ اس (علم) کی بھی پیروی کرنے لگے

بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ [50] ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى

[۴۳] جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کیا گیا تھا حالانکہ یہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے

يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا

جب تک اسے خبردار نہ کرلیں کہ (دیکھو) ہم تو صرف آزمائش کے لیے ہیں کہیں تم کفر اختیار نہ کرلینا

يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ

مگر لوگ ان دونوں سے وہ (سحر) سیکھ لیتے تھے جس سے وہ مرد اور اس کی زوجہ کے درمیان جدائی ڈال دیتے

مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

حالانکہ اذن خدا کے بغیر وہ اس کے ذریعے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتے تھے

يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ

اور یہ لوگ اس چیز کو سیکھتے تھے جو ان کے لیے ضرر رساں ہو اور فائدہ مند نہ ہو اور تحقیق انہیں علم ہے کہ



## عربی حاشیہ

فائدہ

○ آیات مذکورہ میں جبریل دو مرتبہ آیا ہے اور میکال ایک مرتبہ آیا ہے اور دونوں مرتبہ جبریل ہے جبرائیل نہیں ہے نہ میکائل ہے۔ اور بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ جبر قوت کے معنی میں ہے اور ایل خدا کا نام ہے لہٰذا جبریل ایک خدائی قوت کا نام ہے جو ملک کا واقعی وجود اور اس کا امتیاز ہے۔

(۴۹) درمنثور کی روایت ہے کہ جناب سلیمان جس انگشتری کے زور سے حکومت کرتے تھے اسے زوجہ کو دے کر بیت الخلاء چلے گئے اور شیطان نے دھوکہ دے کر لے لیا تو سلیمان بے دست وپا ہوگئے اور شیاطین نے داستانیں تیار کرلیں۔

(۵۰) درمنثور ہی کی روایت ہے کہ فرشتوں نے اولاد آدم کے گناہوں پر طنز کیا تو اللہ نے دو فرشتوں کو زمین پر بھیج دیا اور ستارہ زہرہ کو عورت کی شکل میں نازل کردیا۔ ان

## اردو حاشیہ

(۴۲) جناب سلیمانؑ کے بعد شیاطین نے کچھ جادو کے کاغذات بنا کر ان کے تخت کے نیچے دفن کر دیئے اور بعد میں مجمعِ عام میں نکال کر لوگوں کو دکھلایا کہ سلیمانؑ اسی جادو کے زور پر مخلوقات پر حکومت کیا کرتے تھے اور قوم کے احمق افراد ان کے چکر میں آ گئے۔ یہی صورت حال بعینہٖ بعد رسولؐ روایات وضع کرنے والوں کی تھی کہ اپنی خود ساختہ روایات کو رسولؐ کی طرف منسوب کر کے عوام کو دھوکہ دینے لگے اور نبیؐ کے خلاف نبیؐ کے نام پر محاذ قائم کرنے لگے۔

(۴۳) حضرت نوحؑ کے بعد جادوگری کا دور دورہ شروع ہوا تو خدا نے دو فرشتوں کو وقت کے نبیؑ کے پاس بھیج دیا کہ ان کے جادو کا توڑ تعلیم کریں۔ انھوں نے یہ کام شروع کیا تو لوگوں نے توڑ کے نام پر کچھ سیکھ کر اس سے فساد کا کام شروع کر دیا۔

یہ امتِ اسلامیہ کا دوسرا طریقہ کار ہے کہ بعض لوگ نبی کے نام پر تعلیمات گڑھتے ہیں اور بعض صحیح تعلیمات کو غلط طور پر استعمال کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے دونوں طریقوں کو قابلِ مذمت قرار دیا ہے اور اسے یہودی کردار سے تعبیر کیا ہے۔ ابن سبا یہودی کے کردار کا ڈھنڈورا پیٹنے والے غور کریں کہ امت میں یہ کردار کہاں پیدا ہوا ہے اور ابن سبا کی ذہنی اولاد کہاں کہاں پائی جاتی ہے۔

مِنْ خَلَاقٍ ﳜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا

جس نے یہ سودا کیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ کاش وہ جان لیتے کہ انہوں نے اپنے نفسوں کا بہت

يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ

بُراسودا کیا ہے۔ (102)اور اگر وہ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے پاس

اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٣﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اس کا ثواب کہیں بہتر ہوتا۔ کاش وہ سمجھ لیتے۔(103)اے ایمان والو![۴۴] ''راعنا'' نہ کہا کرو

تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

بلکہ (اس کی جگہ) ''انظرنا'' کہا کرو اور (رسول کی باتیں) توجہ سے سنا کرو اورکافروں کے لیے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

تو دردناک عذاب ہے۔ (104) کفراختیار کرنے والے خواہ اہل کتاب ہوں

الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ

یا مشرکین اس بات کو پسند ہی نہیں کرتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر

رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

کوئی رحمت نازل ہو حالانکہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کر دیتا ہے اوراللہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿١٠٥﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا[51] نَاْتِ

بڑے فضل والاہے۔(105) ہم کسی آیت کو منسوخ کردیتے ہیں یا اسے فراموش کراتے ہیں

بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

تو اس سے بہتر یا ویسی ہی اورآیت نازل کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر



## عربی حاشیہ

دونوں کی نیت خراب ہوگئی اور اس سے بدکاری کی تو انھیں بابل میں اتار دیا گیا جو عذاب کی سرزمین ہے۔ یہ ساری روایتیں دلیل ہیں کہ صدر اسلام میں یہودیوں نے کس طرح مسلمانوں کے درمیان گھس کر روایتیں تیار کرائی ہیں اور انبیاء، ملائکہ، نجوم فلک سب کو گناہ گار، غلط کار اور قاتل ثابت کیا ہے۔

ف: جادو ایک بہت پرانا تاریخی کاروبار ہے جس کی ابتداء کا پتہ لگانا مشکل ہے لیکن یہ طے ہے کہ اس کا سلسلہ عالمگیر ہے اور بابل میں اس کا بے حد زور تھا جس سے بچانے کے لئے پروردگار نے دو فرشتوں کو بشکل بشر بھیج دیا تاکہ ملک بشر کا معلم نہ کہا جائے اور ان فرشتوں نے نہایت درجہ دیانتداری سے جادو کی حقیقت اور اس کے بطلان سے باخبر کیا۔ بعض افراد نے اصل جادوگری کا طریقہ یاد کرلیا اور بطلان کے بجائے جادوگری شروع کردی اسلام نے اس عمل کو قطعاً حرام کردیا ہے اور صرف اسی شکل کو

## اردو حاشیہ

(۴۴) مسلمان جب آیات کو فی الفور نہیں سمجھ پاتے تھے تو گزارش کرتے تھے کہ سرکار ہماری رعایت کریں اور اس کے لئے راعنا کا لفظ استعمال کرتے تھے جس کے معنی ''ہمارے چرواہے'' کے بھی ہوتے ہیں۔ یہودیوں نے اس طریقہ کو غنیمت سمجھا اور پیغمبر اسلام کو اسی لفظ سے مخاطب کرنے لگے۔ پروردگار عالم نے مسلمانوں کا لہجہ بدلوا دیا کہ یہودی فائدہ نہ اٹھانے پائیں۔

اس انداز سے اسلام کی سیاسی حکمت عملی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دشمن جس طریقہ کار سے فائدہ اٹھانے لگے اسے مصلحت اسلام کے مطابق تبدیل کردیا جائے اور انھیں استحصال کا موقع نہ دیا جائے۔

قَدِيْرٌ ۝۱۰۶ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

قادر ہے؟ (106) کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا

صرف اللہ ہی کے لیے ہے؟ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز اور

نَصِيْرٍ ۝۱۰۷ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ

مدد گا نہیں۔ (107) کیا تم لوگ اپنے رسول سے ایسا ہی سوال کرنا چاہتے ہو جیسا کہ

مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ

اس سے قبل موسیٰ سے کیا گیا تھا؟ اورجو ایمان کوکفر سے بدل دے وہ حتماً سیدھے راستے

ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱۰۸ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ

سے بھٹک جاتاہے۔ (108) (مسلمانو!)(۴۵) اکثر اہل کتاب حق و اضح ہوجانے کے باوجود

يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ

(محض) اپنے بغض اور حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں

اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا (52)

ایمان کے بعد دوبارہ کافر بنا دیں سو آپ درگزر کریں

وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور نظر انداز کر دیں یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ بھیج دے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ۝۱۰۹ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

قادر ہے۔ (109)اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جو کچھ نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے



### عربی حاشیہ

جائز قرار دیا ہے جو فرشتوں نے اختیار کی تھی کہ اس کی تعلیم بطلان کے لئے حاصل کی جائے۔

(۵۱) واضح رہے کہ اس نسیان سے مراد پیغمبرؐ کے دل سے محو ہوجانا نہیں ہے ان کے بارے میں سورہ اعلیٰ میں ضمانت موجود ہے کہ سنقرئک فلاتنسیٰ اور سورہ اعلیٰ مکی ہے جب کہ یہ سورہ مدنی ہے۔

(۵۲) عفو۔ کسی غلطی پر عذاب نہ کرنا۔ صفح۔ بالکل درگزر کر دینا اور ملامت بھی نہ کرنا۔ ہاتو فعل امر ہے اس کی ھ اصلی ہے۔

### اردو حاشیہ

(۴۵) کافروں کا عام مزاج یہ ہے کہ اپنے علاوہ کسی کو صاحبِ خیر دیکھنا ہی نہیں چاہتے اور ان کا مقصد یہ ہے کہ ان کے علاوہ کسی کو کوئی شرف حاصل نہ ہونے پائے۔ اس لئے کبھی یہ چاہتے ہیں کہ کسی پر خیر کا نزول نہ ہونے پائے کبھی یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی کافر ہی ہو جائیں تاکہ ان کا امتیاز ختم ہو جائے اور یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ کوئی نہ جائے گا جس سے ان کے جذبہ حسد، ذوق احتکار اور مزاج اجارہ داری کا مکمل اندازہ ہوتا ہے جو ان یہودیوں کے مخصوص اوصاف ہیں اور جن سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہئے۔ مسلمان کے پاس ان خیالات کے مقابلہ میں تین چیزیں ہیں۔ نماز قائم کریں، راہِ خدا میں انفاق کریں اور خلوص دل کے ساتھ اپنا رخ پرودگار کی طرف موڑ دیں تاکہ بندگی، اخلاص اور انفاق کے نتیجہ میں اس جنت کے حق دار ہو جائیں جس پر یہودی اور عیسائی اجارہ داری کرنا چاہتے ہیں۔

لِاَنۡفُسِکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

(۴۶) اسے اللہ کے پاس موجو د پاؤ گے۔یقیناً تم جو بھی عمل انجام دیتے ہو اللہ یقیناً اس کا خوب

بَصِیۡرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَ قَالُوۡا لَنۡ یَّدۡخُلَ الۡجَنَّۃَ اِلَّا مَنۡ کَانَ ہُوۡدًا

دیکھنے والا ہے ۔(110)اور وہ کہتے ہیں: جنت میں یہودی یا نصرانی کے علاوہ

اَوۡ نَصٰرٰی ؕ تِلۡکَ اَمَانِیُّہُمۡ ؕ قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ

کو ئی ہر گز داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ محض ان کی آرزوئیں ہیں۔ آپ کہہ دیجئے: اگر تم سچے ہو تو

صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰی ٭ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَ ہُوَ مُحۡسِنٌ

اپنی دلیل پیش کرو۔ (111)ہاں! جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اور وہ نیکی کرنے والا ہے

فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ۪ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۳

تو اس کے لیے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے۔ انہیں نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ کوئی حزن۔(112)

وَ قَالَتِ الۡیَہُوۡدُ لَیۡسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیۡءٍ ۪ وَّ قَالَتِ

(۴۷) اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا مذہب کسی بنیاد پر استوار نہیں اور

النَّصٰرٰی لَیۡسَتِ الۡیَہُوۡدُ عَلٰی شَیۡءٍ ۙ وَّ ہُمۡ یَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ ؕ

نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کا مذہب کسی بنیاد پر استوار نہیں حالانکہ وہ (یہود و نصاریٰ)

کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِہِمۡ ۚ فَاللّٰہُ یَحۡکُمُ

کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس طرح کی بات جاہلوں نے بھی کہی، تو اللہ بروز قیامت

بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَنۡ

ان کے درمیان اس معاملے میں فیصلہ کرے گا جس میں یہ اختلاف کرتے تھے۔ (113)اور اس سے



## عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید میں لفظ آیت قرآنی آیات کے معنی میں بھی ہے اور معجزات کے معنی میں بھی، حکم خدا کو بھی آیت کہا گیا ہے اور نشانی توحید وتخلیق کو بھی۔ اس مقام پر آیت بمعنی حکم زیادہ واضح ہے اور اس اعتبار سے فسخ فوری طور پر ختم کردینا ہے اور النساء نسخ میں تاخیر کے معنی میں ہے کہ تمام کام مصالح کے تحت ہوتے ہیں.....اور مثلہا سے یہ خیال نہ پیدا ہو کہ پھر نسخ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس لئے کہ اس لفظ کا واضح مفہوم یہ ہے کہ جس طرح پہلا حکم پہلے حالات میں موثر تھا اسی طرح نیا حکم نئے حالات میں تاثیر رکھتا ہے۔

ف: امانی امنیہ کی جمع ہے۔ اسلام وجہ پورے طور پر متوجہ ہونا ہے کہ چہرہ بھی نہ مڑنے پائے۔ محسن اشارہ ہے عمل نیک فعل سے بڑھ کر صفت بن چکا ہے سبق یہ ہے کہ دعوائے بے دلیل قبول نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۴۶) یہودی اسلام کی ہر بات پر اعتراض کرنے کے منتظر رہتے تھے چنانچہ آیات الٰہیہ کو منسوخ ہوتے دیکھ کر یہ سوال اٹھا دیا کہ آیت صحیح تھی تو منسوخ کیوں ہوئی اور غلط تھی تو آئی کیوں تھی اور اسی دلیل سے حضرت موسیٰؑ کی شریعت پر اڑے رہے۔ رب العالمین نے اپنی قدرت کا حوالہ دے کر بتلایا کہ ہمارے پاس آیات، احکام اور شریعت کی کمی نہیں ہے۔ ہم مصالح کے اعتبار سے احکام نازل بھی کرتے ہیں اور بدل بھی دیتے ہیں اور بدل کر پہلے سے خراب نہیں لے آتے ہیں بلکہ حالات یکساں رہتے ہیں تو صرف ظاہری تبدیلی کرتے ہیں ورنہ اس سے بہتر لے آتے ہیں۔ پروردگار نے ایک ہی راہنما کو شیطان کے مقابلہ میں طویل ترین عمر دینے کے بجائے مسلسل رہنما بھیجے تو اس کے پیچھے بھی یہی فلسفہ کام کر رہا تھا کہ جب قوم ایک سے بدظن ہو جائے یا زیادہ دیکھنے کی بنا پر اس کا وقار کم ہو جائے تو اس کو ہٹا کر دوسرے کو بھیج دیا جائے جو اس کا مثل یا اس سے بہتر ہو۔ اس سے نہ سابق رہنما کی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے اور نہ اپنے تقرر کی غلطی کا۔ یہ صرف مصالح کا تغیر ہے جس کے زیر اثر رہنما کو بھی بدل دیا جاتا ہے۔

(۴۷) سابق میں بیان کیا گیا ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ کوئی نہ جائے گا۔ یہاں عیسائیوں کے خلاف بھی بولنے لگے کہ اہل کفر کا مزاج یہی ہے کہ دوسروں کے مقابلہ میں متحد بھی رہتے ہیں اور آپس میں لڑتے بھی رہتے ہیں۔ کاش مسلمان اتنی ہی عقل استعمال کر

أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ

بڑھ کر ظالم کون ہوگا(۴۸) جو اللہ کی مساجد میں اس کا نام لینے سے روکے

وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا

اور ان کی ویرانی کی کوشش کرے؟ ان لوگوں کو مساجد میں داخل ہونے کا حق نہیں مگر

خَآئِفِيْنَ ۬ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ

خوف کے ساتھ۔ ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۗ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا

عذاب عظیم ہے۔(114) (۴۹) اور مشرق ہو یا مغرب، دونوں اللہ ہی کے ہیں پس جدھر بھی رخ کرو ادھر اللہ کی ذات ہے۔

فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ [53] ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ

بے شک اللہ (سب چیزوں کا) احاطہ رکھنے والا، بڑا علم والا ہے۔ (115) (۵۰) اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو

اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

بیٹا بنا لیا ہے۔ پاک ہے وہ ذات (ایسی باتوں سے) بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اس کی ملکیت ہے۔

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَ

(۵۱) سب اس کے تابع فرمان ہیں۔ (116) وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ جب

اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ

کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے کہتا ہے: ہو جا، پس وہ ہو جاتا ہے۔ (117) (۵۲) بے علم لوگ کہتے ہیں:

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ

اللہ ہم سے ہم کلام کیوں نہیں ہوتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟ ان سے پہلے لوگ



### عربی حاشیہ

(۵۳) بعض روایات میں اس جملہ سے قبلہ کی وسعت پر استدلال کیا گیا ہے اور اسے مستحب نمازوں یا مجبوری کی نمازوں پر محمول کیا گیا ہے۔ اور یہ روایات ائمہ معصومین کا مزاج ہے کہ عام یا مطلق سے مستحبات مراد ہوتے ہیں اور خاص یا مقید حکم سے واجبات کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ اس نکتہ کو سمجھنے کے لئے دقت نظر اور تحقیق و تلاش کی ضرورت ہے۔

(۵۴) اس سے مراد مشرکین عرب ہیں اور پہلے والوں سے مراد اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں۔

ف: واضح رہے کہ حکم قبلہ پروردگار کی مکانیت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ بندہ کی مادی مجبوری کی بنا پر ہے کہ ایک جہت معین نہ ہوگی تو سجدے بکھر کر رہ جائیں گے۔

ف: کن فیکون قدرت الٰہی کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح کا ارادہ ہوگا اسی طرح کا عمل ہوگا نہ یہ کہ ہر شے ایک آن میں پیدا ہو جائے گی۔ وہ اگر نو ماہ کے تخلیق کا ارادہ کرے گا تو بچہ

### اردو حاشیہ

لیتے کہ لڑنا بھی ہے تو گھر ہی میں لڑتے مشرک دشمن کے مقابلہ میں تو متحد ہو جاتے۔

(۴۸) مساجد کی آبادی سے روکنے کے مختلف طریقے آج بھی رائج ہیں۔ نماز کا استخفاف کرنا، نمازیوں کا مذاق اڑانا، سماج میں نمازیوں کو پست درجہ دینا، متولی مسجد بن کر مالکانہ تصرفات شروع کر دینا، مسجدوں میں بلا سبب قفل ڈال دینا، امکانات کے باوجود صحیح انتظامات نہ کرنا، مسجدوں کو ایسی بدترین حالت میں رکھنا کہ باعزت آدمی داخل ہوتے ہوئے گھبرائے وغیرہ۔ مسلمانوں کو ان تمام کافرانہ طریقوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۴۹) یہ مسلمانوں کے اطمینان کا نسخہ ہے کہ اگر مسجدوں پر قبضہ بھی ہو جائے تو پریشان نہ ہوں۔ مشرق و مغرب سب خدا کے لئے ہے جہاں چاہیں عبادت کریں خدا دیکھ رہا ہے۔ اسلام کی عبادت جگہ کی پابند نہیں ہے کہ اس کا خدا لامکان ہے۔

(۵۰) یہودی ذہنیت یہ ہے کہ عظمت کردار سے نہیں ہے بلکہ رشتہ داری سے ہے لہٰذا اپنے درمیان خدا کا بیٹا بھی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اسلام اس تصور کو مٹانا چاہتا ہے کہ خدا قادر ہے وہ لاکھ بیٹے پیدا کر سکتا ہے لیکن وہ ان باتوں سے بے نیاز ہے اور وہ ان قرابتوں کو قربت کا معیار نہیں بننے دینا چاہتا۔

(۵۱) یہودیوں کی طرح مشرکین بھی خدا سے اپنے مطالبات منوانا چاہتے ہیں۔ ان احمقوں کے پاس بھی اتنی عقل نہیں ہے کہ خدا حاکم کا نام ہے محکوم کا نام

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ

بھی اسی طرح کی بات کر چکے ہیں۔ ان کے دل ایک جیسے ہو گئے ہیں۔

قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

ہم نے تو اہل یقین کے لیے کھول کر نشانیاں بیان کی ہیں۔(118) ہم نے آپ کو حق کے ساتھ

بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾

بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ سے اہل دوزخ کے بارے میں کوئی پرسش نہیں ہوگی۔(119)

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ

اور آپ سے یہود و نصاریٰ اس وقت تک خوش نہیں ہو سکتے جب تک آپ ان کے مذہب کے

مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ

پیرو نہ بن جائیں۔(۵۳) کہہ دیجئے: یقیناً اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔اور اگر اس علم کے بعد

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

جو آپ کے پاس آ چکا ہے آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ کے لیے

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

اللہ کی طرف سے نہ کوئی کارساز ہو گا اور نہ مدد گار۔ (120) اور جنہیں نے کتاب

الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ[55] تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ

عنایت کی ہے (اور) وہ اس کا حق تلاوت ادا کرتے ہیں۔ وہی لوگ اس (قرآن)

بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع

پر ایمان لائیں گے اور جو اس سے کفر اختیار کرے گا وہی گھاٹے میں ہے۔ (121)

وقف منزل ١ — ع ١٤



### عربی حاشیہ

نوماہ کے بعد ہی پیدا ہوگا فوراً وجود میں نہ آجائے گا۔

ف: تخلیق کے معنی عدم سے وجود میں آنے کے نہیں ہیں کہ عدم کے مصدر وجود کے نہ ہوسکنے پر اعتراض کیا جائے۔تخلیق حالت عدم کے حالتِ وجود میں تبدیل کردینے کے معنی میں ہے اور بہرحال ممکن ہے۔

(۵۵) امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ حق تلاوت سے مراد تدبر وتفکراور عبرت وبصیرت ہے اور اس طرح کے تلاوت کرنے والے ائمہؑ ہیں۔تفسیر عیاشی۔اصول کافی۔

### اردو حاشیہ

نہیں ہے لہٰذا انھیں اس کے احکام پر عمل کرنا ہو گا۔ وہ ان کے مطالبات پر عمل نہیں کرے گا۔

(۵۲) ایک رہنما کی ذمہ داری صرف احکام کی تبلیغ کر دینا ہے۔ اس کے بعد وہ گمراہوں کے بدترین انجام کا ذمہ دار نہیں قرار دیا جا سکتا۔

(۵۳) دنیا میں ہر قوم کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے عقائد سے بہتر کسی کے عقائد کو نہیں سمجھتی اور سب کو اپنا ہی ہم خیال دیکھنا چاہتی ہے۔ رب العالمین نے اس طرزِ فکر کا ایک ہی جواب دیا ہے کہ ہدایت خدا کی طرف سے ہے جس عقیدہ کا خدائی ہونا ثابت ہو جائے وہ صحیح ہے ورنہ سب مہمل ہے۔ پھر خواہشات کے اتباع سے روکنے کے لئے بھی رسولؐ کو مخاطب بنایا تا کہ مسئلہ کی سنگینی کا اندازہ ہو سکے ورنہ رسول کے یہاں ان باتوں کا کوئی امکان نہیں ہے لیکن جب ان سے گفتگو کی جارہی ہے تو غیروں کا کیا ذکر ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَ

اے بنی اسرائیل! میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تمہیں عطا کی ہے اور

اَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ

یہ کہ میں نے تمہیں اہل عالم پر فضیلت دی ہے۔(122)اور اس روز سے ڈرو

نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡئًا وَّ لَا یُقۡبَلُ مِنۡہَا عَدۡلٌ وَّ لَا تَنۡفَعُہَا

جب نہ کوئی کسی کے کام آئے گا، نہ اس سے معاوضہ قبول ہو گا،(۵۴) نہ شفاعت اسے فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ ہی

شَفَاعَۃٌ وَّ لَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ

انہیں کوئی مدد مل سکے گی۔ (123)اور (وہ وقت یاد رکھو) جب ابراہیم کو ان کے رب نے چند کلمات(۵۵)

فَاَتَمَّہُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنۡ

سے آزمایا اور انہوں نے ان کو پورا کر دکھایا۔ ارشاد ہوا: میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا:(۵۶) اور

ذُرِّیَّتِیۡ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَہۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ اِذۡ جَعَلۡنَا

میری اولاد سے بھی؟ ارشاد ہوا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ (124)اور (وہ وقت بھی یاد رکھو) جب ہم

الۡبَیۡتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَ اَمۡنًا ؕ وَ اتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ

نے خانہ (کعبہ) کو مرجع خلائق اور مقام امن قرار دیا اور حکم دیا کہ مقام

اِبۡرٰہٖمَ مُصَلًّی ؕ وَ عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ

ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ اور ہم نے ابراہیم اوراسماعیل پر یہ ذمے داری عائد کی کہ

طَہِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَ الۡعٰکِفِیۡنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۱۲۵﴾ وَ

تم دونوں میرے گھر کو طواف، اعتکاف، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ (125) (۵۷) اور



### عربی حاشیہ

(۵۶) مناقب ابن معازلی میں سرکارِ دوعالم کا ارشاد ہے کہ ظلم سے مراد بُت پرستی ہے اور بُت پرست امام نہیں ہوسکتا۔

(۵۷) وادیٔ غیر ذی زرع میں ثمرات کی دعا گھر کی شرافت وعظمت کا اظہار ہے اور اس کے بعد یہ سوال لغو ہے کہ فاطمہؑ بنت اسد نے کعبہ کے اندر رہ کر تین دن تک کیا کھایا۔ دعائے خلیل مستجاب ہے اور علیؑ اہل بیت اللہ ہیں۔

فائدہ

واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۲۵ میں مثابہ ثواب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں اپنے مرکز کی طرف واپس آنا۔

ف: واضح رہے کہ نبوت الٰہی وحی کا حاصل کرنا اور رسالت اس پیغام کے قوم تک پہنچانے کی ذمے داری ہے اور ان دونوں کے لئے صرف ذاتی صلاحیت کافی ہے لیکن امامت قوم کی قیادت کرکے اسے منزل مقصود تک پہنچانے کی

### اردو حاشیہ

(۵۴) بنی اسرائیل کی افضیلت اور مسئلہ عدل و شفاعت کے بارے میں عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ افضیلت بہترین نعمتوں کے طفیل میں ہے۔ اس کا ذاتی اعمال و کردار سے کوئی تعلق نہیں ہے اور شفاعت سے بھی ان لوگوں کی شفاعت مراد ہے جن کو ان لوگوں نے شفیع بنایا تھا ورنہ خدا کے مخصوص باایمان و کردار بندوں کی شفاعت سے اس مسئلہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۵۵) بعض روایات میں کلمات سے مراد حکم ذبح فرزند ہے اور بعض میں دس احکام طہارت و نظافت مراد ہیں یعنی مونچھیں کترنا، داڑھی رکھنا، کنگھی کرنا، مسواک کرنا، خلال کرنا، زیر بغل اور زیر ناف کے بال کاٹنا، ناخن کاٹنا، غسل جنابت کرنا اور استنجا کرنا جو قانون الٰہی کے دائمی احکام ہیں۔ اور بعض روایات میں اس سے دس اخلاقیات مراد ہیں۔ یقین و علم و معرفت توحید، تنزیہ، شجاعت، وفا، سخاوت، گوشہ نشینی، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، توکل، محنت وصبر...... اور بعض میں کلمات وجود یہ اور شخصیات عصمتیہ کو مراد لیا گیا ہے۔ تفسیر عیاشی۔

(۵۶) یاد رہے کہ جب ابراہیمؑ کی اولاد کے بے عمل اور ظالم امام اور قائد نہیں ہو سکتے تو دوسرے خاندانوں اور ساتھیوں کا کیا ذکر ہے۔ قیادت امت کے لئے کردار ہی شرط اول ہے۔

اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ

(وہ وقت بھی یاد رکھو) جب ابراہیم نے دعا کی: اے رب! اسے امن کا شہر بنا دے

اَهۡلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ

اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائیں۔ انہیں ثمرات میں سے رزق عنایت فرما۔

الۡاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنۡ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيۡلًا ثُمَّ اَضۡطَرُّهٗۤ

ارشاد ہوا: جو کفر اختیار کریں گے انہیں بھی کچھ دن (دنیا کی) لذتوں سے بہرہ مند ہونے کی مہلت دوں گا

اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذۡ يَرۡفَعُ

پھر انہیں عذاب جہنم کی طرف دھکیل دوں گا اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے۔ (126) اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب

اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ (58) مِنَ الۡبَيۡتِ وَاِسۡمٰعِيۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ

ابراہیم و اسماعیل اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور دعا کر رہے تھے (کہ) [۵۸] اے ہمارے رب! ہم سے

مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا (59)

(یہ عمل) قبول فرما کہ تو خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔(127)اے ہمارے رب ہم دونوں کو

مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ ۖ وَاَرِنَا

اپنا مطیع و فرمانبردار بنا اور ہماری ذریت سے اپنی ایک فرمانبردار اُمت پیدا کر اور ہمیں ہماری عبادت کی

مَنَاسِكَنَا (60) وَتُبۡ عَلَيۡنَا ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۲۸﴾

حقیقت سے آگاہ فرما [۵۹] اور ہماری توبہ قبول فرما۔ یقیناً تو بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (128)

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ (61) وَ

[۶۰] اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات سنائے اور



## عربی حاشیہ

ذمہ داری ہے اور دونوں سے بالاتر مرحلہ ہے لہٰذا اس کے لئے امتحان اور مستقل کلمات یعنی پروگرام کی ضرورت ہے تاکہ اس کی روشنی میں کام انجام دیا جاسکے۔ امام کے لئے خود نبی یا رسول ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کوئی نبی یا رسول کے پروگرام کے مطابق قوم کی معصوم قیادت انجام دے گا تو وہ بھی امام ہوسکتا ہے جیسا کہ رسول اکرمؐ کے بعد ائمہ طاہرینؑ کی امامت کا حال ہے۔

(۵۸) یہ اشارہ ہے کہ اصل کعبہ بنائے ابراہیمؑ سے مقدم ہے جیسا کہ روایات میں حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے جنتی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ''من مقام ابراہیم مصلیٰ'' علامت ہے کہ نماز مقام پر نہیں ہوگی اس کے قریب ہوگی۔

(۵۹) جعل الٰہی دلیل ہے کہ اسلامِ خلیل اسلام ظاہری نہیں ہے ورنہ اسے انسان خود اختیار کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام لانا اور ہے اور مسلم ہونا اور ہے۔ افعال اختیاری ہوتے

## اردو حاشیہ

(۵۷) رزق دینا عام ہے اور وہ تقربِ الٰہی یا نجات کی علامت نہیں ہے۔ دنیا میں بہترین زندگی گذارنے والے بھی جہنم میں جا سکتے ہیں۔

(۵۸) یہ تعلیم ہے کہ انسان کو اپنے بہترین عمل پر بھی ناز نہ کرنا چاہئے بلکہ پروردگار سے قبول کر لینے کی التماس کرنی چاہئے کہ اصل کام عمل نہیں ہے اصل قبولیتِ عمل ہے۔

(۵۹) خاصانِ خدا کو بہترین عمل کے بعد بھی یہ فکر رہتی ہے کہ پروردگار کے شایانِ شان عمل ہوا یا نہیں اور وہ اس کوتاہی کی معذرت کرتے رہتے ہیں ورنہ تعمیر کعبہ کوئی گناہ نہیں ہے کہ اس کی توبہ کی جائے اور یہیں سے معصومینؑ کے توبہ و استغفار کا فلسفہ بھی سامنے آتا ہے۔

(۶۰) جناب ابراہیمؑ کو اپنی اولاد کے اسلام و ایمان اور ان کے درمیان ہادی و رہنما کی فکر ہے کہ ہر صاحبِ ایمان کو اپنی اولاد کے بارے میں اس طرح کی فکر ہونی چاہئے اور فقط فکر نہیں بلکہ اس کی وصیت بھی کرنا چاہئے جو اسلام کی عظیم ترین تعلیم ہے۔

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اورانہیں (ہرقسم کے رذائل سے) پاک کرے۔ بے شک تو بڑا غالب آنے والا،

الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ

حکیم ہے۔(129)اب ملت ابراہیم سے کون انحراف کرے گا [۶۱] سوائے اس شخص کے

نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ

جس نے اپنے آپ کو حماقت میں مبتلا کیا۔ ابراہیم کو تو ہم نے دنیا میں برگزیدہ بنا لیا اور آخرت میں

لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ

ان کا شمار صالحین میں ہوگا۔(130)(ابراہیم کا یہ حال بھی قابل ذکر ہے کہ) جب ان کے رب نے ان سے کہا: (اپنے آپ کو

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ

اللہ کے) حوالے کردو، وہ بولے: [۶۲] میں نے اپنے آپ کو رب العالمین کے حوالے کردیا۔(131) [۶۳] اورابراہیم نے اپنی اولاد کو

يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اسی ملت پر چلنے کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنی اولاد کو یہی وصیت کی) کہ اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ

پسند کیا ہے لہذا تم تادم مرگ مسلم ہی رہو۔ (132) کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا؟

اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ

اس وقت انہوں نے اپنے بچوں سے کہا: میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟ سب نے کہا: ہم اس خدائے واحد

وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ

کی بندگی کریں گے جو آپ کا اور آپ کے آباء و اجداد ابراہیم، [۶۴] اسماعیل اور اسحاق کا معبود ہے اور



### عربی حاشیہ

ہیں لیکن صفات اختیاری نہیں ہوتے۔ اس کے لئے تائید الٰہی بلکہ جعل الٰہی درکار ہے۔

(۶۰) مناسک عبادات ہیں اور ارائتہ حقیقت اعمال کا اظہار ہے تعلیم نہیں ہے۔

(۶۱) اسلام کے چار درجات ہیں: ۱۔ ظاہری اقرار ۲۔ باطنی اعتقاد ۳۔ عملی رجحان ۴۔ جذبہ تسلیم وسپردگی

فائدہ

آیت نمبر ۱۳۳ دلیل ہے کہ قرآن مجید میں چچاپر باپ کا اطلاق ہوتا ہے ورنہ جناب اسماعیلؑ جناب یعقوبؑ کے چچا تھے۔ ان کے آباء میں شامل نہ تھے۔

### اردو حاشیہ

(۶۱) بے دینوں کا خیال ہوتا ہے کہ وہ کوئی عقل مندی کا کام کر رہے ہیں اور اسی لئے دانش کو دین کے مقابلہ میں استعمال کرتے ہیں اور قرآن واضح کر رہا ہے کہ دین کو چھوڑنے کے بعد سفاہت وحماقت ہی ہاتھ آتی ہے عقل ودانش نہیں۔

(۶۲) جناب ابراہیمؑ کا اسلام کلمہ پڑھنے کا اسلام نہیں ہے یہ سپردگی اور تسلیم کا اسلام ہے اور اسی کی فکر انھیں اپنی اولاد کے بارے میں بھی ہے اور اسی لئے ایک امتِ مسلمہ کی دعا کی ہے ورنہ ہر انسان اپنی ساری اولاد کو کلمہ گو دیکھنا چاہتا ہے۔

(۶۳) یہ اشارہ ہے کہ انسان کو وقت آخر تک اپنی اولاد کا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ان کا دین کیا ہے اور مستقبل میں ان کے عزائم کیا ہیں۔ کاش امت قرآن کے ان نکات اور تعلیمات کی طرف متوجہ ہوتی اور انھیں کونمونہ عمل قرار دیتی۔

(۶۴) اولاد یعقوبؑ کے لئے اسماعیلؑ باپ نہیں چچا ہیں لیکن انھیں آباؤ واجداد میں شمار کیا گیا ہے جس طرح حضرت ابراہیمؑ کے لئے آزر کو باپ کہا گیا ہے حالانکہ چچا تھا۔ نبی کا باپ بت پرست نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا۔

نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔ (133) یہ گذشتہ امت کی بات ہے۔ ان کے اعمال ان کے لیے ہیں اور تمہارے

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٤﴾

اعمال تمہارے لیے۔ تم لوگوں سے (گذشتہ امتوں کے بارے میں) نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔ (134)

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ بَلْ مِلَّةَ [62]

وہ لوگ کہتے ہیں: یہودی یا نصرانی بنو تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔ [٦٥] ان سے کہہ دیجئے: نہیں بلکہ

اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا

یکسوئی سے دستور ابراہیمی کی پیروی کرو اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھے۔ (135) (مسلمانو) کہو کہ

بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اور جو ابراہیم، اسماعیل،

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى

اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف نازل کیا گیا اور جو موسیٰ و عیسیٰ کو دیا گیا اور جو انبیاء کو

وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ صلے

ان کے رب کی طرف سے دیا گیا (ان سب پر ایمان لائے) [٦٦] ہم ان میں سے کسی میں بھی تفریق نہیں کرتے

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ

اور ہم صرف اسی کے فرمانبردار ہیں۔ (136) اگر یہ لوگ اسی طرح ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو

اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ

تو وہ ہدایت پر ہیں اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ مخالفت کے درپے ہیں۔ ان کے مقابلے میں [٦٧] (تمہاری حمایت کے لیے)



## عربی حاشیہ

فائدہ

ف: آیت نمبر ١٢٩ میں تعلیم کا تربیت پر مقدم ہونا قانون کے مطابق ہے کہ تعلیم کے بغیر تزکیۂ نفس ممکن نہیں ہے لیکن سورہ بقرہ آل عمران اور جمعہ میں تزکیہ کو تعلیم پر مقدم کیا گیا ہے اور شاید یہ اس کی اہمیت یا اصالت کی بنا پر ہے کہ انسان کا کمال عقلی تعلیم سے حاصل ہوتا ہے اور کمال نفس تزکیہ وتربیت سے!

ف: عیسائی اپنی اولاد کو غسل تعمید دے کر یہ کہا کرتے تھے کہ اس طرح آدم کی وراثت میں ملے ہوئے گناہ دھل جاتے ہیں۔ اسلام نے واضح کیا کہ گناہوں کا خاتمہ عقیدہ وعمل سے ہوتا ہے غسل اور رنگ سے نہیں۔

(٦٢) ملت ابراہیم کے بارے میں بھی انھیں دس باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کا تذکرہ کلمات کے بارے میں کیا جاچکا ہے۔

(٦٣) بنی اسماعیل میں قبائل کی طرح بنی اسرائیل میں اسباط تھے جو جناب یعقوبؑ کے

## اردو حاشیہ

(٦٥) یہودی اور عیسائی اپنی اپنی طرف دعوت دے رہے تھے اور قرآن نے ایک درمیانی راستہ بتا دیا جو دونوں کے بزرگ کا راستہ ہے۔ اس میں باطل سے اعراض بھی ہے اور شرک بھی نہیں ہے۔ یہ ایک اشارہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کے عقیدوں میں شرک کی آمیزش پائی جاتی ہے۔

(٦٦) ایک باایمان انسان کا فرض ہے کہ تمام انبیاءؑ خدا پر ایمان لے آئے اور ان میں تفریق نہ کرے کہ یہ اسلام کی طرف سے بہترین دعوتِ حق ہے کہ جس طرح ہم تمہارے انبیاء کو تسلیم کرتے ہیں تم بھی ہمارے نبی پر ایمان لے آؤ کہ یہ سب خدا کے نمائندے ہیں اور ان میں کوئی خانہ ساز نہیں ہے۔

(٦٧) آیت کا یہ جزو خدائی حفاظت کی ضمانت بھی ہے اور مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل بھی ہے کہ جب بھی کوئی مصیبت آئے یہی لفظ وردِ زبان کریں اور یہی عقیدہ دل میں رکھیں۔

اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣٧﴾ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ

اللہ کافی ہو گا اور وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (137) [۶۸] خدائی رنگ اختیار کرو۔ اللہ کے رنگ سے اچھا

مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا

اور کس کا رنگ ہوسکتا ہے؟ اور ہم صرف اسی کے عبادت گزار ہیں۔(138) کہہ دیجئے: [۶۹] کیا تم اللہ کے بارے میں

فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

ہم سے مخاصمت کرتے ہو حالانکہ ہمارا اور تمہارا رب وہی ہے۔ اور ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں

اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ

اور تمہارے لیے تمہارے اعمال؟ اور ہم تو اسی کے لیے خالص ہیں۔ (139) [۷۰] کیا تم کہتے ہو کہ

اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا

ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟ پوچھیے:

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ

کیا تم بہتر جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے

مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

جس کے ذمے اللہ کی طرف سے گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے؟ اور اللہ تمہارے اعمال

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

سے بے خبر تو نہیں ہے۔ (140) یہ امت گذر چکی ہے۔ ان کے اعمال ان کے لیے اور تمہارے

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤١﴾ ع

اعمال تمہارے لیے اور تم سے (گذشتہ امتوں کے بارے میں) نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔ (141)

ع ١٦ ١٦ ١٢



## عربی حاشیہ

بارہ بیٹوں کی اولاد یعنی بارہ قبائل تھے۔

آیت شریفہ میں یا تو یہ قبائل مراد ہیں کہ ان میں انبیاء تھے اور ان پر وحی نازل ہوتی تھی یا براہِ راست انبیاء ہی مراد ہیں لیکن برادرانِ یوسف نہیں اس لئے کہ وہ انبیاء نہیں تھے۔

ف: آیت نمبر ۱۴۰ اشارہ ہے کہ اہل باطل اس قدر دیوانے ہوگئے ہیں کہ انھیں تاریخی حقائق کا کبھی احساس نہیں رہ گیا ہے اور وہ ان بزرگ انبیاء کرام جناب ابراہیمؑ جناب یعقوبؑ، جناب اسحاقؑ کو بھی جناب موسیٰؑ اور جناب عیسیٰؑ کا پیرو کہنا چاہتے ہیں جو اِن دونوں حضرات سے پہلے دنیا سے جا چکے ہیں جس طرح بعض مسلمان کفر جناب ابوطالب پر استدلال کرتے ہیں کہ حضرت علی نے ان کی میراث لینے سے انکار کر دیا اور اس حقیقت سے اندھے ہو جاتے ہیں کہ اسلام میں کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا ہے نہ یہ کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا ہے۔

**فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

## اردو حاشیہ

(۶۸) مختلف اقوام میں دین و مذہب رنگ سے پہچانا جاتا تھا۔ اس لئے اسلام نے واضح کر دیا کہ لال، پیلے، ہرے میں کچھ نہیں رکھا ہے اسلام و ایمان خود ایک رنگ ہے جس میں ہر مسلمان کو ڈوب جانا چاہئے اور اس کا رنگ کا اظہار عبادت الٰہی سے ہوتا ہے جس کے بغیر اسلام کا دعویٰ بے رنگ ہے۔

(۶۹) یہودیوں کا جھگڑا یہ تھا کہ خدا عربوں میں یا خاص محمد مصطفیٰؐ ہی کو رسول نہیں بنا سکتا۔ قران مجید نے اس کا جواب یہ دیا کہ صاحبِ اختیار پروردگار ہے تم نہیں ہو۔ تم نہ صاحبِ اختیار ہو اور نہ اس کے مشیر کار۔

(۷۰) اپنے نفس پر ظلم کی اس سے بدتر مثال کیا ہوسکتی ہے کہ جناب موسیٰؑ اور جناب عیسیٰ کے پیش رو انبیاء کرام کو ان کے تابع کہا جائے۔ یہ واضح حقائق کا کتمان ہے۔ اور جو لوگ اتنی بڑی بے ایمانی کر سکتے ہیں وہ رسول اکرمؐ کی نبوت کے دلائل کو کس طرح تسلیم کریں گے۔ قرآن مجید نے ایسے لوگوں سے مقابلہ کرنے کا نسخہ "لنا اعمالنا ولکم اعمالکم" کو قرار دیا ہے اور متوجہ کر دیا ہے کہ جو جیسا کرے گا اسے ویسا ہی نتیجہ بھی ہاتھ آئے گا۔

(والحمد للہ رب العالمین)

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ [64] مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ

عنقریب احمق لوگ یہ کہیں گے کہ ان مسلمانوں کو اس قبلہ سے کس نے موڑ دیا ہے

الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ [65] وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي

جس پر پہلے قائم تھے تو اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ مشرق و مغرب سب خدا کے ہیں

مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ

وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے (۱۴۲) اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے

اُمَّةً وَّسَطًا [66] لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ

تم کو درمیانی اُمت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو اور پیغمبر تمہارے

عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۚ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ [67] الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا

اعمال کے گواہ رہیں اور ہم نے پہلے قبلہ کو صرف اس لئے قبلہ بنایا تھا کہ

لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ [68] الرَّسُولَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۚ وَ

ہم یہ دیکھیں کہ کون رسول کا اتباع کرتاہے اور کون پچھلے پاوں پلٹ جاتا ہے۔ اگرچہ

اِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ ۚ وَمَا كَانَ

یہ قبلہ ان لوگوں کے علاوہ سب پر گراں ہے جن کی اللہ نے ہدایت کردی ہے اور خدا تمہارے

اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيمَانَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۴۳﴾

ایمان کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ وہ بندوں کے حال پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے (۱۴۳)

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً

اے رسول ہم آپ کی توجہ کو آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں تو ہم عنقریب آپ کو



## عربی حاشیہ

(۶۴) قرآن مجید حکم الٰہی پر اعتراض کرنے والوں کو احمق اور بیوقوف سے تعبیر کرتا ہے۔

(۶۵) شرق وغرب کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ تمام سمتوں میں اصل یہی دو سمتیں ہیں۔

(۶۶) بعض لوگوں نے یہودیت کے انتقام اور عیسائیت کی معافی یا مشرکین کی مادیت اور عیسائیوں کی روحانیت کے درمیان وسط ہونے کا ذکر کیا ہے لیکن یہ دونوں باتیں گواہی سے ہم آہنگ نہیں ہیں جو امتِ وسط ہونے کا اثر اور نتیجہ ہے۔

(۶۷) اس سے مراد خانۂ کعبہ ہے جو قبلۂ اسلام ہے اور ہر حال میں اس کو قبلہ بنانا ہے یہاں تک کہ خود مسجد الحرام والے بھی اس کو قبلہ قرار دیتے ہیں۔

(۶۸) یہ حکم کی شدت اور اہمیت کا اظہار ہے ورنہ رسول کا کسی کے خواہشات کے اتباع کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۷۱) صدر اسلام میں مسلمان بیت المقدس کی طرف منھ کر کے نماز پڑھتے تھے جو روز اول سے یہودیوں کا قبلہ تھا اور یہودی ان پر طنز کرتے تھے کہ انھیں کوئی قبلہ بھی نصیب نہیں ہے لیکن مصلحت الٰہی یہی تھی کہ مشرکین کے مقابلہ میں یہودیوں کو خوش رکھا جائے۔ اس کے بعد جب رسول اکرمؐ نے ہجرت کی اور مدینہ میں اسلام قدرے مستحکم ہو گیا تو ایک دن نماز ظہر کی دو رکعت کے بعد حکم الٰہی نازل ہوا کہ باقی نماز خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے مکمل کی جائے۔ اور رسول اکرمؐ نے ایسا ہی کر دیا جس کی بناء پر بہت سے مسلمان حیرت میں پڑے رہ گئے۔ اس مسجد کو مسجد القبلتین کہا جاتا ہے جہاں پر یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ لیکن اس کے بعد مسلمانوں کے درمیان یہ سوال اٹھ کھڑا ہوا کہ پہلے سے یہودیوں کے قبلہ کو کیوں اختیار کیا گیا تھا اور روز اول ہی سے کعبہ قبلہ کیوں نہیں بن گیا تھا۔ رب العالمین نے اس کا جواب یوں دیا کہ ہم اس طرح تمہارے ایمان کو آزمانا چاہتے تھے کہ ہمارے حکم پر ایمان لاتے ہو یا اپنی پسند پر

(۷۲) امت پیغمبرؐ کو امت وسط قرار دیا گیا ہے کہ اس امت میں وہ افراد بھی پائے جاتے ہیں جنھیں امت کے اعمال کا گواہ بنایا گیا ہے ورنہ ساری امت معمولی مقدمات میں بھی گواہ بننے کے لائق نہیں ہے تو سارے عالم انسانیت کی گواہ کس طرح بن جائے گی۔ چند افراد کی وجہ سے امت کا امت وسط ہونا اسی طرح صحیح ہے جس طرح چند انبیاء کی وجہ سے بنی اسرائیل کو عالمین سے افضل قرار دے دیا گیا ہے۔

تَرۡضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَحَيۡثُ

اس قبلہ کی طرف موڑ دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں لٰہذا آپ اپنا رخ

مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا

مسجدالحرام کی جہت کی طرف موڑ دیجئے اور جہاں بھی رہئے اسی طرف رخ کیجئے۔ اہلِ کتاب

الۡكِتٰبَ لَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

خوب جانتے ہیں کہ خدا کی طرف سے یہی برحق ہے اور اللہ ان لوگوں کے اعمال سے

عَمَّا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنۡ اَتَيۡتَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ بِكُلِّ

غافل نہیں ہے (۱۴۴) اگر آپ ان اہلِ کتاب کے پاس تمام آیتیں بھی پیش کردیں کہ یہ

اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوۡا قِبۡلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنۡتَ بِتَابِعٍ قِبۡلَتَهُمۡ ۚ وَمَا

آپ کے قبلہ کو مان لیں تو ہرگز نہ مانیں گے اور آپ بھی ان کے قبلہ کو نہ مانیں گے اور یہ

بَعۡضُهُمۡ بِتَابِعٍ قِبۡلَةَ بَعۡضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ

آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو نہیں مانتے اور علم کے آجانے کے بعد اگر آپ ان کی

مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ [69] ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۘ ﴿۱۴۵﴾ وقف منزل

خواہشات کا اتباع کرلیں گے تو آپ کا شمار ظالموں میں ہوجائے گا (۱۴۵)

اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ ؕ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو بھی اپنی اولاد ہی کی طرح پہچانتے ہیں۔

وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنۡهُمۡ لَيَكۡتُمُوۡنَ الۡحَـقَّ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۴۶﴾

بس ان کا ایک گروہ ہے جو حق کو دیدہ و دانستہ چھپا رہا ہے (۱۴۶)



### عربی حاشیہ

**فائدہ**

آیت نمبر ۱۴۴ میں پہلے فول وجھک کہا گیا۔ پھر فولوا وجوہکم کہا گیا تا کہ یہ بات واضح ہوجائے کہ یہ حکم صرف پیغمبر اسلامؐ کے لئے نہیں ہے اور لفظ شطر علامت ہے کہ دنیا کی تمام صفیں کعبہ کے گرد ایک دائرہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

(۶۹) رسول کے بارے میں شک وشبہ کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یہ یہودیوں کی تشکیک سے پرہیز کرنے کی دعوت کی اہمیت کے پیشِ نظر کہا گیا ہے کہ جسے بھی حق کا علم ہوا سے شک میں پڑنے کا حق نہیں ہے۔

### اردو حاشیہ

(۷۳) رسول اکرمؐ کو بیت المقدس ناپسند نہیں تھا اور نہ ہی حکم خدا سے ناراض ہوسکتا ہے۔ آپؐ یہودیوں کے طعنوں سے رنجیدہ تھے اور رب العالمین نے اس رنج کو بھی برداشت نہیں کیا اور قبلہ تبدیل کر کے اپنے محبوب کی خوشی کا سامان فراہم کردیا۔

(۷۴) جو لوگ اس قدر متعصب ہیں کہ حقائق کو دیکھنے کے بعد بھی قبلہ کو تبدیل نہیں کرسکتے۔ ان سے مذہب کی تبدیلی کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

(۷۵) آیاتِ کریمہ نے اس امر کی وضاحت کردی ہے کہ یہودیوں پر کوئی بات پوشیدہ نہیں تھی اور وہ حقائق کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے تھے لیکن اس کے بعد بھی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ یہی یہودیت ان مسلمانوں کے مزاج میں داخل ہوگئی تھی۔ جو میدانِ غدیر میں ولایت علیؑ کا منظر دیکھ رہے تھے اور پھر بھی انکار کرنے پر آمادہ تھے۔

اَلْحَقُّ[70] مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ

اے رسول یہ حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے لہٰذا آپ ان شک وشبہ کرنے والوں میں نہ ہو جائیں (۱۴۷) ہر ایک کے لئے

وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۗ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا

ایک رخ معین ہے اور وہ اسی کی طرف منھ کرتا ہے۔ اب تم نیکیوں کی طرف سبقت کرو اور تم

يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَ

سب جہاں بھی رہوگے خدا ایک دن سب کو جمع کردے گا کہ وہ ہر شے پر قادر ہے (۱۴۸)

مِنْ حَيْثُ[71] خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ

پیغمبر آپ جہاں سے باہر نکلیں اپنا رخ مسجد الحرام کی سمت ہی رکھیں کہ

وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾

یہی پروردگار کی طرف سے حق ہے ---اور اللہ تم لوگوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے (۱۴۹)

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ

اور آپ جہاں سے بھی نکلیں اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف رکھیں

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ

اور پھر تم سب جہاں رہو تم سب بھی اپنا رخ ادھر ہی رکھو تاکہ

لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۤ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۤ فَلَا

لوگوں کے لئے تمہارے اوپر کوئی حجت نہ رہ جائے سوائے ان لوگوں کے کہ

تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۤ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

جو ظالم ہیں تو ان کا خوف نہ کرو بلکہ اللہ سے ڈرو کہ ہم تم پر اپنی نعمت تمام کردینا چاہتے ہیں کہ شاید تم



## عربی حاشیہ

(۷۰) مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ قبلہ کی بحثوں میں نہ پڑیں۔ حق واضح ہو چکا ہے اب کام کریں۔ جس طرح کہ اولی الامر کی معرفت رکھنے والوں کا فرض ہے کہ اب بحث میں وقت صرف نہ کریں بلکہ اطاعت کریں جس کے لئے آیت اولی الامر نازل ہوئی ہے۔

(۷۱) یہ تکرار بات کی اہمیت کے پیش نظر ہے اور فرق صرف یہ ہے کہ پہلی آیت میں صرف رسولؐ مخاطب تھے اور اب امت بھی مخاطب ہوگئی ہے۔

**فائدہ**

آیت نمبر ۱۵۳ میں صبرانسان کی ذاتی استعداد اور صلوٰۃ اس کے خدا سے رابطہ کی علامت ہے اور یہ طاقت کے بہترین سرچشمہ ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۵۲ کے بارے میں مفسرین کا بیان ہے کہ بندہ کی یادِ خدا اطاعت، دعاء ثنا وصفت، امور دنیا، خلوت، فراوانی نعمت، عبادت، مجاہدۂ نفس، صدق واخلاص اور تذکرہ ربوبیت

## اردو حاشیہ

(۷۶) اس آیت میں زمانہ ظہور امام عصرؑ اور رجعت کی طرف بھی اشارہ ہے جب خدا تمام قوموں کو ایک منزل پر اکٹھا کردے گا۔

(۷۷) تحویل قبلہ کا ایک راز یہ بھی ہے کہ اس طرح یہودیوں کا وہ استدلال بھی ختم ہو گیا کہ مسلمان ہمارے ہی قبلہ کا اتباع کر رہے ہیں اور یہ دلیل ہے کہ ہمارا مذہب برحق ہے اور اس کے علاوہ کوئی مذہب خدائی نہیں ہے۔ قرآن مجید نے واضح کردیا کہ بے شک بیت المقدس ایک قبلہ ہے لیکن جس خدا نے اسے قبلہ بنایا ہے اس کو تبدیل کرنے کا بھی حق ہے۔ اب اگر یہودیوں کا ایمان خدا پر ہے تو جس طرح پہلے حکم خدا کو تسلیم کیا تھا، اسی طرح دوسرے حکم خدا کو بھی تسلیم کرلیں۔

(۷۸) نعمت کی آخری منزل یہ ہے کہ انسان جنت الفردوس میں داخل ہو جائے اور یہ بات حکم خدا کی اطاعت ہی سے حاصل ہوسکتی ہے کسی اور خانہ ساز وسیلہ سے نہیں۔

تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَآ أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا

ہدایت یافتہ ہوجاؤ(۱۵۰) جس طرح ہم نے تمہارے درمیان تمھیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے

عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

جو تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے تمہیں پاک و پاکیزہ بنا تا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی

وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

تعلیم دیتا ہے اور وہ سب کچھ بتاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے (۱۵۱) اب تم ہم کو یاد کرو تا کہ ہم تمہیں یاد رکھیں

وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿۱۵۲﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا

اور ہمارا شکریہ ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو (۱۵۲) ایمان والو !صبر اور نماز کے ذریعہ

بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ [72] ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُولُوا

مدد مانگو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۵۳) اور جو لوگ

لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ [73] أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن

راہِ خدا میں قتل ہوجاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا

لَّا تَشْعُرُونَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ

شعور نہیں ہے (۱۵۴) اور ہم یقیناً تمہیں تھوڑے خوف تھوڑی بھوک اور اموال،

وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ [74] ۗ وَبَشِّرِ

نفوس اور ثمرات کی کمی سے آزمائیں گے اور اے پیغمبر آپ ان صبر کرنے والوں کو

الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا

بشارت دے دیں (۱۵۵) جو مصیبت پڑنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں

منزل۱

## عربی حاشیہ

کے ذریعہ ہوسکتی ہے اور خدا کی یاد اور سب کے مقابلہ میں رحمت، استجابت ، نعمت ، آخرت، اجتماعات ، حالات اور شدت امداد ونصرت ہدایت، نجات، وسعت رحمت کے ذریعہ منظر عام پر آسکتی ہے۔

(۷۲) جب خدانے صابرین کے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہے تو مسلمانوں کو مصائب کا استقبال کرنا چاہیے تا کہ صابرین میں شمار ہو کر معیتِ خدا کے حقدار بن جائیں۔

(۷۳) شہداء راہِ خدا زندہ ہیں اور ان کی حیات کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ عام انسانوں کو اس کا شعور نہیں ہے۔ شعور نہ ہونے کے باوجود مردہ نہ کہنے کی پابندی دلیل ہے کہ اسلام عقلی تخیلات کا نام نہیں ہے الٰہی ارشادات پر ایمان لانے کا نام ہے۔

(۷۴) ثمرات سے مراد اولاد کو بتایا گیا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۷۹) ذکر خدا سے پہلے احکام شریعت کی تعلیم کا حوالہ دیا گیا ہے تا کہ اس ذکر کا ذریعہ احکام الٰہی کی تعمیل کو بنایا جائے اور خود ساختہ طریقوں سے خدا کو یاد نہ کیا جائے۔

(۸۰) یاد خدا درحقیقت اس کے احکام و قوانین کو یاد رکھنے ہی کا نام ہے۔ اس کے بغیر یادِ خدا کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

(۸۱) صبر وصلوٰۃ سے استعانت کے بعد راہِ خدا میں شہادت کا تذکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ شہید راہِ خدا صبر وصلوٰۃ ہی کو اپنے جہاد کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ صبر اس کا وسیلہ ہوتا ہے اور صلوٰۃ اس کا مقصد۔ جیسا کہ جنگ صفین میں امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا کہ ہم اسی نماز کے لئے جہاد کر رہے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ
اور اسی کی بارگاہ میں واپس جانے والے ہیں (۱۵۶) کہ ان کے لئے

مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ
پروردگار کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں (۱۵۷) بے شک

الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ
صفا اور مروہ دونوں پہاڑیاں اللہ کی نشانیوں میں ہیں لہٰذا جو شخص بھی حج یا عمرہ کرے اس کے لئے

فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ
کوئی حرج نہیں ہے کہ ان دونوں پہاڑیوں کا چکر لگائے اور جو مزید خیر کرے گا تو خدا اس کے عمل کا

فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا
قدر دان اوراس سے خوب واقف ہے (۱۵۸) جو لوگ ہمارے نازل کئے ہوئے

مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی
واضح بیانات اور ہدایات کو ہمارے بیان کردینے کے بعد بھی چھپاتے ہیں

الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ ۙ
ان پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں (۱۵۹)

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓىٕكَ اَتُوْبُ
علاوہ ان لوگوں کے جوتوبہ کرلیں اور اپنے کئے کی اصلاح کرلیں اور جس کو چھپایا ہے اس کو واضح کردیں تو ہم ان کی توبہ

عَلَیْهِمْ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
قبول کرلیتے ہیں کہ ہم بہترین توبہ قبول کرنے والے اور مہربان ہیں (۱۶۰) جو لوگ کافر ہو گئے



## عربی حاشیہ

(۷۵) سب سے پہلے یہ فقرہ حضرت حمزہؑ کی شہادت پر مولائے کائنات کی زبان پر جاری ہوا اور آپ ہی کا ارشاد ہے کہ انا للہ خدا کی ملکیت کا اعلان ہے اور انا الیہ راجعون اپنی ہلاکت کا اقرار ہے۔

(۷۶) لاجناح اشارہ ہے کہ بعض خالص توحید والے شعائر اللہ کی تعظیم کے مخالف تھے اور ان کا عذر تھا کہ بت شکنی سے پہلے صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ نام کے بُت تھے اس لئے بت شکنی کے بعد بھی ان پہاڑیوں سے پرہیز کرنا چاہیے تو قرآن نے جواز کا اعلان کردیا۔ اب وجوب وغیرہ دوسری دلیل سے ثابت ہوگا اور یہ بھی امتِ اسلامیہ پر ایک بُت شکن مجاہد کا ایک احسان ہے۔

(۷۷) یہ اور اس کے بعد کی آیت دلیل ہے کہ لعنت ایک مقدس عمل ہے جس میں انسانوں کے ساتھ ملائکہ اور بندوں کے ساتھ خدا بھی شریک ہے لہٰذا کسی مسلمان کو اسے گالی

## اردو حاشیہ

(۸۲) مصائب کی منزل میں صبر سے کام لینے والے صلوٰۃ اور رحمت کے حق دار ہو جاتے ہیں تو آلِ محمدؐ پر صلوٰۃ کے بارے میں بھی کوئی اشکال نہیں کیا جا سکتا کہ ان سے بڑا کوئی صابر نہیں ہے اور سب سے پہلے یہ کلمہ حضرت علیؑ ہی کی زبان پر آیا تھا جسے قرآن مجید نے معیار صبر بنا کر محفوظ کرلیا ہے۔

(۸۳) صفا و مروہ مسجد الحرام سے متصل دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان جناب حاجرہؑ نے حضرت اسماعیلؑ کے لئے پانی تلاش کرنے میں سعی کی تھی اور اور اسی سعی کو مناسک حج میں شامل کردیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کی حفاظت کی راہ میں کی جانے والی سعی اس قابل ہوتی ہے کہ اس کی یاد کو زندہ رکھا جائے۔

صفا و مروہ شعائر اللہ ہیں کہ ان سے خدا کی یاد پیدا ہوتی ہے اور انسان اس کے لطف و کرم کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے کہ اس نے جناب حاجرہؑ پر ایسی مہربانی کی "ریگزاروں سے ابلنے لگا سیل زمزم۔"

مقامِ سعی مقام استجابت دعا ہے کہ جس طرح پروردگار نے جناب حاجرہؑ پر خصوصی رحم و کرم فرمایا تھا دوسرے انسانوں پر بھی رحم و کرم فرمائے گا۔

(۸۴) توبہ کے ساتھ اصلاح اور اظہار کا ذکر بتا رہا کہ توبہ صرف الفاظ اور خیالات کا نام نہیں ہے۔ توبہ کے لئے غلطی کی اصلاح اور جس حقیقت کا کتمان

وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ

اور اسی حالت کفر میں مر گئے ان پر اللہ ملائکہ اور تمام

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

انسانوں کی لعنت ہے (۱۶۱) وہ اسی لعنت میں ہمیشہ رہیں گے کہ نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

انہیں مہلت دی جائے گی (۱۶۲) اور تمہارا خدا بس ایک ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے وہی

الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

رحمان بھی ہے اور وہی رحیم بھی ہے (۱۶۳) بیشک زمین و آسمان کی خلقت روز و شب کی رفت وآمد۔

اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا

ان کشتیوں میں جو دریاوں میں لوگوں کے فائدہ کے لئے چلتی ہیں اور اس پانی میں

يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

جسے خدا نے آسمان سے نازل کرکے اس کے ذریعہ مردہ زمینوں کو زندہ کردیا ہے

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ [78]

اور اس میں طرح طرح کے چوپائے پھیلا دیئے ہیں اور ہواوں کے چلانے میں

دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ [79] الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ

اور آسمان و زمین کے درمیان مسخر کئے جانے والے بادل میں

بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

صاحبانِ عقل کے لئے اللہ کی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۱۶۴)



### عربی حاشیہ

کہنے کا حق نہیں ہے ورنہ خدا اور ملائکہ پر سے بھی ایمان ختم ہوجائے گا۔

(۷۸) یہ پھیلاؤ توالد اور تناسل کے نتیجہ میں ہوا ہے ورنہ آبادی میں اضافہ نہ ہوسکتا۔

(۷۹) تصریف ریاح مختلف ہواؤں کا چلنا جیسے جنوبی شمالی، گرم، سرد، تیز، سست، عقیم، صرصر، نسیم، صبا بادسموم وغیرہ۔

### اردو حاشیہ

کیا ہے اس کا اظہار ضروری ہے اور اسی لئے روایات میں وارد ہوا ہے کہ توبہ ماضی پر ندامت، حال کی اصلاح اور مستقبل کے ارادہ خیر کا نام ہے۔ روزانہ صبح کو شیو کرنے کے بعد منہ پر طمانچے مارنے سے توبہ نہیں ہوتی۔ یہ عمل وہ ہوتا ہے جس سے رحمتِ خدا کے طمانچہ مار دینے کا اندیشہ رہتا ہے۔

(۸۵) انسان کے اعمال وعقائد کا آخری فیصلہ وقت آخر ہوتا ہے۔ وقت آخر راہِ راست پر آ جانے والا حُر ہو جاتا ہے اور وقت آخر بگڑ جانے والا ابن سعد۔ انسان کو انجام بخیر ہونے کی فکر کرنی چاہئے اور اس کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے ورنہ لعنت ابدی کا مستحق ہو جائے گا۔

(۸۶) زمین سے آسمان تک پھیلی ہوئی نعمتوں کو مادیت پرست جو صرف مادی نعمتوں کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ ان کی نگاہیں آفاق میں گم ہیں اور وہ انھیں مادیات پر ریسرچ کرتے رہتے ہیں۔ انھیں سوچنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی کہ ''درونِ پردۂ صد رنگ کائنات) اک کارساز ذہن ہے اک باشعور ذات اور درحقیقت عقل اسی ادراک کا نام ہے جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ عقل اس جوہر کا نام ہے جس سے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے اور جنت حاصل کر لی جاتی ہے۔ عقل محسوسات ومشاہدات میں گم ہو جانے کا نام نہیں ہے۔ عقل ان تمام حجابات کو ہٹا کر جلوۂ ربوبیت کے دیکھنے کا نام ہے۔

یہ کائنات ایک طرف وجودِ خدا کی دلیل ہے اور دوسری طرف اس کی وحدانیت کی علامت ہے کہ اس علاوہ کوئی ایسی مخلوقات کے ایجاد کرنے پر قادر نہیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا [80] يُّحِبُّوْنَهُمْ

لوگوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو اس کا مثل قرار دیتے ہیں اور ان سے

كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى

اللہ جیسی محبت بھی کرتے ہیں جب کہ ایمان والوں کی تمام تر محبت خدا سے ہوتی ہے اور اے کاش

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ

ظالمین اس بات کو اس وقت دیکھ لیتے جو عذاب کو دیکھنے کے بعد سمجھیں گے کہ ساری قوت صرف اللہ کے لئے ہے

وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ

اور اللہ سخت ترین عذاب کرنے والا ہے (۱۶۵) اس وقت جبکہ پیر اپنے مریدوں سے بیزاری کا

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ [81] ﴿۱۶۶﴾

اظہار کریں گے اور سب کے سامنے عذاب ہوگا اور تمام وسائل منقطع ہوچکے ہوں گے (۱۶۶)

وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا

اور مرید بھی یہ کہیں گے کہ اے کاش ہم نے ان سے اسی طرح بیزاری اختیار کی ہوتی

تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ [82]

جس طرح یہ آج ہم سے نفرت کر رہے ہیں۔ خدا ان سب کے اعمال کو اسی طرح حسرت بنا کر

عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا

پیش کرے گا اور ان میں سے کوئی جہنم سے نکلنے والا نہیں ہے (۱۶۷) اے انسانو !زمین میں

مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا [83] ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

جو کچھ بھی حلال و طیب ہے اسے استعمال کرو اور شیطانی اقدامات کا



## عربی حاشیہ

(۸۰) انداد، ند کی جمع ہے یعنی امثال اور اس سے مراد اصنام وغیرہ ہیں۔

(۸۱) اسباب۔ سبب کی جمع ہے۔ سبب اس رسی کو کہتے ہیں جس سے درخت اور پودے وغیرہ باندھے جاتے ہیں تاکہ آگے بڑھ سکیں اور بارآور ہوسکیں۔

(۸۲) حسرت شدتِ غم کا نام ہے جو کسی چیز کے فوت ہوجانے اور ہاتھ سے نکل جانے سے پیدا ہوتی ہے۔

(۸۳) حلال کو حلال اسی لئے کہتے ہیں کہ پابندی کی گرہ کھل گئی ہے۔ طیب یعنی پاکیزہ جس میں غیر کا حق نہ ہو، کوئی شبہ نہ ہو اور اس کے ذائقہ سے لذت حاصل ہو۔

## اردو حاشیہ

ہے۔ اور جو لوگ ایسا تصور رکھتے ہیں۔ وہ کل روزِ قیامت دیکھیں گے کہ سارا اختیار صرف خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن اس وقت وقت گزر چکا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اس کا احساس اِسی دنیا میں ہوجائے جسے آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے۔

(۸۷) دنیاداری اور جاہ طلبی کے لئے عوام کو گمراہ کردینا آسان ہے لیکن اس کا انجام بڑا دردناک ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے اس منظر کی تصویر کشی کی ہے کہ پیر اپنے مریدوں سے بے زاری کا اعلان کریں گے اور مرید دنیا میں بے زاری نہ کرنے کی حسرت میں مبتلا ہوں گے۔ روابط ٹوٹ چکے ہوں گے۔ عذاب کا سامنا ہوگا اور جہنم سے بھی نکلنے کا کوئی امکان نہ ہوگا۔ یعنی اس قدر بے زاری کے بعد بھی دونوں کو ایک ساتھ جہنم میں رہنا ہوگا۔

(۸۸) اسلام دین طہارت و پاکیزگی ہے۔ وہ اس کائنات میں انسان کے لئے انھیں اشیاء کے استعمال کو جائز قرار دیتا ہے جو طیب و طاہر اور پاک و پاکیزہ ہوں۔ حلال اور طیب میں ایک نازک سا فرق یہ ہے کہ حلال ہر اس شے کو کہتے ہیں جو قانون کی روشنی میں جائز ہو چا ہے واقعاً جائز نہ ہو اور طیب وہ شے ہے جو واقعاً بھی جائز ہو۔ حلال کے ساتھ طیب کا لفظ احتیاط کی کھلی ہوئی دعوت ہے۔

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ

اتباع نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (۱۶۸) وہ بس تمہیں بدعملی اور بدکاری کا

وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

حکم دیتا ہے اوراس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ خدا کے خلاف جہالت کی باتیں کرتے رہو (۱۶۹)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اس کا اتباع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم اس کا اتباع کریں گے

مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا یہ ایسا ہی کریں گے چاہے ان کے باپ دادا بے عقل ہی رہے ہوں

شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ

اور ہدایت یافتہ نہ رہے ہوں (۱۷۰) جو لوگ کافر ہوگئے ہیں ان کے پکارنے والے کی مثال اس شخص کی ہے

الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ

جو جانوروں کو آواز دے اور جانور پکار اور آواز کے علاوہ کچھ نہ سنیں اور نہ سمجھیں۔ یہ کفار بہرے، گونگے اور اندھے

عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ

ہیں۔ انہیں عقل سے سروکار نہیں ہے (۱۷۱) صاحبانِ ایمان جو ہم نے پاکیزہ رزق

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور دینے والے خدا کا شکریہ ادا کرو اگر تم اس کی

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَ

عبادت کرتے ہو (۱۷۲) اس نے تمہارے اوپر بس مردار، خون، سور کا گوشت اور جو غیر خدا کے نام پر



## عربی حاشیہ

(۸۴) سوء۔ جو چیز بھی بری ہو اور غضب الٰہی کا باعث ہو۔ فحشاء جس کی برائی بالکل واضح ہو چکا ہے وہ قول ہو یا فعل

فائدہ

واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۵۵ میں خدائی آزمائش اظہار صلاحیت کا بھی ذریعہ ہے اور ذہنی اور فکری تربیت کا بھی جس کے بعد انسان کے جوہر اور بھی نمایاں ہو جاتے ہیں۔

آیت ۱۶۸ میں ناس مخاطب تھے جو مما فی الارض کہا گیا۔ یہاں صاحبان ایمان مخاطب ہیں تو من طیبات مارزقناکم کہا گیا ہے۔

(۸۵) میتہ ہر اس جانور کو کہتے ہیں جو قانون شریعت کے مطابق ذبح نہ ہو چاہے از خود مرجائے یا خلاف قانون شریعت ذبح کیا جائے یا ذبح کرنے کے لائق ہی نہ ہو اور ذبح کرکے اسے ذبیحہ سمجھ لیا جائے۔ ذبیحہ کے طریقہ الگ الگ ہیں۔ کہیں گردن کاٹنا ہے کہیں سے گرفتار کرلینا ہے، کہیں دریا سے نکال لینا ہے کہیں

## اردو حاشیہ

(۸۹) یہ فطرت ہر دور میں پائی گئی ہے کہ بعض لوگ اپنے آباؤ اجداد کی تعلیمات کو احکامِ خدا و رسولؐ سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور انہیں اس قدر شعور بھی نہیں ہوتا کہ یہ آباؤ اجداد ان کے برابر بھی صاحبان علم و عقل نہیں تھے اور یہ ہر معاملہ میں اپنی عقل کو ان پر مقدم رکھتے ہیں۔ صرف مذہب کے معاملہ میں اپنے علم اور اپنی عقل کو بالائے طاق رکھ کر پرانے باپ دادا کے رسوم و تقالید کا اتباع کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس طریقہ کی شدید مذمت کی ہے اور ایسے لوگوں کو بے عقل، جانور، اندھا، بہرا گونگا اور مستحق عذاب قرار دیا ہے۔

(۹۰) دین اسلام نے زندگی کے تمام شعبوں کی وضاحت کرتے ہوئے اکل و شرب کے مسائل پر بھی روشنی ڈالی ہے اور گذشتہ ادوار کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ اس نے ان لوگوں کی بھی مذمت کی ہے جن کی پالیسی ترک لذات کی ہے اور حلال و طیب غذاؤں کو بھی استعمال نہیں کرتے اور ان لوگوں پر بھی تنقید کی ہے جو حرام خوری کے لئے بھی تیار رہتے ہیں۔

اس کے بعد اپنے ایک عام قانونِ اضطرار کی طرف بھی اشارہ کر دیا جو اسلام کے سارے قوانین سے بالاتر ہے اور ہر قانون پر ایک طرح کی حکومت رکھتا ہے کہ جہاں بھی اضطرار اور مجبوری پیدا ہو جائے اسلام اپنے ہر واجب اور حرام کو ہٹا لینے کے لئے تیار رہتا ہے بشرطیکہ انسان کے نفس میں خباثت نہ ہو اور وہ

لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ[86] وَمَآ اُهِلَّ[87] بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

ذبح کیا جائے اس کو حرام قرار دیا ہے پھر بھی اگر کوئی مضطر ہوجائے اور حرام کا طلب گار اور ضرورت سے زیادہ

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾

استعمال کرنے والا نہ ہو تو اس کے لئے کوئی گناہ نہیں ہے ۔ بیشک خدا بخشنے والا اورمہربان ہے(۱۷۳)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ

جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے احکام کو چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی قیمت پر

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا

بیچ ڈالتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں صرف آگ بھر رہے ہیں اور خدا

النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚۖ وَلَهُمْ

روزِ قیامت ان سے بات بھی نہ کرے گااور نہ انہیں پاکیزہ قرار دے گا اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى

دردناک عذاب ہے (۱۷۴) یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے عوض

وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾

اور عذاب کو مغفرت کے عوض خرید لیا ہے آخر یہ آتش جہنم پر کس قدر صبر کریں گے (۱۷۵)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا

یہ عذاب صرف اس لئے ہے کہ اللہ نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور اس میں اختلاف کرنے والے

فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا

حق سے بہت دور ہوکر جھگڑے کررہے ہیں (۱۷۶) نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا رخ

ع ۲۱ ۹ ۵



## عربی حاشیہ

نحر کرنا ہے اور ان سب کو ذبیحہ کہا جاتا ہے۔

(۸۶) یہ بات اب مسلمات میں ہوچکی ہے کہ سور کے گوشت میں جلدی امراض کے جراثیم پائے جاتے ہیں اور اس سے بے حیائی پیدا ہوتی ہے۔ مغربی معاشرہ کو شراب نے بے حس اور سور کے گوشت نے بے حیا بنادیا ہے اور اسی لئے سرِ عام بدکاری ہوتی ہے اور اخبارات و رسائل اور ویڈیو فلموں میں برہنہ تصویریں اور بدترین مضامین پیش کئے جاتے ہیں۔

(۸۷) اہلال چاند دیکھ کر شور مچانے کے معنی میں ہے۔ عرب جانور ذبح کرکے خوش ہوتے تھے اور شور مچاتے تھے اس بنا پر ذبح کرنے ہی کو اہلال کہہ دیا گیا ہے۔ غیراللہ کے نام پر ذبح ہونے والا جانور حرام ہے۔ چاہے بتوں کے نام پر ذبح ہو یا عزیر اور حضرت عیسیٰ کے نام پر اور اسی بنا پر اہلِ کتاب کا ذبیحہ حرام ہے۔

## اردو حاشیہ

حرام کی طرف رجحان اور میلان کی بناء پر اپنے کو مجبور نہ قرار دے دے اور استعمال کرتے وقت بھی مجبوری سے تعدی نہ کرے اور حدود کے اندر رہے دور حاضر میں جو لوگ نجس غذاؤں کے استعمال کے لئے مجبوری کا اظہار کرتے ہیں انھیں ان دونوں شرطوں کی طرف متوجہ رہنا چاہئے کہ حرام کو استعمال کرتے وقت بھی اسے ناگوار سمجھیں اور لذت محسوس نہ کریں جو مجبوری کا صحیح طریقہ ہوتا ہے اور ضرورت کے حدود سے تجاوز بھی نہ کریں ورنہ پروردگار تو پوشیدہ اسرار اور دل کی نیت سے بھی باخبر ہے۔ دور حاضر میں بعض لوگ جا بجا مشرکین کے یہاں چائے پینا اور پان کھانا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ چائے یا پان کوئی مجبوری نہیں ہے اور صرف ایک بہانہ بازی ہے جس کا علم یقیناً پروردگار کو ہے۔

(۹۱) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نیکی کے لئے مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرکے دو سجدے کرلینا ہی کافی ہے اور عمل و کردار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن مجید نے اس تصور کی تردید کردی ہے اور نیکی کے تمام شرائط بیان کردیئے ہیں کہ اس کے بغیر کسی کا دعوائے ایمان و کردار سچا نہیں ہے اور سب فقط توہم اور تخیل ہے۔

نیکی کی شرائط میں پہلی شرط ایمان کی ہے کہ خدا، آخرت، ملائکہ اور کتاب پر ایمان ہو، رسولؐ کا ذکر اس لئے نہیں ہے کہ وہ ایمان باللہ کا ایک جزو ہے اور اس کے

وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ

مشرق اور مغرب کی طرف کرلو بلکہ نیکی اس شخص کا حصّہ ہے

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ

جو اللہ اور آخرت ملائکہ اور کتاب اور انبیاء پر ایمان لے آئے

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ (88)

اور محبت خدا میں قرابتداروں، یتیموں، مسکینوں،

وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ (89) ۚ وَاَقَامَ

غربت زدہ مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلاموں کی آزادی کے لئے مال دے

الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ

اور نماز قائم کرے اور زکٰوۃ ادا کرے اور جو بھی عہد کرے اسے پورا کرے

وَالصّٰبِرِيْنَ (90) فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ

اور فقر وفاقہ میں اور پریشانیوں اور بیماریوں میں اور میدانِ جنگ کے حالات میں صبر کرنے والے ہوں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

تو یہی لوگ اپنے دعوائے ایمان و احسان میں سچے ہیں اور یہی صاحبان تقویٰ اور پرہیزگار ہیں (۱۷۷)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۗ

ایمان والو !تمہارے اوپر مقتولین کے بارے میں قصاص لکھ دیا گیا ہے آزاد کے بدلے

اَلْحُرُّ (91) بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۗ

آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اب اگرکسی کو مقتول کے



## عربی حاشیہ

(۸۸) مساکین وہ پریشان حال لوگ ہیں جن کے پاس ذریعہ معاش نہ ہولیکن ہاتھ بھی نہ پھیلاتے ہوں۔ سائلین ہاتھ پھیلانے والے لوگ ہیں۔

ابن السبیل۔ جو وطن سے الگ ہوجانے کی بنا پر بے چارہ ہوگیا ہے اور گویا اب فرزند راہ ہے اور راستہ ہی میں رہتا ہے۔

(۸۹) یہ اشارہ ہے کہ غلام کے بارے میں خرچ کیا جائے گا۔ غلام کونہیں دیا جائے گا۔ وہ مالک نہیں ہوتا۔ صابرین حالت نصب میں خصوصیت کی بنا پر ہے کہ انہیں ایک مخصوص امتیاز حاصل ہو۔

(۹۱) آیت میں صرف ایک ایک قسم کا ذکر ہے۔ قاتل اور مقتول الگ الگ قسم کے ہوں۔ غلام و آزاد، مرد وعورت وغیرہ تو اس کا حکم روایات سے لیا جائے گا۔

## اردو حاشیہ

بغیر کتاب پر ایمان کے بھی کوئی معنی نہیں ہیں۔

ایمان کے بعد مالی ایثار ہے جس میں قرابت داروں کے ساتھ یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور غلاموں کا خیال رکھنا ہے اور یہ زکٰوۃ واجب کے علاوہ ہے جس کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے۔

مالی ایثار کے ساتھ نماز قائم کرنا ہے جو نشان بندگی اورستون عقیدۂ وایمان ہے۔

نماز جیسی انفرادی عبادت کے ساتھ اجتماعی عہد وپیمان کا لحاظ رکھنا ہے اور اس کے بعد نفسانی کمال یعنی ہر حال میں صبر اختیار کرنا ہے۔ اس کے بعد انسان صادق الایمان کہا جائے گا۔ ایمان میں عقیدہ، عبادات، مالیات، اجتماعیات اور اخلاقیات سب کا ہونا ضروری ہے۔

(۹۲) اسلام سے پہلے بیدینوں میں قصاص کا اصول غیر مرتب تھا۔ بعض افراد بالکل قصاص کے قائل نہ تھے اور بعض کے بدلے قوموں کا قتل ہوتا تھا۔ دینداروں میں بھی بعض ادیان میں قصاص تھا اور دیت نہیں تھی اور بعض میں دیت تھی اور قصاص نہیں تھا۔ اسلام نے ایک جامع قانون کا اعلان کیا جس میں اولاً بیدینی کے طریقوں کی تردید کی گئی اور ایک کے بدلے ایک کا قانون بنایا گیا۔ قصاص کو زندگی قرار دیا گیا۔ پھر ادیان کے اصول میں ترمیم کر کے قصاص، دیت اور معافی کی تین قسمیں نکالی گئیں اور ورثاء کو معافی پر آمادہ کیا گیا اور قاتل کو صحیح طریقہ سے شرافت سے دیت ادا کرنے پر تیار کیا گیا۔

فَمَنۡ عُفِیَ لَهٗ مِنۡ اَخِیۡهِ شَیۡءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَاَدَآءٌ

وارث کی طرف سے معافی مل جائے تو نیکی کا اتباع کرے اور احسان کے ساتھ

اِلَیۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخۡفِیۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٌ ؕ

اس کے حق کو ادا کردے۔ یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے حق میں تخفیف اور رحمت ہے

فَمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمۡ فِی

لیکن اب جو شخص زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب بھی ہے(۱۷۸) صاحبانِ عقل

الۡقِصَاصِ حَیٰوةٌ[92] یّٰاُولِی الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾

تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے کہ شاید تم اس طرح متقی بن جاو (۱۷۹)

كُتِبَ عَلَیۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَكَ خَیۡرَا ۚۖ

تمہارے اوپر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت سامنے آجائے تو

الۡوَصِیَّةُ لِلۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ حَقًّا عَلَی

اگر کوئی مال چھوڑا ہے تواپنے ماں باپ اور قرابتداروں کے لئے وصیت کردے یہ صاحبانِ تقویٰ پر

الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۸۰﴾ ؕ فَمَنۡۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثۡمُهٗ

ایک طرح کا حق ہے (۱۸۰) اس کے بعد وصیت کو سن کر جو شخص تبدیل کردے گا اس کا گناہ

عَلَی الَّذِیۡنَ یُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۸۱﴾ ؕ

تبدیل کرنے والے پر ہوگا تم پر نہیں۔ خدا سب کا سننے والا اور سب کے حالات سے باخبر ہے (۱۸۱)

فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا[93] اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَیۡنَهُمۡ

پھر اگر کوئی شخص وصیت کرنے والے کی طرف سے طرفداری یا ناانصافی کا خوف رکھتا ہو اور وہ ورثہ میں



## عربی حاشیہ

فائدہ

واضح رہے کہ بر کے معنی نیکی ہیں یہاں لفظ بر کے بعد من وآمن علامت ہے کہ صاحبان ایمان مجسمہ نیکی ہیں۔

○ اس کے بعد مالی محتاجوں کے چھ اقسام کا ذکر ہوا ہے قرابتدار یتیم۔ مساکین۔ مسافر۔ سائل اور غلام اور ان سب کے احتیاج بھی بالدرجات ہے۔

(۹۲) قصاص میں بظاہر موت ہوتی ہے لیکن درحقیقت زندگی کا تحفظ ہوتا ہے کہ اس کے بعد قتل وغارت کا سلسلہ رک جاتا ہے اور عام انسانیت کی زندگی محفوظ ہوجاتی ہے۔

(۹۳) جنف نادانستہ غلطی اور اثم دیدہ و دانستہ غلطی ہے کبھی کبھی وصیت کرنے والے جوش میں آکر دوسروں کو بالکل نظرانداز کردیتے ہیں تو اس صورت میں ورثہ کی مرضی سے وصیت میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۹۳) وصیت ایک بہترین عمل ہے جس کے ذریعہ حقوق بربادی سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور مرنے کے بعد کارِ خیر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مرنے والا اپنے اموال کے بارے میں صرف حسرت لے کرنہیں جاتا۔ اسلام نے اس کی بہت تاکید کی ہے اور بعض اوقات اسے واجب بھی قرار دیا ہے اور مرنے والے کو اس کی طرف سے بھی مطمئن کردیا ہے کہ اگر بعد میں عمل نہ بھی کیا گیا تو تمہیں اجر وثواب بہرحال مل جائے گا اور بدل دینے کا عذاب بدل دینے والے کی گردن پر ہوگا۔

(۹۴) روزہ انسانی زندگی میں تقویٰ پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے کہ یہ عمل صرف خدا کے لئے ہوتا ہے اور اس میں ریاکاری کا امکان نہیں ہے۔ روزہ صرف نیت ہے اور نیت کا علم صرف پروردگار کو ہے۔ پھر روزہ قوت ارادی کے استحکام کا بہترین ذریعہ ہے جہاں انسان حکم خدا کی خاطر ضروریاتِ زندگی اور لذاتِ حیات سب کو ترک کردیتا ہے کہ یہی جذبہ تمام سال باقی رہ جائے تو تقویٰ کی بلندی ترین منزل حاصل ہوسکتی ہے۔

روزہ کی زحمت کے پیشِ نظر دیگر اقوام کا حوالہ دے کر اطمینان دلایا گیا ہے اور پھر سفر اور مرض میں معافی کا اعلان کیا گیا ہے اور مرض میں شدت یا سفر میں زحمت کی شرط نہیں لگائی گئی ہے۔ یہ انسان کی جہالت ہے کہ خدا آسانی دینا چاہتا ہے اور وہ آج اور کل کے سفر کا مقابلہ کر کے دشواری پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس طرح خلافِ حکم خدا روزہ رکھ کر بھی تقویٰ سے دور رہنا چاہتا ہے۔

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۸۲) ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۸۲) صاحبانِ ایمان

اٰمَنُوْا كُتِبَ (94) عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

تمہارے اوپر روزے اسی طرح لکھ دیئے گئے ہیں جس طرح تمہارے پہلے والوں پر

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۱۸۳) ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ

لکھے گئے تھے شایدتم اسی طرح متقی بن جاو (۱۸۳) یہ روزے صرف چند دن کے ہیں

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ (95) مِّنْ

لیکن اس کے بعد بھی کوئی شخص مریض ہے یا سفر میں ہے تو اتنے ہی دن دوسرے زمانے میں

اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ (96) فِدْيَةٌ طَعَامُ

رکھ لے گا اور جو لوگ صرف شدت اور مشقت کی بناء پر روزے نہیں رکھ سکتے ہیں وہ ایک

مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا

مسکین کو کھانا کھلا دیں اور اگراپنی طرف سے زیادہ نیکی کردیں تو اور بہتر ہے ---لیکن روزہ رکھنا

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۱۸۴) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ

بہرحال تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم صاحبانِ علم و خبر ہو (۱۸۴) ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے

اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت

وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ

اور حق و باطل کے امتیاز کی واضح نشانیاں موجود ہیں لہٰذا جو شخص اس مہینہ میں حاضر رہے اس کا فرض ہے کہ



## عربی حاشیہ

(۹۴) یہ بلاغت قرآن ہے کہ کام زحمت کا ہے تو صیغہ مجہول سے بیان کیا گیا ہے جب کہ رحمت کے موقع پر صاف اعلان ہوا ہے کتب ربکم علی نفسه الرحمه۔

(۹۵) دوسرے زمانے میں روزہ رکھنے کا حکم صرف سفر اور مرض کی بنا پر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سفر کی زحمت اور راحت کا حساب نہ ہوگا اور سفر میں روزہ رکھنے کا حق نہیں ہے یعنی ترک صوم ضروری ہے اختیاری نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

قرآن مجید میں شاید کا لفظ علم خدا کی کمزوری کی بناء پر نہیں نفس بشر کی کمزوری کی بناء پر استعمال ہوتا ہے۔ صرف روزہ بھی تقویٰ کے لئے کافی نہیں ہے۔ روزہ کی کیفیت کا تمام زندگی باقی رہنا ضروری ہے اور یہ ضروری ہے کہ سارا وجود روزہ دار رہے۔ بُرے خیالات، گندے افکار، بدعملی، بدکرداری وغیرہ زندگی میں داخل نہ ہونے پائے۔

روزہ وہ بہترین عبادت ہے جسے پروردگار نے استعانت کا ذریعہ قرار دیا ہے اور آل محمدؐ نے مشکلات میں اسی ذریعہ سے کام لیا ہے۔ کبھی نماز ادا کی ہے اور کبھی روزہ رکھا ہے۔ یہ روزہ ہی کی برکت تھی کہ جب بیماری کے موقع پر آل محمدؐ نے روزہ کی نذر کر لی اور وفائے نذر میں روزے رکھ لئے تو پروردگار نے پورا سورۂ دہر نازل کر دیا۔ آل محمدؐ کے ماننے والے اور سورۂ دہر کی آیات پر وجد کرنے والے کسی حال میں روزے سے غافل نہیں ہو سکتے اور صرف ماہِ رمضان میں نہیں بلکہ جملہ مشکلات میں روزہ کو سہارا بنائیں گے۔

(۹۵) لوگوں نے پیغمبر اسلامؐ سے سوال کیا کہ ہمارا خدا دور ہو تو اس کو پکاریں اور قریب ہو تو اس سے راز و نیاز کریں۔ پروردگار نے جواب دیا اور قُل درمیان سے ہٹا دیا تا کہ بندوں کو مزید قرب کا احساس پیدا ہو کہ رسول کو جواب کا ذریعہ نہیں بنایا گیا۔ لیکن یہ اُدھر کا کرم ہے اور اِدھر کی ذمہ داری بہرحال یہ

مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ [97] مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط

روزہ رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو وہ اتنے ہی دن دوسرے زمانہ میں رکھے۔ خدا تمہارے بارے میں

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُكْمِلُوا

آسانی چاہتا ہے زحمت نہیں چاہتا۔ اور اتنے ہی دن کا حکم اس لئے ہے کہ تم عدد پورے کردو اور اللہ تعالیٰ کی

الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

دی ہوئی ہدایت پر اس کی کبریائی کا اقرار کرو اور شاید تم اس طرح اس کے شکر گزار

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ [98] عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط

بندے بن جاو (۱۸۵) اور اے پیغمبر !اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ

تو میں ان سے قریب ہوں۔ پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں جب بھی پکارتا ہے لہٰذا مجھ سے طلب قبولیت کریں

وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ

اور مجھ ہی پرایمان و اعتماد رکھیں کہ شاید اس طرح راہِ راست پر آجائیں (۱۸۶) تمہارے لئے

لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ [99] اِلٰى نِسَآئِكُمْ ط هُنَّ لِبَاسٌ

ماہ رمضان کی رات میں عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارے لئے

لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ

پردہ پوش ہیں اور تم ان کے لئے۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم اپنے ہی نفس سے خیانت کرتے تھے

تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ج

تو اس نے تمہاری توبہ قبول کرکے تمہیں معاف کر دیا۔ اب تم بہ اطمینان مباشرت کرو



## عربی حاشیہ

(۹۶) یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے کسی خارجی سبب سے نہیں فطرتاً روزہ رکھنے میں مشقت ہے جیسے بوڑھا مرد، بوڑھی عورت، مرض عطش کا مریض وغیرہ۔

(۹۷) یہاں بھی حاضر پر روزہ واجب اور مسافر پر روزہ حرام ہونے کا اشارہ ہے اور دوسرا زمانہ معین کردیا گیا ہے اور سفر و مرض کی بنا پر کوئی کفارہ بھی نہیں ہے، صرف اتنے ہی روزے پورے کردینے ہیں جتنے ترک کئے گئے ہیں۔

(۹۸) اس آیت میں پروردگار نے سات مرتبہ اپنا ذکر کیا ہے اور صیغہ واحد کے ساتھ کیا ہے تاکہ بندہ کو اپنائیت کا احساس پیدا ہو اور وہ اسے اکیلا سمجھ کو خلوت میں رازونیاز کا لطف حاصل کرسکے۔

(۹۹) رفث کے معنی فحش کلام کے ہیں اور لوگ چونکہ عام طور سے وقت جماع اس طرح کی باتیں کیا کرتے تھے اس لئے خود جماع کو بھی رفث کا نام دے دیا گیا۔

## اردو حاشیہ

ہے کہ انہیں وسیلہ اور واسطہ قرار دیں تاکہ ان کی سفارش سے دعا قبول ہوجائے۔

(۹۶) ابتدائے اسلام میں عشاء کے بعد سے روزے کی پابندیاں شروع ہو جاتی تھیں لیکن بعض مسلمانوں نے جن میں حضرت عمر بھی شامل تھے حکم خدا سے خیانت کی اور پھر آ کر رسول اکرمؐ کے سامنے توبہ کی۔ پروردگار نے اس پابندی کو اٹھالیا اور ہم بستری کو جائز کردیا۔ لیلۃ الصیام ماہِ مبارک کی ہر رات ہے لیکن پہلی رات میں جماع مستحب ہے۔

(۹۷) لباس کی تعبیر قرآنی بلاغت کا شاہکار ہے کہ لباس پردہ پوش بھی ہوتا ہے اور زینت بھی......لباس عزیز بھی ہوتا ہے اور قیمتی بھی......لباس کہنہ ہوجاتا ہے تو اصلاح کی جاتی ہے اور بےکار ہوجاتا ہے تو جدا کردیا جاتا ہے۔ اسلام میں مرد و عورت کے رشتہ میں یہ ساری خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

(۹۸) اسلام میں مباشرت صرف جنسی تسکین کے لئے نہیں ہے بلکہ طلب اولاد کے لئے ہے اس لئے اوقات، ساعات، اور حالات کی پابندی عائد کی گئی ہے اور وقت عمل بسم اللہ کہنے کو مستحب قرار دیا گیا ہے۔

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا

اور جو خدا نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے اس کی آرزو کرو اوراس وقت تک

وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ

کھا پی سکتے ہو جب تک فجر کا سیاہ ڈورا، سفید ڈورے سے نمایاں نہ ہو جائے۔

الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ

اس کے بعد رات کی سیاہی تک روزہ کو پورا کرو اور خبردار مسجدوں میں اعتکاف کے

اِلَى الَّيْلِ [100] ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى

موقع پر عورتوں سے مباشرت نہ کرنا۔ یہ سب مقررہ حدود الٰہی ہیں۔

الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ

ان کے قریب بھی نہ جانا۔ اللہ اس طرح اپنی آیتوں کو لوگوں کے لئے

يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا

واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ شاید وہ متقی اور پرہیزگار بن جائیں (۱۸۷) اور خبردار

تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ [101] وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى

ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھانااور نہ حکام کے حوالہ کر دینا کہ

الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ

رشوت دیکر حرام طریقے سے لوگوں کے اموال کو کھا جاو،جب کہ تم جانتے ہو کہ

اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِىَ

یہ تمہارا مال نہیں ہے (۱۸۸) اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں

ع ۲۳ ۷



## عربی حاشیہ

(۱۰۰) واضح رہے کہ غروبِ آفتاب کو لیل نہیں کہتے لیل تاریکی کا نام ہے لہٰذا افطار میں اتنی دیر کرنی چاہیے کہ رات کی تاریکی چھاجائے۔

(۱۰۱) باطل۔ ہرغلط ذریعہ کا نام ہے۔ چاہے لوگوں کی نگاہ میں پسندیدہ ہویا ناپسندیدہ جیسے سود، جوا، قیمت شراب، جھوٹی گواہی کی اجرت، ملاوٹ، خیانت، چوری، غصب۔

فائدہ

○ آیت نمبر ۱۸۶ میں سات مرتبہ خدا کا ذکر ہے اورسات مرتبہ بندوں کا اور یہ آیت کا ایک حسین امتیاز ہے اور دعا کی عظمت کی عظیم ترین دلیل بھی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۹۹) حرام خوری کے دو طریقے ہیں۔ سادہ لوگ لوٹ مار کر کے کھاتے ہیں اور ہوشیار لوگ ظالموں کی عدالت سے رشوت دے کر فیصلہ کرا لیتے ہیں اور اپنے خیال میں جائز بنا کر کھاتے ہیں۔ اسلام نے دونوں کوحرام قرار دیا ہے بلکہ اس رشوت کو بھی حرام قرار دیا ہے جس کے ذریعہ مال حاصل کیا جاتا ہے۔

(۱۰۰) یہ نیکی کا ظاہری طریقہ ہے۔ اصل نیکی وہ تقویٰ ہے جو انسان کے دل میں ہوتا ہے اور انسان کو نیکی پر آمادہ کرتا ہے۔ پیغمبرِ اسلامؐ نے اسی قانون کے تحت فرمایا تھا کہ میں شہرِ علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں اور علم کی ضرورت ہے تو دروازے سے آؤ۔ دوسرے راستوں سے آنا خیانت ہے طلبِ علم نہیں ہے۔

مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا

تو فرما دیجئے کہ یہ لوگوں کے لئے اور حج کے لئے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ کوئی

الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا

نیکی نہیں ہے کہ مکانات میں پچھواڑے کی طرف سے آو، بلکہ نیکی ان کے لئے ہے

الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾

جو پرہیزگار ہوں اور مکانات میں دروازوں کی طرف سے آئیں اور اللہ سے ڈرو شاید تم کامیاب ہو جاو(۱۸۹)

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ[102] وَلَا

جولوگ تم سے جنگ کرتے ہیں تم بھی ان سے راہِ خدا میں جہادکرو اور

تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ

زیادتی نہ کرو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۱۹۰) اور ان مشرکین کو

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ

جہاں پاو قتل کردو اور جس طرح انہوں نے تم کو آوارہ وطن کردیا ہے تم بھی

اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ[103] اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ

انہیں نکال باہر کردو ---اور فتنہ پردازی تو قتل سے بھی بدتر ہے۔ اور ان سے

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ

مسجد الحرام کے پاس اس وقت تک جنگ نہ کرنا جب تک وہ تم سے جنگ نہ کریں۔

قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾

اس کے بعد جنگ چھیڑ دیں تو تم بھی چپ نہ بیٹھو اور جنگ کرو کہ یہی کافرین کی سزا ہے (۱۹۱)



## عربی حاشیہ

فائدہ

○ آیت نمبر ۱۸۹ میں لیس البر علامت ہے کہ احکام الہیہ کے بجائے چاند کے فلسفہ کے بارے میں سوال کرنا مکان میں دیوار پھاند کر داخل ہونے کے مرادف ہے۔ انسان کو اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں دریافت کرنا چاہیے تاکہ کردار سازی کا عمل انجام پاسکے۔ چاند کے فلسفہ کا کوئی عملی فائدہ نہیں ہے۔

○ آیت نمبر ۱۹۰ میں جہاد کی تصویر کشی ہے۔ طریقہ فی سبیل اللہ۔ دشمن الدین یقاتلونی اور انتہاء لاتعتدوا۔

(۱۰۲) یہ اشارہ ہے کہ عورتوں اور بچوں سے جنگ نہیں کی جائے گی۔

(۱۰۳) اس قانون میں بے حد وسعت، جامعیت اور معنویت پائی جاتی ہے قتل میں فرد واحد یا چند افراد کا خون ہوتا ہے اور فتنہ لاتعداد افراد کو اپنے حصار میں لے لیتا ہے اور اسی لئے جناب فاطمہؑ نے خطبہ فدک میں

## اردو حاشیہ

(۱۰۱) مسلمانوں کے لئے شہر حرام اور ماہ محترم کی پابندی دیکھ کر مشرکین انھیں ستانے لگے کہ یہ جوابی کارروائی نہیں کرسکتے تو پروردگار نے اعلان عام کر دیا کہ جہاد کی ابتدا حرام ہے لیکن جب ظلم شروع ہو جائے تو یہ جب اور جہاں ملیں انھیں قتل کر دو اور اس طعنہ کی فکر نہ کرو کہ ماہِ محترم یا شہر محترم ہے اس لئے کہ وہ دونوں کے لئے محترم ہے اور جو کوئی حرمت کا خیال نہ کرے گا اس سے بدلہ بھی لیا جائے گا۔ پھر ماہِ محترم یا شہر محترم میں جنگ کا چھیڑنا اس کی حرمت کے خلاف ایک فتنہ ہے جو قتل سے بھی بدتر ہے۔ تو جب یہ فتنہ کر سکتے ہیں تو تمہیں جوابی طور پر قتل کرنے میں کیا تکلف ہے۔

(۱۰۲) ہلاکت کی دو قسمیں ہوتی ہیں کبھی یہ اسراف سے پیدا ہوتی ہے اور کبھی بخل سے۔ اسلام نے دونوں سے روک دیا ہے اور ایک عام قانون بنا دیا ہے کہ مالیات کے علاوہ بھی اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا حرام ہے اور جہاد کے لئے انفاق کرنا ضروری ہے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ

پھر اگر جنگ سے باز آجائیں تو خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۱۹۲) اوران سے

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ [104] وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا

اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک سارا فتنہ ختم نہ ہوجائے اور دین صرف اللہ کا نہ رہ جائے پھر اگر وہ لوگ

فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ

باز آجائیں توظالمین کے علاوہ کسی پر زیادتی جائز نہیں ہے (۱۹۳) شہر حرام کا جواب

الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ

شہر حرام ہے اور حرمات کا بھی قصاص ہے لہٰذا جو تم پر زیادتی کرے

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

تم بھی ویسا ہی برتاو کرو جیسی زیادتی اس نے کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ

خدا پرہیزگاروں ہی کے ساتھ ہے (۱۹۴) اور راہِ خدا میں خرچ کرو

اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ

اور اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ نیک برتاو کرو کہ خدا نیک عمل

(ع ۱)

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ

کرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۹۵) حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے تمام کرو اب

فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا

اگر گرفتار ہوجاو توجو قربانی ممکن ہو وہ دے دو اور اس وقت تک سر نہ منڈواو جب تک



## عربی حاشیہ

فرمایا تھا کہ لوگوں نے خلافت کا فیصلہ دفن رسولؐ سے پہلے فتنہ کے خوف سے کرلیا تھا حالانکہ ایسی خلافت خود ہی ایک فتنہ ہے جس کے اثرات روزِ قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔

(۱۰۴) اسلام میں جہاد کی میعاد فتنہ کا خاتمہ اور دینِ خدا کا قیام ہے اور بس۔ اس لئے دن اور برس کا شمار کرنا اسلامی حقائق سے ناواقفیت کی علامت ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۹۵ میں انفقوا کے ساتھ احسنوا طریقہ انفاق بھی ہے اور احسان جتانے پر پابندی بھی ہے آیت ۱۹۶ علامت ہے کہ عدد کا کمال دس ہے۔ اس کے بعد سارے اعداد اسی کی اکائیوں سے ترتیب پاتے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۱۰۳) حج وعمرہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ آغاز میں مستحب بھی ہوتا ہے تو اس کا اتمام واجب ہوجاتا ہے اس لئے کہ قرآنِ کریم نے اتمام کو ضروری قرار دیا ہے چاہے اصل ضروری نہ رہا ہو۔

(۱۰۴) اسلام میں حج کے تین طریقے ہیں: تمتع، قران، افراد۔ قران وافراد اہلِ مکہ اور اس کے آس پاس رہنے والوں کے لئے ہے اور حج تمتع اس سے باہر رہنے والوں کے لئے ہے جنہیں حاضر کے بجائے مسافر شمار کیا جاتا ہے۔

رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

قربانی اپنی منزل تک نہ پہنچ جائے۔ اب جو تم میں سے مریض ہے یا اس کے سر میں

مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ

کوئی تکلیف ہے تو وہ روزہ یا صدقہ یا قربانی دے دے پھر جب اطمینان ہوجائے

صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ [105] ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۫ وقفة فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ

تو جس نے عمرہ سے حج تمتع کا ارادہ کیا ہے وہ ممکنہ قربانی دے دے اور قربانی نہ مل سکے

اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

تو تین روزے حج کے دوران اور سات واپس آنے کے بعد رکھے کہ

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ

اس طرح دس پورے ہوجائیں۔ یہ حج تمتع اور قربانی ان لوگوں کے لئے ہے

كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ

جن کے اہلِ مسجدالحرام کے حاضر شمار نہیں ہوتے اور اللہ سے ڈرتے رہو

الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ [106] وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع

اور یہ یاد رکھو کہ خدا کا عذاب بہت سخت ہے (۱۹۶)

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا

حج چند مقررہ مہینوں میں ہوتا ہے اور جو شخص بھی اس زمانے میں اپنے اوپر

رَفَثَ [107] وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ

حج لازم کرلے اسے عورتوں سے مباشرت، گناہ اور جھگڑے کی اجازت نہیں ہے اور تم

٢٤ ع ٨ ٨



## عربی حاشیہ

(۱۰۵) نسک خالص سونے کا نام ہے اور عبادات کو نسک سے اسی لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ اس میں اخلاص ہوتا ہے۔ یہاں نسک سے مراد قربانی ہے کہ اس میں بھی اخلاص مطلوب ہے۔

(۱۰٦) آیاتِ مذکورہ میں بار بار تقویٰ کا ذکر کیا گیا ہے جو اسلام کے مزاج کی نشان دہی ہے کہ وہ کسی موقع پر بھی تقویٰ کے خلاف عمل یا انتقام کی اجازت نہیں دیتا۔

(۱۰۷) رفث۔ جماع فسوق۔ حکم خدا کی خلاف ورزی اور جدال جھگڑا یا اظہار برتری وغیرہ کے لئے قسمیں کھانا وغیرہ۔

ف: عرفات کے بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ جبریل امین اس مقام پر خلیل اللہ سے مناسک حج بیان کررہے تھے اور وہ بار بار کہہ رہے تھے عرفُت۔ عرفت......

شعر شعور کے مادہ سے ہے جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس مقام سے شعور قربانی و برأت کے چشمے ابلتے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۱۰۵) حج ایک مقدس عبادت ہے جس کے لئے انسان اپنے گھر بار کو چھوڑ کر مختلف زحمتیں برداشت کرتا ہے اور مختلف میدانوں میں پڑا رہتا ہے۔ زینتیں ترک ہو جاتی ہیں آرام ختم ہو جاتا ہے۔ اہل وعیال چھوٹ جاتے ہیں اور انسان بظاہر صرف اللہ کا رہ جاتا ہے لیکن اس کے بعد بھی کاروبار پر پابندی عائد نہیں کی گئی کہ انسان رزق خدا اور فضل پروردگار کی جستجو کرتا رہے۔ صرف اس بات کا خیال رکھے کہ اصل مقصد اس کے حضور میں حاضری اور تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫

جو بھی خیر کرو گے خدا اسے جانتا ہے اپنے لئے زادِ راہ فراہم کرو کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے

وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

اوراے صاحبانِ عقل !ہم سے ڈرو (۱۹۷) تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ

اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ

اپنے پروردگار کے فضل وکرم تلاش کرو پھر جب عرفات سے کوچ کرو

عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ

تو مشعرالحرام کے پاس ذکر خداکرو اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اس نے

كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾

ہدایت دی ہے اگرچہ تم لوگ اس کے پہلے گمراہوں میں سے تھے (۱۹۸)

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۗ

پھر تمام لوگوں کی طرح تم بھی کوچ کرو اور اللہ سے استغفار کروکہ

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ

اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے(۱۹۹) پھر جب سارے مناسک تمام کرلو توخدا کو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۗ

اسی طرح یاد جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ

زیادہ کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ پروردگار ہمیں دنیا ہی میں نیکی دے دے اور ان کا



### عربی حاشیہ

(۱۰۸) زاد۔ سامان سفر جو منزل تک پہنچادے۔ انسانی زندگی سراپا ایک سفر ہے اور اس کے لئے صحیح زادِراہ صرف تقویٰ الٰہی ہے اور بس۔

(۱۰۹) حج بیت اللہ کے ساتھ تجارت کرنا اور روزی کمانا برا کام نہیں ہے لیکن حج کو چھوڑ کر صرف تجارت کے پیچھے لگ جانا بعض اوقات آخرت سے غفلت کا سبب بن جاتا ہے۔

(۱۱۰) اس میدان کو مزدلفہ اور جمع بھی کہاجاتا ہے۔ یہ حرم کے حدود کے اندر ہے اور اسی لئے یہاں سے رمی کے لئے کنکریاں جمع کی جاتی ہیں۔ اسے مشعرالحرام کے نام سے بھی یاد کیاجاتا ہے۔

### اردو حاشیہ

(۱۰۶) عرفات مکہ مکرمہ سے ۱۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر طویل وعریض میدان ہے جس میں ۹ ذی الحجہ کو زوال آفتاب سے غروب تک وقوف کرنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد مشعر الحرام کے میدان میں جا کر طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک قیام کرنا ہوتا ہے۔ ان میدانوں میں کوئی خاص عمل نہیں ہے۔ صرف ذکر خدا اور دعاؤں میں وقت گزارا جاتا ہے اور روایات کے مطابق توبہ واستغفار اور قبولیت دعا کے لئے یہ بہترین مقامات ہیں۔

(۱۰۷) اسلام سے پہلے عربوں کا طریقہ تھا کہ حج کے بعد اپنے مفاخر ومناقب کے اجتماعات کیا کرتے تھے اور باپ دادا کے فضائل بیان کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اس جاہلانہ طریقہ کو روک کر ذکر خدا کی دعوت دی......مگر افسوس کہ بعض مسلمان بھی اس جاہلیت زدہ طریقہ کے پابند ہو گئے ہیں اور مکہ سے واپس آنے کے بعد خدا کو یاد کرنے یا ذکر خدا کی باتیں کرنے کے بجائے سفر نامے بیان کرتے ہیں جن میں ساتھیوں کی غیبت، برائی، الزام تراشی، استہزاء وغیرہ بھی شامل ہوتا ہے جو اسلامی قانون کی سراسر خلاف ورزی اور حج کی مکمل بربادی ہے۔ رب العالمین اس شر شیطان سے محفوظ رکھے جو ہر آن اسی بات کا بدلہ لینے کی فکر میں رہتا ہے۔

(۱۰۸) یہ دونوں کردار ہر دَور میں رہے ہیں اور پہلا کردار ہر دور میں قابل مذمت و ملامت رہا ہے۔ بعض لوگ اپنے اعمال کا اثر بھی یہیں دیکھنا چاہتے

فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝٢٠٠ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ

آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے (۲۰۰) اور بعض کہتے ہیں کہ پروردگار

اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً [111] وَّ قِنَا

ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اورآخرت میں بھی اور ہم کو

عَذَابَ النَّارِ ۝٢٠١ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ (النصف)

عذاب جہنم سے محفوظ فرما (۲۰۱) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ان کی کمائی کا حصّہ ہے

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝٢٠٢ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ

اور خدا بہت جلد حساب کرنے والاہے (۲۰۲) اور چند معین دنوں میں ذکر خدا کرو۔

مَّعْدُوْدٰتٍ [112] ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ

اس کے بعد جو دو دن کے اندر جلدی کرے گا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور جو تاخیر کرے گا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے بشرطیکہ پرہیزگار رہا ہو اور اللہ سے ڈرو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝٢٠٣ وَمِنَ النَّاسِ

اور یہ یاد رکھو کہ تم سب اسی کی طرف محشور کئے جاو گے(۲۰۳) انسانوں میں

مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يُشْهِدُ اللّٰهَ

ایسے لوگ بھی ہیں جن کی باتیں زندگانی دنیا میں بھلی لگتی ہیں اور وہ اپنے دل کی

عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝٢٠٤ وَ اِذَا تَوَلّٰى [113]

باتوں پر خدا کو گواہ بناتے ہیں حالانکہ وہ بدترین دشمن ہیں (۲۰۴) اور جب آپ کے پاس سے



### عربی حاشیہ

(۱۱۱) دنیا کی بہترین نیکی نعمتِ عافیت اور توفیق علم وعمل ہے اور آخرت کی بہترین نیکی رحمت احسان اور عذابِ جہنم سے نجات ہے۔

(۱۱۲) ان دنوں سے مراد ایّام تشریق ۱۱۔۱۲۔۱۳ذی الحجہ ہے۔

(۱۱۳) بعض مفسرین کے خیال میں اس لفظ کے معنی منھ پھیرنے اور سامنے سے ہٹنے کے ہیں اور بعض کے نزدیک حکومت پانے کے ہیں جس کی دلیل غرور کو قرار دیا گیا ہے جو عوام میں نہیں حکام میں ہوتا ہے اور وہ کسی کے محکوم نہیں بننا چاہتے۔

ف: حسنہ کے بارے میں بعض روایات میں پیغمبر اسلامؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ حسنہ شکر دل، ذکر خدا کرنے والی زبان اور وہ مومنہ زوجہ ہے جو امور دنیا وآخرت میں امداد کرسکے...... اور یہ بہترین مصادیق ہیں۔

ف: فلااثم علیه دو یا تین دن قیام کرنے میں گناہ نہ ہونے کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے اور

### اردو حاشیہ

ہیں اور انہیں آخرت کی فکر نہیں ہوتی۔ اسلام کی نگاہ میں یہ اندازِ فکر بیدینی ہے۔ نفس کمزور ہے تو دونوں جگہ کے لئے دعا کرو۔ صرف آخرت پر اکتفا نہ کرو۔

(۱۰۹) حج کے موقع پر میدان منٰی میں ۱۱، ۱۲، ۱۳ذی الحجہ تین رات قیام ضروری ہے لیکن اگر کسی آدمی نے عورت اور شکار سے پرہیز کیا ہے تو دو دن کے اندر یعنی ۱۲ذی الحجہ کو بھی منٰی سے واپس جا سکتا ہے۔

(۱۱۰) منافقین کا یہ کردار ایک دائمی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے مصداق ہر دَور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ کل سرکار دو عالمؐ کے سامنے میٹھی میٹھی باتیں کرتے تھے اور آج دوسرے ذمہ داران دین کے سامنے کرتے ہیں اور ان کا کام فساد پھیلانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ وہ اپنی مادی ایجادات سے آبادیوں کو برباد کرتے ہیں اور معنوی فسادات سے نسلوں کو تباہ اور گمراہ کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں اسلام سے وفاداری صرف سرکار دو عالمؐ کا سامنا کرنے میں ہے اس کے بعد ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور مذہب کے فرائض صرف عوام کا حصہ ہیں حکام کو ہر طرح کے شر وفساد کا اختیار حاصل ہے۔ ان کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ یہ نصیحت قبول نہیں کرتے اور نصیحت کرنے والوں کو اپنے سے پست سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں بلکہ درپے آزار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام بدترین انجام ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم کے علاوہ کہیں نہیں ہے۔

سَعٰی فِی الۡاَرۡضِ لِیُفۡسِدَ فِیۡهَا وَیُهۡلِكَ الۡحَرۡثَ وَ
منہ پھیرتے ہیں تو زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کھیتیوں اور

النَّسۡلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الۡفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِیۡلَ لَهُ
نسلوں کو برباد کرتے ہیں جب کہ خدا فساد کو پسند نہیں کرتا ہے(۲۰۵) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتۡهُ الۡعِزَّةُ بِالۡاِثۡمِ فَحَسۡبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ
تقویٰ الٰہی اختیار کرو تو غرور گناہ کے آڑے آجاتا ہے ایسے لوگوں کے لئے جہنم کافی ہے

وَلَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ
جو بدترین ٹھکانا ہے (۲۰۶) اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو اپنے نفس کو مرضی پروردگار کے لئے

مَرۡضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ یٰۤاَیُّهَا
بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے (۲۰۷) ایمان والو !

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ[114] كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوۡا
تم سب مکمل طریقہ سے اسلام میں داخل ہوجاو اور شیطانی اقدامات کا

خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنۡ زَلَلۡتُمۡ
اتباع نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (۲۰۸) پھر اگر کھلی نشانیوں کے

مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡكُمُ الۡبَیِّنٰتُ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ
آجانے کے بعد لغزش پیدا ہوجائے تو یاد رکھو کہ خدا سب پر غالب ہے

عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیَهُمُ
اور صاحبِ حکمت ہے (۲۰۹) یہ لوگ اس بات کا انتظار کررہے ہیں کہ



### عربی حاشیہ

یہ بھی ممکن ہے کہ اس قدر عمل اور ذکر خدا کرنے کے بعد انسان کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہ رہ جائے جو شرط تقویٰ کا ایک واضح سا مفہوم ہے۔

(۱۱۴) سلم صلح وسلامتی کے معنی میں ہے اور اسی اعتبار سے اسلام کو اسلام کہا جاتا کہ اس میں صلح بھی ہے اور سلامتی بھی۔

فائدہ

کہا جاتا ہے کہ آیت نمبر ۲۰۶ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

آیت نمبر ۲۰۷ میں رؤف بالعباد علامت ہے کہ علیؑ کی جان نثاری تمام بندوں کے حق میں رحمت پروردگار ہے ورنہ دین تباہ وبرباد ہوکر رہ جاتا۔

### اردو حاشیہ

(۱۱۱) یہ انسانی کردار کی تصویر کا دوسرا رخ ہے جہاں رضائے الٰہی کے لئے زندگی تک قربان کر دی جاتی ہے۔ آیاتِ کریمہ میں دونوں طرح کے افراد رسول اکرمؐ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں اور دونوں کو من الناس سے تعبیر کیا گیا ہے گویا دونوں کردار بزم رسولؐ میں موجود تھے اور ایک کردار اگر توہین انسانیت تھا تو دوسرا سرمایۂ افتخار انسانیت۔

روایات میں دوسری آیت کا مصداق مولائے کائنات حضرت علیؑ کو قرار دیا گیا ہے جب انھوں نے شب ہجرت بستر رسولؐ پر لیٹ کر اپنی جان خطرہ میں ڈال کر رسول اکرمؐ کی زندگی کا تحفظ کیا تھا اور بقول احیاء الاسلام رب العالمین نے ملائکہ پر مباہات کی تھی کہ میرے بندوں میں ایسے افراد بھی ہیں اور انہیں بھی اس طرح کی دعوت دی تھی لیکن انہوں نے ایسی قربانی نہ دے سکنے کا اقرار کرلیا اور انی اعلم مالاتعلمون کا مصداق پھر نظروں کے سامنے آ گیا۔

(۱۱۲) اسلام کے دعویداروں کو اپنی دیدہ و دانستہ لغزشوں کے موقع پر اس اچانک عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہئے جو کسی وقت بھی نازل ہوسکتا ہے اور جس کا روکنے والا کوئی نہیں ہے۔

(۱۱۳) ظاہر آیت سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سارے انسان ایک قوام اور ایک مذہب پر تھے تو انبیاء اور کتابوں کی ضرورت ہی کیا تھی اور کیا یہ

اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ
ابر کے سایہ کے پیچھے عذابِ خدا یا ملائکہ آجائیں اور ہر امر کا فیصلہ ہوجائے اور سارے

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٢١٠﴾ ع سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ
امور کی بازگشت تو خدا ہی کی طرف ہے (۲۱۰) ذرا بنی اسرائیل سے پوچھئے کہ

اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ
ہم نے انہیں کس قدر نعمتیں عطا کی ہیں ---اور جو شخص بھی نعمتوں کے آجانے کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢١١﴾
انہیں تبدیل کردے گا وہ یاد رکھے کہ خدا کاعذاب بہت شدید ہوتا ہے (۲۱۱)

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ
اصل میں کافروں کے لئے زندگانی دنیا آراستہ کردی گئی ہے اور وہ صاحبانِ ایمان کا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ
مذاق اڑاتے ہیں حالانکہ قیامت کے دن متقی اور پرہیزگار افراد کا درجہ ان سے کہیں زیادہ

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢١٢﴾ كَانَ النَّاسُ
بالاتر ہوگا اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے (۲۱۲) (فطری اعتبار سے) سارے انسان

اُمَّةً وَّاحِدَةً ۨ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ
ایک قوم تھے پھر اللہ نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجے اور

مُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ
ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تاکہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کریں



## عربی حاشیہ

O آیت نمبر ۲۱۰ میں استفہام انکاری ہے اس میں امر اللہ کے مقدر ماننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۰۷ میں حضرت علیؑ کی اس قدر عظیم فضیلت پائی جاتی ہے کہ معاویہ نے سمرہ بن جندب کو ۴ لاکھ درہم دے کر اس آیت کے ابن ملجم کی شان میں ہونے کا تقاضا کیا اگرچہ وہ روایت قابل قبول نہ ہوسکی اور فضیلت کا آفتاب چمکتا ہی رہا۔ آیت کا واضح اعلان ہے کہ زندگی کا جنت سے سودا کرنے والے اور رضائے خدا کے عوض بیچنے والے اور۔!

(۱۱۵) یہ سوال حقیقی نہیں ہے اور نہ خدا ورسولؐ کو سوال کی ضرورت ہے۔ یہ ایک طرح کی تنبیہ اور تمہید ہے کہ اگر نعمتوں کی قدر نہ کی گئی تو سخت ترین عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔

## اردو حاشیہ

اختلافات انہیں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کا جواب فخر الدین رازی نے بڑے سائز کے سات صفحات میں اور صاحب المنار نے ۲۲ صفحات میں دیا ہے لیکن واضح سی بات ہے کہ پروردگار نے انسان کو ایک صاف اور سادہ فطرت پر پیدا کیا تھا لیکن اس میں اختلافات کے بہت سے پہلو تھے۔ صلاحیتوں کا اختلاف، علم وتمدن کا اختلاف، مزاج اور طبیعت کا اختلاف اور سب سے خطرناک مفادات کا اختلاف تھا۔ انسان نے انہیں بنیادوں کی بناء پر اختلاف کیا اور پہلے ہی دن قابیل نے ہابیلؑ کو قتل کر دیا تو رب العالمین نے انبیاء اور شریعتوں کا سلسلہ شروع کر دیا تاکہ اختلافات کا حل نکالا جائے اور اسی لئے کہ مختلف صلاحیتوں والے انسان پیدا کرنے والے خدا کا یہ بھی فرض تھا کہ ان اختلافات میں حق کا راستہ واضح کر دے چنانچہ انبیاء کرام نے یہ کام کیا اب جو صاحبانِ ایمان تھے انھوں نے سیدھا راستہ پالیا اور جو بدنفس اور مفاد پرست تھے انہوں نے اس راستہ کو ٹھکرا دیا اور یہ ٹھکرا دینا صرف ہٹ دھرمی اور بغاوت کی بناء پر تھا ورنہ انبیاء اور شریعتوں کی ضرورت اور آمد کا احساس سب کو تھا۔

(۱۱۴) بعض لوگ توہمات کی بناء پر جنت حاصل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جنت بلاکسی زحمت کے حاصل ہو جاتی ہے۔ پروردگار عالم نے سخت ترین حالات کا حوالہ دے کر واضح کر دیا کہ جنت خیرات نہیں ہے، امتحانات کا نتیجہ ہے۔ جب امتحانات میں سابق امتوں کے پیغمبر نصرت الٰہی کی

بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ [116] فِيْهِ

اور اصل اختلاف انھیں لوگوں نے کیا جنہیں کتاب مل گئی ہے

اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

اور ان پر آیات واضح ہوگئیں صرف بغاوت اور تعدی کی بنا پر ----

بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا

تو خدا نے ایمان والوں کو ہدایت دے دی اور انہوں نے اختلافات میں

فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى

حکم الٰہی سے حق دریافت کرلیا اور وہ تو جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

ہدایت دے دیتا ہے (۲۱۳) کیا تمہارا خیال ہے کہ تم آسانی سے جنّت میں

وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ

داخل ہوجاو گے جبکہ ابھی تمہارے سامنے سابق اُمتوں کی مثال پیش نہیں آئی

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ

جنہیں فقر و فاقہ اور پریشانیوں نے گھیر لیا اور اتنے جھٹکے دیئے گئے کہ

الرَّسُوْلُ [117] وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ

خود رسول اور ان کے ساتھیوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ آخر خدائی امداد کب آئے گی۔ تو آگاہ ہوجاو کہ

اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ [118] مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ

خدائی امداد بہت قریب ہے (۲۱۴) پیغمبر یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ



## عربی حاشیہ

(۱۱۶) اختلاف کسی قسم کا ہواس کا انجام زیادتی تک منتہی ہوتا ہے اور کوئی نہ کوئی فریق دوسرے پر ظلم ضرور کرتا ہے۔ لہٰذا انسان کو عارضی اختلافات سے پرہیز کرنا چاہیے اور فطری اختلافات میں بھی قانون الٰہی کا اتباع کرنا چاہیے۔

(۱۱۷) یہ رسولوں کی بے صبری یا بے اعتمادی نہیں ہے۔ صورتِ حال کی سنگینی اور جنت کی دشواری کی بہترین تصویر کشی ہے۔

(۱۱۸) ماا گرچہ منطق میں ماہیت کے بارے میں استعمال ہوتا ہے لیکن عربی محاورات میں کیفیت کے بارے میں بھی استعمال ہوتا ہے اور قرآن عربی زبان ہی میں نازل ہوا ہے۔

ف: انسانی معاشرہ پہلے مرحلہ میں بالکل سادہ اور متفرق تھا۔ پھر تکامل حیات کے لئے اجتماعیت پیدا ہوئی، اجتماعیت نے مفادات میں تصادم پیدا کردیا۔ مفادات کے تصادم نے رہبری کی ضرورت ایجاد کی۔ رہبری کے فطرت

## اردو حاشیہ

دعا کرنے لگے تو تمہاری کیا حقیقت ہے، انسان کو اسی بیم و رجاء کے درمیان زندگی گزارنی چاہئے کہ جنت ایک حقیقت ہے اور اس میں بندے ہی داخل ہوں گے لیکن امتحان آزمائش اور صبر وتحمل کے بعد۔

(۱۱۵) آیت میں بظاہر مال کے بارے میں سوال ہے اور جواب میں مصرف بیان کیا گیا ہے لیکن درحقیقت نہایت خوبصورتی سے مقدار اور نوعیت بیان کرنے کے بجائے مصرف بتا دیا گیا ہے کہ سب بندگانِ خدا، اعزا، اقربا اور ضرورت مند افراد ہی کو ملنے والا ہے اور ضائع ہونے والا نہیں ہے تو جس قدر بھی خرچ کردو گے کم ہے۔

(۱۱۶) اسلام کی طرف سے یہ کھلا ہوا اعلان ہے کہ حکم خدا کسی کی مرضی کا تابع نہیں ہے۔ بزدلوں کو جہاد برا لگتا ہے لیکن خدا نے واجب کردیا ہے اور یہ واضح کردیا ہے کہ تمہارا علم، علم خدا کے برابر نہیں ہے۔ وہ حالات اور مصالح کو تم سے بہتر جانتا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ اس کے احکام پر ایمان لے آؤ اور عمل کرو۔ یہ دور حاضر کی دانشوری کے خلاف کھلا ہوا چیلنج ہے کہ احکام الٰہیہ میں دخل اندازی اپنے کو خدا سے بالاتر ثابت کرنے کی مہم ہے جسے دیوانگی کہا جا سکتا ہے، دانشوری نہیں۔

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

راہِ خدا میں کیا خرچ کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ جو بھی خرچ کرو گے

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا

وہ تمہارے والدین، قرابتدار، ایتام، مساکین اور غربت زدہ مسافروں کے لئے ہوگا

مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ

اور جو بھی کارِ خیر کرو گے خدا اسے خوب جانتا ہے (۲۱۵) تمہارے اوپر جہاد فرض کیا گیا ہے

وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور یہ ممکن ہے کہ جسے تم برا سمجھتے ہو وہ تمہارے حق میں

وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

بہتر ہو اور جسے تم دوست رکھتے ہو وہ برا ہو خدا سب کو جانتا ہے

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ

اور تم نہیں جانتے ہو (۲۱۶) پیغمبر یہ آپ سے محترم مہینوں کے جہاد کے

قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ

بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ ان میں جنگ کرنا گناہ کبیرہ ہے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ

اور راہِ خدا سے روکنا اور خدا اور مسجدالحرام کی حرمت کا انکار ہے اور اہلِ مسجد الحرام کا وہاں سے

مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ

نکال دینا خدا کی نگاہ میں جنگ سے بھی بدتر گناہ ہے اور فتنہ تو قتل سے بھی بڑا جرم ہے ---اور



## عربی حاشیہ

بشر کے اعتبار سے بشارت اور انذار کا راستہ اختیار کیا اور اس کے بعد بغاوت کرنے والے صرف وہ بدبخت تھے جنھیں ان واضح ہدایات سے بھی کوئی راستہ نہ مل سکا۔!

(۱۱۹) رسول اکرمؐ نے عبداللہ بن جحش کو ایک چھوٹے لشکر کے ساتھ قریش کے قافلۂ تجارت کو روکنے کے لئے بھیجا۔ دونوں فریقوں میں مزاحمت ہوئی اور کفار کا ایک شخص مارا گیا۔ اس وقت رجب کا چاند ہوچکا تھا۔ کفار نے ہنگامہ کردیا کہ محترم مہینہ میں قتل ہوا ہے۔ قرآن مجید نے جواب دیتے ہوئے فتنہ گر کے جرم کی طرف بھی متوجہ کردیا۔

## اردو حاشیہ

(۱۱۷) بظاہر بات تمام ہوگئی تھی لیکن یہ قرآن نے ایک مخفی فتنہ کا جواب دیا ہے کہ کفار محترم مہینوں کی حرمت کا حوالہ دے کر مسلمانوں کو خاموش کر دینا چاہتے تھے۔ پرودگار نے واضح کردیا کہ اگر محترم مہینہ میں جنگ گناہ ہے تو کفار کی حرکتیں مسجد الحرام سے روک دینا، اہل مسجد کو باہر نکال دینا اور مستقل فتنے ایجاد کرنا اس سے کہیں بڑے گناہ ہیں۔ مسلمان ان فتنوں کی طرف متوجہ رہیں اور صرف شہر حرام کے نام سے مرعوب نہ ہوجائیں۔

(۱۱۸) کفار کا واقعی مقصد زمینوں پر قبضہ کرنا نہیں ہوتا ہے۔ ان کی جنگ کے پس منظر میں اسلام کی تباہی کام کرتی ہے جس کا مشاہدہ ہر دَور میں کیا گیا ہے اور جس سے ہر دَور کا مسلمان غافل رہا ہے اور اسی لئے فوراً صلح کے لئے تیار ہوجاتا ہے جس طرح کہ آج کے زمانے میں مسئلہ فلسطین میں دیکھنے میں آرہا ہے۔ اسلام نے ٹھیک اس کے بالمقابل اس وقت تک جہاد کو واجب رکھا ہے جب تک فتنہ کا قلع قمع نہ ہوجائے، کفار کے ہاتھ کٹ نہ جائیں اور دین فقط دین خدا نہ رہ جائے اور یہ کام بڑے حوصلے کا ہے اور اسی لئے مجاہدین اور مہاجرین کے فضائل کا اعلان ہوا ہے۔

لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ

یہ کفار برابر تم لوگوں سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ

اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

ان کے امکان میں ہو تو تم کو تمہارے دین سے پلٹا دیں۔ اور جو بھی

فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ (120) اَعْمَالُهُمْ فِي

اپنے دین سے پلٹ جائے گا اور کفر کی حالت میں مر جائے گا

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اس کے سارے اعمال برباد ہوجائیں گئے اور وہ جہنّمی ہوگا اور وہیں

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ

ہمیشہ رہے گا (۲۱۷) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور

جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ

راہِ خدا میں جہاد کیا وہ رحمت الٰہی کی امید رکھتے ہیں

اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ (121)

اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۲۱۸) یہ آپ سے شراب

وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز

اورجوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے

وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ

اور بہت سے فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ فائدے سے کہیں زیادہ بڑا ہے اور یہ راہِ خدا میں خرچ کے بارے میں



## عربی حاشیہ

(۱۲۰) اعمال کی بربادی صرف کفر پر مرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک گناہ ساری نیکیوں کو برباد کردے ایسا کوئی عقیدہ اسلام میں نہیں ہے۔

(۱۲۱) خمر اس نشہ آور چیز کا نام ہے جس سے گویا عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ شراب کے بارے میں نچوڑنے والے، بونے والے، پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے سب کو ملعون قرار دیا گیا ہے اور اسے ام الخبائث سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شراب پینا اسلام میں یزیدی کردار کا احیاء ہے۔

ف: شراب ایک ایسی سماجی بلا ہے جس سے انسانی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے اور اگلی نسلی پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے کہ شرابی کا بچہ ۳۵ بیماریاں لے کر دنیا میں آتا ہے۔ اس کے بعد شراب اخلاقی بربادی کا بہترین ذریعہ ہے اور اس سے معاشرہ میں جو برے اثرات پیدا ہوتے ہیں ان کی تلافی پر اس سے زیادہ پیسہ

## اردو حاشیہ

(۱۱۹) یہ اسلام کی دیانت داری اور دانشوری کی زبان بندی ہے کہ ہم نہ حقائق کا انکار کرتے ہیں اور نہ فقط مادی منافع پر نگاہ رکھتے ہیں۔ ہم فائدہ کے پردے میں کام کرنے والے نقصانات کو بھی دیکھتے رہتے ہیں۔ شراب میں عقل، قوتِ ارادی، شدتِ احساس کی بربادی اور جوئے میں حرام خوری کا مفسدہ مادی منافع سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا ان کے جائز ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے۔

(۱۲۰) دورِ جاہلیت میں لوگ یتیموں سے تعلقات صرف ان کے اموال پر قبضہ کرنے کے لئے پیدا کیا کرتے تھے۔ پھر جب ان کے اموال کے قریب جانے سے روک دیا گیا اور مسلمانوں نے بالکل ہی الگ کر دیا تو بعض لوگوں نے ان دونوں قسموں کے بارے میں سوال کیا اور جواب ملا کہ اموال کو لوٹو نہیں، اصلاح کرو اور الگ نہ کرو۔ ساتھ رکھو لیکن اصلاح کی نیت سے کہ خدا نیتوں کو بھی جانتا ہے اور جب ساتھ رہیں تو ان کا خرچ ان کے مال سے نکال لو اور اپنے کو زحمت میں نہ ڈالو۔

قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو کہہ دیجئے کہ جو بھی ضرورت سے زیادہ ہو۔ خدا اسی طرح اپنی آیات کو واضح کر کے

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ
بیان کرتا ہے کہ شاید تم فکر کرسکو (۲۱۹) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ---اور یہ لوگ تم سے یتیموں کے

الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ
بارے میں سوال کرتے تو کہہ دو کہ ان کے حال کی اصلاح بہترین بات ہے اور اگر ان سے مل جل کر رہو

فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ
تو یہ بھی تمہارے بھائی ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ مصلح کون ہے اور مفسد کون ہے اگر وہ چاہتا تو تمہیں مصیبت میں

اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنْكِحُوا
ڈال دیتا لیکن وہ صاحبِ عزّت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۲۲۰) خبردار مشرک عورتوں سے

الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ
اس وقت تک نکاح نہ کرنا جب تک ایمان نہ لے آئیں کہ ایک مومن کنیز مشرک آزاد عورت سے

مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى
بہتر ہے چاہے وہ تمہیں کتنی ہی بھلی معلوم ہو اورمشرکین کو بھی لڑکیاں نہ دینا جب تک

يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ
مسلمان نہ ہوجائیں کہ مسلمان غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے چاہے وہ تمہیں کتنا ہی

اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا
اچھا کیوں نہ معلوم ہو۔ یہ مشرکین تمہیں جہنم کی دعوت دیتے ہیں اور خدا اپنے حکم سے جنّت



## عربی حاشیہ

خرچ ہوتا ہے۔ جتنا حکومتیں شراب کی تجارت سے حاصل کرتی ہیں۔ قمار بازی بھی انسانی فکر میں ہیجان، اعصاب میں تشنج، جرائم کے ذوق اور محنت مشقت سے نفرت کی بنا پر انتہائی بدترین عمل ہے جس سے ہرمعاشرہ کی تطہیر ضروری ہے۔

(۱۲۲) اصلاح باعتبار مالیات ہو یا باعتبار اخلاقیات یہ غریب ہرطرح کی اصلاح کے محتاج ہیں۔

نکاح کے معنی عقد کے بھی ہیں اور جماع کے بھی ہیں۔ مشرک اسے کہتے ہیں جو توحید الٰہی میں اختلاف کرے۔ اہلِ کتاب اس لفظ سے خارج ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۱۲۱) اسلام نے عقیدہ کو حسن و جمال اور کثرت اموال پر مقدم رکھا ہے۔ مسلمان غلام و کنیز کافر آزاد مرد و عورت سے بہتر ہیں کہ ان کے پاس دولت دنیا نہیں ہے تو دولت ایمان ہے اور یہ سب سے بڑی دولت ہے۔ پھر ازدواج انسانی سماج پر اثر انداز ہوتا ہے اور کفار جہنم کی طرف کھینچ لیتے ہیں یا اولاد کی تربیت غیر اسلامی ہو جاتی ہے یا کم سے کم کفر سے محبت یا عدم عداوت یا آزاد خیالی کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے جو ایمان کے لئے بہرحال خطرناک ہے۔

(۱۲۲) اسلام سے پہلے یہودی ایام حیض میں جماع وغیرہ ترک کر دیتے تھے اور عیسائی سب کچھ کیا کرتے تھے۔ عام کفار ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی ترک کر دیتے تھے۔ رسول اکرمؐ سے انہیں قسموں کے بارے میں سوال ہوا تھا تو آپ نے واضح کر دیا کہ صرف جماع حرام ہے اور بس...... اور وہ بھی اس لئے کہ یہ زمانہ یا جگہ گندی یا تکلیف کی ہے۔ اس عمل سے عضو تناسل میں کثافت اور بیماری کا خطرہ ہے اور عورت کے مزاج پر بھی بار ہے کہ مزاج خون کو باہر نکالنا چاہتا ہے اور جماع منی کو اندر ڈالنا چاہتا ہے اور دونوں رجحانات میں کھلا ہوا ٹکراؤ ہے جو صحت کے لئے شدید خطرہ رکھتا ہے۔

إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ

اورمغفرت کی دعوت دیتا ہے اور اپنی آیتوں کو واضح کرکے بیان کرتا ہے کہ

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (۲۲۱) وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ [123]

شاید یہ لوگ سمجھ سکیں (۲۲۱) اور اے پیغمبر یہ لوگ تم سے ایاّم حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں

قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ [124] وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ

تو کہہ دو کہ حیض ایک اذیت اور تکلیف ہے لہٰذا اس زمانے میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک

حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ [125] فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ

پاک نہ ہوجائیں ان کے قریب نہ جاو پھر جب پاک ہوجائیں تو جس طرح سے خدا نے حکم دیا ہے

اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (۲۲۲)

اس طرح ان کے پاس جاو- بہ تحقیق خدا توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۲۲۲)

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ [126] وَقَدِّمُوا

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں لہٰذا اپنی کھیتی میں جہاں چاہو داخل ہوجاو اور اپنے واسطے پیشگی اعمال

لِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ

خدا کی بارگاہ میں بھیج دو اور اس سے ڈرتے رہو ---یہ سمجھو کہ تمہیں اس سے ملاقات کرنا ہے اور صاحبانِ ایمان کو

الْمُؤْمِنِينَ (۲۲۳) وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ

بشارت دے دو (۲۲۳) خبردار خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناو کہ قسموں کو نیکی کرنے،

تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

تقویٰ اختیارکرنے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے میں مانع بنادو اللہ سب کچھ سننے اور



## عربی حاشیہ

(۱۲۳) حیض کے معنی سیلان کے ہیں اور اسی اعتبار سے جہاں پانی بہہ کر آتا ہے اسے حوض کہا جاتا ہے۔

(۱۲۴) محیض زمانہ حیض بھی ہے اور مکانِ حیض بھی۔ اس لفظ سے زیادہ حیض میں بھی جماع حرام ہوسکتا ہے اور صرف جائے حیض یعنی فرج میں بھی۔

(۱۲۵) اگر یطہرن ہے تو پاکیزگی مراد ہے غسل شرط نہیں ہے اور اگر یطّہرن ہے تو غسل سے پہلے جماع حرام ہے۔

(۱۲۶) اس لفظ میں جگہ کی بھی آزادی ہے کہ انسان کہیں بھی جماع کرسکتا ہے اور طریقہ کی بھی آزادی ہے کہ کسی طرح بھی کھڑے بیٹھے لیٹے جماع کرسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۲۱ میں مشرکین سے مراد کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مفسرین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض لوگ بالواسطہ شرک کو بھی شرک قرار دے کر اس میں اہلِ کتاب کو

## اردو حاشیہ

(۱۲۳) اس لفظ میں اشارہ ہے کہ جماع میں حکم الٰہی کی پابندی ضروری ہے اور مکمل آزادی نہیں ہے۔

(۱۲۴) لفظ انـــی کہاں، کب، کہاں سے اور کیسے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور قرآن مجید میں سب کے شواہد موجود ہیں اور اس طرح وطی فی الدبر کا بھی جواز نکلتا ہے۔ جیسا کہ امام رازی نے ابن عمر اور مالک سے نقل کیا ہے اور ابوبکر اندلسی نے احکام القرآن ص ۷۳ پر بہت سے صحابہ اور تابعین کا حوالہ دے کر لکھا ہے لیکن کھیتی کا لفظ اشارہ ہے کہ بیج وہاں استعمال کرو جہاں پیداوار کا امکان ہو ورنہ بیج ضائع ہو جائے گا اور کچھ حاصل نہ ہوگا ویسے وہ تمہاری زوجہ ہے۔ تم کہاں، کیسے اور کب کے معاملات میں بالکل آزاد ہو۔

(۱۲۵) عادی اور غیر ارادی قسم کا مواخذہ نہیں ہے اور اس سے صرف اخلاقاً منع کیا گیا ہے لیکن ارادی قسم میں دس مسکینوں کا کھانا یا کپڑا یا بدرجہ مجبوری تین روزے کا کفارہ بہرحال دینا پڑے گا۔

عَلِيۡمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغۡوِ فِىۡۤ اَيۡمَانِكُمۡ وَ [127]

جاننے والا ہے (۲۲۴) خدا تمہاری لغواور غیر ارادی قسموں کا مواخذہ نہیں کرتا ہے

لٰكِنۡ يُّؤَاخِذُكُمۡ بِمَا كَسَبَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ

لیکن جس کو تمہارے دلوں نے حاصل کیا ہے اس کا ضرور مواخذہ کرے گا وہ بخشنے والا بھی ہے اور برداشت

حَلِيۡمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيۡنَ يُؤۡلُوۡنَ مِنۡ نِّسَآٮِٕهِمۡ تَرَبُّصُ اَرۡبَعَةِ [128]

کرنے والا بھی ہے (۲۲۵) جو لوگ اپنی بیویوں سے ترک جماع کی قسم کھا لیتے ہیں

اَشۡهُرٍ‌ ۚ فَاِنۡ فَآءُوۡ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنۡ

انہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ اس کے بعد واپس آگئے تو خدا غفور رحیم ہے (۲۲۶) اورطلاق کا

عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالۡمُطَلَّقٰتُ

ارادہ کریں تو خدا سن بھی رہا ہے اور دیکھ بھی رہاہے (۲۲۷) مطلقہ عورتیں

يَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ ‌ؕ [129] وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنۡ

تین حیض تک انتظار کریں گی اور انہیں حق نہیں ہے کہ جو کچھ خدا نے ان کے

يَّكۡتُمۡنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىۡۤ اَرۡحَامِهِنَّ اِنۡ كُنَّ يُؤۡمِنَّ

رحم میں پیدا کیا ہے اس کی پردہ پوشی کریں اگر ان کا ایمان اللہ اور آخرت پر ہے۔

بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ وَبُعُوۡلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِىۡ

اورپھر ان کے شوہر اس مدّت میں انہیں واپس کرلینے کے زیادہ حقدار ہیں

ذٰلِكَ اِنۡ اَرَادُوۡٓا اِصۡلَاحًا ‌ؕ وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِىۡ عَلَيۡهِنَّ

اگر اصلاح چاہتے ہیں۔ اور عورتوں کے لئے ویسے ہی حقوق بھی ہیں جیسی ذمہ داریاں



## عربی حاشیہ

بھی شامل کر لیتے ہیں اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان کا تذکرہ مختلف مقامات پر اہل کتاب کے مقابلہ میں ہوا ہے اور حضور نے مشرکین کے جزیرہ عرب سے نکال دینے کا حکم دیا تو اُنھیں نہیں نکالا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا شمار عام مشرکین میں نہیں ہے اور ان سے رشتہ ازدواج جائز ہے۔

(۱۲۷) قصداً جھوٹی قسم کو یمین غموس کہا جاتا ہے۔

(۱۲۸) ایلاء زوجہ سے مجامعت ترک کرنے کی قسم کھانے کو کہاجاتا ہے اور اس کی مدت چار ماہ ہے کہ اس سے پہلے جماع خود ہی واجب نہیں ہے۔

(۱۲۹) قرء۔ لغات تضاد میں ہے جس کے معنی حیض اور طہارت دونوں کے ہیں۔ ایک کی جمع قروء ہے اور دوسرے کی اقراء۔

## اردو حاشیہ

(۱۲۶) اسلام میں یہ طریق کار پسندیدہ نہیں ہے اور چار مہینے کے بعد عورت کو حق دخول حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حاکم شرع مجبور کرے گا کہ کفارہ دے کر جماع کرے یا طلاق دے کر آزاد کردے اور ہر حال میں خدا و حاضر و ناظر سمجھے۔

(۱۲۷) یہ حکم بظاہر تمام مطلقہ عورتوں کے لئے معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے بعض عورتوں کے لئے اصلاً عدہ نہیں ہے جیسے نابالغ، یائسہ اور غیر مدخولہ عورت اور بعض کا عدہ تین طہر سے زیادہ ہے جیسے حاملہ اور اسی طرح دیگر احکام بھی ہیں۔ آیت کریمہ میں مطلقہ سے مراد وہ عورت ہے جسے رجعی طلاق دی گئی ہے۔ طلاق میں طہارت کی شرط ہے اور عدت کی مدت بھی طہارت سے طے ہوتی ہے اور طہارت یا حیض کا علم صرف عورت کو ہوتا ہے لہٰذا اسے رحم میں پیدا ہونے والے خون کو چھپانے کا حق نہیں ہے ورنہ طلاق باطل ہوجائے گی اور عقد ثانی زنا ہوجائے گا۔

(۱۲۸) اسلام نے مرد و عورت میں توازن قائم کرنے کے بعد کہ ایک کو مہر و نفقہ کا پابند بنایا اور دوسرے کو اطاعت کا۔ یہ اعلان کیا کہ مرد کو ایک امتیاز حاصل ہے اور وہ ہے حق طلاق جو درحقیقت اس کی نگرانی، کفالت اور ذمہ داریوں کا نتیجہ ہے الگ سے کوئی بات نہیں ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اندلسی نے احکام القرآن میں اس امتیاز کی تفسیر داڑھی سے بھی نقل کی ہے۔

بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

اورمردوں کو ان پر ایک امتیاز حاصل ہے اور خدا صاحبِ عزّت و

حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ ع اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ [130] فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ

حکمت ہے (۲۲۸) طلاق دو مرتبہ دی جائے گی۔ اس کے بعد یا نیکی کے ساتھ

اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا

روک لیا جائے گا یا حسنِ سلوک کے ساتھ آزاد کردیا جائے گا اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ

مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا

جو کچھ انہیں دے دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لو مگر یہ کہ یہ اندیشہ ہو کہ

حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا

دونوں حدود الٰہی کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو جب تمہیں یہ خوف پیدا ہوجائے کہ

جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

وہ دونوں حدود الٰہی کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو دونوں کے لئے آزادی ہے اس فدیہ کے بارے میں

فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

جو عورت مرد کو دے۔ لیکن یہ حدود الٰہیہ ہیں ان سے تجاوز نہ کرنا اور جو حدود الٰہی سے تجاوز کرے گا

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ

وہ ظالمین میں شمار ہوگا (۲۲۹) پھر اگر تیسری مرتبہ طلاق دے دی تو عورت مرد کے لئے

حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ [131] فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ

حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ دوسرا شوہر کرے پھر اگر وہ طلاق دے دے تو دونوں کے لئے



## عربی حاشیہ

(۱۳۰) اس سے مراد طلاق رجعی ہے ورنہ بائن کے دومرتبہ طلاق کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

(۱۳۱) یہ نکاح جماع کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یہاں صرف عقد کافی نہیں ہے۔

ف: دور قدیم میں ایلاء کا طریقہ وہی تھا جو آج کی ترقی یافتہ دنیا میں علیحدگی کا ہے۔ اختلاف کی صورت میں مرد وعورت تین سال تک الگ رہتے ہیں اور اس کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں۔ اسلام نے اس طریقہ کار کو روز اول رد کردیا تھا اور یہ طے کردیا تھا کہ مرد کو مستقبل کا فیصلہ چار ماہ کے اندر کرنا ہے اور اگر اس سے زیادہ کی قسم کھالی ہے تو حکومتِ اسلامی اپنے اختیارات سے فیصلہ کردے گی اور عورت کی زندگی کو لیت ولعل میں نہ رکھے گی۔

ف: واضح رہے کہ اسلام نے تین طلاق کے بعد محلل کا سلسلہ اسی لئے رکھا ہے کہ یہ رشتہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے اور عورت مستقل طور

## اردو حاشیہ

(۱۲۹) عورت سے صرف اس صورت میں رقم لینے کا حق ہے جب وہ اطاعت ترک کر دے اور اظہار نفرت کرے اور شوہر کی طرف سے بھی جوابی کارروائی کا خطرہ ہو اور حدود الٰہی محفوظ نہ رہ سکیں۔

(۱۳۰) واضح رہے کہ تین طلاق کا مفہوم تین مرتبہ طلاق دینا ہے۔ ایک ساتھ تین لفظ طلاق کا استعمال نہیں ہے اور اس کی واضح ترین دلیل یہ ہے کہ طلاق زوجیت چاہتی ہے تو ایک طلاق کے بعد جب تک رجوع نہ ہو یا عدت کے بعد دوبارہ عقد نہ کیا جائے دوسری طلاق کا موضوع ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ ایک ساتھ تین طلاق اگر تین ہیں تو دوسری زوجیت کب واپس آئی ہے اور اگر سب ملا کر ایک ہیں تو تین طلاق کے احکام نافذ کرنا غلط ہے۔ یہ صرف حضرت عمر کی ایجاد ہے جو رسول اکرمؐ اور صحابہ دونوں کے خلاف ہے۔ تفسیر المنار۔

(۱۳۱) خاتمہ کے قریب اس لئے کہا گیا ہے کہ رجوع کا اختیار عدت کے اندر ہوتا ہے عدت کے بعد نہیں اور یہاں روک لینے سے مراد رجوع کرنا ہے۔ بعض لوگ صرف عورت کو ستانے کی غرض سے رجوع کر لیتے تھے کہ دوسرا عقد نہ کرنے پائے اور مشکلات سے دوچار رہے۔ ایسے لوگوں کو آیات الٰہی کا مذاق اڑانے والا قرار دیا گیا ہے اور نعمت سکون ومحبت ازواج کو یاد دلا کر ناشکری سے روکا گیا ہے۔

عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ
کوئی حرج نہیں ہے کہ آپس میں میل کرلیں اگر یہ خیال ہے کہ حدود الٰہیہ کو قائم رکھ سکیں گے۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۲۳۰ وَ
یہ حدود الٰہیہ ہیں جنہیں خدا صاحبانِ علم واطلاع کے لئے واضح طور سے بیان کررہا ہے (۲۳۰) اور

اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ
جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ مدّت عدت کے خاتمہ کے

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ[132] بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ
قریب پہنچ جائیں تو یا انہیں اصلاح اور حسنِ معاشرت کے ساتھ روک لو

ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ
یا انہیں حسنِ سلوک کے ساتھ آزاد کردو اور خبردار نقصان پہنچانے کی غرض سے

نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۡ وَاذْكُرُوْا
انہیں نہ روکنا کہ ان پر ظلم کرو جو کہ ایسا کرے گا وہ خود اپنے نفس پر ظلم کرے گا

نِعْمَتَ اللّٰهِ[133] عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ
اور خبردار آیاتِ الٰہی کو مذاق نہ بناو۔ خدا کی نعمت کو یاد کرو۔ اس نے کتاب

وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
و حکمت کو تمہاری نصیحت کے لیے نازل کیا ہے اور یاد رکھو کہ وہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۳۱ ۧ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ
ہر شے کا جاننے والا ہے (۲۳۱) اور جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو اور ان کی



## عربی حاشیہ

پر مرد کے لئے کھلونا نہ بننے پائے اور اسی لئے تحلل کے عقد کو صرف تحلیل کی نیت سے بری نظروں سے دیکھا گیا ہے اور اس سے حقیقی عقد کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کا رشتہ کبھی کسی وجہ سے ختم ہوجائے تو اسلام پہلے رشتہ کی واپسی کو یکسر ممنوع نہیں قرار دیتا۔

(۱۳۲) یہ حق رجوع ہے اور آزادی سے مراد رجوع نہ کرنا لیکن اچھا سلوک کرنا ہے۔

(۱۳۳) زوجیت ایک نعمت ہے جس سے سکونِ زندگی اور رحمت ومحبت کا جذبہ حاصل ہوتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۳۲) یہ اس طرز عمل کے خلاف تنبیہ ہے کہ لوگ عدت کے بعد نہ خود دوبارہ اس عورت سے عقد کرتے تھے اور نہ دوسرے کو عقد کرنے دیتے تھے کہ ہماری مطلقہ دوسرے کے تصرف میں رہے۔ قران مجید نے اس پابندی کو حرام قرار دے کر عورت کو اپنی پسند سے عقد کرنے کا اختیار دے دیا اور اس طرح مطلقہ عورتوں کے بارے میں اولیاء کی ولایت کا خاتمہ کردیا۔

اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا
مدّت عدت پوری ہوجائے تو خبردار انہیں شوہر کرنے سے نہ روکنا اگر وہ شوہروں کے

تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ
ساتھ نیک سلوک پر راضی ہوجائیں۔ اس حکم کے ذریعہ خدا انہیں نصیحت کرتا ہے

مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ
جن کا ایمان اللہ اور روزِ آخرت پر ہے اور ان احکام پر عمل تمہارے لئے باعث تزکیہ بھی ہے

وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ
اور باعث طہارت بھی۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو (۲۳۲) اور مائیں اپنی

يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ
اولاد کو دو برس کامل دودھ پلائیں گی جو رضاعت کو پورا کرنا چاہے گا اس درمیان

الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
صاحب اولاد کا فرض ہے کہ ماوں کی روٹی اور کپڑے کا مناسب طریقہ سے

بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ
انتظام کرے۔ کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاسکتی۔ نہ ماں کو

بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ
اس کی اولاد کے ذریعہ تکلیف دینے کا حق ہے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے ذریعہ۔

ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ
اور وارث کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اسی طرح اجرت کا انتظام کرے۔ پھر اگر دونوں باہمی رضامندی



## عربی حاشیہ

(۱۳۴) اس سے پہلا شوہر بھی مراد ہوسکتا ہے اور نیا شوہر بھی۔

(۱۳۵) نصیحت ایمان والوں ہی کو کی جاتی ہے اور انہیں پر اثر بھی ہوتا ہے نصیحت کا اثر نہ ہوتو واقعی ایمان نہیں ہے۔

(۱۳۶) عقدثانی نسل میں اضافہ اور کردار کی پاکیزگی کا سبب ہوتا ہے۔ اس کی مخالفت کرنا جہالت اور نفس کی خباثت ہے۔

(۱۳۷) دوسال کی مدت اختیاری ہے اس میں دوایک ماہ کم یازیادہ بھی ہوسکتا ہے۔تحدید کا فائدہ نزاع کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

(۱۳۸) متعارف مقدارِ اجرت ماں ہی کو ملنی چاہیے۔ وہ زیادہ کا مطالبہ کرے تو دوسری عورت تلاش کرواور خدا کو حاضروناظر سمجھو۔

فائدہ

آیت نمبر ۲۳۳ میں مولودلہ کی تعبیر باپ کے جذبات کو بیدار کرنے کے لئے ہے کہ نہ بچہ کو ماں سے الگ کرکے اسے تکلیف دی

## اردوحاشیہ

(۱۳۳) یہ آیت نہایت درجہ مجمل ہے اور اس کا ادراک بہت مشکل ہے۔ ابتدا میں ماؤں سے ازواج اور وہ عورتیں مراد ہیں جنہیں رجعی طلاق دی گئی ہے کہ انہیں کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔طلاق بائن کے بعدصرف دودھ پلانے کی اجرت مل سکتی ہے اوربس۔

اس کے بعد اولاد کے ذریعہ تکلیف نہ دینے کا ذکر ہے جس کی تفسیر اہلِ قانون یوں کرتے ہیں کہ بچے کو چھین کر ماں کو تکلیف نہ دی جائے اور اہلِ تفسیر یہ کرتے ہیں یہ دودھ پلانے سے انکار کرکے باپ کو تکلیف نہ دی جائے لیکن حق یہ ہے کہ دونوں جملوں سے دونوں باتوں کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ نہ شوہر کو یہ حق ہے نہ زوجہ کو کہ بچہ کو ذریعہ بنا کر ایک دوسرے سے انتقام لیں۔ آخر میں وارث سے مراد بھی مجہول ہے کہ باپ کا وارث یا بیٹے کا وارث اور دونوں میں زحمتیں ہیں۔ باپ کا وارث بیٹا خود بھی ہے اورعورت بھی تو اجرت کون دے گا اور کس کو دے گا اور بیٹے کے وارث پرنفقہ واجب نہیں ہوتا صرف اجرت واجب ہوتی ہے۔لہٰذا بعض حضرات کا خیال ہے کہ دو میں سے ایک لفظ کی تاویل ضروری ہے یا لفظ وارث یا لفظ مثل ذلک۔ واللہ اعلم۔

(۱۳۴) یہ حکم غیر حاملہ عورتوں کا ہے۔ حاملہ عورتوں کا عدہ وضع حمل تک ہے جس کا اعلان دوسری آیت میں کیا گیا ہے اور کوئی تخصیص نہیں کی گئی ہے۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوٓا أَوْلَادَكُمْ

اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر تم اپنی اولاد کے لئے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ

دودھ پلانے والی تلاش کرنا چاہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ متعارف طریقہ کی اجرت

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٣﴾ وَ

ادا کردو اور اللہ سے ڈرو اور یہ سمجھو کہ وہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے (٢٣٣) اور

الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ [139] مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ

جو لوگ تم میں سے بیویاں چھوڑ کر مرجائیں ان کی بیویاں

بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

چار مہینے دس دن انتظار کریں گی جب یہ مدت وری ہو جائے تو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ

جو مناسب کام اپنے حق میں کریں اس میں کوئی حرج نہیں ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٣٤﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

خدا تمہارے اعمال سے خو ب باخبر ہے (٢٣٤) تمہارے لئے نکاح کے

عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۗ

پیغام کی پیشکش یا دل ہی دل میں پوشیدہ ارادہ میں کوئی حرج نہیں

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ

خدا کو معلوم ہے کہ تم بعد میں ان سے تذکرہ کرو گے لیکن فی الحال



## عربی حاشیہ

جائے اور نہ ماں بچہ کو باپ کی ملاقات سے محروم کرکے باپ کو تکلیف دے۔

(١٣٩) شریعت اسلام نے عدہ وفات میں بناؤ سنگار وغیرہ کو حرام کردیا ہے۔ عدہ گزرنے کے بعد عورت ایسا کوئی مناسب کام کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور نہ کسی کو ٹوکنے کا حق ہے۔

## اردو حاشیہ

(١٣٥) عورت کے عدۂ وفات میں مرد مختلف مراحل سے گزرتے ہیں۔ ان سے عقد کر لیں۔ انہیں واضح پیغام دے دیں تاکہ وہ دوسرے کا پیغام نہ لیں۔ ان سے عہد لے لیں کہ عدہ کے بعد ان کے علاوہ کسی سے عقد نہ کریں گی۔ ان سے اشارۃً عقد کی خواہش کا اظہار کر دیں۔ یا اپنے دل میں منصوبے بناتے رہیں۔ اسلام نے آخری دوصورتوں کو جائز قرار دیا ہے اور ابتدائی تین صورتوں کو حرام کر دیا ہے۔ بشرطیکہ ظاہر و باطن میں یکسانیت ہو ورنہ آخری صورتیں بھی مشکل ہوں گی۔

(١٣٦) طلاق کے وقت عورت کی چند صورتیں ہیں:

سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ

خفیہ وعدہ بھی نہ لو صرف کوئی نیک بات کہہ دو تو کوئی حرج نہیں ہے

النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اور جب تک مقررہ مدّت پوری نہ ہوجائے عقد نکاح کا ارادہ نہ کرنا یہ یاد رکھو کہ خدا تمہارے

يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

دل کی باتیں خوب جانتا ہے لہٰذا اس سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ وہ غفور بھی ہے

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

ع ۳۰ ۴ ۱۴

اور حلیم و بردبار بھی (۲۳۵) اور تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اگر تم نے عورتوں کو اس وقت

مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ وَّ

طلاق دے دی جب کہ ان کو چھوا بھی نہیں ہے اور ان کے لئے کوئی مہر بھی معین نہیں کیا ہے

مَتِّعُوْهُنَّ [140] ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ

البتہ انہیں کچھ مال و متاع دیدو۔ مالدار اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب اپنی حیثیت کے مطابق۔

قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ

یہ متاع بقدر مناسب ہونا ضروری ہے کہ یہ نیک کرداروں پر ایک حق ہے (۲۳۶) اور اگر

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ

تم نے ان کو چھونے سے پہلے طلاق دے دی اور ان کے لئے

لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ

مہر معین کر چکے تھے تو معین مہر کا نصف دینا ہوگا مگر یہ کہ



## عربی حاشیہ

(۱۴۰) متاع وہ مال اور لباس وغیرہ ہے جس سے زندگی میں استفادہ کیا جاسکے۔ یہ متاع ایسی مطلقات کے علاوہ اور کسی کے لئے ضروری نہیں ہے۔

فائدہ

○ واضح رہے کہ متاع نقد نہیں ہے اس لئے کہ نقد جنس بننے کے بعد ہی قابلِ استفادہ ہوتا ہے اور متاع کا ذکر اس لئے ہے کہ نقد کا دینا باعثِ توہین ہوسکتا ہے لیکن جنس کا دینا نہیں۔

○ نیز آیت نمبر ۲۳۷ میں طلقتموہن اور ان تعفوا کا مخاطب شوہر ہے لیکن بیدہ عقدۃ النکاح سے مراد عورت کا ولی ہے اور اسی لئے اس کے واسطے غائب کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۳۶ میں دو مسائل کی وضاحت کی گئی ہے۔ (۱) مباشرت اور تعینِ مہر سے پہلے طلاق دینا جائز ہے۔ طلاق میں ان امور کی شرط نہیں۔ (۲) معاشرت سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں اگر مہر معین نہ ہو تو شایانِ شان ہدیہ

## اردو حاشیہ

اَوْ يَعْفُوَا الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ[141] ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا

وہ خود معاف کردیں یا ان کا ولی معاف کر دے اور معاف کردینا

اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

تقویٰ سے زیادہ قریب تر ہے اور آپس میں بزرگی کو فراموش نہ کرو۔ خدا تمہارے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٢٣٧ حٰفِظُوْا عَلَي الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ[142]

اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے (٢٣٧) اپنی تمام نمازوں اور بالخصوص نماز وسطیٰ کی محافظت اور پابندی کرو

الْوُسْطٰى ۤ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ[143] ۝٢٣٨ فَاِنْ خِفْتُمْ[144] فَرِجَالًا

اور اللہ کی بارگاہ میں خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑے ہوجاو (٢٣٨) پھر اگر خوف کی حالت ہو تو پیدل،

اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ

سوار جس طرح ممکن ہو نماز اداکرو اور جب اطمینان ہوجائے تو اس طرح ذکر خدا کرو جس طرح اس نے

تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝٢٣٩ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

تمہاری لاعلمی میں تمہیں بتایا ہے (٢٣٩) اور جو لوگ مدّت حیات پوری کررہے ہوں

اَزْوَاجًا ښ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ

اور ازواج کو چھوڑ کر جارہے ہوں انہیں چاہئے کہ اپنی ازواج کے لئے ایک سال کے

غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا

خرچ اور گھر سے نہ نکالنے کی وصیت کرکے جائیں پھر اگر وہ خود سے نکل جائیں تو تمہارے لئے

فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

کوئی حرج نہیں ہے وہ اپنے بارے میں جو بھی مناسب کام انجام دیں خدا صاحبِ عزّت اور صاحبِ



## عربی حاشیہ

دے جو عورت کے ایثار کا بدل بن سکے۔ محسنین کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ صرف احسان ہے بلکہ درحقیقت یہ ایک حق ہے جس کا احساس نیک کردار افراد ہی کو ہوسکتا ہے۔

(١٤١) بعض حضرات نے اس لفظ سے ولی کو مراد لیا ہے اور بعض نے خود شوہر کو یعنی یا زوجہ اپنا نصف معاف کردے یا شوہر اپنا نصف اور کل عطا کردے جسے تقویٰ سے قریب تر اور بزرگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(١٤٢) بعض لوگوں کی نظر میں وسطیٰ اوسط کا مؤنث ہے یعنی درمیانی اور بعض لوگوں کی نگاہ میں بمعنی فصلیٰ یعنی سب سے بہتر نماز کی پابندی کرو۔

(١٤٣) قنوت۔ کمال خضوع وخشوع کا نام ہے اور نمازوں میں حالتِ دعا کو شاید اسی لئے قنوت کہا جاتا ہے۔

(١٤٤) خوف میدانِ جہاد میں بھی ہوسکتا ہے اور سفر وغیرہ میں بھی۔ ہرصورت میں بقدر امکان نماز ادا کی جائے گی۔

## اردو حاشیہ

(١٣٧) اس سے مباشرت بھی نہیں کی ہے اور مہر بھی نہیں معین کیا ہے کہ مہر کا تعین عقد کے شرائط میں نہیں ہے۔ اس صورت میں مہر واجب نہیں ہے لیکن حسب حیثیت روٹی کپڑا دے کر رخصت کر دینا نیک کرداری کا فریضہ اور عورت کا حق ہے۔

(١٣٨) مباشرت نہیں کی ہے اور مہر معین ہے۔ اس صورت میں نصف مہر لازم ہے لیکن عورت کے لئے بہتر ہے کہ وہ بھی معاف کردے کہ مرد نے اس سے کوئی لذت حاصل نہیں کی ہے اور مرد کے لئے بہتر ہے کہ پورا مہر دے دے کہ عورت اس کی بیوی بن چکی ہے اور سماج میں شادی شدہ شمار ہو رہی ہے۔

معاف کر دینا تقویٰ سے قریب تر ہے چاہے کوئی بھی معاف کر دے۔ تقویٰ سے قربت کا راز غالباً یہ ہے کہ تقویٰ زادِ آخرت ہے اور آخرت کے لئے پروردگار کا اعلان ہے کہ تم میرے بندوں پر اپنے حقوق کو معاف کر دو میں تمہارے اوپر اپنے حقوق کو معاف کر دوں گا۔

حَكِيمٌ ﴿٢٤٠﴾ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى

حکمت بھی ہے (۲۴۰) اور مطلقات کے لئے مناسب مال و متاع ضروری ہے کہ یہ صاحبانِ

الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤١﴾ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

تقویٰ پر ایک حق ہے (۲۴۱) اسی طرح پروردگار اپنی آیات کو بیان کرتا ہے کہ شاید تمہیں

تَعْقِلُونَ ﴿٢٤٢﴾ ع أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ

(ع ۳۱ / ۱۵)

عقل آجائے (۲۴۲) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی

هُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۖ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ

تعداد میں اپنے گھروں سے نکل پڑے موت کے خوف سے اور خدا نے انہیں

إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

موت کا حکم دے دیا اور پھر زندہ کردیا کہ خدا لوگوں پر بہت فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکریہ نہیں

يَشْكُرُونَ ﴿٢٤٣﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

ادا کرتے ہیں (۲۴۳) اور راہِ خدا میں جہاد کرو اور یاد رکھو کہ خدا سننے والا بھی ہے

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا [145] حَسَنًا

اور جاننے والا بھی ہے (۲۴۴) کون ہے جو خدا کو قرض حسن دے اور پھر خدا اسے

فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۚ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ

کئی گنا کرکے واپس کردے خدا کم بھی کرسکتا ہے اور زیادہ بھی اور تم سب اسی کی

وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٤٥﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ [146] مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

بارگاہ میں پلٹائے جاوگے (۲۴۵) کیا تم نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کی اس جماعت کو



## عربی حاشیہ

(۱۴۵) قرض حسن، راہِ خدا میں انفاق کا نام ہے۔ خدا نے اپنے ہی دیئے ہوئے مال کو قرض حسن کہہ کر مانگا ہے تاکہ پاک مال رہے اور پاک ارادہ سے پیش کیا جائے ورنہ نیت میں فرق آگیا تو حسن نہ رہ جائے گا۔ قرض حسنہ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ واپس نہیں کیا جائے گا۔ خدا ہزاروں گنا کرکے واپس کرتا ہے تو بندہ کے یہاں واپس نہ کرنے کا کیا سوال ہے۔

(۱۴۶) ملاءرؤسا کی جماعت کو کہا جاتا ہے کہ ان کے گھر بھرے ہوتے ہیں یا ان کی ہیبت سے لوگوں کے دل بھرے ہوتے ہیں۔

فائدہ

○ واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۴۰ میں ایک سال کا عدہ اختیاری ہے جس میں متاع اور خرچ ضروری ہے ورنہ چار ماہ دس دن کے بعد چلی جائیں تو خرچ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس بنیاد پر حکم عدہ منسوخ نہیں ہوا ہے بلکہ اس کی دو قسموں کا اعلان کیا گیا ہے کہ ایک میں خرچ واجب ہے اور ایک میں اختیاری ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۳۹) نماز وسطیٰ کی تعیین میں ۱۸ اقوال ذکر کئے گئے ہیں مشہور ترین قول نماز ظہر اور نماز عصر کے بارے میں ہے کہ یہ قبل طلوع اور بعد غروب کی درمیانی نماز ہے۔ بعض مفسرین نے وسطیٰ سے بہترین مراد لیا ہے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ صرف نماز کی پابندی نہ کرے بلکہ بہترین نماز کی پابندی کرے اور حقیقت یہ ہے کہ جس معاشرہ میں نماز اور پرخلوص نماز کی پابندی نہیں ہوتی اس میں دنیا کا ہر عیب پایا جاتا ہے۔ جو خدا کا خوف نہ رکھے گا اور اس کی بارگاہ میں حاضری نہ دے گا اسے برائیوں سے کون روک سکتا ہے۔

(۱۴۰) ابتدائے اسلام میں اس طریقہ عرب کو قبول کرلیا گیا تھا بعد میں منسوخ ہوگیا اور اب نہ متاع واجب ہے اور نہ ایک سال کا نفقہ۔ عدت ۴ مہینے دس دن ہے اس کے بعد عورت آزاد ہے۔ البتہ وہ لوگ مراد ہوسکتے ہیں جنھوں نے وصیت کردی ہے کہ ان کی وصیت کی پابندی کی جائے اور ایک سال تک خرچ دیا جائے۔

(۱۴۱) یہ وہی مطلقات ہیں جن کا مہر معین نہیں تھا ورنہ مہر کے علاوہ اور کوئی مال و متاع واجب نہیں ہے اور معانی قرآن میں ایجاد بندہ کا کوئی امکان نہیں ہے بلکہ آیات الٰہی کی خلاف ورزی بے عقلی کے مترادف ہے۔

مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا

نہیں دیکھا جس نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کیجیے

نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ

تا کہ ہم راہِ خدا میں جہاد کریں۔ نبی نے فرمایا کہ اندیشہ یہ ہے کہ تم پر

الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ

جہاد واجب ہوجائے توتم جہاد نہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم کیوں کر

سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا

جہاد نہ کریں گے جب کہ ہمیں ہمارے گھروں اور بال بچوں سے الگ نکال باہر کردیا گیا ہے۔

كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ

اس کے بعد جب جہاد واجب کردیا گیا تو تھوڑے سے افراد کے علاوہ سب منحرف ہوگئے اور اللہ ظالمین کو

بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ

خوب جانتا ہے (۲۴۶) ان کے پیغمبر نے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو

طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى[147] یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا

حاکم مقرر کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ کس طرح حکومت کریں گے ان کے پاس

وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ

تو مال کی فراوانی نہیں ہے ان سے زیادہ تو ہمیں حقدار حکومت ہیں۔

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی

نبی نے جواب دیا کہ انہیں اللہ نے تمہارے لئے منتخب کیا ہے اور علم و جسم میں



## عربی حاشیہ

○ نیز آیت نمبر ۲۴۳ میں موت اور احیاء سے رجعت کا اثبات کیا جاسکتا ہے۔

(۱۴۷) یہاں انّی من این (کہاں سے) یا کیف (کیسے) کے معنی میں ہے۔

ف: بعض روایات کی بناء پر تابوت وہی صندوق تھا جس میں مادر جناب موسیٰ نے جناب موسیٰ کو رکھ کر دریا کے حوالے کیا تھا اور اس نے تمام طوفانوں کا مقابلہ کر کے موسیٰ کا تحفظ کیا تھا۔

ف: جب تابوت عہد فلسطین کے بت پرستوں کے ہاتھ لگ گیا تو انھوں نے بت خانہ میں لے جا کر رکھا لیکن اس سے مختلف مصائب کا شکار ہوگئے تو مجبوراً باہر پھینک دینے کا ارادہ کرلیا اور اسے ایک گاڑی میں رکھ کر بیلوں کے حوالے کردیا کہ صحرا میں کہیں پھینک دیں گے۔ وہ بیل گاڑی کو لے کر اشموئیل کے شہر پہنچے تو طالوت کی سرداری کا اعلان ہو چکا تھا اور یہ تابوت ان کے حوالے کردیا گیا جو درحقیقت ملائکہ نے وہاں تک پہنچایا تھا۔ اگرچہ بظاہر بیل گاڑی میں رکھا گیا تھا بیلوں کے حوالے کردیا گیا تھا۔

## اردو حاشیہ

(۱۴۲) بعض روایات کی بناء پر جہاد کے خوف سے کچھ لوگوں نے فرار کیا تھا۔ خدا نے انہیں موت دے دی کہ اس سے بہرحال چھٹکارا نہیں ہے پھر عبرت کے لئے زندہ کر دیا تا کہ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں لیکن بعض مفسرین نے اسے مرقع عبرت سے تعبیر کیا ہے کہ جو راہ خدا میں جہاد نہیں کرتے ہیں ان کا مقدر صرف موت ہے اور ان کی زندگی بھی صرف ایک سامان عبرت ہے اور بس......!

(۱۴۳) یہ ایک مفصل واقعہ ہے جس کی تفصیل کی طرف خود قرآن حکیم نے اشارہ کر دیا ہے اور اس کے بعد اسرائیلیات پر اعتماد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جناب موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل نے حسبِ عادت شرارتیں کیں۔ خدا نے ان پر جالوت جیسا بادشاہ مسلط کر دیا۔ اس نے مظالم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اب ان لوگوں نے وقت کے پیغمبر جناب صموئیلؑ سے فریاد کی کہ کوئی حاکم معین کریں جس کی سرکردگی میں جالوت کا مقابلہ کیا جائے۔ انہوں نے حکم پروردگار سے طالوت کا انتخاب کر دیا۔ بنی اسرائیل نے حسبِ عادت اعتراض کیا کہ یہ دولت مند نہیں ہیں۔ جناب صموئیلؑ نے علم اور شجاعت کا حوالہ دیا اور خدائی نمائندہ ہونے کے ثبوت میں تابوت سکینہ کی آمد کا حوالہ دیا تب بمشکل تمام بظاہر ایمان لے آئے۔ اگرچہ بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ ۳۱۳ کے علاوہ سب منافق تھے اور اپنی بات پر قائم نہیں رہ سکے۔ اس واقعہ سے چند باتوں کا اندازہ ہوتا ہے:

الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

وسعت عطا فرمائی ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دے دیتا ہے کہ وہ صاحبِ وسعت بھی

عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

اور صاحبِ علم بھی (۲۴۷) اور ان کے پیغمبر نے یہ بھی کہا کہ ان کی حکومت کی نشانی یہ ہے یہ تمہارے پاس

التَّابُوْتُ [148] فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ

وہ تابوت لے آئیں گے جس میں پروردگار کی طرف سے سامانِ سکون اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا چھوڑا ہوا

مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ

ترکہ بھی ہے۔ اس تابوت کو ملائکہ اٹھائے ہوئے ہوں گے اور اس میں تمہارے لئے قدرتِ پروردگار کی نشانی بھی ہے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ [149] بِالْجُنُوْدِ ۙ

(ع ۳۲ / ۶ / ۱۶)

اگر تم صاحبِ ایمان ہو (۲۴۸) اس کے بعد جب طالوت لشکر لے کر چلے

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ

تو انہوں نے کہا کہ اب خدا ایک نہر کے ذریعہ تمہارا امتحان لینے والا ہے

وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً [150] بِيَدِهٖ ۚ

جو اس میں سے پی لے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا اور جو نہ چکھے گا وہ مجھ سے ہوگا مگر یہ کہ

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ

ایک چلّو پانی لے لے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے پانی پی لیا سوائے چند افراد کے ----

اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ

پھر جب وہ صاحبانِ ایمان کو لے کر آگے بڑھے تو لوگوں نے کہا کہ آج تو جالوت اور اس کے لشکروں کے



## عربی حاشیہ

(۱۴۸) تابوت۔ توریت کے صندوق کا نام ہے۔ اس کی اصل توبہ ہے۔ ت زائد ہے۔ مثل جبروت۔ سکینہ سکون سے نکلا ہے یعنی سامان سکون توریت وغیرہ۔ بعض روایات کی بنا پر اس صندوق میں حضرت موسیٰ کا عصا حضرت ہارون کا عمامہ اور مختلف انبیاء کی تصویریں بھی تھیں اور خود سر کاردو عالمؐ اور حضرت علیؑ کی تصویریں بھی تھیں۔

(۱۴۹) یعنی طالوت بیت المقدس کے جالوت کی قوم عمالقہ سے مقابلہ کے لئے نکلے۔

(۱۵۰) غرفہ چلو کو کہتے ہیں یعنی ایک چلو اٹھانے کی اجازت ہے پینے کی نہیں۔ پینے کے اعتبار سے منیت کا حقدار وہی ہے جو چکھے بھی نہیں۔

ف: افراغ کے معنی ہیں انڈیل دینا۔ گویا لشکر طالوت نے معنوی اعتبار سے مکمل صبر کا مطالبہ کیا اور ظاہری اعتبار سے ثبات قدم کی التماس کی اور آخر میں یہ بھی گزارش کردی کہ کامیابی نصرت الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے لہٰذا خدایا، ہمیں نصرت فرما۔

ف: آیت نمبر ۲۴۹ میں ظن یقین کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے کہ ایسا استعمال کلامِ عرب میں رائج

## اردو حاشیہ

جب قوموں کے مظالم حد سے بڑھ جاتے ہیں تو خدا ان پر ان سے بڑے ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔

بنی اسرائیل کو یہ اندازہ تھا کہ خدائی نمائندہ غیر معمولی صلاحیت کا حامل ہوگا اور اسی لئے خود نہیں بنایا نبی سے خواہش کی۔

جناب صموئیلؑ نے خدا کے انتخاب کا حوالہ دیا کہ حاکم بنانا نبی کے اختیار کا کام نہیں ہے۔

قوم نے مادیات کو معیار انتخاب قرار دیا اور نبی نے علم وشجاعت کو۔ کہ جس میں علم اور شجاعت نہ ہو وہ خدائی نمائندہ نہیں ہے چاہے مالیات کے اعتبار سے کتنا ہی بڑا غنی کیوں نہ ہو۔

خدائی نمائندگی معجزہ کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتی اور جو معجزہ کا اظہار نہ کر سکے اُسے خدائی نمائندگی کا دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۱۴۴) جناب طالوت قوم کو لے کر چلے تو گرمی کا زمانہ تھا۔ پیاس کی شدت ہوئی تو قوم نے پانی کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عنقریب ایک نہر آنے والی ہے لیکن یہ امتحانی نہر ہے۔ جو اس کا پانی نہ پئے گا وہ مجھ سے ہوگا۔ یعنی نبی خدا سے ہونے کا معیار صبر وتحمل ہے۔ دامن صبر ہاتھ سے چھوٹ گیا تو میدانِ جہاد میں ثبات قدم مشکل ہے کہ جو ایک گھونٹ پانی کے معاملہ میں صبر نہ کر سکے وہ تلواروں کی آنچ پر کیا صبر کرے گا۔

قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللَّهِ ۙ كَمْ مِنْ فِئَةٍ

مقابلہ کی ہمت نہیں ہے اور ایک جماعت نے جسے خدا سے ملاقات کرنے کا خیال تھا کہا کہ

قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ

اکثر چھوٹے چھوٹے گروہ بڑی بڑی جماعتوں پر حکم خدا سے غالب آجاتے ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں

الصَّابِرِينَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا

کے ساتھ ہے (۲۴۹) اور یہ لوگ جب جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلے کے لئے نکلے تو انہوں نے کہا کہ

أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ

خدایا ہمیں بے پناہ صبر عطا فرما ہمارے قدموں کو ثبات دے اور ہمیں کافروں کے مقابلہ میں

الْكَافِرِينَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ

نصرت عطا فرما (۲۵۰) نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے جالوت کے لشکر کو خدا کے حکم سے شکست دے دی

وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ [151] وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا

اور داود نے جالوت کو قتل کردیا اور اللہ نے انہیں ملک اور حکمت عطا کردی اور اپنے علم سے

دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ

جس قدر چاہا دے دیا اور اگر اسی طرح خدا بعض کو بعض سے نہ روکتا رہتا تو ساری

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ

زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن خدا عالمین پر بڑا فضل کرنے والا ہے (۲۵۱) یہ آیاتِ الٰہیہ ہیں

نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۵۲﴾

جن کو ہم واقعیت کے ساتھ آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں اور آپ یقیناً مرسلین میں سے ہیں (۲۵۲)



## عربی حاشیہ

ہے اور اس معنی میں بھی ہوسکتا ہے کہ القاء الٰہی کا گمان بھی انسان میں عزم بالجزم پیدا کرسکتا ہے۔

(۱۵۱) ملک حکومت ہے اور حکمت نبوت جس کا سلسلہ نسل داؤد میں رہا اور جناب سلیمان صاحبِ حکومت پیغمبر ہے۔ اسی واقعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حکومت اور نبوت کا ایک خاندان میں جمع ہوجانا ممکن ہے۔ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

ف: داؤد کی شخصیت کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کون بزرگ تھے۔ اکثر مفسرین نے حضرت سلیمان کے والد گرامی کو مراد لیا ہے کہ آیت میں ملک وحکمت وعلم کا تذکرہ ہے اور یہ صفات نبوت بھی ہیں اور ان کا تذکرہ جناب داؤد کے ذیل میں دوسرے مقام پر ہوا بھی ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۵۱ کا تنازع للبقا سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی علمی بنیاد ہے۔ انسانیت کا ارتقاء وتکامل تعاون للبقا سے ہے تنازع للبقا سے نہیں۔ جہاد اہلِ ایمان کی قوت کے مظاہرہ کا ذریعہ ہے اور نصرت الٰہی صرف مصالح کے تحت نازل ہوتی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۴۵) جنگ احزاب میں بعینہ یہی انداز بعض اصحاب کا تھا کہ عمرو سے مقابلہ کرنے کے بجائے کفار کی طاقت کا قصیدہ پڑھ رہے تھے اور وہاں بھی ایسے اللہ کے بندے تھے جن کا خیال تھا کہ فتح ونصرت خدا کی طرف سے ہے اس کا ظاہری حالات اور اسباب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۱۴۶) اس واقعہ نے امتِ قرآن کو بیدار کردیا کہ دشمنان اسلام سے مقابلہ کرنے کے لئے حسبِ ذیل عناصر کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ دل میں ہمت صبر وضبط ہو اور شدید ترین مصائب میں بھی قوتِ برداشت جواب نہ دینے پائے۔
۲۔ فتح وکامرانی کے لئے نصرت الٰہی پر اعتماد کیا جائے اور سامانِ جنگ یا ظاہری حالات پر نگاہ نہ کی جائے۔
۳۔ لقائے الٰہی کا خیال رکھنے والے دشمن کے جاہ وجلال کو نہیں دیکھا کرتے ہیں۔
۴۔ جس کو خدا علم اور شجاعت دیتا ہے وہی مرد میدان ہوتا ہے اور اسی کو حکومت اور حکمت نصیب ہوتی ہے۔
۵۔ ملک خود خدا عطا کرتا ہے اور غاصبانہ قبضہ کا نام حکومت الٰہیہ نہیں ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ

یہ سب رسول وہ ہیں جنہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى

بعض وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا ہے اور بعض کے درجات بلند کئے ہیں اور ہم نے

ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ

عیسیٰ بن مریم کو کھلی ہوئی نشانیاں دی ہیں اور روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید کی ہے۔ اگر خدا

اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ

چاہتا تو ان رسولوں کے بعد والے ان واضح معجزات کے آجانے کے بعد آپس میں جھگڑا نہ کرتے

الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ

لیکن ان لوگوں نے (خدا کے جبر نہ کرنے کی بنا پر) اختلاف کیا ہے ۔ بعض ایمان لائے

كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ

اور بعض کافر ہو گئے اور اگر خدا طے کر لیتا تو یہ جھگڑا نہ کرسکتے لیکن خدا جو چاہتا ہے

مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ

وہی کرتا ہے (۲۵۳) اے ایمان والو جو تمہیں رزق دیا گیا ہے اس میں سے راہ خدا میں

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ

خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس دن نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش۔

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ

اور کافرین ہی اصل میں ظالمین ہیں (۲۵۴) اللہ جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے زندہ بھی ہے اور اسی سے



### عربی حاشیہ

(1) بعض مفسرین نے سرکار دو عالم کو مراد لیا ہے۔

(2) خلت خالص دوستی کا نام ہے۔

(3) حی۔ جس کی زندگی ذاتی ہو اور اس کی موت کا امکان نہ ہو۔

قیوم۔ جو خود بھی قائم ہو اور اس سے دوسروں کا قیام بھی وابستہ ہو۔

### اردو حاشیہ

(۱۴۷) سرکار دو عالم کو مرسلین میں قرار دینے کے بعد ان کی باہمی افضلیت کا تذکرہ کیا گیا اور بعض خصوصیات کی طرف اشارہ کیا گیا جس کا مقصد یہ ہے کہ سب رسالت و نبوت میں یکساں ہیں اور کمالات کے ظہور میں مختلف ہیں اور اس سے رسالت و نبوت مجروح نہیں ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب سارے مرسلین برابر نہیں ہیں تو سارے اصحاب، سارے مسلمان یا سارے سال اور دن کیسے برابر ہو جائیں گے۔

(۱۴۸) یہ اشارہ ہے کہ خدا نے جبر سے کام نہیں لیا اور بندوں کو ان کے اختیار پر چھوڑ دیا ہے ورنہ وہ طے کر لیتا تو ابلیس بھی سجدہ سے انکار نہیں کر سکتا تھا لیکن اس طرح ثواب و عذاب اور خیر و شر سب کا خاتمہ ہو جاتا۔

(۱۴۹) اسلام نے بار بار انفاق پر زور دیا ہے اور متوجہ کیا ہے کہ مال تمہارا مال نہیں ہے رزقِ خدا ہے لہٰذا اس کی راہ میں خرچ کرو ورنہ قیامت کے دن کوئی کام نہ آئے گا۔

(۱۵۰) یہاں سے آیۃ الکرسی کا آغاز ہوتا ہے جس کے بہت سے فضائل نقل کئے گئے ہیں۔ اس میں اللہ کی عظمت، مالکیت، وسعتِ علم و قدرت کے ساتھ دو باتوں کی طرف خصوصیت سے اشارہ کیا گیا ہے:

الْقَیُّوْمُ ۚ۬ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
کُل کائنات قائم ہے اسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے

وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ
سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرسکے۔ وہ جو کچھ

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ
ان کے سامنے ہے اور جو پسِ پشت ہے سب کو جانتا ہے اور یہ اس کے علم کے ایک حصّہ کا بھی

بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ [4] السَّمٰوٰتِ
احاطہ نہیں کرسکتے مگر وہ جس قدر چاہے۔ اس کی کرسی علم و اقتدار زمین و آسمان سے وسیع تر ہے اور اسے

وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾
ان کے تحفظ میں کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی وہ عالی مرتبہ بھی ہے اور صاحبِ عظمت بھی (۲۵۵)

لَاۤ اِكْرَاهَ [5] فِی الدِّیْنِ ۙ۫ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ
دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے۔ ہدایت گمراہی سے الگ اور واضح ہوچکی ہے۔

یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ [6] وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
اب جو شخص بھی طاغوت کا انکار کرکے اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کی مضبوط رسّی سے

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵۶﴾
متمسک ہوگیا ہے جس کے ٹوٹنے کا امکان نہیں ہے اور خدا سمیع بھی ہے اور علیم بھی ہے (۲۵۶)

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی
اللہ صاحبانِ ایمان کا ولی ہے وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر



## عربی حاشیہ

(4) عرش سے بالاتر حقیقت ہے جسے علم اور اقتدار سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(5) یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ اسلام میں جبر نہیں ہے اور ایک حکم بھی ہے کہ مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

(6) ہر وہ شے جو طغیان اور سرکشی پر آمادہ کرے۔

فائدہ

آیت نمبر ۲۵۵ میں سنتہ کو نوم پر فطری ترتیب کی بنا پر مقدم کیا گیا ہے اور اخذ کی تعبیر کے غلبہ کی طرف اشارہ ہے۔ ورنہ مقامِ نفی میں بڑی شے کا ذکر پہلے ہوتا ہے اور چھوٹی شے کا ذکر بعد میں..... کہ نیند تو نیند...... اس پر اونگھ کا بھی غلبہ نہیں ہوتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ مذہب اسلام میں جبر و اکراہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اولاً تو حقائق کی وضاحت کے بعد جبر کا موضوع ہی ختم ہوجاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مذہب عقائد

## اردو حاشیہ

(۱۵۱) وہ ہمیشہ بیدار ہے اور کائنات کی حفاظت کر رہا ہے اس کے علاوہ کوئی محافظ نہیں ہوسکتا۔ وہ اس تحفظ میں خستہ حال بھی نہیں ہوتا اور سب کو دیکھ بھی رہا ہے اور سب کی سن بھی رہا ہے۔

(۱۵۲) دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے۔ دین عقائد کا نام ہے اور عقائد میں جبر نہیں ہوسکتا اور حقائق کے واضح ہوجانے کے بعد جبر کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اب صرف حساب ہوسکتا ہے اور بس۔ جس نے خدا کو ولی بنالیا وہ عالمِ انوار میں رہے گا اور جس نے سرکش طاقتوں کو سرپرست بنالیا اور ان کا انجام جہنم ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے کہ طاغوت کی سرپرستی صرف بدعملی نہیں بلکہ بے ایمانی کی بھی دلیل ہے۔

النُّوۡرِ ۙ وَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَهُمۡ
روشنی میں لے آتا اور کفار کے ولی طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال

مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ
اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی ہیں اور وہاں

فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰهٖمَ
ہمیشہ رہنے والے ہیں (۲۵۷) کیا تم نے اس کے حال پر نظر نہیں کی

فِیۡ رَبِّهٖۤ اَنۡ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّیَ
جس نے ابراہیم سے پروردگار کے بارے میں بحث کی صرف اس بات پر کہ خدا نے

الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَاُمِیۡتُ ؕ قَالَ
اسے ملک دے دیا جب ابرہیم نے یہ کہا کہ میرا خدا جلاتا بھی ہے اور مارتا بھی ہے

اِبۡرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ
تو اس نے کہا کہ یہ کام میں بھی کرسکتا ہوں تو ابراہیم نے کہا کہ میرا خدا

بِهَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیۡ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی
مشرق سے آفتاب نکالتا ہے تو مغرب سے نکال دے تو کافر حیران رہ گیا اور اللہ

الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۵۸﴾ اَوۡ كَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰی قَرۡیَةٍ وَّهِیَ
ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے (۲۵۸) یا اس بندے کی مثال جس کا گذر

خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوۡشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحۡیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ
ایک قریہ سے ہوا جس کے سارے عرش و فرش گرچکے تھے تو اس بندہ نے کہا کہ



## عربی حاشیہ

ومعارف کا نام ہے اور عقائد کے بارے میں جبر کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اسلام نے جہاد صرف تین مواقع پر جائز رکھا ہے: (۱) بت پرستی کے خاتمہ کے لئے کہ یہ کوئی نظریہ نہیں ہے انسانیت کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ (۲) اسلام کے خلاف حملوں کو روکنے کے لئے۔ (۳) تبلیغ مذہب کی مکمل آزادی حاصل کرنے کے لئے تاکہ واضح طور پر اپنی بات بیان کی جاسکے۔

(7) یہ لفظ واحد بھی استعمال ہوتا ہے اور جمع بھی اگرچہ خود اس کی جمع طواغیت بھی موجود ہے۔

(8) اس شخص کا نام نمرود بن کنعان تھا جس نے سب سے پہلے خدائی کا دعویٰ کیا اور سردار طواغیت قرار پایا۔

(9) بُہت کے معنی ہیں تحیر اور پریشانی یہ لفظ مجہول استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی معروف کے ہیں۔

(10) اکثر مفسرین کے نزدیک جناب عزیر مراد ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۱۵۳) یہ بظاہر ایک دعویٰ اور وعدہ ہے کہ جو لوگ اللہ کو اپنا ولی بنا لیتے ہیں اللہ انہیں تاریکیوں سے نکال لیتا ہے اور جو طاغوت کو اپنا ولی بنا لیتے ہیں وہ روشنی سے بھی تاریکیوں میں چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد دلائل کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پہلا واقعہ طاغوتِ اعظم نمرود کا بیان کیا گیا جس نے جناب ابراہیمؑ سے خدائی کے بارے میں بحث کی اور خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو مسلسل دلائل کی روشنی میں رکھا اور طاغوت خود بھی حیران ہوگیا تو جن کی وہ سرپرستی کرے گا ان کا کیا حشر ہوگا۔

طاغوت کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ اسے زندگی اور موت دینے کے معنی بھی نہیں معلوم تھے اور وہ بے گناہ کے قتل کر دینے ہی کو موت دینا اور مسلم گنہگار کے آزاد کر دینے ہی کو زندگی دینا سمجھتا تھا۔ گویا کہ نمرود کے مذہب میں عدالت نہ کرنا، مجرم کی حمایت کرنا اور خود اپنے فیصلہ کو غلط قرار دے دینا خدائی کی علامتیں تھیں۔ اسلام ایسی خدائی کا قائل نہیں ہے اور نہ ایسے مذہب کو مذہب تسلیم کرتا ہے جس میں خدا کے یہاں عدالت نہ ہو۔

(۱۵۴) دوسرا ثبوت جناب عزیرؑ کا واقعہ ہے کہ جب بیت المقدس کے قریب سے گذرے، جسے بخت النصر تباہ کر چکا تھا، تو سوال کیا کہ اب یہ قوم دوبارہ کس طرح زندہ ہوگی۔ پروردگار نے خود انہیں کو مار کر زندہ کر دیا اور کھانا بھی محفوظ رہ گیا۔ گدھا سڑ گل گیا اور اس طرح انہیں حیات بعد الموت کی روشنی عطا کر دی جو ولایت الٰہی کا خاصہ ہے۔

بَعۡدَ مَوۡتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ

خدا ان سب کو موت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا تو خدا نے اس بندہ کو

قَالَ كَمۡ لَبِثۡتَ ؕ قَالَ لَبِثۡتُ يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ ؕ

سو سال کے لئے موت دے دی اور پھر زندہ کیا اور پوچھا کہ کتنی دیر پڑے رہے

قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَةَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰى طَعَامِكَ

تو اس نے کہا کہ ایک دن یا کچھ کم۔ فرمایا نہیں۔ سو سال ذرا اپنے کھانے اور پینے کو

وَشَرَابِكَ لَمۡ يَتَسَنَّهۡ (12) ۚ وَانۡظُرۡ اِلٰى حِمَارِكَ

تو دیکھو کہ خراب تک نہیں ہوا اور اپنے گدھے پر نگاہ کرو (کہ سڑ گل گیا ہے) اور ہم

وَلِنَجۡعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانۡظُرۡ اِلَى الۡعِظَامِ كَيۡفَ

اسی طرح تمہیں لوگوں کے لئے ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں پھر ان ہڈیوں کو دیکھو کہ

نُنۡشِزُهَا ثُمَّ نَكۡسُوۡهَا لَحۡمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ

ہم کس طرح جوڑ کر ان پر گوشت چڑھاتے پھر جب ان پر یہ بات واضح ہوگئی

اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ

تو بیساختہ آواز دی کہ مجھے معلوم ہے کہ خدا ہر شے پر قادر ہے (۲۵۹) اور اس موقع کو یاد کرو

رَبِّ اَرِنِىۡ كَيۡفَ تُحۡىِ الۡمَوۡتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ

جب ابراہیم نے التجا کی کہ پروردگار مجھے یہ دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح

بَلٰى وَلٰـكِنۡ لِّيَطۡمَئِنَّ قَلۡبِىۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ

زندہ کرتا ہے۔ ارشاد ہوا کیا تمہارا ایمان نہیں ہے۔ عرض کی ایمان تو ہے



## عربی حاشیہ

(11) وہ مکانات جن کی چھتیں گر جائیں اور پھر دیواریں بھی ڈھے جائیں۔
انّٰی کیف کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔
(12) یہ لفظ سنہ سے نکلا ہے۔ یعنی اس پر برس نہیں گزرے اور مدت کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

فائدہ

آیت نمبر ۲۵۸ میں جناب ابراہیمؑ کے مقابل کا نام نہیں ہے لیکن درمنثور میں حضرت علیؑ کے حوالہ سے نمرود بن کنعان بتایا گیا ہے۔
ف: بت پرستی کی تاریخ کا تعین تو مشکل ہے البتہ اس کی امکانی بنیاد یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں خدا کا تصور موجود تھا اور کمزوری عقل و دماغ کی بنا پر محسوسات کا عادی تھا لہٰذا اس نے خدا کو بھی محسوس شکل میں دیکھنا چاہا اور اس طرح بت پرستی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ یہ بالکل اس طرح ہے کہ اگر بچہ کو بھوک لگ جائے اور بروقت صالح غذا نہ ملے تو وہ گندگی کو کھانے لگتا ہے۔ انسانیت بالکل ابتدائی مراحل میں تھی اور

## اردو حاشیہ

(۱۵۵) اگر جناب عزیرؑ یہ کہتے کہ اب مجھے معلوم ہوگیا کہ خدا ہر شے پر قادر ہے تو ولی خدا نہ رہ جاتے۔ انہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ خدا ہر شے پر قادر ہے۔ صرف اس منظر کو دیکھنا چاہتا تھا اور وہ اب دیکھ لیا۔ اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان اپنی عقل کو معیار حقائق نہ قرار دے اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کا انکار نہ کرے۔ پروردگار عالم عقلوں سے بالاتر امور بھی انجام دے سکتا ہے۔

(۱۵۶) امام رازی نے بارہ اقوال نقل کئے ہیں کہ جناب ابراہیمؑ نے یہ سوال کیوں کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مبلغ اپنی قوم کے حالات کو بہتر جانتا ہے۔ جناب ابراہیمؑ کا سابقہ نمرود سے تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ احیاء الموتی کا منظر دیکھ لیں اور پھر نمرود سے بحث کریں ورنہ وہ کہہ دے گا کہ تمہارا خدا بھی نہیں کر سکتا اور کھلی ہوئی بات ہے کہ مشاہدہ شرط ایمان نہیں ہے لیکن تبلیغ کی منزل میں بے حد افادیت رکھتا ہے۔

الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ
لیکن اطمینان چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ چار طائر پکڑ لو اور انہیں اپنے سے مانوس بناؤ پھر ٹکڑے ٹکڑے کرکے

مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ
ہر پہاڑ پر ایک حصّہ رکھ دو اور پھرآواز دو سب دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور یاد رکھو کہ

اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
خدا صاحبِ عزّت بھی اور صاحبِ حکمت بھی (۲۶۰) جو لوگ راہِ خدا میں اپنے

اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ
اموال خرچ کرتے ہیں ان کے عمل کی مثال اس دانہ کی ہے جس سے

سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ
سات بالیاں پیدا ہوں اور پھر ہر بالی میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس کے لئے چاہتا ہے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
اضافہ بھی کردیتا ہے کہ وہ صاحبِ وسعت بھی ہے اور علیم و دانا بھی (۲۶۱) جو لوگ راہِ خدا میں

اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا
اپنے اموال خرچ کرتے ہیں اور اس کے بعد احسان نہیں جتاتے

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ
اور اذّیت بھی نہیں دیتے ان کے لئے پروردگار کے یہاں اجر بھی ہے

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ
اور نہ کوئی خوف ہے نہ حزن (۲۶۲) نیک کلام اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے



### عربی حاشیہ

اسے الوہیت کا مکمل شعور حاصل نہ تھا اس نے بت پرستی ہی کو تسکین روح کا ذریعہ بنالیا۔

(13) صاد پر پیش ہے تو اس کے معنی مائل کرنے کے ہیں اور زیر ہے تو اس کے معنی ٹکڑے کرنے کے ہیں اور اس صورت میں الیک کا تعلق فخذ سے ہوگا۔

(14) من احسان جتانا ہے اور اذیت دل دکھانا ہے کہ انسان احسان کرنے کے بعد اپنی برتری کا اظہار کرے۔

(15) خوبصورتی کے ساتھ سائل کو رد کردینا اور اس کی جذباتی ناراضگی کو معاف کردینا۔

فائدہ

کہا جاتا ہے کہ چار پرندے۔ مور، مرغ، کبوتر اور کوا جذبۂ نمائش، جنس، لہو ولعب اور آرزو کے بہترین مرقع ہیں اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کردینا ہی انسانیت کا کمال ہے۔ نیز روایات میں پہاڑوں کی تعداد دس بتائی گئی ہے کہ گویا جزء کا اطلاق دسویں حصہ پر ہوا ہے۔

### اردو حاشیہ

(۱۵۷) یہ طائروں کی صلاحیت تھی کہ مرنے کے بعد بھی نبی کی آواز پر چلے آئے اور وہ مسلمان تھے کہ احد میں حضورؐ پکارتے رہے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

(۱۵۸) اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت دعوت الی اللہ، جہاد اور انفاق کی ہے یہاں سے انفاق کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور اس کے شرائط اور فوائد کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ انفاق میں اخلاص درکار ہے، ریاکاری، احسان گذاری اور ایذا رسانی نہ ہو ورنہ سارا کار خیر برباد ہو کر رہ جائے گا۔

صدقہ دیتے وقت یہ بھی یاد رہے کہ خدا بے نیاز ہے۔ اسے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تمہاری منت گذاری کو برداشت کر لیتا ہے تو یہ اس کا حلم ہے، ورنہ وہ سزا بھی دے سکتا ہے۔

ریاکاروں کو کافرین سے تعبیر کیا گیا ہے کہ ریاکاری میں خدا کے علاوہ دوسرے افراد کو منظور و مقصود بنایا جاتا ہے۔ اور یہ بات حقیقت اسلام و ایمان کے منافی ہے جیسا کہ بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن ریاکار کو اس شخص کے حوالے کر دیا جائے گا جس کو دکھانے کے لئے عمل انجام دیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ کسی اجر و ثواب پر قادر نہ ہوگا۔

خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾

جس کے پیچھے دل دکھانے کا سلسلہ بھی ہو خدا سب سے بے نیاز اور بڑا برد بار ہے (۲۶۳)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ

ایمان والو صدقات کو منّت گزاری اور اذیت سے برباد نہ کرو

وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا

اس شخص کی طرح جو اپنے مال کو دنیا دکھانے کے لئے صرف کرتاہے

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ (16)

اور اس کا ایمان نہ خدا پر ہے اور نہ آخرت پر اس کی مثال

عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ

اس صاف چٹان کی ہے جس پر گرد جم گئی ہو کہ تیز بارش کے آتے

عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

ہی بالکل صاف ہوجائے یہ لوگ اپنی کمائی پر بھی اختیار نہیں رکھتے اور اللہ کافروں کی

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ

ہدایت بھی نہیں کرتا (۲۶۴) اور جو لوگ اپنے اموال کو رضائے خدا کی طلب

مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا (17) مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ (18)

اور اپنے نفس کے استحکام کی غرض سے خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی

بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ

مثال اس باغ کی ہے جو کسی بلندی پر ہو اور تیز بارش آکر اس کی فصل دوگنا بنا دے اور اگر



## عربی حاشیہ

آیت نمبر ۲۶۱ میں انفاق کرنے والے کی مثال حبہ کو قرار دے کر اس کے وجود کی برکت اور اس کے عمل کے ساتھ متحد ہوجانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(16) صفوان۔ بالکل صاف پتھر۔ وابل۔ تیز بارش جس کے قطرات بڑے بڑے ہوں۔

صلد۔ صاف چٹ۔ جس کے سر پر بال نہیں ہوتے اسے بھی صلد کہا جاتا ہے۔

(17) تثبیت۔ اپنے نفس کو کار خیر کے لئے آمادہ کرنا۔ یہ من لام کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(18) جنت۔ گھنے باغ کو کہا جاتا ہے جس میں خالی جگہ نظر نہ آئے۔

ربوہ۔ بلندی کا نام ہے جہاں درخت زیادہ خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔

طل۔ معمولی بارش کا نام ہے۔ اعصار۔ تیز جھکڑ کی ہوا جس کا سلسلہ زمین سے آسمان تک قائم ہو۔

## اردو حاشیہ

(۱۵۹) ریاکار، منت گذار، ایذا رسان، کافر افراد کے انفاق کا تذکرہ کرنے کے بعد اب صاحبان ایمان وعقیدہ کے انفاق کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ ان کی مثال اس باغ کی ہے جس کی زمین نہایت درجہ پاکیزہ اور زرخیز ہو اور ہلکی بارش سے بھی پیداوار ہو جائے اور تیز بارش سے بلا فصل بھی پھل پیدا ہوسکیں۔
انسان کی سخاوت ایک طرح کی بارش کرم ہے اور جیسی بارش ہوگی ویسی ہی پیداوار ہوگی۔
کھجور اور انگور کا تزکرہ صرف بطور مثال ہے ورنہ تمام ثمرات اور پھلوں کی مثال سمجھی جاسکتی ہے۔

لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾

تیز بارش نہ آئے تو معمولی بارش ہی کافی ہوجائے اور اللہ تمہارے اعمال کی نیتوں سے خوب باخبر ہے (۲۶۵)

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ

کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس کھجور اور انگور کے باغ ہوں۔

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ

ان کے نیچے نہریں جاری ہوں ان میں ہر طرح کے پھل ہوں ---

وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا

اور آدمی بوڑھا ہوجائے۔ اس کے کمزور بچے ہوں اور پھر اچانک تیز گرم ہوا

إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ

جس میں آگ بھری ہو چل جائے اور سب جل کر خاک ہوجائے۔ خدا اسی طرح

لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٦٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اپنی آیات کو واضح کرکے بیان کرتا ہے کہ شاید تم فکر کرسکو (۲۶۶) اے ایمان والو اپنی پاکیزہ کمائی

أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم

اور جو کچھ ہم نے زمین سے تمہارے لئے پیدا کیا ہے سب میں سے راہِ خدا میں

مِّنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ[17] مِنْهُ تُنفِقُونَ

خرچ کرو اور خبردار انفاق کے ارادے سے خراب مال کو ہاتھ بھی نہ لگانا کہ

وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا

اگر یہ مال تم کو دیا جائے تو آنکھ بند کئے بغیر چھوو گے بھی نہیں یاد رکھو کہ خدا سب سے بے نیاز ہے



### عربی حاشیہ

(17) خبیث۔ طیب کے مقابلہ میں وہ مال جو پاکیزہ بھی نہ ہو اور اچھا بھی نہ ہو۔

یہ وعدہ وعید کے معنی میں ہے کہ انفاق کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے فقر وفاقہ سے ڈراتا ہے۔

فقر کے معنی کمر ٹوٹ جانے کے ہیں اور فحشاء کے معنی بخل کے ہیں۔ عام طور سے قرآن مجید میں فحشاء زنا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۲۶۵ میں صحیح انفاق کے دو جذبات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ رضائے الٰہی اور کمالات کو نفس میں ثابت بنانا اور اس بنیاد پر مِنۡ۔ فی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

نیز آیت نمبر ۲۶۸ کے ذیل میں مولائے کائنات کا یہ ارشاد گرامی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پریشانی میں انفاق کرو تا کہ پریشانی سے نجات حاصل ہو۔

### اردو حاشیہ

(۱۶۰) یہ ایک خاص تنبیہ ہے کہ اگر انسان ضعیفی میں صاحب اولاد ہونے کے بعد اپنے اموال کی بربادی پسند نہیں کرتا تو عمل کرنے کے بعد جب نتائج حاصل کرنے کا وقت آجائے تو اپنے عمل کو احسان جتا کر یا اذیت دے کر برباد نہ کرے ورنہ اس کے بعد دوبارہ عمل کرنے کا امکان نہ رہ جائے گا۔

(۱۶۱) نیت کے بعد اصل مال کا تذکرہ کیا گیا کہ صرف نیت کی پاکیزگی ہی کافی نہیں ہے مال کو بھی پاکیزہ ہونا چاہئے اور کسب وکار یا پیداوار سب میں سے راہِ خدا میں انفاق ہونا چاہئے۔ شیطان مستقبل کا خوف دلا کر بخل کی دعوت دیتا ہے لیکن مسلمان کو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہئے کہ دنیا خراب بھی ہوگئی تو آخرت بہر حال محفوظ رہے گی اور پروردگار کے لئے بہر حال ہلاکت اور موت نہیں ہے۔

أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ
اور سزاوار حمد و ثنا بھی ہے (۲۶۷) شیطان تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے

وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۖ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً
اور تمہیں برائیوں کا حکم دیتا ہے اور خدا مغفرت اور فضل و احسان کا وعدہ کرتا ہے۔

مِنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ
خدا صاحبِ وسعت بھی ہے اور علیم و دانا بھی (۲۶۸) وہ جس کو بھی

مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا
چاہتا ہے حکمت عطا کردیتا ہے اور جسے حکمت عطا کردی جائے اسے گویا

كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ وَمَا
خیرکثیر عطا کردیا گیا اور اس بات کو صاحبانِ عقل کے علاوہ کوئی نہیں سمجھتا ہے (۲۶۹) اور تم

أَنْفَقْتُمْ[19] مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ
جو کچھ بھی راہِ خدا میں خرچ کرو گے یا نذر کروگے تو

يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ إِنْ تُبْدُوا
خدا اس سے باخبر ہے البتہ ظالمین کا کوئی مددگار نہیں ہے (۲۷۰) اگر تم صدقہ کو

الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ
علی الاعلان دوگے تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اگر چھپا کر فقراء کے حوالے کردوگے

فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ[20] عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ
تو یہ بھی بہت بہتر ہے اور اس کے ذریعہ تمہارے بہت سے گناہ معاف ہوجائیں گے



## عربی حاشیہ

(18) ہروہ قول یا عمل جس میں استحکام پایا جاتا ہواور صرف ہوائی نہ ہو۔

(19) نفقہ۔ کسی بھی طرح کا خرچ اور نذر خدا کے لئے کسی بھی کام کو اپنے اوپر لازم قرار دے لینا۔

(20) تکفیر۔ پردہ پوشی کے معنی میں ہے۔ انسان فقراء کی غربت کی پردہ پوشی کرے گا تو خدا اس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرے گا۔

مِن تبعیض کے لئے ہے۔ صدقہ سارے گناہوں کا علاج نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۶۲) حکمت مستحکم اور حکیمانہ قول و عمل کا نام ہے۔ انفاق کے احکام بیان کرنے کے بعد اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی کہ جو کام بھی انجام دو اس میں استحکام ہونا چاہئے۔ برسات میں بہہ جانے والے باغ اور ادنیٰ فساد نیت سے برباد ہوجانے والے عمل کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہر عمل کو عقل و منطق اور ایمان و کردار و اخلاص کی بنیادوں پر مستحکم ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر عمل کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور استحکام پیدا ہوجائے تو اس میں خیر کثیر پیدا ہوجاتا ہے جسے سمجھنے کے لئے بھی عقل و منطق درکار ہے۔

(۱۶۳) انفاق کے مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے ان نکات کی مزید وضاحت کی گئی ہے کہ خدا تمہارے انفاق سے باخبر ہے وہ اجر ضرور دے گا لیکن اس کی مرضی کے خلاف انفاق کیا تو جس کے لئے بھی کروگے کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔

صدقہ ہر حال میں بہتر ہے چاہے چھپا کر دیا جائے کہ ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو یا علی الاعلان دیا جائے کہ دوسروں میں بھی شوق پیدا ہو بشرطیکہ دکھانے کے لئے نہ ہو۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ
اور خدا تمہارے اعمال سے باخبر ہے (۲۷۱) اے پیغمبر ان کی ہدایت پا جانے کی

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ
ذمہ داری آپ پر نہیں ہے بلکہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور لوگو جو مال بھی

خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ
تم راہِ خدا میں خرچ کروگے وہ دراصل اپنے ہی لئے ہوگا اور تم تو صرف خوشنودی خدا کے لئے

اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا
خرچ کرتے ہو جوکچھ بھی خرچ کروگے وہ پورا پورا تمہاری طرف واپس آئے گا اور تم پرکسی

تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ
طرح ظلم نہ ہوگا (۲۷۲) یہ صدقہ ان فقراء کے لئے ہے جو راہِ خدا میں

اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ
گرفتار ہوگئے ہیں اور کسی طرف جانے کے قابل بھی نہیں ہیں ناواقف افراد انہیں

الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ
ان کی حیا و عفت کی بنا پر مالدار سمجھتے ہیں حالانکہ تم آثار سے ان کی غربت کا

لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ
اندازہ کرسکتے ہو اگرچہ یہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے ہیں اور تم لوگ جو کچھ بھی

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ
انفاق کرو گے خدا اسے خوب جانتا ہے (۲۷۳) جو لوگ اپنے اموال کو راہِ خدا میں

منزل ۱

### عربی حاشیہ

(21) یہ ہدایت منزل مقصود تک پہنچا دینے کے معنی میں ہے۔
(22) تعفف۔عفت کی بنا پر عمل نہ کرنا۔
(23) الحاف۔الحاح وزاری کے ساتھ کام انجام دینا۔

فائدہ

روایات میں وارد ہوا ہے کہ سات قسم کے افراد کو پروردگار روز قیامت اپنے خاص سایۂ رحمت میں جگہ دے گا۔
بادشاہ عادل، جوان صالح، مسجد سے دل لگانے والا انسان، خدا کے بارے میں باہمی انس ومحبت رکھنے والے دوست ، جس شخص کو عورت دعوت زنا دے اور وہ کہہ دے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں جو شخص مخفی طریقہ سے صدقے دے اور جو مسلسل ذکر خدا کرتا رہے۔
O آیت نمبر ۲۷۳ علامت ہے کہ یہ پیشہ ور فقیر نہیں ہیں بلکہ مجبوراً سوال بھی کرتے ہیں تو اصرار نہیں کرتے۔

### اردو حاشیہ

(۱۶۴) بعض لوگوں نے اپنے پرانے رشتہ داروں کی امداد بند کردی کہ یہ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔رب العالمین نے واضح کردیا کہ یہ تمہاری ذمہ داری نہیں ہے۔تمہارا کام صرف بتا دینا ہے۔ اس کے بعد معاملہ ہمارے حوالے ہے اور ہماری سزا آخرت میں ہے ہم دنیا میں کسی کا رزق بند نہیں کرتے ہیں۔

(۱۶۵) مدینہ میں ۳۰۰ یا ۴۰۰ افراد تھے جن کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا اور مختلف مقامات کے ستائے ہوئے آکر جمع ہو گئے تھے۔رسول اکرمؐ نے مسجد کے ایک حصہ (صفحہ) میں آباد کردیا تھا۔لوگوں کو تعلیم قرآن وغیرہ دیتے تھے اور وقت ضرورت جہاد میں شرکت کرتے تھے۔
قرآن مجید نے واضح کیا کہ ان سے بہتر کوئی مصرف نہیں ہے اور یہ ہر صدقہ کے حق دار ہیں۔
اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اسلام بے کار بٹھا کر کھلانا چاہتا ہے۔ بلکہ اصحاب صفہؓ میں پانچ صفتیں تھیں:-
۱۔ راہ خدا میں محصور تھے یعنی خدمت دین کر رہے تھے۔ ۲۔ کسی طرف جانے اور کام کرنے کے قابل نہیں تھے۔ ۳۔ صاحبان حیا و غیرت و عفت تھے۔
۴۔ چہرہ سے غربت کے آثار نمودار تھے۔ ۵۔ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے تھے۔

وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

رات میں۔ دن میں خاموشی سے اور علی الاعلان خرچ کرتے ہیں ان کے لئے

رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

پیش پروردگار اجر بھی ہے اور انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ حزن (۲۷۴)

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ روزِ قیامت اس شخص کی طرح اُٹھیں گے

الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا

جسے شیطان نے چھوکر مخبوط الحواس بنا دیا ہو اس لیے کہ انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ

اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

تجارت بھی سود جیسی ہے جب کہ خدا نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سودکو حرام۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

اب جس کے پاس خدا کی طرف سے نصیحت آگئی اور اس نے سود کو ترک کردیا

وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

تو گزشتہ کاروبار کا معاملہ خداکے حوالے ہے اور جو اس کے بعد بھی سود لے تو وہ لوگ سب جہنمی ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي

او ر وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۲۷۵) خدا سود کو برباد کردیتا ہے اور صدقات میں

الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اضافہ کردیتا ہے اور خدا کسی بھی ناشکرے گنا ہگار کو دوست نہیں رکھتا (۲۷۶) جو لوگ



## عربی حاشیہ

(24) خبط۔ ناہموار حرکتیں کرنا اور بدحواس ہوجانا۔

(25) محق۔ نقصان یعنی برکت کا اٹھ جانا۔

ف: مسّ شیطان جنون کے بارے میں عربی محاورہ بھی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ مخصوص حالات میں شیطان دخل اندازی کرکے انسان کی فکر پر غالب آجاتا ہو۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۷۸ ایمان سے شروع ہوتی ہے اور خدا اور رسولؐ سے جنگ پر تمام ہوتی ہے جس کا کھلا ہوا مقصد یہ ہے کہ سودخواری درحقیقت خدااور رسول کے خلاف اعلان جنگ ہے اور اس طرح توحید اور رسالت دونوں کے تقاضے مجروح ہوجاتے ہیں۔ خدارحمان اور رحیم ہے اور اس نے پیغمبر کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے سود سب سے پہلے انسان کے دل سے جذبۂ رحم وکرم کو چھین لیتا ہے۔ اس کے بعد اس کا اعتماد خدا کی رزاقیت سے ہٹا کر سود کی کمائی پر مرکوز کردیتا ہے۔

## اردو حاشیہ

ایسے افراد ہوں تو اسلام ان کی کفالت کا حکم دیتا ہے نہ کہ ہر کاہل اور بے کار آدمی کی کفالت کا۔

(۱٦٦) یہ آیتِ کریمہ بروایت ابن عباس مولائے کائنات حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ آپ کے پاس چار درہم تھے اور آپ نے ایک ایک کر کے مختلف اوقات میں راہِ خدا میں خرچ کردیئے تو آیت نازل ہوگئی۔

(۱٦۷) صدقات کی فضیلت اور اس کا اجر وثواب بیان کرنے کے بعد اب اس کے متوازی مصرف یعنی سود کا ذکر کیا گیا۔ جو عالم اقتصادیات میں یہودیوں کی ایجاد ہے جن کا ''خدائے وحدہ لاشریک'' صرف مال ہے۔ ان لوگوں نے لوگوں کے اموال کو گھسیٹنے کے لئے سود کا راستہ نکالا اور فلسفہ یہ ایجاد کیا کہ سود میں بھی منفعت ہے جس طرح تجارت میں منفعت کے لئے مال لگایا جاتا ہے لہٰذا دونوں کا حکم ایک ہے۔ قرآن مجید نے دونوں کے فرق کو حلال اور حرام سے تعبیر کیا کہ تجارت حلال ہے اور سود حرام اور اس کا راز یہ ہے کہ تجارت میں مال خطرہ میں ڈالا جاتا ہے۔ کرایہ میں مکان یا دکان خطرہ میں رہتی ہے اور سود میں اصل مال بالکل محفوظ رہتا ہے لہٰذا اضافہ کا کوئی بدل نہیں ہے اور جس مال کا کوئی بدل نہ ہو وہ حرام ہے۔

یادرکھئے کہ سود کی دو قسمیں ہیں۔۔۔۔۔قرض کا سود جو بہرصورت حرام ہے اور تجارت کا سود جہاں دو ہم جنس چیزوں کا سودا ہو اور وہ ناپ تول والی ہوں۔ اس

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ

ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کئے نماز قائم کی۔ زکوۃ ادا کی ان کے لئے

لَہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا

پروردگار کے یہاں اجر ہے اور ان کے لئے کسی طرح کا خوف

ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا

یا حزن نہیں ہے (۲۷۷) ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے

مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوۤا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ

اسے چھوڑ دو اگر تم صاحبانِ ایمان ہو (۲۷۸) اگر تم نے

تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا (26) بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۚ وَاِنْ

ایسا نہ کیا تو خدا و رسول سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاو اور اگر

تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا

توبہ کرلو تو اصل مال تمہارا ہی ہے۔ نہ تم ظلم کروگے نہ تم پر

تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ (27) فَنَظِرَۃٌ اِلٰی

ظلم کیا جائے گا (۲۷۹) اور اگر تمہارا مقروض تنگ دست ہے تو اسے

مَیْسَرَۃٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ

وسعت حال تک مہلت دی جائے گی اور اگر تم معاف کردو تو تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے بشرطیکہ تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا یَوْمًا (28) تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ ۫

اسے سمجھ سکو (۲۸۰) اس دن سے ڈرو جب تم سب پلٹا کر اللہ کی بارگاہ میں لے جائے جاوگے

منزل ۱

## عربی حاشیہ

سود ایک اجتماعی ظلم ہے جس کا نتیجہ تحمل ظلم بھی ہوتا ہے جب کہ سارا سماج ظلم کا عادی بن جاتا ہے تو خود ظالم کو بھی دوسروں کا ظلم برداشت کرنا پڑتا ہے۔

(26) یعنی علم ویقین رکھو کہ اس طرح خدا ورسول سے جنگ ہونے والی ہے۔

(27) عسرت۔ تنگدستی اور نظرہ۔ مہلت ہے۔

(28) مجمع البیان میں نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت بالکل آخر حیات پیغمبرؐ کی ہے جس کے بعد آپ صرف ۲۱ دن اس دار دنیا میں زندہ رہے اور پھر انتقال فرما گئے۔

## اردو حاشیہ

کے علاوہ باقی معاوضات کا اضافہ حرام نہیں ہے...... جس طرح کہ کافر شخص یا کافر بینک کا اضافہ جائز ہے کہ دراصل وہ مالک کا مال نہیں ہے کہ اسے سود میں دیا جائے بلکہ مسلمان کے خدا کا مال ہے جو کافر کے قبضہ میں چلا گیا ہے اور سود کے نام پر اسے برآمد کیا جا رہا ہے۔ کافر خدا کا منکر ہے تو دین خدا اس کی ملکیت کا اقرار کس طرح کرسکتا ہے۔ آیات کریمہ میں سود کے بارے میں حسبِ ذیل ہدایات دی گئی ہیں۔

۱۔ سودخوری خبط الحواسی ہے کہ انسان تمام اقدار کو بھول کر صرف پیسہ کی فکر میں رہتا ہے۔

۲۔ سود سے صدقہ کا جذبہ کمزور ہوتا ہے کہ اضافہ کی فکر میں رہنے والا خرچ کی فکر نہیں کرسکتا۔

۳۔ سود کی حرمت سے پہلے کے معاملات معاف کر دیئے گئے ہیں۔

۴۔ سود کو حلال اور تجارت کے مثل قرار دینے والے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

۵۔ سود سے بظاہر اضافہ ہوتا ہے لیکن واقعاً برکت ختم ہو جاتی ہے اور صدقہ سے بظاہر کمی ہوتی ہے لیکن واقعاً دس گناہ، سو گنا، ہزار گنا اور لاکھ گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٨١﴾ ع

اس کے بعد ہر نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۸۱)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ (29) اِلٰٓى

ایمان والو جب بھی آپس میں ایک مقررہ مدّت کے لئے قرض کا لین دین کرو

اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠

تو اسے لکھ لو اور تمہارے درمیان کوئی بھی کاتب لکھے لیکن انصاف کے ساتھ لکھے

وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ (30) اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ

اور کاتب کو نہ چاہئے کہ خدا کی تعلیم کے مطابق لکھنے سے انکار کرے۔ اسے لکھ دینا چاہئے

وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ

اور جس کے ذمہ قرض ہے اس کو چاہئے کہ وہ املا کرے اور اس خدا سے ڈرتا رہے

مِنْهُ شَيْـــًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا (31) اَوْ

جو اس کا پالنے والا ہے اور کسی طرح کی کمی نہ کرے۔ اب اگر جس کے

ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ ھُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ

ذمہ قرض ہے وہ نادان کمزور یا مضمون بتانے کے قابل نہیں ہے تو اس کا

بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ (32) ۚ فَاِنْ

ولی مضمون تیار کرے ----اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بناو اور دو

لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ (33)

مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں تاکہ ایک بھکنے لگے تو دوسری یاد دلادے



## عربی حاشیہ

(29) دین اور قرض میں یہ فرق ہے کہ قرض میں وہی جنس واپس کی جاسکتی ہے اور دین میں جنس اور قیمت دونوں کا امکان رہتا ہے۔

(30) کتابت کو عدل وانصاف کے مطابق ہونا چاہیے۔ کاتب کا عادل ہونا شرط نہیں ہے۔

(31) سفیہہ۔ جو مالیات میں صحیح تصرف نہ کرسکے۔

ضعیف یعنی بچہ اور نابالغ اور جو املاء نہ کرسکے یعنی مجنون۔

(32) یہ اشارہ ہے کہ گواہ کو مسلمان ہونا چاہیے اگر خود معاملہ مسلمانوں کا ہے۔

(33) دینی اعتبار سے پسندیدہ ہونا گواہ کی عدالت کی طرف اشارہ ہے۔

## اردو حاشیہ

۶۔ سود خوری پر قائم رہنا خدا اور رسولؐ سے جنگ کے مترادف ہے۔

۷۔ آیت کے نزول کے بعد توبہ کر لینے والوں کو اپنا اصل سرمایہ لینے کا حق ہے۔

۸۔ سود خور کافر اور گنہگار کے حکم میں ہے۔

۹۔ سود تو سود اصل قرض میں بھی پریشان حال پر جبر کرنے کا حق نہیں ہے۔

۱۰۔ سود خوار کا حساب روزِ قیامت بہت سخت ہوگا جب وہ شیطان کے زیرِ اثر مخبوط الحواس اور جواب دینے کے لائق بھی نہ ہوگا۔

(۱۶۸) اسلامی نظام میں مالیات کا مسئلہ انتہائی اہم اور سنگین ہے۔ لہٰذا اس سورہ مبارکہ میں اس کے تمام پہلوؤں کو واضح کر دیا گیا ہے۔

پہلے صدقات وخیرات کا ذکر کیا گیا اور اس کے آداب بیان کئے گئے...... پھر انفاق کو موضوع قرار دیا گیا اور اس کے اصول وقواعد معین کئے گئے۔

اس کے بعد قرض کا مسئلہ اٹھایا گیا کہ جب بھی قرض کا لین دین ہو تو اس کی لکھا پڑھی ضروری ہے اور اس کی بے حد تاکید ہے اگرچہ آیت کے بعض اشارات کی بناء پر فقہاء نے اسے واجب نہیں قرار دیا لیکن مسئلہ اتنا ہی سنگین ہے کہ اس کی چار مرتبہ تاکید کی گئی ہے اور پھر قرض دار کو متنبہ کیا گیا ہے کہ مضمون لکھوانے میں بے ایمانی نہ کرے اور خدا سے ڈرتا ہے۔ پھر غیر مکلّف یا نادان لوگوں کے قرض کے اصول طے کئے گئے۔ پھر کتاب کے علاوہ شہادت کی ضرورت کی طرف متوجہ کیا گیا اور اس کی افادیت کا تذکرہ کر دیا گیا۔

مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا (34)

اور گواہوں کو چاہئے کہ گواہی کے لئے بلائے جائیں تو انکار نہ کریں

الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا

اور خبردار لکھا پڑھی سے ناگواری کا اظہار نہ کرنا قرض چھوٹا ہو یا بڑا مدّت معین ہونی چاہئے۔

تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ

یہی پروردگار کے نزدیک عدالت کے مطابق اورگواہی کے لئے زیادہ مستحکم طریقہ ہے

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا

اور اس امر سے قریب تر ہے کہ آپس میں شک و شبہ نہ پیدا ہو ----

تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا

ہاں اگر تجارت نقد ہے جس سے تم لوگ آپس میں اموال کی الٹ پھیر کرتے

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ

تو نہ لکھنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے اور اگر تجارت میں بھی گواہ بناو

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا

تو کاتب یا گواہ کو حق نہیں کہ اپنے طرزِ عمل سے لوگوں کو نقصان پہنچائے

شَهِيْدٌ ۬ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

اور نہ لوگوں کو یہ حق ہے اگرتم نے ایسا کیا تو یہ اطاعت

وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ

خدا سے نافرمانی کے مترادف ہے اللہ سے ڈرو اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے (۲۸۲) اور اگر تم



## عربی حاشیہ

(34) یہ اشارہ ہے کہ عورتوں کی گواہی میں سب کوایک ساتھ گواہی دینا چاہیے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۸۲ قرآن مجید کی طویل ترین آیت ہے جس میں ۱۸ مختلف احکام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مثلاً: (۱) قرض کے لئے تحریری ثبوت کا ہونا۔ (۲) دستاویز کا کسی ثالث کا لکھنا۔ (۳) کتابت میں انصاف کا پیش نظر رکھنا۔ (۴) کتابت سے گریز نہ کرنا۔ (۵) مقروض کا املا کرنا کہ بعد میں انکار نہ کرے۔ (۶) تقویٰ کا پیشِ نظر رکھنا۔ (۷) مقروض نادان ہوتو ولی کا املا کرنا۔ (۸) ولی کا انصاف کوپیش نظر رکھنا۔ (۹) دو گواہوں کا گواہی دینا۔ (۱۰) گواہوں کا بالغ ہونا۔ (۱۱) گواہوں کا رجالکم یعنی مسلمانوں میں سے ہونا۔ (۱۲) مرد نہ ہوں تو دوعورتوں کا گواہ بننا۔ (۱۳) عورتوں کا متحدہ طور پر گواہی دینا۔ (۱۴) ہر قسم کے قرض کی دستاویز کا ہونا۔ (۱۵) نقدی معاملہ کا دستاویز سے آزاد ہونا۔ (۱۶) نقدی میں بھی

## اردو حاشیہ

اس کے بعد نقدی تجارت کے اصول معین کئے گئے اور وہاں کتابت کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے شہادت کی اہمیت کا اظہار کیا گیا اور ان تمام مقامات پر تقویٰ اور خوف خدا کا مسلسل تذکرہ کیا گیا تاکہ انسان اس نکتہ کی طرف متوجہ رہے کہ کاروبار کا ہنر خوفِ خدا میں ہے بے ایمانی میں نہیں ہے۔ دورِ حاضر میں یہ نکات انتہائی قابل توجہ ہیں جب کہ کاروبار، شریعت سے بالاتر ایک قانون کا نام ہو گیا ہے اور کاروبار کے نام پر بہت سے حرام، حلال بھی کر لئے جاتے ہیں۔

عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ[35] مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ

سفر میں ہو اور کوئی کاتب نہیں مل رہا ہے تو کوئی رہن رکھ دو اور ایک کو دوسرے پر

بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ

اعتبار تو جس پر اعتبار ہے اس کو چاہئے کہ امانت کو واپس کردے خدا سے ڈرتا رہے ----

اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ

اور خبردار گواہی کو چھپانا نہیں کہ جو ایسا کرے گا اس کا دل گنہگار ہوگا

قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٣﴾ ع لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

(ع ۳۹ ۲ ۷)

اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۲۸۳) اللہ ہی کے لئے زمین

وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ

و آسمان کی کل کائنات ہے تم اپنے دل کی باتوں کا اظہار کرو یا ان پر پردہ ڈالو

يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ

وہ سب کا محاسبہ کرے گا وہ جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس پر چاہے گا

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٨٤﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ

عذاب کرے گا وہ ہرشے پر قدرت و اختیار رکھنے والا ہے (۲۸۴) رسول ان تمام باتوں پر

بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ

ایمان رکھتا ہے جو اس کی طرف نازل کی گئی ہیں اور مومنین بھی سب اللہ

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ

اور ملائکہ اور مرسلین پر ایمان رکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہم رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔



## عربی حاشیہ

گواہوں کا ہونا۔ (۱۷) گواہوں پر سختی کا نہ ہونا۔

(35) رہان۔ رہن کی جمع ہے یعنی وہ مال جو قرض میں بطور ضمانت رکھا جاتا ہے مقبوضہ کی قید کا اشارہ ہے کہ رہن کی تکمیل قبضہ کے بعد ہی ہوتی ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۸۴ میں محاسبہ کا موضوع قلبی اعمال میں نیت نہیں ہے ..... ورنہ اسلام میں نیت کا محاسبہ نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۶۹) یہ قرض و تجارت کا آخری مرحلہ ہے جہاں کسی وجہ سے کاتب میسر نہ ہو تو رہن سے کام لیا جائے اور وہ بھی ممکن نہ ہو تو اعتبار کا سہارا لیا جائے اور جس پر اعتبار کیا جائے وہ تقویٰ الٰہی کو نگاہ میں رکھے اور کسی کے اعتماد کو ٹھیس نہ لگائے۔

(۱۷۰) قانونی اعتبار سے دل کی باتوں پر محاسبہ نہیں ہوتا ہے اور خدا اسے معاف کر دیتا ہے لیکن اس کی طرف اشارہ اس لئے ضروری تھا کہ انسان پاکیزگیٔ نفس کی فکر کرے اور یہ سمجھے کہ خدا دلوں کے فسادات سے بھی باخبر ہے۔ دل پاکیزہ ہو جائے گا تو اعمال کا فساد بھی خود بخود ختم ہو جائے گا۔

(۱۷۱) رسول اپنے احکام پر ایمان نہ رکھے تو رسول کس طرح ہوگا۔ اس مقام پر غالباً اس نکتہ کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ بہت سے رہنما دوسروں کو ہدایات دیتے ہیں اور خود اپنی ہدایت پر عملاً اعتبار نہیں کرتے۔ رسولؐ کی شان اس سے بالکل مختلف اور بلند تر ہے۔ وہ اپنے احکام پر دوسروں سے زیادہ ایمان رکھتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے۔

اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ

ہم نے پیغام الٰہی کو سُنا اور اس کی اطاعت کی پروردگار اب تیری مغفرت درکار ہے

رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨٥﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا

اور تیری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے (۲۸۵) اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

وُسْعَهَا[36] ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ[37] وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

ہر نفس کے لئے اس کی حاصل کی ہوئی نیکیوں کا فائدہ بھی ہے

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا

اور اس کی کمائی ہوئی برائیوں کا مظلمہ بھی--- پروردگار! ہم جو کچھ بھول جائیں

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا[38] كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ

یا ہم سے غلطی ہوجائے اس کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ خدایا ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈالنا

قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ[39]

جیسا پہلے والی امتوں پر ڈالا گیا ہے۔ پروردگار !ہم پر وہ بار نہ ڈالنا جس کی

عَنَّا ۥ وقفة وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وقفة وَارْحَمْنَا ۥ وقفة اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا

ہم میں طاقت نہ ہو۔ ہمیں معاف کردینا، ہمیں بخش دینا، ہم پر رحم کرنا تو ہمارا مولا اور مالک ہے

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾ ع

اب کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما (۲۸۶)



### عربی حاشیہ

(36) وسعت۔ طاقت سے کمتر درجہ کا نام ہے یعنی تکالیف شریعت میں طاقت کا لحاظ نہیں کیا گیا بلکہ وسعت اور آرام کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ ورنہ انسان کی طاقت واجبات ومحرمات سے کہیں زیادہ ہے۔

(37) کسب اور اکتساب میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ اکتساب میں زیادہ کوشش کرنا پڑتی ہے اور اس کا رازیہ ہے کہ نیکی فطرت کے مطابق ہے اور برائی خارجی اسباب سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا واقعاً اسے حاصل کرنا پڑتا ہے۔

(38) سنگین بوجھ جیسے بنی اسرائیل میں پچاس نمازوں کا واجب ہونا، چوتھائی زکوٰۃ ادا کرنا یا بعض روایات کی بنا پر طہارت بدن کے لئے گوشت کا کاٹ ڈالنا وغیرہ۔

(39) عفو۔ گناہوں سے درگزر کرنا۔ مغفرت: معاف کرکے اس پر پردہ ڈال دینا۔ رحمت: پردہ پوشی کے بعد نعمت عطا کرنا۔

### اردو حاشیہ

(۱۷۲) سہو ونسیان غیر اختیار امور ہیں۔ ان کے مواخذہ کا سوال نہیں ہے لیکن یہاں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ہمیں اس لاپرواہی سے محفوظ رکھنا جس کی بناء پر سہو ونسیاب پیدا ہو جاتا ہے ورنہ انسان برابر متوجہ رہے تو سہو و نسیان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

(۱۷۳) پہلے یہ دعا کی گئی کہ سابق امتوں جیسی تکلیف نہ دینا اور پھر یہ التماس کی گئی کہ اس سے کمتر بھی ایسی تکلیف نہ ہو جو ہمارے لئے ناقابل تحمل ہو۔

آیت کریمہ کے ان فقرات کے بارے میں سرکار دو عالمؐ نے فرمایا ہے کہ رب کریم ہر جملہ پر قبولیت کا اعلان کرتا ہے۔ لہٰذا انسان کو برابر ان دعاؤں کی تکرار کرتے رہنا چاہئے اور انہیں اپنی زندگی کا نصب العین اور مرکز نظر قرار دینا چاہئے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

ایاتھا ۲۰۰ ۳ سورۃ آل عمران مدنیۃ ۸۹ رکوعاتھا ۲۰

سورہ آل عمران

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

الٓمٓ ﴿۱﴾ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَیۡکَ

الم (۱) اللہ جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ زندہ ہے اور ہر شے اسی کے طفیل میں قائم ہے (۲) اس نے

الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰىۃَ [1]

آپ پر وہ برحق کتاب نازل کی ہے جو تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور توریت

وَالۡاِنۡجِیۡلَ ﴿۳﴾ مِنۡ قَبۡلُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنۡزَلَ الۡفُرۡقَانَ

و انجیل بھی نازل کی ہے (۳) اس سے پہلے لوگوں کے لئے ہدایت بنا کر اور حق و باطل میں فرق کرنے والی

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَھُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ

کتاب بھی نازل کی ہے بیشک جو لوگ آیاتِ الٰہی کا انکار کرتے ہیں ان کے واسطے

وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡہِ

شدید عذاب ہے اور خدا سخت انتقام لینے والا ہے (۴) خدا کے لئے

شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۵﴾ ھُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ

آسمان و زمین کی کوئی شے مخفی نہیں ہے (۵) وہ خدا جس طرح چاہتا ہے

فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡعَزِیۡزُ

رحمِ مادر کے اندر تصویریں بناتا ہے اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے وہ صاحبِ عزّت بھی ہے اور



## عربی حاشیہ

(1) تورات۔ عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں شریعت۔ اس میں پانچ سفر ہیں: سفر تکوین، سفر خروج، سفر تثنیہ، سفر لاویین، سفر عدد، انجیل۔ یونانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں بشارت۔ یہ چار کتابیں ہیں: انجیل متی جو ۶۰ء میں مرتب ہوئی ہے آرامی لہجہ میں۔

انجیل مرقس جو ۶۳ء یا ۶۴ء میں مرتب ہوئی ہے۔ یونانی زبان میں۔ انجیل لوقا۔ جو یونانی ہی میں مرقس کے ساتھ مرتب ہوئی ہے اور انجیل یوحنا۔ جو یونانی زبان میں ۹۰ء میں مرتب ہوئی ہے۔

پانچویں صدی عیسوی کے اوائل میں یہ طے ہو گیا کہ انجیل کے کل ۲۷ سفر ہیں اور ان کا نام ''عہد جدید'' رکھا گیا۔ جس طرح کہ توریت کو عہد قدیم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱) قرآن مجید کا کمال یہ ہے کہ وہ تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے اور آج ان کتابوں کا ثبوت سوائے قرآن مجید کے بیان کے کچھ نہیں ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ قرآن ان کتابوں کی موجودہ شکل کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ اصل کتاب کا مصدق ہے تحریف کا ذمہ دار نہیں ہے۔

(۲) صاحب مجمع البیان کا بیان ہے کہ یہاں سے تقریباً ۸۰ آیتیں نصاریٰ نجران کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو جناب عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے کے دعویدار تھے اور رسول اکرمؐ سے بحث کرنے کے لئے مدینہ آئے تھے۔ مسجد پیغمبر میں ناقوس بنا کر نماز ادا کی، مسلمانوں نے اعتراض کیا۔ حضورؐ نے روک دیا اور پھر بحث کا آغاز ہو گیا۔

مذکورہ آیات میں اولاً قدرت خدا کا حوالہ دیا گیا ہے کہ وہ جس طرح چاہتا ہے خلق کرتا ہے۔ اس سے باپ بیٹے کے رشتے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کے بعد قرآن مجید کے آیات کی نوعیت واضح کی گئی ہے کہ بعض فتنہ گر متشابہ الفاظ سے غلط فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کی تاویل کا علم صرف راسخون فی العلم کو ہے۔

یہ بھی حیرت انگیز بات ہے کہ فتنہ گروں نے خود اس آیت میں بھی اللہ پر وقف کا سہارا لے کر راسخون فی العلم کو تاویل قرآن کے علم سے الگ کر دیا۔

الْحَكِيْمُ ﴿٦﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ

صاحبِ حکمت بھی (٦) اس نے آپ پر وہ کتاب نازل کی ہے جس میں سے

اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ[2] هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط فَاَمَّا

کچھ آیتیں محکم اور واضح ہیں جو اصل کتاب ہیں اور کچھ متشابہ ہیں۔ اب جن کے

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

دلوں میں کجی ہے وہ ان ہی متشابہات کے پیچھے لگ جاتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں

ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ج وَمَا يَعْلَمُ

اور مانی تاویلیں کریں حالانکہ اس کی تاویل کا حکم صرف خدا کو ہیاور انہیں جو علم میں

تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ م وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

رسوخ رکھنے والے جن کا کہنا یہ ہے کہ ہم اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ سب کی سب

بِهٖ لا كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ج وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا

محکم و متشابہ ہمارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے اور یہ بات سوائے صاحبانِ عقل کے

الْاَلْبَابِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ

کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے (٧) ان کا کہنا ہے کہ پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت دے دی ہے تو اب ہمارے دلوں میں

لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٨﴾ رَبَّنَآ

کجی نہ پیدا ہونے پائے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما کہ تو بہترین عطا کرنے والا ہے (٨) خدایا

اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ

تو تمام انسانوں کو اس دن جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور اللہ کا



### عربی حاشیہ

(2) محکم۔ جس کے معنی واضح ہوں اور کسی تفسیر کی ضرورت نہ ہو۔ اور متشابہ جس کی تفسیر کی ضرورت ہو اور اس کے معنی دیگر آیات و روایات کی مدد سے واضح کئے جاسکیں۔

فائدہ

واضح رہے کہ راسخون فی العلم کا عطف اللہ پر ضروری ہے ورنہ آیت کا مفہوم صرف خدا کو معلوم ہے تو تنزیل کا فائدہ ہی کیا ہے اور اب تک مفسرین نے کسی ایک آیت کو بھی خدا پر نہیں چھوڑا ہے اور ہر آیت کے مفہوم سے بحث کی ہے نیز سرِ تسلیم خم کر دینا رسوخ ایمان کی علامت ہے اس کا رسوخ علم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

### اردو حاشیہ

علمی رسوخ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان تمام آیات پر ایمان رکھے، ہدایت کے بعد انحراف سے محفوظ رہنے کی دعا کرتا رہے۔ رحمت کا امیدوار بنا رہے۔ قیامت کے دن سے خوفزدہ رہے اور ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں سراپا التماس بنا رہے۔

لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡهُمۡ
وعدہ غلط نہیں ہوتا (۹) جو لوگ کافر ہوگئے ہیں ان کے

اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡــًٔا ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمۡ
اموال و اولاد کچھ بھی کام آنے والے نہیں ہیں اور وہ جہنّم کا

وَقُوۡدُ النَّارِۙ‏ ﴿۱۰﴾ كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَۙ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ
ایندھن بننے والے ہیں (۱۰) جو حالت فرعون والوں کی اور ان سے پہلے والوں کی ہوئی کہ

قَبۡلِهِمۡ‌ؕ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ‌ؕ
انہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی تو اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کی گرفت کرلی

وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ‏ ﴿۱۱﴾ قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا سَتُغۡلَبُوۡنَ
اور اللہ سخت عذاب دینےوالا ہے (۱۱) پیغمبر آپ ان کافروں سے کہہ دیں کہ عنقریب تم بھی

وَتُحۡشَرُوۡنَ اِلٰى جَهَنَّمَ‌ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ‏ ﴿۱۲﴾ قَدۡ كَانَ لَـكُمۡ
مغلوب ہوجاؤ گے اور جہنم کی طرف محشور ہوگے جو بدترین ٹھکانا ہے (۱۲) تمہارے واسطے

اٰيَةٌ فِىۡ فِئَتَيۡنِ الۡتَقَتَا ‌ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَاُخۡرٰى
ان دونوں گروہوں کے حالات میں ایک نشانی موجود ہے جو میدان جنگ میں آمنے سامنے آئے کہ

كَافِرَةٌ يَّرَوۡنَهُمۡ مِّثۡلَيۡهِمۡ رَاۡىَ الۡعَيۡنِ‌ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ
ایک گروہ راہِ خدا میں جہاد کررہا تھا اور دوسرا کافر تھا جو ان مومنین کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہا تھا اور اللہ اپنی

بِنَصۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّاُولِى
نصرت کے ذریعہ جس کی چاہتا ہے تائید کرتا ہے اور اس میں صاحبانِ نظر کے واسطے سامانِ عبرت



## عربی حاشیہ

(3) داب کے معنی دوام کے ہیں۔ اب عادت اور طریقہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

(4) یہود مدینہ مراد ہیں جنھیں رسول اکرمؐ نے بدر کے بعد متوجہ کیا کہ اب بغاوت چھوڑ دیں تو انھوں نے جواب دیا کہ کفار ناتجربہ کار تھے۔ ہمارا مقابلہ بہت سخت ہوگا۔

## اردو حاشیہ

(۳) قرآن مجید نے مختلف مقامات پر اہلِ دولت اور اصحاب ثروت کی مذمت کی ہے۔ انہیں طاغی، باغی، طماع، متکبر ومغرور وغیرہ قرار دیا ہے اور اس کا سبب خود ان کا مال نہیں ہے بلکہ ان کی ذہنیت ہے کہ وہ مال و اولاد ہی کو سب کچھ سمجھ لیتے ہیں اور معنویات سے یکسر غافل ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو فرعون والوں اور اس کے پہلے قوم نوحؑ، قوم ابراہیمؑ، قوم عاد وثمود کے انجام کی طرف متوجہ کیا گیا کہ دولت کبھی اہل دولت کے کام نہیں آئی اور ان کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوا۔

(۴) رسول اسلامؐ نے یہودیوں کو نصیحت کی تو انہوں نے اپنی طاقت کا غرور ظاہر کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب ذلیل ہوئے۔ بنی قریظہ مارے گئے۔ بنی نضیر نکال باہر کئے گئے۔ خیبر فتح ہوگیا۔ اہل فدک نے ہار مان لی اور یہودیوں کے مقدر میں جزیہ دینے کے سوا کچھ نہ رہ گیا۔

(۵) کاش مسلمانوں کا اپنے قرآن پر ایمان رہتا اور وہ امریکہ، روس اور اسرائیل کی طاقت سے مرعوب نہ ہوتے کہ خدا جب امداد کرتا ہے تو مسلمانوں کی طاقت کو کفار کی نگاہ میں بڑھا دیتا ہے اور وہ خود بخود مرعوب ہو جاتے ہیں...... لیکن یہاں صرف تلاوت، حافظہ اور حسن قرات کا مقابلہ ہے اور بس تفکر وتدبر اور عبرت وموعظت کا سوال ہی نہیں ہے۔

الْاَبْصَارِ ﴿١٣﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ

و نصیحت بھی ہے (۱۳) لوگوں کے لئے خواہشات دنیا،

النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ[5] مِنَ الذَّهَبِ

عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، تندرست گھوڑے یا چوپائے،

وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ

کھیتیاں سب مزیّن اور آراستہ کردی گئی کہ

ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿١٤﴾

یہی متاع دنیا ہے اور اللہ کے پاس بہترین انجام ہے (۱۴)

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ

پیغمبر آپ کہہ دیں کہ کیا میں ان سب سے بہتر چیز کی خبر دوں۔ جو لوگ تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ

ان کے لئے پروردگار کے یہاں وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ اپنے بندوں کے حالات سے

بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا

خوب باخبر ہے (۱۵) قابل تعریف ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ پروردگار ہم ایمان لے آئے۔

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٦﴾ ۚ [6] اَلصّٰبِرِيْنَ

ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں آتش جہنم سے بچالے (۱۶) یہ سب صبر کرنے والے،



### عربی حاشیہ

(5) قنطار مال کثیر کا نام ہے۔ مقنطرہ۔ یعنی مجتمع، خیل: اسم جمع ہے۔ مسومہ: وہ جانور ہیں جنھیں چارے کا خوب موقع ملا ہو یا ان پر خوبی کا نشان لگا دیا گیا ہو۔ انعام: اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کا نام ہے۔ حسن المآب: بہترین بازگشت جس کی طرف سب رغبت کریں۔ رضوان: مرضیٔ پروردگار۔ ازواج مطہرہ: جو ہر طرح کی گندگی اور آلودگی سے پاک ہوں۔

(6) صابرین - راہِ حق میں مصائب برداشت کرنے والے۔ صادقین: نقصان کے بعد بھی سچ کو جھوٹ پر مقدم کرنے والے۔ قانتین: اطاعت کرنے والے۔ اور دعا کرنے والے۔ منفقین۔ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے والے۔ مستغفرین بالاسحار۔ آخر شب میں استغفار کرنے والے جب نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور بستر سے اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔

### اردو حاشیہ

(۱) یہی وہ اسباب ہیں جن پر انسان ناز کرتا ہے اور جن کے ذریعہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے سب کا تذکرہ کر کے واضح کر دیا کہ ان کا انجام بہتر نہیں ہے۔ انجام اور حسن عاقبت صرف پروردگار کے ہاتھ میں ہے جس کا ذریعہ خوف الٰہی اور تقویٰ پروردگار ہے جس کے حامل افراد کے لئے جنت، نہریں، ازواج اور رضوانِ الٰہی سب کچھ ہے۔

ؕ دنیا پرستوں اور زینتِ حیات دنیا پر مرنے والوں کا تذکرہ کرنے کے بعد ان لوگوں کی تعریف شروع کی گئی جو صاحبانِ ایمان ہیں وہ عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں اور مال، اولاد، عورت، جانور، سونے، چاندی اور زراعت پر جان دینے کے بجائے مصائب پر صبر کرتے ہیں۔ سچ پر جان دیتے ہیں، مال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور ہنگام سحر استغفار کا لطف حاصل کرتے ہیں۔

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ

سچ بولنے والے، اطاعت کرنے والے، راہِ خدا میں خرچ کرنے والے اور ہنگامِ سحر

بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

استغفار کرنے والے ہیں (۱۷) اللہ خود گواہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے ملائکہ

اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

اور صاحبانِ علم گواہ ہیں کہ وہ عدل کے ساتھ قائم ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہ صاحبِ عزّت

الْحَكِيْمُ ؕ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۞ قف (7) وَمَا

النصف

و حکمت ہے (۱۸) دین، اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور

اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا

اہل کتاب نے علم آنے کے بعد ہی جھگڑا شروع کیا ہے صرف آپس کی

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ

شرارتوں کی بناء پر اور جو بھی آیاتِ الٰہی کا انکار کرے گا

اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ

تو خدا بہت جلد حساب کرنے والا ہے (۱۹) اے پیغمبر اگر

فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ

یہ لوگ آپ سے کٹ حجتی کریں تو کہہ دیجئے کہ میرا رخ تمام تر اللہ کی طرف ہے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا

اور میرے پیرو بھی ایسے ہی ہیں اور پھر اہلِ کتاب اور جاہل مشرکین سے پوچھئے



## عربی حاشیہ

**فائدہ**

آیت نمبر ۱۳ کے بارے میں واضح رہے کہ بدر کے شرکاء میں ۷۰ مہاجر تھے اور ۲۳۳ انصار۔ سامان جنگ میں صرف ۷۰ اونٹ ۲ گھوڑے ۶ زریں اور آٹھ تلواریں تھیں جب کہ دشمن کے پاس سو گھوڑے تھے۔ مسلمان شہداء میں ۱۴ مہاجرین تھے اور ۷ انصار جب کہ کفار کے ۷۰ مقتول تھے اور ۷۰ اسیر۔

○ آیت نمبر ۱۴ میں زین کا فاعل فطری اعتبار سے خود پروردگار ہے اور نساء واولاد کو مقدم کرکے ان کی اصالت پر زور دیا گیا ہے۔

(7) اسلام ۔ اطاعت ، انقیاد، تسلیم اور سپردگی۔

## اردو حاشیہ

(۷) خدا کے خود گواہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے صفات وکمالات اور اس کی تخلیق خود گواہ ہے کہ دوسرا خدا نہیں ہوسکتا اور یہی اس کی عدالت کی بھی دلیل ہے کہ ساری کائنات بالکل مرتب اور منظّم ہے۔

واضح رہے کہ ملائکہ اور صاحبانِ علم اس کے عدل کے گواہ ہیں تو جس مذہب میں عدل الٰہی کا عقیدہ نہیں ہے وہ ملائکہ کے خلاف اور جہالت کا مذہب ہے۔

(۸) یہ دلیل ہے کہ اصل دین اطاعت الٰہی ہے اور اس کا پیغام سارے انبیاء کرامؑ نے دیا ہے لہٰذا سب کا دین اسلام ہے جیسا کہ جناب نوحؑ سے جناب عیسیٰ تک سب کے تذکرہ میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔

فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ

کیا تم اسلام لے آئے۔ اگر وہ اسلام لے آئے تو گویا ہدایت پاگئے اور اگر منہ پھیر لیا تو آپ کا فرض

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ

صرف تبلیغ تھا اور اللہ اپنے بندوں کو خوب پہچانتا ہے (۲۰) جو لوگ آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرتے ہیں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ [8] وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ [9] ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ

اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو

الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ [10]

عدل و انصاف کا حکم دینے والے ہیں انہیں دردناک

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ [11] اَعْمَالُهُمْ

عذاب کی خبر سُنا دیجئے (۲۱) یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں بھی برباد ہوگئے

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ

اور آخرت میں بھی ان کا کوئی مددگار نہیں ہے (۲۲) کیا تم نے

اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا [12] مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى

ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا تھوڑا سا حصّہ دے دیا گیا کہ انہیں کتابِ خدا

كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ

کی طرف فیصلہ کے لئے بلایا جاتا تو ایک فریق مکر جاتا ہے اور وہ بالکل

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ

کنارہ کشی کرنے والے ہیں (۲۳) یہ اس لئے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ انہیں آتش جہنم



## عربی حاشیہ

(8) بربنائے حسد وطلب ریاست

(9) کلمہ تاکید ہے ورنہ انبیاء کا قتل ناحق ہی ہوتا ہے اور اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جرم کا معیار شخصیت نہیں ہے عمل کا ناحق ہونا ہے تاکہ قانون عام رہے۔

(10) یہ لفظ عموماً خوشی کی خبر کے لئے استعمال ہوتا ہے مقصد یہ ہے کہ جو لوگ انبیاء کو قتل کر کے خوش ہوتے ہیں انھیں ایک خوشی کی اور خبر دے دیجئے کہ ان کے لئے دردناک عذاب مہیا کرلیا گیا ہے۔

(11) حبط اعمال۔ اعمال کی بربادی۔

(12) یہ لفظ اس لئے استعمال ہوا ہے کہ ان یہودیوں نے پوری توریت کو محفوظ نہیں کیا یا صرف الفاظ کو حفظ کیا ہے اور معانی کو ضائع کردیا ہے۔ یہ آیت بروایتے ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے ایک یہودیہ سے زنا کیا اور فیصلہ پیغمبرؐ کے پاس آیا۔ اور آپ نے سنگسار کا حکم دے دیا اور توریت کا

## اردو حاشیہ

(۹) بعض لوگوں نے اس صفت سے یہ استفادہ کیا ہے کہ عدل و انصاف کا حکم دینا قتل کی حد تک جائز اور مستحسن ہے لہٰذا امر بالمعروف میں عدم ضرر کی قید لگانا غلط ہے لیکن بنیادی طور پر خاصانِ خدا کی تکلیف عام انسانوں سے مختلف ہے اور واقعی بات یہ ہے کہ اگر قیامِ حق جان دینے سے زیادہ اہم ہو جائے تو جان دے دینا بھی ضروری ہے اور اس وقت جان کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔

(۱۰) دنیا میں بربادی کے معنی یہ ہیں کہ ذلت و رسوائی اور لعنت کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا اور آخرت میں بربادی کے معنی یہ ہیں کہ اس ذلت کے بعد بھی عذاب الٰہی کا سامنا کرنا پڑا۔

(۱۱) یہودیوں کے بارے میں مفسرین کا خیال یہ ہے کہ ان کے یہاں جنت وجہنم کا عقیدہ نہیں ہے اور نہ ان کی کتابوں میں اس کا کوئی تذکرہ موجود ہے لیکن بعض آیات سے صراحتاً اس کے خلاف اندازہ ہوتا ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ ابتدا میں یہ عقیدہ رہا ہو اور بعد میں مصلحتاً نکال دیا گیا ہو یا یہ کہ یہ اقرار بھی صرف بطور طنز ہو اور اس کا اپنے عقیدے سے کوئی تعلق نہ ہو۔ بہرحال یہودیوں نے سرکار دو عالمؐ کے فیصلہ پر توریت کی تصدیق کا بھی اعتبار نہ کیا اور اس طرح جہنم کے حق دار ہوگئے اور ظاہر ہے کہ جب توریت کے فیصلہ کو نہ ماننے کا انجام یہ ہوا ہے تو قرآن مجید کے احکام کے نہ ماننے سے مسلمانوں کا انجام کیا ہوگا؟

اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمۡ فِيۡ دِيۡنِهِمۡ مَّا كَانُوۡا

صرف چند دن کے لئے چھوئے گی اور ان کو دین کے بارے میں ان کی افتراپردازیوں نے

يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيۡفَ اِذَا جَمَعۡنٰهُمۡ لِيَوۡمٍ لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ۟ قف

دھوکہ میں رکھا ہے (۲۴) اس وقت کیا ہوگا جب ہم سب کو اس دن جمع کریں گے جس میں کسی شک اور شبہہ کی

وَوُفِّيَتۡ كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ

گنجائش نہیں ہے اور ہر نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۵) پیغمبر

اللّٰهُمَّ [13] مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِي الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ

آپ کہئے کہ خدایا تو صاحبِ اقتدار ہے جس کو چاہتا ہے اقتدار دیتا ہے

الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ

اور جس سے چاہتا ہے سلب کرلیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزّت دیتا ہے

بِيَدِكَ الۡخَيۡرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۶﴾ تُوۡلِجُ

جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ سارا خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شے پر قادر ہے (۲۶) تو

الَّيۡلَ فِي النَّهَارِ وَتُوۡلِجُ [14] النَّهَارَ فِي الَّيۡلِ ۫ وَتُخۡرِجُ الۡحَىَّ

رات کو دن دن کو رات میں داخل کرتا اور مردہ کو زندہ سے

مِنَ الۡمَيِّتِ [15] وَتُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ ۫ وَتَرۡزُقُ مَنۡ

اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے

تَشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا يَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡكٰفِرِيۡنَ

بے حساب رزق دیتا ہے (۲۷) خبردار صاحبانِ ایمان۔ مومنین کو چھوڑ کر کفار کو



## عربی حاشیہ

حوالہ بھی دے دیا لیکن ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔

(13) اس لفظ کی اصل ہے یاللہ۔ ابتدا سے یا کو نکال دیا گیا اور اس کے بدلے آخر میں میم کو رکھ دیا گیا۔

(14) دن کے رات میں اور رات کے دن میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کبھی دن بڑا ہوجاتا ہے اور کبھی رات۔

(15) مردہ کے زندہ اور زندہ کے مردہ سے نکالنے کا مفہوم مختلف شکلوں میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً حیوان سے نطفہ اور پھر نطفہ سے حیوان یا خشک دانے سے سبزہ اور سبزے سے پھر خشک دانہ یا کافر کے صلب سے مسلمان اور مسلمان کے صلب سے کافر وغیرہ۔

ف: آیت نمبر ۲۴ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ عقیدہ مسلمانوں میں رائج ہے کہ چند روز کی سزا کے بعد جہنم سے نکل آئیں گے تو اس میں یہودیوں کی کیا خصوصیت ہے؟ لیکن اس کا

## اردو حاشیہ

(۱۲) ابتداء اسلام میں اسلام غریب تھا اور سارا اقتدار فارس، روم اور یمن والوں کے پاس تھا لیکن پیغمبرؐ اسلام کی دعاؤں اور خدمتوں کے نتیجہ میں نظام الٹ گیا اور صاحبانِ اقتدار اپنے اقتدار سے محروم ہو گئے۔ اسلام صاحب اقتدار ہوگیا اور گویا رات چھوٹی ہوگئی اور دن بڑھ گیا یا مردہ اقتدار سے زندہ حکومت نکل آئی۔

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

اپنا ولی اور سرپرست نہ بنائیں کہ جو بھی ایسا کرے گا اس کا خدا سے

فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ

کوئی تعلق نہ ہوگا مگر یہ کہ تمہیں کفار سے خوف ہو کوئی حرج بھی نہیں ہے

تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

اور خدا تمہیں اپنی ہستی سے ڈراتا ہے اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے (۲۸)

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ

آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تم دل کی باتوں کو چھپاؤ یا اس کا اظہار کرو

اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

خدا تو بہرحال جانتا ہے اور وہ زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

اور ہر شے پر قدرت و اختیار رکھنے والا بھی ہے (۲۹) اس دن کو یاد کرو جب

(16) عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ

معانقہ ۳

ہر نفس اپنے نیک اعمال کو بھی حاضر پائے گا اور اعمال بد کو بھی جن کو دیکھ کر یہ تمنا کرے گا کہ

اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ

کاش ہمارے اور ان برے اعمال کے درمیان طویل فاصلہ ہوجاتا اور خدا تمہیں

نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ۧ (17) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ

ع ۳ / ۱۱

اپنی ہستی سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر مہربان بھی ہے (۳۰) اے پیغمبر ! کہہ دیجئے کہ

### عربی حاشیہ

جواب یہ ہے کہ مسلمان کا عقیدہ مکمل سزا کا ہے۔صرف یہ ہے اسلام ایمان کی جزا کے لئے جہنم سے نکال لیا جائے گا نہ یہ کہ یہودیوں کی طرح چند روز کی سزا پر سارے جرائم کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔ ایسا عقیدہ مسلمان میں بھی ہے تو یہودیت ہی کا ایک اثر ہے۔

ف: خدا کے ملک دینے اور لینے کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اس نے عالم اسباب میں اسباب معین کردیئے ہیں اور ان سے انسان کا اپنا کام ہے۔ اس کے بعد جواب بھی انسان ہی کو دینا ہوگا۔ ملک مل جانے کا مطلب جواب دہی سے آزادی نہیں ہے۔

(16) اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ روزِ قیامت اعمال بھی مجسم ہوکر سامنے آئیں گے۔

(17) وہ سب پر مہربان ہے کہ گناہگاروں کو بھی ان کے اعمال کے نتائج کی طرف متوجہ کردیتا ہے۔

### اردو حاشیہ

(۱۳) کفار سے دوستی ان کے عقائد سے دوستی ہو یا اسلام کے خلاف ان کے ساتھ سازشی دوستی ہو تو صریحی کفر ہے لیکن صرف معاملات زندگی کی حد تک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اسلام کے خلاف اس کے اثرات نہ ہوں۔

دوستی کی ممانعت کے بعد تقیہ کی اجازت دی گئی ہے جو عالم اسلام کا مسلمہ مسئلہ ہے جس کا اقرار تفسیر رازی، تفسیر المنار وغیرہ میں کیا گیا ہے۔شیعوں کے بارے میں تقیہ کی شہرت صرف اس لئے ہے کہ بنی امیہ اور بنی عباس کے مظالم نے انہیں تقیہ سے دوچار کردیا تھا اور ان کے تقیہ کی شہرت ہوگئی ورنہ اس کے علاوہ تقیہ کو جھوٹ یا فریب قرار دینا صریح حکم قرآن کی خلاف ورزی ہے۔ جیسا کہ جناب عمار کے بارے میں واضح کردیا گیا ہے اور صحیح بخاری میں بھی حضرت عائشہ اور ابو درداء کی روایت میں اعلان کیا گیا ہے۔

اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا

کہ وہ بخشنے والا اور مہربان ہے (۳۱) کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو کہ جو اس سے

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ[18] الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ

روگردانی کرے گا تو خدا کافرین کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ہے (۳۲) اللہ نے آدم ،

وَنُوْحًا[19] وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾

نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب کرلیا ہے (۳۳)

ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ

یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے (۳۴) اس

قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ

وقت کو یاد کرو جب عمران کی زوجہ نے کہا کہ پروردگار میں نے اپنے شکم کے بچے کو

بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ

تیرے گھر کی خدمت کے لئے نذر کردیا ہے اب تو قبول فرمالے کہ تو ہر ایک کی سننے والا اور نیتوں کا

الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَاۤ

جاننے والا ہے (۳۵) اس کے بعد جب ولادت ہوئی تو انہوں نے کہا پروردگار یہ تو لڑکی ہے

اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ

حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ لڑکا اس لڑکی جیسا نہیں ہوسکتا۔



## عربی حاشیہ

(18) اس مقام پر دعوائے محبت کرنے کے بعد اطاعت نہ کرنے والوں اور انحراف کرنے والوں کو کافر کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

(19) لفظ نوح عجمی ہے اور غیر منصرف ہے لیکن ثلاثی ہونے کی بنا پر منصرف کردیا گیا ہے۔ عمران بھی عجمی ہے اور غیر منصرف ہے۔ عمران سے مراد حضرت موسیٰ کے والد نہیں بلکہ حضرت مریم کے والد ہیں۔

فائدہ

واضح رہے کہ امد محدود زمانہ کا نام ہے اور ابد دائمی زمانہ ہے یعنی امد مکانی فاصلہ نہیں ہے بلکہ زمانی فاصلہ ہے لغت میں اس لفظ کا استعمال زمان ہی کے لئے ہوتا ہے اس کے علاوہ یہ آیت کریمہ تجسیم اعمال کی بھی دلیل ہے۔

O آیت نمبر ۳۴ میں عمران سے مراد جناب مریم کے والد بزرگوار ہیں کہ انھیں کو بار بار عمران کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جناب موسیٰؑ کے والد گرامی کا نام قرآن میں نہیں بیان کیا گیا

## اردو حاشیہ

(۱۴) آیت کریمہ نے بالکل واضح لفظوں میں اعلان کردیا ہے کہ عمل کے بغیر دعوائے محبت کی کوئی قیمت نہیں ہے اور عمل و اتباع کا اثر خدا کی محبوبیت اور گناہوں کی مغفرت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اتباع رسولؐ کے بغیر محبت و مغفرت کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا...... بلکہ قرآن مجید تو اتباع نہ کرنے والوں کو لفظ کافر سے تعبیر کرتا ہے جو بدبختی کی سب سے بدترین منزل ہے۔

(۱۵) آدمؑ ابوالبشر اول اور نوحؑ ابوالبشر دوئم ہیں کہ طوفان کے بعدی دنیا سب انہیں کی تین اولاد حام، سام اور یافث سے آباد ہوئی ہیں۔

عالمین سے مراد اس دور کے افراد ہیں نہ کہ ہر زمانے کے لوگ۔

(۱۶) بنی اسرائیل میں قوقا ذبن قبیل کے دو بیٹیاں تھیں حنہ اور الیشاع حنہ کا عقد عمران سے ہوا جس سے جناب مریمؑ پیدا ہوئیں اور الیشاع کا عقد زکریا سے ہوا جس سے جناب یحییٰ پیدا ہوئے۔ اس طرح مریمؑ اور یحییٰ خالہ زاد بہن بھائی ہوئے نہ کہ عیسیٰ اور یحییٰ۔

عمران کے انتقال کے وقت حنہ حاملہ تھیں اور انہوں نے اپنے فرزند کی خدمت خانہ خدا کے لئے نذر کرلی اور اس کے بعد جناب مریمؑ پیدا ہوئیں تو ان کی کفالت کا سوال اٹھ کھڑا ہوا۔ قرعہ حضرت زکریاؑ کے نام نکلا اور خدا نے مریمؑ کی کفالت کا مکمل انتظام کردیا کہ جناب زکریاؑ بھی حیرت زدہ رہ گئے اور قدرت

كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْۤ اُعِيْذُهَا بِكَ

اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو

وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا

شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (۳۶) تو خدا نے اسے

بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ

بہترین انداز سے قبول کرلیا اور اس کی بہترین نشوونما کا انتظام فرما دیا

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا

اور زکریا نے اس کی کفالت کی کہ جب زکریا محرابِ عبادت میں داخل ہوتے تو

رِزْقًا [20] ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ

مریم کے پاس رزق دیکھتے اور پوچھتے کہ یہ کہاں سے آیا اور مریم جواب دیتیں کہ

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ

یہ سب خدا کی طرف ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے رزق بے حساب عطا کردیتا ہے (۳۷) اس وقت

دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً

زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ مجھے اپنی طرف سے ایک پاکیزہ اولاد عطا فرما

طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کہ تو ہر ایک کی دعا کا سننے والا ہے (۳۸) تو ملائکہ نے انہیں

وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىْ فِى الْمِحْرَابِ [21] ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ

اس وقت آواز دی جب وہ محراب میں کھڑے مصروفِ عبادت تھے کہ



## عربی حاشیہ

ہے۔

(20) مریم کے معنی کنیز خدا کے ہیں۔

(21) محراب بیت المقدس میں عبادت کی مرکزی جگہ ہے جسے مذبح اور قربان گاہ بھی کہا جاتا ہے۔

## اردو حاشیہ

نے واضح کر دیا کہ جو ہمارے گھر اور ہمارے دین کی خدمت کرتا ہے اس کے لئے ہم غیب سے رزق کا انتظام کرتے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان اور ذخائر العقبیٰ وغیرہ میں جناب سیدہ کے بارے میں ایسی ہی روایت کا تذکرہ ملتا ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک دینار قرض لیا اور راستہ میں مقداد کی غربت کو دیکھ کر انہیں دے دیا تو خدا نے طعام جنت بھیج دیا اور حضرت علیؑ نے سوال کیا تو جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے اور رسول اکرمؐ نے شکر خدا ادا کیا کہ علیؑ کی کیفیت زکریا جیسی ہے اور فاطمہؑ کی حالت مریم جیسی۔

صحیح مسلم میں جناب فاطمہؑ کو سیدہ نساء المومنین اور صحیح بخاری میں سیدہ نساء اہل الجنہ کہا گیا ہے۔ ذخائر العقبیٰ میں رسول اکرمؐ کا قول ہے کہ مریمؑ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور فاطمہؑ ہر زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔

(۱۷) آیات کا سلسلہ قدرت کاملہ پروردگار کے بیان سے متعلق ہے یہاں نصاریٰ کے وفد کے سامنے رسول اکرمؐ نے سارے حقائق تاریخ کا اظہار فرمایا اور یہ ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ ابن اللہ نہیں ہیں قدرت خدا کا ایک اثر ہیں اور بس!

جناب مریم کے پاس غیبی اور بلا فصل میوے دیکھ کر جناب زکریاؑ نے دعا کی کہ پروردگار تو بے فصل کے میوے پیدا کرسکتا ہے تو ضعیفی میں اولاد بھی دے سکتا

بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ [22] مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّ

خدا تمہیں یحییٰ کی بشارت دے رہا ہے جو اس کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا، سردار، پاکیزہ کردار اور

نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۳۹ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ

صالحین میں سے نبی ہوگا (۳۹) انہوں نے عرض کی کہ میرے یہاں کس طرح اولاد ہوگی

قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ [23] ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ

جب کہ مجھ پر بڑھاپا آگیا ہے اور میری عورت بھی بانجھ ہے تو ارشاد ہوا کہ خدا اسی طرح

يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۴۰ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ

جو چاہتا ہے کرتا ہے (۴۰) انہوں نے کہا کہ پروردگار میرے لئے قبولیتِ دعا کی کوئی

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ [24] اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ

علامت قرار دے دے۔ ارشاد ہوا کہ تم تین دن تک اشاروں کے علاوہ بات نہ کرسکو گے اور خدا کا ذکر

كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝۴۱ ع وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

کثرت سے کرتے رہنا اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہنا (۴۱) اور اس وقت کو یاد کرو جب ملائکہ نے

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ [25] وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى

مریم کو آواز دی کہ خدا نے تمہیں چن لیا ہے اور پاکیزہ بنا دیا ہے اور عالمین کی عورتوں میں

نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۲ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ

منتخب قرار دے دیا ہے (۴۲) اے مریم تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرو، سجدہ کرو، اور رکوع کرنے

وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝۴۳ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ

والوں کے ساتھ رکوع کرو (۴۳) پیغمبر یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی

ع ۱۱ / ۱۲



### عربی حاشیہ

(22) بعض مفسرین کے نزدیک جناب عیسیٰ مراد ہیں کہ جناب یحییٰ نے ان کی تصدیق کی ہے اور بعض کے نزدیک کتابِ خدا اور قانون الٰہی مراد ہے۔ سید۔ یعنی رئیس قوم بشرطیکہ منافق نہ ہو کہ بقول پیغمبرؐ منافق کو سید نہیں کہا جاسکتا۔ (تفسیر البحر المحیط ابن حیان اندلسی)

حصور۔ گناہوں سے پرہیز کرنے والا یا عورتوں سے الگ رہنے والا۔

من العالمین۔ اشارہ ہے کہ پورا سلسلہ نسب نیک کردار لوگوں کا ہے۔

(23) عاقر عقیم۔ وہ عورت جس میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔

(24) یہ تین دن کے لئے بات کرنے سے عاجزی کا اظہار ہے۔ مافی الضمیر کا اظہار صرف رمز اور اشارہ سے ہوگا۔

عشی۔ زوال سے غروب تک۔ ابکار: فجر سے دن چڑھے تک۔

(25) پہلا انتخاب لڑکی ہونے کے باوجود

### اردو حاشیہ

ہے۔ اس نے یحییٰ کی بشارت دے دی تو جناب زکریاؑ نے قدرت کاملہ کے مزید اظہار کے لئے یہ سوال کر دیا کہ یہ کس طرح ہوگا۔ جواب ملا کہ یہ ہماری قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس کا مادی اسباب سے کوئی تعلق نہیں ہے تاکہ عیسائیوں کو ہوش آ جائے کہ جو زکریاؑ کو ضعیفی میں اولاد دے سکتا ہے وہ مریمؑ کو بلاشوہر بھی صاحبِ اولاد بنا سکتا ہے۔

(۱۸) ان فقرات میں جناب مریمؑ کے فضائل کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ بلاشوہر کی اولاد جناب مریمؑ کا امتیاز ہے۔ اس سے ابن اللّٰہی کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ یہ شرف ہر ایک کو نصیب ہوتا ہے...... اور یہ قدرت کا نظام ہے کہ شرف و عزت دینے کے بعد شکریہ اور عبادت و اطاعت کا مطالبہ ضرور ہوتا ہے تاکہ اسلام دینِ محبت و قرابت نہ بننے پائے۔ دین اطاعت و عبادت رہے۔

(۱۹) یہ فقرہ رسول اکرمؐ کے علمِ غیب کی بہترین دلیل ہے اور اس کی کیفیت کا بھی اظہار کر دیا گیا ہے کہ خدا کو ذاتی طور پر علمِ غیب ہے اور نبی کو خدا کی طرف سے علم عطا کیا جاتا ہے۔

اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ

ہم آپ کی طرف کررہے ہیں آپ تو ان کے پاس نہیں تھے جب وہ قرعہ ڈال رہے تھے کہ مریم کی کفالت

يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

کون کرے گا اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ اس موضوع پر جھگڑا کررہے تھے (۴۴)

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ

اور اس وقت کو یاد کرو جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم خدا تم کو اپنے

اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا

کلمہ مسیح عیسٰی بن مریم کی بشارت دے رہا ہے جو دنیا اور آخرت میں صاحبِ وجاہت

وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ [26]

اور مقربین بارگاہ الٰہی میں سے ہے (۴۵) وہ لوگوں سے گہوارہ میں بھی بات کرے گا اور بھرپور

وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ

جوان ہونے کے بعد بھی اور صالحین میں سے ہوگا (۴۶) مریم نے کہا کہ میرے یہاں

وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ [27] ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا

فرزند کس طرح ہوگا جب کہ مجھ کو کسی بشر نے چھوا بھی نہیں ہے۔ ارشاد ہوا کہ اسی طرح خدا

يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾

جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرلیتا ہے تو کہتا ہے کہ ہوجا اور وہ چیز ہوجاتی ہے (۴۷)

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ [28] وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾

اور خدا اس فرزند کو کتاب و حکمت اور توریت و انجیل کی تعلیم دے گا (۴۸)



## عربی حاشیہ

خدمت بیت المقدس کے لئے ہوا اور دوسرا انتخاب بغیر شوہر کے ایک نبی کی ماں بننے کے لئے ہوا۔

طہارت: نسوانی عوارض سے پاک ہونا۔

فائدہ

واضح رہے کہ جناب زکریاؑ نے بلافصل رزق دیکھ کر دعا کی تھی اور جناب یحییٰؑ جناب عیسیٰؑ سے چھ ماہ بڑے تھے اور ان سے پہلے کے مصدق تھے۔

(26) مہد۔ گہوارہ۔ کہل۔ جوانی کی آخر منزل

(27) مس بشر۔ کنایہ ہے اس عمل سے جس سے تولید کا عمل انجام پاتا ہے۔

(28) کتاب سے مراد معنی مصدری کتابت بھی ہوسکتے ہیں اور کتاب خدا بھی۔ جس کے بعد توریت و انجیل کا ذکر صرف برائے اہمیت و وضاحت ہوگا۔

## اردو حاشیہ

(۲۰) ملائکہ کا جناب مریمؑ سے کلام کرنا حیرت انگیز نہیں ہے وحی احکام و شریعت انبیاء سے مخصوص ہے۔ مطلق وحی غیر نبی کی طرف بھی ہوسکتی ہے اسی لئے جناب موسیٰؑ کی والدہ کی طرف وحی کی گئی اور جناب سیدہ سے ملائکہ نے باتیں کیں اور آپ کو محدثہ قرار دیا گیا ہے۔

(۲۱) یہ جناب عیسیٰ کے معجزات کی ایک فہرست ہے کہ وہ گہوارہ میں بھی کلام کریں گے اور بھرپور شباب کے بعد بھی یعنی اس وقت تک بہرحال زندہ رہیں گے اور ابن عباس کا بیان ہے کہ بچپنے میں جناب عیسیٰ کا کلام صرف ایک لمحہ کے لئے تھا جس میں عصمت مریم کی گواہی دی تھی اور اس کے بعد پھر کلام نہیں کیا۔

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (29) اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ

اور اسے بنی اسرائیل کی طرف رسول بنائے گا اور وہ ان سے کہے گا کہ میں تمھارے پاس

رَّبِّكُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ

تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے

فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

پرندہ کی شکل بناوں گا اور اس میں کچھ دم کردوں گا تو وہ حکمِ خدا سے پرندہ بن جائے گا

وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا

اور میں پیدائشی اندھے اور مبروص کا علاج کروں گا اور حکمِ خدا سے مردوں کو زندہ کروں گا اور تمہیں اس بات کی

تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ

خبردوں گا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا گھر میں ذخیرہ کرتے ہو۔ ان سب میں تمہارے لئے نشانیاں ہیں

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ

اگر تم صاحبانِ ایمان ہو (۴۹) اور میں اپنے پہلے کی کتاب توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں

التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ

اور میں بعض ان چیزوں کو حلال قرار دوں گا جو تم پر حرام تھیں اور تمھارے پروردگار کی

وَجِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۵۰﴾

طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۵۰)

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾

اللہ میرا اور تمہارا دونوں کا رب ہے لہٰذا اس کی عبادت کرو کہ یہی صراطِ مستقیم ہے (۵۱)



## عربی حاشیہ

(29) یہ علامت ہے کہ جناب عیسیٰ کل کائنات کے پیغمبر نہیں تھے صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے تھے۔

فائدہ

O واضح رہے کہ جوانی کی ابتدا شباب ہے وسطی زمانہ کہل ہے یعنی ۳۴ سے ۵۱ سال تک اس کے بعد شیخ کی منزل ہے۔ جناب عیسیٰ آسمان پر ۳۳ سال کی عمر میں گئے ہیں تو لفظ کہلا ان کے واپس آنے کی نشانی ہے۔

O نیز یہ کہ یحییٰ کے بارے میں یفعل مایشاء اور عیسیٰ کے بارے میں نخلق مایشاء ہے گویا یہ دونوں کی خلقت کے فرق کی طرف اشارہ ہے۔

O اخلق۔ ابرء اولیاء اللہ کی تکوینی ولایت کی طرف اشارہ ہے اور باذن اللہ یا باذن خدا تصرف شرک نہیں ہوتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۲) جناب عیسیٰ کی رسالت سرکار دو عالمؐ کی رسالت سے مختلف ہے۔ سرکارِ دو عالمؐ کو عالمین کے لئے نبی بنایا گیا ہے اور امیین کے درمیان بھیجا گیا ہے اور جناب عیسیٰ بنی اسرائیل میں نہیں بنی اسرائیل ہی کے لئے رسول بنائے گئے تھے اور انہوں نے اپنے سارے معجزات و کرامات میں اذنِ خدا کا حوالہ دیا ہے تاکہ کوئی انہیں خدا نہ تصور کرنے پائے جناب عیسیٰ کے معجزات کی چار قسمیں ہیں:

ا۔ مٹی سے پرندہ بنانا۔ ۲۔ اندھوں اور کوڑھیوں کا علاج کرنا۔ ۳۔ مردوں کو زندہ کرنا۔ ۴۔ غیب کی خبر دینا۔

اور یہ سب حکم خدا اور تائید الٰہی سے تھا جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ انسان تائید الٰہی سے یہ سارے کام انجام دے سکتا ہے اور اپنی ذاتی طاقت سے یہ کچھ نہیں کرسکتا۔

(۲۳) اتنے کمالات کے مظاہرہ کے بعد پھر متوجہ کیا کہ خبردار مجھے خدا نہ سمجھ لینا۔ میرا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم سب کا فرض ہے کہ اس کی عبادت کرتے رہیں۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ اِلَى

پھر جب عیسٰی نے قوم سے کفر کا احساس کیا تو فرمایا کہ کون ہے جو خدا کی

اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ (30) نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا

راہ میں میرا مددگار ہو۔۔ حواریین نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ اس پر

بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ

ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں (۵۲) پروردگار ہم ان تمام باتوں پر ایمان لے آئے

اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

جو تو نے نازل کی ہیں اور تیرے رسول کا اتباع کیا لہٰذا ہمارا نام اپنے رسول کے گواہوں میں درج کر لے (۵۳)

وَمَكَرُوْا (31) وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ

اور یہودیوں نے عیسٰی سے مکاری کی تو اللہ نے بھی جوابی تدبیر کی اور خدا بہترین تدبیر کرنے والا ہے (۵۴) اور جب

اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ (32) وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ

خدا نے فرمایا کہ عیسٰی ہم تمہاری مدّت قیامِ دنیا پوری کرنے والے اور تمہیں

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ (33)

اپنی طرف اُٹھالینے اور تمھیں کفار کی خباثت سے نجات دلانے والے اور تمھاری پیروی کرنے والوں کو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ

انکار کرنے والوں پر قیامت تک کی برتری دینے والے ہیں۔ اس کے بعد تم سب کی

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

بازگشت ہماری طرف ہوگی اور ہم تمہارے اختلافات کا صحیح فیصلہ کردیں گے (۵۵)



## عربی حاشیہ

(30) حواری کی جمع ہے۔ یہ جناب عیسٰی کے مخلصین کا لقب تھا جن کی تعداد بارہ تھی۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حواری کپڑے دھونے والے کو کہا جاتا ہے اور یہ ان کا پیشہ تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ لقب اعمال و کردار کی صفائی کی بنا پر ملا تھا کہ حُور انتہائی صفائی اور سفیدی کو کہا جاتا ہے۔

(31) مکر مکر کے مقابلہ میں استعمال ہو تو اس سے مراد جوابی کارروائی ہے۔ یعنی کفار بُری تدبیریں کرتے ہیں اور خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ جس طرح کہ خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ جس طرح کہ خدا کو شاکر، تواب، مومن یا متکبر وغیرہ کہا جاتا ہے کہ ان سب سے اعمال کا صلہ اور جواب مراد ہے۔

(32) متوفی۔ پورا کرنے والا۔ اس کے لئے موت ضروری نہیں ہے۔ کسی بھی شکل میں مدت پوری ہوجائے چاہے زمین پر قیام کی مدت ہو تو اسے متوفی کہا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ مرنے والے کو متوفیٰ کہا جاتا ہے متوفی نہیں

## اردو حاشیہ

(۲۴) یہودی ابتدا میں جناب عیسٰی کے ہم خیال تھے۔ انہوں نے توریت کی تصدیق کی تھی اور تقریباً اسی کے جیسے احکام کے مبلغ تھے۔ لیکن دھیرے دھیرے جب انہوں نے ان کی شخصیت کا احساس کیا اور انہیں اپنی شخصیت خطرہ میں دکھائی دی تو مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور ہر طرح سے ستانے لگے۔ یہ ہر دَور کے صنادید اور رؤساء کا مزاج ہوتا ہے کہ جب تک ان کے مفادات اور ان کی حیثیت عرفی خطرہ میں نہیں پڑتی وہ دین و مذہب اور اہل دین کی تائید کرتے رہتے ہیں اور جیسے ہی ان کے مفادات خطرہ سے دوچار ہوتے ہیں مخالفت کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں پروردگار نے جناب عیسٰی کے لئے چند انصار پیدا کر دیئے کہ ان کے بغیر نبوت کا کام بھی نہیں چل سکتا۔ حواریین نے اپنے کو انصار اللہ کہا کہ نبی کا مددگار اصل میں خدا ہی کا مددگار ہوتا ہے۔

(۲۵) یہودا نامی شخص نے جناب عیسٰیؑ کے خلاف سازش کی کہ انہیں گرفتار کرا کے پھانسی دلا دی جائے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو خدا نے جناب عیسٰی کو آسمان پر اٹھا لیا اور اسے ان کی شبیہ بنا دیا۔ لوگوں نے اس کو گرفتار کر لیا۔ وہ فریاد کرتا رہا کہ میں عیسٰی نہیں ہوں لیکن اس کو سولی پر چڑھا دیا گیا جس کے بعد پھر اس کو اصلی شکل پر پلٹا دیا گیا اور خدائی انتقام واضح ہو گیا۔

اس واقعہ سے عیسائیوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ خدائی انتقام بہت سخت ہوتا ہے اور وہ ہر ظالم کے مکر کو اسی کی طرف پلٹا دیتا ہے اور مسلمانوں کو

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي

پھر جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان پر دنیا اور آخرت میں

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ز وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا

شدید عذاب کریں گے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا (۵۶) اور جو لوگ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ط

ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان کو مکمل اجر دیں گے

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ

اور خدا ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۵۷) یہ تمام نشانیاں اور پُراز حکمت تذکرے ہیں

الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ

جو ہم آپ سے بیان کررہے ہیں (۵۸) عیسٰی کی مثال اللہ کے

كَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَهٗ [34] مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ

نزدیک آدم جیسی ہے کہ انہیں مٹی سے پیدا کیا اور پھر کہا ہوجا اور وہ

فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾

ہوگیا (۵۹) حق تمہارے پروردگار کی طرف سے آچکا ہے لہٰذا خبردار اب تمہارا شمار شک کرنے والوں میں نہ ہونا چاہئے (۶۰)

فَمَنْ حَآجَّكَ [35] فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ

پیغمبر علم کے آجانے کے بعد جو لوگ تم سے کٹ حجتی کریں ان سے کہہ دیجئے کہ

تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ

آو ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں



## عربی حاشیہ

متوفی خدا ہے۔

(33) فوقیت سے مراد نفسانی کمالات کی برتری ہے حکومت اور اقتدار کی نہیں۔

(34) اس مقام پر یہ خیال نہ ہو کہ خلق کردینے کے بعد کن فیکون کا کیا کام تھا اس لئے کہ کن فیکون تراب کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد تھا نہ کہ پوری خلقت مکمل ہونے کے بعد۔

(35) پیغمبرؐ سے یہ خطاب مسئلہ کی اہمیت کے پیشِ نظر ہے ورنہ عصمت کے بعد یہ خطاب بے معنی ہوجائے گا۔ اگرچہ ذات کے اعتبار سے بعض مفسرین نے جائز قرار دیا ہے۔

## اردو حاشیہ

بھی مطمئن ہو جانا چاہئے کہ خدا حق کی نصرت میں ایسے طریقے اختیار کرتا ہے جسے اہل باطل سوچ بھی نہیں سکتے۔

(۲۶) ۹ھ میں جب سرکار دو عالمؐ کے پاس مختلف وفود آرہے تھے تو ایک وفد نصاریٰ نجران کا بھی ساٹھ افراد پر مشتمل جن کا سردار عبدالمسیح، مشیر ایہب، عالم ابو حارثہ تھا۔ سرکارؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدعا یہ تھا کہ عیسیٰ کی الوہیت یا ابن اللّٰہی پر بحث کریں۔ ان لوگوں کی ایک ہی دلیل تھی کہ عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ آپ نے حکم خدا سے جناب آدمؑ کی مثال دی جس پر ابو حارثہ کے بھائی کرز نے کہا کہ ٹھیک تو کہتے ہیں تو ابو حارثہ نے ڈانٹ دیا کہ اسے مان لیں تو کھائیں گے کیا اور قوم میں جو رعایتیں حاصل ہیں ان کا کیا حشر ہوگا۔

حضورؐ نے اس ہٹ دھرمی کو دیکھ کر لعنت کو حتمی فیصلہ کا ذریعہ بنا دیا اور مباہلہ کی دعوت دے دی جو اذنِ خدا اور یقینِ حقانیت کے بغیر ناممکن ہے۔

دوسرے دن حضورؐ، حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ اور دونوں فرزند حسنینؑ کو لے کر نکلے تو عالم نصاریٰ نے اعلان کر دیا کہ مباہلہ نہ کرنا۔ یہ بددعا کر دیں گے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے۔ عیسائیوں کا کیا ذکر ہے۔ صحیح بخاری، مسلم، ترمذی، تفسیر طبری، تفسیر رازی وغیرہ نے اس واقعہ کو متفقہ طور پر نقل کیا ہے اور فخر رازی نے اس موقع پر آیت تطہیر کی بھی تلاوت کا ذکر کیا ہے کہ حضورؐ نے اہلِ بیت کو جمع کر کے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور آیت مباہلہ سے حسنینؑ کے فرزند

وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ

اور پھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی

عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا

لعنت قرار دیں (۶۱) یہ سب حقیقی واقعات ہیں اور خدا کے علاوہ

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٢﴾

کوئی دوسرا خدا نہیں ہے اور وہی خدا صاحبِ عزت و حکمت ہے (۶۲)

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ

اب اس کے بعد بھی یہ لوگ انحراف کریں تو خدا مفسدین کو خوب جانتا ہے (۶۳) اے پیغمبر

يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ (36) بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

آپ کہہ دیں کہ اہلِ کتاب آؤ ایک منصفانہ کلمہ پر اتفاق کرلیں کہ خدا کے علاوہ

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ

کسی کی عبادت نہ کریں کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں آپس میں ایک دوسرے کو خدائی کا درجہ نہ دیں

بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا (37) مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا

اور اس کے بعد بھی یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دیجئے کہ تم لوگ بھی گواہ رہنا کہ ہم لوگ

اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ

حقیقی مسلمان اور اطاعت گزار ہیں (۶۴) اے اہلِ کتاب آخر

تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ

ابراہیم کے بارے میں کیوں بحث کرتے ہو جب کہ توریت اور انجیل ان کے بعد

منزل ۱

## عربی حاشیہ

(36) سواء یعنی عدل وانصاف

(37) عدی بن حاتم نے رسول اکرمؐ سے عرض کی کہ نصاریٰ کو اپنے روسا کو ارباب بنانے سے کیوں روکا گیا جب کہ وہ انھیں ارباب نہیں مانتے تھے۔ فرمایا کہ اگر ان کے حلال وحرام کی پابندی کرتے تھے تو اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ انھیں ارباب تسلیم کرتے تھے۔

## اردو حاشیہ

نبیؑ ہونے پر بھی استدلال کیا ہے۔

(۲۷) یہودی اور عیسائی طرح طرح کے نظریات کے حامل تھے اور طرح طرح کی داستانیں گڑھا کرتے تھے لہٰذا انہیں اسلامی روایات کا اعتبار نہ آتا تھا۔ پروردگار نے پیغمبرؐ کے بیان کئے ہوئے تمام واقعات کو حق و حقیقت قرار دیا اور انکار کرنے والوں کو مفسد قرار دیا۔ اس کے بعد اسلام کی سلامت روی کی پالیسی کا اعلان کیا کہ ہم ایک اصولی اور منصفانہ بات پر صلح کرنے کے لئے تیار ہیں کہ شرک کو ترک کر دیا جائے۔ روسائے قوم کا چکر چھوڑ دیا جائے اور صرف خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کی جائے۔ اس کے بعد واضح اعلان کر دیا کہ تم لوگ راہِ راست پر نہیں آتے ہو تو ہم دبائیں گے بھی نہیں اور دبیں گے بھی نہیں۔ ہمارا کھلا اعلان ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ

نازل ہوئی ہے کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں ہے (۶۵) اب تک تم نے

حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ

ان باتوں میں بحث کی ہے جن کا کچھ علم تھا تو اب اس بات میں

فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا

کیوں بحث کرتے ہو جس کا کچھ بھی علم نہیں ہے بیشک خدا جانتا ہے اور تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا

نہیں جانتے ہو (۶۶) ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی وہ مسلمان حق پرست

وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا[38] مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾

اور باطل سے کنارہ کش تھے اور وہ مشرکین میں سے ہرگز نہیں تھے (۶۷)

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا

یقیناً ابراہیم سے قریب تر ان کے پیرو ہیں اور پھر یہ پیغمبر

النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾

اور صاحبانِ ایمان ہیں اور اللہ صاحبانِ ایمان کا سرپرست ہے (۶۸)

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ

اہلِ کتاب کا ایک گروہ یہ چاہتا ہے کہ تم لوگوں کو گمراہ کردے حالانکہ

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾

یہ اپنے ہی کو گمراہ کررہے ہیں اور سمجھتے بھی نہیں ہیں (۶۹)



## عربی حاشیہ

(38) باطل سے کترا کر چلنے والا۔ جناب ابراہیمؑ کی یہودیت اور عیسائیت پر بحث کرنے والے انتہائی احمق اور بے عقل ہیں کہ ان کے دور میں یہودیت اور عیسائیت کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ جناب موسیٰؑ ان کے ہزار سال کے بعد پیدا ہوئے ہیں اور جناب عیسیٰؑ دو ہزار سال کے بعد۔

ف: آیت نمبر ۶۸ دلیل ہے کہ نبوت سے قربت رشتہ داری اور خاندان کے ذریعہ نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کا صحیح ترین ذریعہ اتباع اور پیروی ہے اور اسی لئے مولائے کائنات نے فرمایا ہے کہ پیغمبر کا دوست وہ ہے جو خدا کی اطاعت کرے چاہے اس سے کوئی رشتہ داری نہ ہو اور پیغمبر کا دشمن وہ ہے جو خدا کی نافرمانی کرے چاہے انتہائی قریبی رشتہ دار ہو۔

ف: آیت نمبر ۶۹ پیغمبر اسلام کے حسن تربیت کا اعلان ہے کہ کفار تربیت یافتہ مسلمانوں کو گمراہ نہیں کرسکتے ہیں۔ منافقین گمراہ ہوجائیں تو وہ

## اردو حاشیہ

(۲۸) بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر جناب ابراہیمؑ کے دور میں یہودیت اور عیسائیت نہیں تھی تو اسلام بھی نہیں تھا پھر انہیں مسلمان کیوں کہا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام دین الٰہی ہے اور وہ روز اول سے ایک دین ہے۔ جناب نوحؑ کے دور سے اس لفظ کا استعمال خود قرآن مجید میں برابر موجود ہے۔ اسلام سے مراد شریعتِ پیغمبرؐ اسلام نہیں ہے بلکہ وہ بنیادی عقائد اصول ہیں جو ہر دَور میں، متحد اور یکساں رہے ہیں۔

(۲۹) عیسائیوں میں ایک گروہ ہر دَور میں ایسا رہا ہے جس کا کام عیسائی گری رہا ہے اور ناکامی کی صورت میں اسلام کے خلاف فتنے پھیلاتا رہا ہے۔ پروردگار عالم نے مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ کردیا کہ خبردار ان کے کہنے میں نہ آنا اور یہ احمق تو اپنا بھی نقصان کررہے ہیں کہ اسلام کے اصول متزلزل ہو گئے اور توحید و رسالت نہ رہ گئی تو جناب عیسیٰؑ کی نبوت کا اثبات کہاں سے ہوسکے گا۔ خدا انہیں عقل سلیم عطا کرے۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ
اے اہلِ کتاب تم آیاتِ الٰہیہ کا انکار کیوں کررہے ہو جب کہ تم خود ہی

تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ
ان کے گواہ بھی ہو (۷۰) اے اہلِ کتاب کیوں حق کو باطل سے مشتبہ کرتے ہو

بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ
اور جانتے ہوئے حق کی پردہ پوشی کرتے ہو (۷۱) اور اہلِ کتاب کی

طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى
ایک جماعت نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو کچھ ایمان والوں پر نازل ہوا ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ
اس پر صبح کو ایمان لے آو اور شام کو انکار کر دو شاید اس طرح وہ لوگ بھی

يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ
پلٹ جائیں (۷۲) اورخبردار ان لوگوں کے علاوہ کسی پر اعتبار نہ کرنا جو تمہارے دین کا اتباع کرتے ہیں۔۔۔۔پیغمبر آپ

الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ
کہہ دیں کہ ہدایت صرف خدا کی ہدایت ہے اور ہرگز یہ نہ ماننا کہ خدا ویسی ہی فضیلت اور نبوت کسی اور کو بھی دے

اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ
سکتا ہے جیسی تم کو دی ہے یا کوئی تم سے پیش پروردگار بحث بھی کرسکتا ہے۔پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ فضل وکرم خدا کے ہاتھ

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ
میں ہے وہ جسے چاہتا عطا کرتا ہے اور وہ صاحبِ وسعت بھی ہے اور صاحبِ علم بھی (۷۳) وہ اپنی رحمت سے



### عربی حاشیہ

پہلے ہی سے کافر تھے اس میں تربیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔

(39) یہ ایمان اعتبار کے معنی میں ہے اور اسی لئے لام کے ذریعہ متعدی ہوا ہے اور یہ یہودیوں ہی کا مقولہ ہے نہ کہ پیغمبر اسلام کا جیسا کہ بعض مفسرین نے احتمال دیا ہے۔''ان یوتی'' بھی یہودیوں ہی کے بیان کا تتمہ ہے۔ جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے علاوہ کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور کسی کے پاس ایسی دلیل نہیں ہے جس سے یہودی مغلوب ہوجائیں۔

### اردو حاشیہ

(۳۰) یہودیوں نے کھلم کھلا ناکامی کے بعد سازش کا راستہ اختیار کیا اور یہ طے کیا کہ صبح کو مسلمانوں کے ساتھ اسلام کا اعلان کر دو اور شام کو منحرف ہو جاؤ تو مسلمان خود ہی سوچیں گے کہ اسلام میں کوئی عیب ضرور ہے جو یہ لوگ واپس چلے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں اپنے مریدوں کو ہدایات بھی دے دیں۔ غیر مذہب والوں کی بات پر اعتبار نہ کرنا، اپنی قوم کے علاوہ کسی کو فضل وکرم الٰہی کا حق دار نہ سمجھنا، مسلمانوں کو ان حقائق کی اطلاع نہ کرنا جو تمہاری کتابوں میں ہیں اور جن سے ان کے پیغمبرؐ کی رسالت ثابت ہوتی ہے کہ اس طرح وہ تم پر غالب آ جائیں گے۔عربوں کی امانت کو واپس نہ کرنا کہ تم فرزندانِ خدا ہو اور تمہارے لئے ساری کائنات کا مال حلال ہے۔

پروردگار عالم نے ان تمام سازشوں کو بے نقاب کر دیا اور یہودیوں کے حصہ میں ذلت ورسوائی کے علاوہ کچھ نہ آیا۔

بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾

جسے چاہتا ہے مخصوص کرتا ہے اور وہ بڑے فضل والا ہے (٧٤)

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ

اور اہل کتاب میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کے پاس ڈھیر بھر مال بھی امانت

اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ

رکھ دیا جائے تو واپس کردیں گے اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ ایک دینار بھی امانت رکھ دی جائے

اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

تو اس وقت تک واپس نہ کریں گے جب تک ان کے سر پر کھڑے نہ رہو۔ یہ اس لئے کہ ان کا

قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ (40) ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى

کہنا یہ ہے کہ عربوں کی طرف سے ہمارے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہے یہ خدا کے خلاف

اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى

جھوٹ بولتے ہیں اور جانتے بھی ہیں کہ جھوٹے ہیں (٧٥) بیشک جو اپنے عہد کو پورا کرے گا اور خوفِ خدا

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ

پیدا کرے گا تو خدا متقین کو دوست رکھتا ہے (٧٦) جو لوگ اللہ سے کئے گئے عہد اور قسم کو

اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (41) اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى

تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے

الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ

اور نہ خدا ان سے بات کرے گا اور نہ روزِ قیامت ان کی طرف نظر کرے گا اور نہ



## عربی حاشیہ

(40) قومی استحصال کا سب سے بڑا نمونہ یہ تھا کہ یہودی سارے عرب کی امانتوں کو ہضم کرجانے کو اپنا حق سمجھتے تھے کہ ان کے اس حق کے بارے میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

(41) یعنی مہربانی کا کلام نہیں کرے گا ورنہ غیظ وغضب کا اظہار تو بہرحال کرے گا اور جہنم میں جانے کا حکم تو بہرحال دے گا۔

ف: آیت نمبر ٧٧ میں ثمن قلیل سے مراد تھوڑی قیمت نہیں ہے کہ زیادہ قیمت عہد فروشی کرنے والے عذاب کے دائرہ سے باہر نکل جائیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ عہدالٰہی کے مقابلہ میں جو قیمت بھی قرار دی جائے وہ قلیل ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ضمناً یہ بھی واضح کردیا گیا کہ عہد شکنی کی سزا عہد پر باقی رہنے کے بالکل متوازی ہے کہ باقی رہنے والوں کے لئے آخرت میں حصہ ہے۔ خدا ان سے کلام کرے گا اور ان کی طرف نظرِ رحمت کرے گا اور انھیں عذابِ الیم سے محفوظ رکھے گا

## اردو حاشیہ

(٣١) اسلام نے امانت داری کو بے پناہ اہمیت دی ہے۔ سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دور جاہلیت کی ساری باتیں میرے زیرِ قدم ہیں سوائے امانتوں کے کہ انہیں ضرور واپس کروں گا۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ تین چیزوں کے بارے میں کوئی عذر قابلِ قبول نہ ہوگا۔

١۔ عہد کا پورا کرنا خواہ کسی سے عہد کیا ہو۔
٢۔ والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا خواہ کیسے ہی والدین ہوں۔
٣۔ امانت کو واپس کرنا خواہ کسی کی امانت ہو۔

(٣٢) یہ اشارہ ہے کہ سارے کام ظاہری شرافت سے نہیں ہوتے اور ہر حق رحم وکرم پر نہیں چھوڑا جاتا بلکہ طاقت کے زور سے لیا جاتا ہے یہودی ہر دور میں ایک جیسے رہے ہیں لہٰذا تمہارا بھی فرض ہے کہ اپنے کو مسلح بناؤ اور اپنی امانتوں کو واپس لینے کے لئے ان کے سر پر کھڑے ہو جاؤ کاش مسئلہ فلسطین میں بھی مسلمان اسی عقل کو استعمال کرتے اور بزور بازو اپنا حق واپس لینے کی کوشش کرتے۔

الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٧﴾ وَاِنَّ

انہیں گناہوں کی آلودگی سے پاک بنائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۷۷) ان ہی

مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا[42] يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ

یہودیوں میں سے بعض وہ ہیں جو کتاب پڑھنے میں زبان کو توڑ موڑ دیتے ہیں تاکہ تم

مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ

لوگ اس تحریف کو بھی اصل کتاب سمجھنے لگو حالانکہ وہ اصل کتاب نہیں ہے

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ اللہ کی طرف سے

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ

ہرگز نہیں ہے یہ خدا کے خلاف جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ سب جانتے ہیں (۷۸) کسی بشر کے لئے

اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ

یہ مناسب نہیں ہے کہ خدا اسے کتاب و حکمت اور نبوت عطا کردے

لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا

اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ خدا کو چھوڑ کر ہمارے بندے بن جاو

[43]رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ

بلکہ اس کا قول یہی ہوتا ہے کہ اللہ والے بنو کہ تم کتاب کی تعلیم بھی دیتے ہو اور اسے پڑھتے

تَدْرُسُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

بھی رہتے ہو (۷۹) وہ یہ حکم بھی نہیں دے سکتا کہ ملائکہ یا انبیاء کو



### عربی حاشیہ

اور عہد شکن اس کے بالکل برعکس ہے۔

(42) زبان توڑنے مروڑنے کے دو مفہوم ہیں:

۱۔ موجودہ توریت ہی کی تلاوت میں الفاظ بدل دیتے ہیں یا معانی میں تبدیلی کردیتے ہیں۔

۲۔ اپنے پاس سے عبارت تیار کر کے اسے کتابِ خدا کا نام دے دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ کتابِ خدا نہیں ہے۔

(43) ربانیین ربانی کی جمع ہے ربانی یعنی اللہ والا اور اس کا اطلاق صرف اس شخص پر ہوتا ہے جو کتاب الٰہی پڑھتا بھی ہے اور دوسروں کو درس بھی دیتا ہے۔ بے عمل اور بے کار پڑھا لکھا انسان عالم ربانی نہیں کہا جا سکتا۔ اسلام قابلیت کا طلب گار نہیں ہے خدمتِ دین کا طلب گار ہے۔

### اردو حاشیہ

(۳۳) یہودیوں کی صبح و شام ایمان و کفر کی سازش کامیاب نہ ہوئی تو انہوں نے دوسرا حربہ ایجاد کیا کہ جب قوم کتابِ خدا کی دلدادہ ہے تو یا تو کتاب کی تلاوت ہی میں تحریف کر دی جائے اور پھر حسبِ منشاء معنی نکال لئے جائیں یا دوسری عبارت تیار کر کے اسے بھی کتابِ خدا کا نام دے دیا جائے اور اس سے اپنا مدعا حاصل کیا جائے جو کام عالمِ اسلام میں منافقین کرتے رہے ہیں اور آج تک کر رہے ہیں۔

انہوں نے انبیاء کی طرف یہ نسبت بھی دے دی کہ وہ خود اپنی خدائی کے دعویدار تھے حالانکہ یہ بات انتہائی غیر معقول ہے کہ خدا کا نبی اُسی کے خلاف آواز بلند کرے۔ وہ ہرگز ایسا اقدام نہیں کر سکتا۔

وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ

اپنا پروردگار بنالو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے

اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ ع وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ

جب کہ تم لوگ مسلمان ہو (۸۰) اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے

النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ

تمام انبیاء سے عہد لیا کہ ہم تم کو جو کتاب و حکمت دے رہے ہیں اس کے بعد

جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ

جب وہ رسول آجائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم سب اس پر ایمان لے آنا

وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ

اور اس کی مدد کرنا۔ اور پھر پوچھا کیا تم نے ان باتوں کا اقرار کرلیا اور ہمارے عہد کو قبول کرلیا تو

قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ

سب نے کہا بیشک ہم نے اقرار کرلیا۔ ارشاد ہوا کہ اب تم سب گواہ بھی رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

میں ہوں (۸۱) اس کے بعد جو انحراف کرے گا وہ فاسقین کی

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ

منزل میں ہوگا (۸۲) کیا یہ لوگ دینِ خدا کے علاوہ کچھ اور تلاش کررہے ہیں جب کہ زمین و آسمان کی

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (44) طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ

ساری مخلوقات بہ رضا و رغبت یا بہ جبر وکراہت اسی کی بارگاہ میں سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہے اور سب کو اسی کی



## عربی حاشیہ

(44) حقائق دین کا اقرار سب کو کرنا ہے چاہے دنیا میں بہ رضا د رغبت کریں یا آخرت میں قہر و جبر سے یا یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صاحبِ اختیار بھی بالآخر قدرت خدا کے مقابلہ میں مقہور ہی ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ طوعاً تشریعی اسلام کی طرف اشارہ ہے اور کرہاً تکوینی اطاعت کی طرف .....یا طوعاً مومنین کا اسلام ہے اور کرہاً منافقین کا اسلام۔

## اردو حاشیہ

(۳۴) یہ یاددہانی اس لئے کرائی گئی ہے کہ یہودیوں کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کیا جائے کہ پیغمبر اسلام پر ایمان کا عہد سابق کے تمام انبیاء نے کیا ہے اور اپنی امتوں کو بتایا بھی ہے تو اب کسی امت کو انکار کا کوئی حق نہیں ہے۔ ورنہ ان کا شمار فاسقین میں ہوجائے گا۔

(۳۵) رسول اکرمؐ کی رسالت و نبوت ہی اصل دینِ خدا ہے۔ اس کا انکار ایک نئے دین کی تلاش ہے اور یہ تلاش کامیاب نہیں ہوسکتی کہ ساری کائنات خداوند عالم کے سامنے سربسجود ہے اور خدا ہی نے پیغمبرِ اسلامؐ کو پیغمبر بنایا ہے تو اب دوسرا خدا کہاں سے لایا جائے گا جو اس نبوت کو واپس لے لے یا دوسرے کو نبی بنادے۔

واضح رہے کہ قرآنِ حکیم نے نمائندہ پروردگار کی یہی علامت قرار دی ہے کہ وہ نفس پرست نہیں ہوتا بلکہ خدا پرست ہوتا ہے اور اسی لئے سرکار دو عالمؐ نے صحابی کو اپنے لئے سجدہ کرنے سے روک دیا اور جناب امیرؑ نے نصیری کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلا دیا کہ اپنی خدائی کے عقیدہ کو برداشت کرنا خدائی نمائندگی کے خلاف اور اس کے منافی ہے۔

يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ

بارگاہ میں واپس جانا ہے (۸۳) پیغمبر ان سے کہہ دیجئے کہ ہمارا ایمان اللہ پر ہے اور جو ہم پر

اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

نازل ہوا ہے اور جو ابراہیم ، اسماعیل ، اسحاق ، یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ

اور اسباط پر نازل ہوا ہے اور جو موسیٰ ، عیسیٰ اور انبیاء کو خدا کی طرف سے دیا گیا ہے ان سب پر ہے۔

رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

ہم ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے ہیں اور ہم خدا کے اطاعت گزار بندے ہیں (۸۴)

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ (45) دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ

اور جو اسلام کے علاوہ کوئی بھی دین تلاش کرے گا تو وہ دین اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ

فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ

قیامت کے دن خسارہ والوں میں ہوگا (۸۵) خدا اس قوم کو کس طرح ہدایت دے گا

قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ

جو ایمان کے بعد کافر ہوگئی اور وہ خود گواہ ہے کہ رسول برحق ہے اور ان کے پاس

وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (46) ﴿۸۶﴾

کھلی نشانیاں بھی آچکی ہیں بیشک خدا ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا (۸۶)

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ (47) اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

ان لوگوں کی جزا یہ ہے کہ ان پر خدا ، ملائکہ اور انسان



### عربی حاشیہ

(45) یہ علامت ہے کہ نجات کا دارومدار صرف اسلام پر ہے۔ دوسرے کسی مسلک پر مرنے والا قیامت میں خسارہ ہی میں رہے گا چاہے دنیا میں کسی قدر فائدہ کیوں نہ اٹھائے۔

(46) ظالمین وہ لوگ ہیں جو آیات بینات سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے تو ان پر خدا جبر بھی نہیں کرتا۔

(47) خدا کی لعنت، عذاب اور ناراضگی ہے اور ملائکہ اور انسانوں کی لعنت اس کی دعا اور التماس ہے جس طرح کہ خدا کی صلوٰت رحمت ہے اور بندوں کی صلوات دعائے رحمت ہے۔

### اردو حاشیہ

(۳۶) یہ پیغمبرؐ اسلام کی طرف سے یہود و نصاریٰ کے عقائد کے مقابلہ میں آخری اعلان ہے کہ ہمارا ایمان تمام انبیاء اور تمام احکام الٰہیہ پر ہے۔ ہم خدا کے بندے ہیں تو خدا کے احکام اور خدا کے نمائندوں میں تفریق نہیں کر سکتے۔ تم واقعاً خدا کے بندے ہوتے تو اس کے انبیاءؑ اور احکام میں تفریق نہ کرتے اور سب پر برابر سے ایمان لے آتے۔

(۳۷) بعض لوگ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۶۲ سے یہ استدلال کرتے تھے کہ صرف خدا اور آخرت پر ایمان کافی ہے۔ چاہے انسان یہودی ہو یا عیسائی یا ستارہ پرست۔ اس آیۂ مبارک نے ان کے توہمات کی حقیقت کو بے نقاب کر دیا کہ اسلام کے علاوہ کوئی دین قابلِ قبول نہیں ہے اور ایمانِ خدا ایمان بالرسول سے الگ نہیں ہوسکتا۔

وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ۝۸۷ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ
سب کی لعنت ہے (۸۷) یہ ہمیشہ اسی لعنت میں گرفتار رہیں گے۔ ان کے

عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ۝۸۸ اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا
عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی (۸۸) علاوہ ان لوگوں کے

مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَاَصۡلَحُوۡا ۟ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ
جنہوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور اصلاح کرلی کہ خدا غفور اور

رَّحِيۡمٌ ۝۸۹ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بَعۡدَ اِيۡمَانِهِمۡ ثُمَّ
رحیم ہے (۸۹) جن لوگوں نے ایمان کے بعد کفر اختیار کرلیا اور پھر

ازۡدَادُوۡا كُفۡرًا لَّنۡ تُقۡبَلَ تَوۡبَتُهُمۡ ۚ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ
کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہ

الضَّآلُّوۡنَ ۝۹۰ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَهُمۡ
حقیقی طور پر گمراہ ہیں (۹۰) جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور اسی کفر کی

كُفَّارٌ فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡ اَحَدِهِمۡ مِّلۡءُ الۡاَرۡضِ (48)
حالت میں مرگئے ان سے ساری زمین بھر کر سونا بھی بطور فدیہ

ذَهَبًا وَّلَوِ افۡتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ
قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

وَّمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ۝۹۱ ع
اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہے (۹۱)



## عربی حاشیہ

(48) یہ سونا بطور مثال ہے کہ بڑا سے بڑا فدیہ بھی قبول نہ کیا جائے گا ورنہ میدانِ حشر میں سونا کہاں رکھا ہے کہ کفار اس کا فدیہ پیش کرسکیں۔

ف: راہِ حق سے منحرف ہوجانے والے اور مرتد بن جانے والے کی دو قسمیں ہیں۔ یہ کبھی فطری طور سے پیدائشی مسلمان ہوتا ہے اور پھر مرتد ہوجاتا ہے اور کبھی اسلام کی طرف آکر پلٹ جاتا ہے۔ پہلی قسم کی سزا کم ہے لیکن ہے اس لئے کہ اس نے تحقیق کے بعد اسلام قبول کرکے کفر اختیار کیا ہے اور اس طرح اسلام کے حقائق اور دلائل کی توہین کی ہے لیکن دوسری قسم بہرحال واجب القتل ہے کہ یہ ارتداد اسلام کے داخلی محاذ پر ایک طرح باغیانہ قیام ہے اور معاشرہ کو برباد کرنے کی عملی تحریک ہے اور اس کی سزا ہر قانون میں قتل ہے چاہے آخرت کے اعتبار سے توبہ قبول ہی کیوں نہ ہوجائے۔

## اردو حاشیہ

(۳۸) اس سے قبل والی آیت میں توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے اور اس آیت میں قبول نہ ہونے کا ذکر ہے اور بعد والی آیت میں کسی طرح کی تخفیف نہ ہونے کا ذکر ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ کفار کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ جو کفر کے بعد واقعی توبہ کرلیں، ان کی توبہ قبول کرلی جائے گی۔

۲۔ جو کفر میں آگے بڑھتے چلے جائیں اور ان کی توبہ واقعی نہ ہو یعنی واقعاً کفر ہو اور بظاہر توبہ جیسے بہت سے مومنین گناہ کرتے جاتے ہیں اور توبہ کرتے جاتے ہیں۔ داڑھی منڈاتے جاتے ہیں اور اسی رخسار پر طمانچہ مار کر توبہ بھی کرتے جاتے ہیں۔ ان کی توبہ قبول نہیں ہوسکتی ہے۔

۳۔ جو توبہ کریں ہی نہیں اور کفر ہی پر مر جائیں۔ ان کا فدیہ بھی قبول نہ کیا جائے گا۔ توبہ کا کیا ذکر ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ (49) حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا

تم نیکی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے راہِ خدا میں

مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ

انفاق نہ کرو اور جو کچھ بھی انفاق کرو گے خدا اس سے بالکل باخبر ہے (۹۲) بنی اسرائیل کے لئے

حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی

تمام کھانے حلال تھے سوائے اس کے جسے توریت کے نازل

نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا

ہونے سے پہلے اسرائیل نے اپنے اوپر ممنوع قرار دے لیا تھا۔

بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ

اب تم توریت کو پڑھو اگر تم اپنے دعوٰی میں سچّے ہو (۹۳) اس کے

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ

بعد جو بھی خدا پر بہتان رکھے گا اس کا شمار

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا (50) مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ

ظالمین میں ہوگا (۹۴) پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ خدا سچّا ہے۔ تم سب ملّت ابراہیم کا اتباع کرو

حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ

وہ باطل سے کنارہ کش تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے (۹۵) بیشک سب سے پہلا مکان جو

لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ (51) مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ

لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہ مکّہ میں ہے مبارک ہے اور عالمین کے لئے مجسم ہدایت ہے (۹۶) اس میں

منزل ۱

### عربی حاشیہ

(49) نیکی اور ثواب کی بلند ترین منزلیں۔

(50) ملت ابراہیم ان بنیادی عقائد اور حقائق کا نام ہے جو ہر دور میں ایک ہی رہے ہیں۔ اس کا تعلق شریعت سے نہیں ہے جو ہر دور میں بدلتی رہی ہے۔

(51) بکّہ۔ مکہ کا نام ہے کہ وہاں مجمع عام کی وجہ سے ایک دوسرے کو دھکیلتے رہتے ہیں اور اسی لئے نماز میں بھی بلا تکلف ایک دوسرے کے سامنے سے گزر جاتے ہیں۔

### اردو حاشیہ

(۳۹) آیت مبارکہ کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ دین خدا قربانیوں کا دین ہے اور پسندیدہ اشیاء کی قربانی کے بغیر کوئی نیکی حاصل نہیں ہو سکتی۔

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ درہم و دینار کی ایجاد کے بعد شیطان نے عظیم الشان جشن منایا کہ آج میری محنت کم ہوگئی اور اب لوگ خود بخود گمراہ ہوتے رہیں گے۔ راہ خدا میں مال خرچ نہ کرنا دلیل ہے کہ انسان بندہ خدا نہیں ہے بندۂ مال ہے۔ اس کے لئے مال کو سامنے رکھ کر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۴۰) جب سرکار دو عالمؐ نے اپنے کو ملت ابراہیمؑ کا پابند قرار دیا اور اونٹ کے گوشت کو حلال قرار دیا اور کعبہ کو قبلہ بنایا تو یہودیوں نے ہنگامہ کر دیا کہ یہ دونوں باتیں ملت ابراہیمؑ کے خلاف ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی توریت پڑھ کر دیکھو۔ اس میں اونٹ کے گوشت کے حلال ہونے کا ذکر موجود ہے۔ توریت سے پہلے یعقوب پرہیز کیا کرتے تھے لیکن وہ کوئی حرمت کا حکم نہیں تھا تم نے رسم کو لے لیا ہے اور قانون کو بھول گئے ہو...... اور خانہ کعبہ بیت المقدس سے قدیم تر مکان ہے۔ بیت المقدس جناب سلیمان کا بنایا ہوا ہے اور کعبہ میں آج تک مقام ابراہیمؑ موجود ہے جو اس بات کا اعلان ہے کہ یہ تعمیر ابراہیمؑ ہے لہٰذا ملت ابراہیمؑ کا تقاضا ہے کہ اونٹ کے گوشت کو حلال سمجھا جائے اور کعبہ کو قبلہ بنایا جائے۔ اس پر اعتراض کرنا جہالت اور حماقت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ

کھلی ہوئی نشانیاں مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوجائے گا وہ محفوظ ہوجائے گا

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (52) ؕ

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا واجب ہے اگر اس راہ کی استطاعت رکھتے ہوں

وَمَنْ كَفَرَ (53) فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ

اور جو کافر ہوجائے تو خدا تمام عالمین سے بے نیاز ہے (۹۷) اے اہلِ کتاب

الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا

کیوں آیاتِ الٰہی کا انکار کرتے ہو جب کہ خدا تمہارے اعمال کا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

گواہ ہے (۹۸) کہئے اے اہلِ کتاب کیوں صاحبانِ ایمان کو راہِ خدا سے

اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا

روکتے ہو اور اس میں کجی تلاش کرتے ہو جبکہ تم خود اس کی صحت کے گواہ ہو

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

اور اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے (۹۹) اے ایمان والواگر تم نے

تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ

اہلِ کتاب کے اس گروہ کی اطاعت کرلی تو یہ تم کو ایمان کے بعد

اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى

کفر کی طرف پلٹا دیں گے (۱۰۰) اور تم لوگ کس طرح کافر ہوجاؤ گے جب کہ



## عربی حاشیہ

(52) راستہ کی استطاعت کے تین جزو ہیں۔ مالی اعتبار سے زادراہ ہو صحت کے اعتبار سے قابلِ سفر ہو اور خود راستہ کھلا ہوا ہو۔

(53) آیت میں حج ترک کرنے والوں کو کافر سے تعبیر کیا گیا ہے جو اس کی اہمیت کی عظیم ترین دلیل ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ کعبہ کے اول بیت ہونے کے اعتبار سے حریم کعبہ پر کعبہ کا حق تمام باشندوں سے زیادہ ہے اور للناس علامت ہے کہ خدائی شے تمام عالمِ انسانیت کے فائدہ کے لئے ہوا کرتی ہے۔

- حج کے بارے میں علی الناس علامت ہے کہ یہ سارے عالم انسانیت کا فرض ہے اور کفار بھی مسلمانوں کی طرح مکلّف ہیں۔
- آیت ۹۷۔۹۸ میں اہل کتاب کے بارے میں لفظ قل استعمال ہوا ہے کہ براہِ راست بات کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں لیکن

## اردو حاشیہ

(۴۱) پہلی آیت میں اہلِ کتاب کو گمراہ ہونے سے روکا گیا ہے اور اس آیت میں گمراہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس کے بعد والی آیت میں صاحبانِ ایمان کو گمراہ ہونے سے منع کیا گیا ہے کہ یہودی اور عیسائی ہر دور میں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ لیکن تمہارا فرض ہے کہ ہوشیار رہو اور گمراہ نہ ہو۔

عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيۡكُمۡ رَسُوۡلُهٗ ؕ وَمَنۡ يَّعۡتَصِمۡ بِاللّٰهِ

تمہارے سامنے آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت ہورہی ہے اور تمہارے درمیان رسول موجود ہے اور جو

فَقَدۡ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ

خدا سے وابستہ ہوجائے سمجھو کہ اسے سیدھے راستہ کی ہدایت کردی گئی (۱۰۱) ایمان والو اللہ سے

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ

اس طرح ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور خبردار اس وقت تک نہ مرنا جب تک

مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا

مسلمان نہ ہوجاو (۱۰۲) اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو

وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ

اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں

بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَكُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا

اُلفت پیدا کردی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنم کے کنارے پر تھے

حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

تو اس نے تمھیں نکال لیا اور اللہ اسی طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ

لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ

شاید تم ہدایت یافتہ بن جاو (۱۰۳) اور تم میں سے ایک گروہ کو

اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ

ایسا ہونا چاہئے جو خیر کی دعوت دے، نیکیوں کا حکم دے۔ برائیوں سے منع کرے



## عربی حاشیہ

آیت ۱۰۰ میں صاحبانِ ایمان کو براہِ راست مخاطب کیا گیا ہے۔

(54) نظام الدین نیشاپوری غرائب القرآن میں لکھتے ہیں کہ آیت کی ابدیت یہ ہے کہ رسول نہ ہوں گے تو ان کی جگہ پر اہلبیت رہیں گے جو اُن کے وارث اور قائم مقام ہیں اور یہی مفہوم حدیث ثقلین کا بھی ہے۔

(55) صراطِ مستقیم عدل وحکمت کا راستہ ہے جو بندوں کے لئے دینِ اسلام ہے ورنہ سورہ ہود میں خدا کو بھی صراط مستقیم پر کہا گیا ہے۔

(56) حبل اللہ دین الٰہی اور کتابِ خدا ہے جو عملی اعتبار سے اہلبیتؑ کی شکل میں مجسم ہوگیا ہے۔

(57) مسلمانوں کے ان تمام حالات کی مکمل تصویر کشی جناب جعفر طیار کی تقریر دربار نجاشی میں اور جناب فاطمہ زہراؑ کے خطبہ فدک میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(58) تفسیر المنار میں شیخ محمد عبدہ سے نقل

## اردو حاشیہ

(۴۲) شاس بن قیس یہودی نے فتنہ برپا کرنے کے لئے اوس و خزرج کو پرانے جھگڑوں کو یاد دلا کر پھر جھگڑا کرانا چاہا تو آیت نازل ہوئی کہ رسولؐ کی موجودگی میں جھگڑے کا کیا جواز ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو مکمل تقویٰ کی دعوت دی گئی کہ واجبات ومحرمات کا خیال رکھیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ حق تقویٰ کا مطلب عصمت نہیں ہے بلکہ احکامِ شریعت کی مکمل پابندی ہے۔

پھر دین اسلام جیسی ریسمانِ ہدایت سے تمسک اور گذشتہ نسلی اختلافات کے مقابلہ میں برادری کا حوالہ دے کر ہر طرح کے اختلافات سے روکا گیا کہ اب کوئی اختلاف رونما نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد ایک جماعت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے تیار کیا گیا تاکہ وہ اختلافات کی روک تھام کرتی رہے اور یہ فریضہ اگرچہ سارے مسلمانوں کا ہے لیکن ایک جماعت کو اس کام کے لئے ضرور رہنا چاہئے ورنہ فتنہ وفساد کسی وقت بھی سر اٹھا سکتے ہیں۔

آپس میں اختلافات پیدا کرانا یہودیوں اور عیسائیوں کا پرانا طریقہ ہے کہ یہودی جناب موسیٰؑ کے بعد ۷۱ فرقے ہوگئے اور عیسائی جناب عیسیٰؑ کے بعد ۷۲۔ قیامت یہ ہے کہ مسلمان اتنی ہدایات کے باوجود ۷۳ حصوں میں تقسیم ہوگئے۔

مذکورہ تمام تذکروں کا منشاء واضح ہے کہ مسلمان یہودیت اور عیسائیت کے کردار سے محفوظ رہیں اور تفرقہ پردازی کا عمل اختیار نہ کریں۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا

اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں (۱۰۴) اور خبردار ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاو

وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

جنہوں نے تفرقہ پیدا کیا اور واضح نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا کہ ان کے لئے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ

عذابِ عظیم ہے (۱۰۵) قیامت کے دن جب بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ

جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم ایمان کے بعد

اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا

کیوں کافر ہوگئے تھے اب اپنے کفر کی بناء پر عذاب کا مزہ چکھو (۱۰۶) اور جن کے

الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْھُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ ھُمْ فِيْهَا

چہرے سفید اور روشن ہوں گے وہ رحمت الٰہی میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْھَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ

ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۱۰۷) یہ آیاتِ الٰہی ہیں جن کی ہم حق کے ساتھ تلاوت کررہے ہیں

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور اللہ عالمین کے بارے میں ہرگز ظلم نہیں چاہتا (۱۰۸) زمین و آسمان میں جو کچھ ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ

سب اللہ کے لئے ہے اور اسی کی طرف سارے امور کی باز گشت ہے (۱۰۹) تم بہترین



## عربی حاشیہ

کیا گیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ عام مسلمانوں کو امر بالمعروف میں شیعوں سے سبق لینا چاہئے کہ ایک عورت میرے گھر میں بچہ کو دودھ پلانے آئی تو اسے مذہب شیعہ کی طرف مائل کرنے لگی۔'' اے کاش عام مومنین اپنے اس امتیاز کی طرف پھر دوبارہ متوجہ ہوجائیں۔

فائدہ

امام صادقؑ نے حق تقویٰ کی تفسیر اس انداز سے فرمائی ہے کہ اطاعت خدا کے بعد معصیت نہ ہو..... یاد خدا کے بعد نسیان کا غلبہ نہ ہو اور شکر خدا کے بعد کفران نعمت کی نوبت نہ آئے۔ (معانی الاخبار)

## اردو حاشیہ

(۴۳) پروردگار عالم نے امت اسلامیہ کو بہترین امت بنا کر پیدا کیا ہے لیکن اس کی بہتری کی تین علامتیں قرار دی ہیں۔ لوگوں کے فائدہ کے لئے کام کرے۔ نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے منع کرے اور ان سب کے پیچھے جذبہ ایمان باللہ کا ہو۔ اب اگر ایسا نہیں ہے تو امت خیر امت کہے جانے کے قابل نہیں ہے اور جو اس قانون پر جس قدر شدت سے عمل پیرا رہے گا وہ اسی قدر خیر اور بہتری کا حامل ہوگا اور اسی لئے بعض روایات میں ائمہ معصومینؑ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ان کی تمام تر زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بسر ہوئی ہے اور انہوں نے قاتلوں کو بھی نیکیوں کا حکم دیا ہے اور قریب ترین دوستوں کو بھی برائیوں سے روکا ہے۔

خَيْرَ أُمَّةٍ (59) أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

امت ہو جسے لوگوں کے لئے منظرعام پر لایا گیا ہے تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ

اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے

الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ (60) وَأَكْثَرُهُمُ

تو ان کے حق میں بہتر ہوتا لیکن ان میں صرف چند مومنین ہیں اور اکثریت

الْفَاسِقُونَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ

فاسق ہے (۱۱۰) یہ تم کو اذیت کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے اور اگر تم سے جنگ بھی کریں گے تو

يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١١١﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور پھر ان کی مدد بھی نہ کی جائے گی (۱۱۱) ان پر ذلّت کے

الذِّلَّةُ (61) أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِنَ

نشان لگادیئے گئے ہیں یہ جہاں بھی رہیں مگر یہ کہ خدائی عہد یا

النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

لوگوں کے معاہدہ کی پناہ مل جائے۔ یہ غضبِ الٰہی میں رہیں گے

الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

اور ان پر مسکنت کی مار رہے گی۔ یہ اس لئے ہے کہ یہ آیاتِ الٰہی کا انکار کرتے تھے

وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ

اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ یہ اس لئے کہ یہ نافرمان تھے اور زیادتیاں



## عربی حاشیہ

(59) بعض حضرات کی نظر میں یہ کان تامہ ہے اور خیرامت حال ہے کہ تمہارا وجود خیرامت ہے اور بعض کے نزدیک ناقصہ ہے اور مخاطب چند افراد ہیں۔ جن کی شان عالمِ انسانیت کے لئے کام کرنا۔ نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے منع کرنا ہے۔

(60) عبداللہ بن سلام جیسے لوگ مراد ہیں۔

(61) یہودیوں کی ذلت کے بارے میں مفسرین میں ہر دور میں اختلاف رہا ہے اور اپنے اپنے دور کے اعتبار سے اس کے معنی بیان کئے گئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہودی اپنے اصولِ حیات و معاملات کے اعتبار سے بھی ذلیل ہیں اور معاشرہ کے اعتبار سے بھی ذلیل ہیں کہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اسرائیل درحقیقت ان کی حکومت نہیں ہے بلکہ امریکہ کا ایک اڈہ ہے۔ اس کی نظر بدل جائے تو ان کا خاتمہ ہوجائے گا جیسا کہ سرکار دوعالمؐ نے آخر دور میں ان کے قتل عام کی خوشخبری سنائی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۴۴) یہ صاحبانِ ایمان کے لئے ایک بشارت ہے کہ یہودیوں کا ضرر الفاظ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ ان میں ثبات قدم اور حوصلہ جنگ نہیں ہے۔

اے کاش مسلمان اپنے قرآن پر ایمان لے آتے اور یہودیوں سے مرعوب ہو کر صلح کرنے کے بجائے ان سے مقابلہ کرتے اور قرآنی وعدہ کو منظر عام پر لے آتے لیکن وہ تو خود ہی انہیں کی ایک ذہنی نسل ہیں ان سے کسی خیر کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿١١٢﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
کیا کرتے تھے (١١٢) یہ لوگ بھی سب ایک جیسے نہیں ہیں۔ اہلِ کتاب ہی میں

اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ
وہ جماعت بھی ہے جو دین پر قائم ہے راتوں کو آیاتِ الٰہی کی تلاوت کرتی ہے

يَسْجُدُوْنَ ﴿١١٣﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ
اور سجدہ کرتی ہے (١١٣) یہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي
برائیوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں

الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا
اور یہی لوگ صالحین اور نیک کرداروں میں ہیں (١١٤) یہ جو بھی خیر کریں گے

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿١١٥﴾
اس کا انکار نہ کیا جائے گا اور اللہ متّقین کے اعمال سے خوب باخبر ہے (١١٥)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ
جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے مال و اولاد

اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
کچھ کام نہ آئیں گے اور یہ حقیقی جہنّمی ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١١٦﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ
والے ہیں (١١٦) یہ لوگ زندگانی دنیا میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں



## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ١١٠ میں خیرامت کی تفسیر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کی گئی ہے اور امرونہی کو ایمان پر مقدم کیا گیا ہے گویا کہ اسلامی معاشرہ میں امت کی بھلائی صرف امرونہی سے ہے اور ایمان کا دارومدار بھی اسی عمل پر ہے ورنہ امرونہی کے بغیر ایمان صرف ایک جنبش زبان ہے اور اس کی واقعی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۴۵) یہ بات صرف یہودیوں میں نہیں ہے بلکہ تمام دشمنانِ اسلام میں ہے۔ صرف یہودی اپنے مظالم میں اس قدر آگے بڑھے ہوئے ہیں کہ ان کا مشن ہی نیک بندوں کا قتل کرنا ہے۔ اس کے لئے کسی مخصوص سبب کی ضرورت نہیں ہے۔ نیش عقرب نہ از پے کیس است متقضائے طبیعتش ایں است۔

(۴٦) بعض لوگ ظاہری کارخیر سے ایسی حیثیت بنالیتے ہیں کہ سادہ لوح افراد ایمان اور کردار کے مسائل کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید نے اسی نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ایمان اور کردار نہیں ہے تو اپنے اوپر ظلم ہے اور ظالم کے ظاہری کارِ خیر کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اسے کوئی پالا کسی وقت بھی برباد کر سکتا ہے اور دیکھتے دیکھتے ساری کھیتی تباہ ہوسکتی ہے۔

الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ

اس کی مثال اس ہوا کی ہے جس میں بہت پالا ہو اور وہ اس قوم کے کھیتوں پر

ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ

گر پڑے جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اسے تباہ کردے اور یہ ظلم ان پر خدا نے نہیں کیا ہے بلکہ

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (62) ﴿۱۱۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا

یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں (۱۱۷) اے ایمان والو خبردار غیروں کو اپنا راز دار نہ بنانا

بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا

یہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہ کریں گے۔ یہ صرف تمہاری مشقت و مصیبت کے

عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي (63)

خواہش مند ہیں۔ ان کی عداوت زبان سے بھی ظاہر ہے اور جو دل میں چھپا رکھا ہے وہ تو

صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِنْ كُنْتُمْ

بہت زیادہ ہے۔ ہم نے تمہارے لئے نشانیوں کو واضح کرکے بیان کردیا ہے اگر تم

تَعْقِلُونَ ﴿۱۱۸﴾ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ

صاحبانِ عقل ہو (۱۱۸) خبردار۔۔۔ تم ان سے دوستی کرتے ہو اور یہ تم سے دوستی نہیں کرتے ہیں۔

وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا

تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور یہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے

خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا

اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصہ سے انگلیاں کاٹتے ہیں۔ پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ تم



## عربی حاشیہ

(62) امیرالمومنینؑ نے کیا حسین بات فرمائی ہے کہ جس نے اپنے نفس کو بیچ ڈالا اس نے برباد کردیا اور جس نے اپنے نفس کو خرید لیا اس نے آزاد کردیا۔

(63) بعض مفسرین نے اسے مدح قرار دیا ہے کہ مسلمان روادار ہوتے ہیں اور کفار متعصب، حالانکہ درحقیقت یہ تعریف نہیں ہے بلکہ تنبیہہ ہے کہ دشمنوں کے طرز عمل کو دیکھ کر اپنا طریقہ کار معین کرنا چاہیے۔

ف: آیت نمبر ۱۱۸ میں مسلمانوں کو ایک عظیم خطرہ سے آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ ہرکس وناکس کو اپنا دوست اور رازدار نہ سمجھیں کہ اس طرح دشمن کو ان کے حالات معلوم کرنے کا موقع مل جائے گا اور وہ کسی وقت بھی تباہ ہوسکتے ہیں۔ قرآنِ حکیم نے سی آئی۔ اے جیسے اداروں کی پیدائش سے سیکڑوں سال پہلے مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ کردیا تھا لیکن افسوس کہ مسلمان آج تک ہوش میں نہ آئے اور اجنبی طاقتوں کی

## اردو حاشیہ

(۷۴) یہ اسلامی سیاست کے خطوط ہیں کہ اسلام نفرت اور تعصب کو ہوا نہیں دیتا لیکن دشمن شناسی کی دعوت دیتا ہے اور یہ حکم دیتا ہے کہ دشمن درپے آزاد نہ ہو تو بہترین برتاؤ کرو لیکن اس کی خباثت واضح ہوجائے تو ہرگز اعتبار نہ کرنا ورنہ سخت نقصان اٹھاؤ گے۔

فقہاء اسلام نے مسلمان عورتوں کے لئے کافر عورتوں سے بھی پردہ ضروری قرار دیا ہے، اگر یہ خطرہ ہو کہ وہ اپنے مردوں سے ان کے حسن و جمال کی تعریف کریں گی اور اس طرح کوئی بھی فتنہ کھڑا ہوسکتا ہے۔

بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١١٩﴾ اِنْ

اسی غصّہ میں مرجاو۔ خدا سب کے دل کے حالات سے خوب باخبر ہے (۱۱۹) تمہیں

تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ (64) تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ

ذرا بھی نیکی ملے تو انہیں برا لگے گا اور تمہیں تکلیف پہنچ جائے گی تو خوش ہوں گے

يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ

اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کے مکر سے کوئی نقصان نہ ہوگا

كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿١٢٠﴾ ع وَاِذْ

ع ۱۲ / ۱۱ / ۳

خدا ان کے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۲۰) اس وقت کو

غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ

یاد کرو جب تم صبح سویرے گھر سے نکل پڑے اور مومنین کو جنگ کی پوزیشن بتارہے تھے اور خدا

لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢١﴾ ۙ اِذْ ھَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ (65)

سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے (۱۲۱) اس وقت جب تم میں سے

مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

دو گروہوں نے سستی کا مظاہرہ کرنا چاہا لیکن بچ گئے کہ اللہ ان کا سرپرست تھا اور اسی پر ایمان والوں کو

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَلَقَدْ (66) نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ

بھروسہ کرنا چاہئے (۱۲۲) اور اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی ہے جب کہ تم کمزور تھے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

لہٰذا اللہ سے ڈرو شاید تم شکر گزار بن جاو (۱۲۳) اس وقت جب آپ مومنین سے



## عربی حاشیہ

دوستی پر بھروسہ کرے مسلسل ذلت سے دوچار ہوتے جارہے ہیں۔

(64) نیکی میں مس اور برائی میں اصابہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان ملاعین سے نیکی کا چھوجانا بھی گوارا نہیں ہے اور برائی جتنی زیادہ نازل ہوجائے ان کے لئے باعث مسرت ہے۔

(65) یہ بنی سلمہ اور بنی حارثہ تھے جو عبداللہ بن ابی کے بہکانے پر واپس ہورہے تھے لیکن سنبھل گئے۔

(66) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا نے بدر میں ملائکہ کے ذریعہ نصرت کی ہے لیکن اس کی کیفیت کا اظہار نہیں کیا گیا ملائکہ بشکل بشر جنگ کررہے تھے یا کوئی اورصورت حال تھی۔

## اردو حاشیہ

(۴۸) یہاں سے جنگ احد کا تذکرہ شروع ہوتا ہے جب شوال ۳ھ میں ابوسفیان نے بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ پر تین ہزار کی فوج لے کر حملہ کیا اور رسولؐ اکرم ایک ہزار افراد کو لے کر نکلے جس میں سے تین سو کو عبداللہ بن ابی منافق نے بہکا دیا اور صرف ۷۰۰ رہ گئے۔ آپ نے پچاس تیر اندازوں کو عبداللہ بن جبیر کے ساتھ درہ پر مقرر کردیا کہ فتح ہو یا شکست جگہ نہ چھوڑیں اور اس کے بعد جنگ کا آغاز ہوا۔ حضرت علیؑ نے پے در پے نو سر برآوردہ دشمنوں کو قتل کردیا تو دشمن بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمان مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ تیر اندازوں نے یہ منظر دیکھا تو درہ کو چھوڑ دیا اور دشمنوں نے دوبارہ حملہ کردیا اور جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ رسول اکرمؐ زخمی ہو گئے۔ حمزہ شہید ہو گئے اور فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔ میدانِ احد میں کل ۲۲ کفار مارے گئے اور ۷۰ مسلمان شہید ہوئے۔

(۴۹) جنگ احد کے تذکرہ کے درمیان جنگ بدر کا حوالہ دیا گیا کہ جب مسلمان بالکل بے سروسامان تھے تو ہم نے ان کی مدد کی اور ان کے اطمینان قلب کے لئے فرشتے بھیج دیئے۔ احد میں تو ساز وسامان موجود تھا پھر شکست کا کیا سبب ہوا؟ اس صورت حال پر ہر دَور کے انسان کو غور کرنا چاہئے کہ جب تک انسان میں اخلاص ہوتا ہے اور وہ خدا و رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے، خدا ہر صورت سے اس کی مدد کرتا ہے۔ اور جب ہوس دنیا پیدا ہو جاتی ہے، مال غنیمت کا

أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ
کہہ رہے تھے کہ کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ خدا تین ہزار فرشتوں کو

الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلٰٓى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ
نازل کرکے تمہاری مدد کرے (۱۲۴) یقیناً اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے

مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ (67)
اور دشمن فی الفور تم تک آجائیں گے تو خدا پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جن پر

الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ
بہادری کے نشان لگے ہوں گے (۱۲۵) اور اس امداد کو خدا نے صرف تمہارے لئے

وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
بشارت اور اطمینانِ قلب کا سامان قرار دیا ہے ورنہ مدد تو ہمیشہ صرف خدائے عزیز و حکیم ہی کی

الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَوْ
طرف سے ہوتی ہے (۱۲۶) تاکہ کفار کے ایک حصّہ کو کاٹ دے یا ان کو ذلیل کردے کہ

يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَآئِبِينَ ﴿١٢٧﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ
وہ رسوا ہوکر پلٹ جائیں (۱۲۷) ان معاملات میں آپ کا کوئی حصّہ نہیں ہے۔

شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُونَ ﴿١٢٨﴾
چاہے خدا توبہ قبول کرے یا عذاب کرے۔ یہ سب بہرحال ظالم ہیں (۱۲۸)

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ
اور اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے



### عربی حاشیہ

(67) قرآن مجید میں ایک ہزار تین ہزار اور پانچ ہزار ملائکہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اور شاید اس کی ترتیب یہ ہے کہ ابتداء ایک ہزار بھیجے گئے اور ان کے پیچھے دو ہزار اور روانہ کئے گئے پھر بھی اطمینان نہ ہوا اور مسلمان نئی کمک کی خبر سے گھبرا گئے تو خدا نے پانچ ہزار کا وعدہ کرلیا تاکہ اطمینان قلب حاصل ہوجائے۔

### اردو حاشیہ

خیال آ جاتا ہے اور رسولؐ کی ہدایات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو انجام کار شکست، ذلت اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ اے کاش فتح بدر کا جشن منانے والے مسلمان دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں مجاہدین بدر کے حوصلے کا بھی ثبوت دیتے اور دور حاضر کی صورتِ حال سے دوچار نہ ہوتے۔

(۵۰) خدا کے یہاں کفار کے لئے تین طرح کے سلوک ہیں۔ مقابلہ کریں تو ذلیل ہوں۔ توبہ کریں تو معاف کر دیئے جائیں۔ اپنی بات پر جمے رہیں تو عذاب آخرت کا سامنا کریں۔

يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ ع

اور جس پر چاہتا ہے عذاب کرتا ہے وہ غفور بھی ہے اور رحیم بھی ہے (۱۲۹)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً [68]

اے ایمان والو یہ دوگنا چوگنا سود نہ کھاو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ

اور اللہ سے ڈرو کہ شاید نجات پاجاو (۱۳۰) اور اس آگ سے بچو

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ

جو کافروں کے واسطے مہیا کی گئی ہے (۱۳۱) اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو کہ شاید

تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ ۚ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ

رحم کے قابل ہوجاو (۱۳۲) اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنّت کی طرف سبقت کرو جس کی

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ ۙ

وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے اور اسے ان صاحبانِ تقویٰ کے لئے مہیّا کیا گیا ہے (۱۳۳)

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ [69] وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ

جو راحت اور سختی ہر حال میں انفاق کرتے ہیں اور غصّہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ ۚ

معاف کرنے والے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۳۴)

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی نمایاں گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفس پر



## عربی حاشیہ

(68) اس لفظ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ تھوڑا بہت سود کھایا جاسکتا ہے بلکہ یہ دراصل اس دور کی صورتِ حال کی طرف اشارہ ہے اور سود کے انجام کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس طرح سود درسود دو گناہ چوگنا ہوتا رہتا ہے ورنہ سود کا ایک پیسہ بھی اسلامی نقطۂ نظر سے حرام ہے اور اس کا کھانا گناہ کبیرہ ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ آیت ۱۲۸ کا تعلق مسائل جنگ اور معافی سے ہے اس کا شفاعت یا دعا کی تاثیر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(69) راحت میں انفاق کرتے ہیں یعنی مغرور نہیں۔ تکلیف میں انفاق کرتے ہیں یعنی بخیل اور مایوس نہیں ہیں۔

غصہ کو پی جاتے ہیں یہ نفس پر قابو پانے کی علامت ہے۔ امیرالمومنین نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ غصّہ کو پی جانے سے زیادہ لذیذ اور شیریں کوئی گھونٹ نہیں ہے۔ لوگوں کو معاف

## اردو حاشیہ

(۵۱) سود کی حرمت اسلام کے مسلمات میں ہے اور اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ سود کا ایک ایک پیسہ حرام ہے۔ دگنے چوگنے کی بات صرف اس صورتِ حال کے پیشِ نظر کہی گئی ہے جس وقت آیت نازل ہوئی تھی ورنہ اسی وقت یہ بھی واضح کر دیا گیا تھا کہ توبہ کرنا ہے تو صرف اپنا سرمایہ لے لو اور سود کی طرف رخ بھی نہ کرو تا کہ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے ورنہ شدید عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ عذاب کے موقع پر کافرین کا ذکر اشارہ ہے کہ سودخوار کے لئے کافروں جیسا عذاب ہے اور یہ سود کے بدترین عمل ہونے کی بہترین دلیل ہے۔

(۵۲) سود کی برائیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد مغفرت، جنت اور انفاق کی دعوت دی گئی کہ انفاق میں بظاہر مال کم ہو جاتا ہے لیکن حقیقتاً یہی مال محفوظ رہتا ہے اور اسی میں برکت اور وسعت پیدا ہوتی ہے اور اسی کے نتیجہ میں جنت حاصل ہوتی ہے۔

(۵۳) انسان فطری کمزوریوں کی بنا پر غلطیاں کر بیٹھتا ہے اور شیطان اسے رحمتِ خدا سے مایوس کر کے عمل سے روک دیتا ہے۔ پروردگار نے پھر توجہ دلائی کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ راہِ راست پر آ جاؤ۔ برائیوں پر اصرار نہ کرو۔ ہم معاف کرنے والے ہیں اور جزا و انعام بھی دینے والے ہیں۔

ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ

ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کرکے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور خدا کے علاوہ

الذُّنُوبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ۚ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوا وَهُمْ

کون گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ اپنے کئے پر جان بوجھ کر

يَعْلَمُونَ ۝١٣٥ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اصرار نہیں کرتے (۱۳۵) یہی وہ ہیں جن کی جزا مغفرت ہے اور وہ جنّت ہے

وَجَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۭ وَنِعْمَ

جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور عمل کرنے کی

اَجْرُ الْعٰمِلِينَ ۝١٣٦ ۭ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيرُوا

یہ جزا بہترین جزا ہے (۱۳۶) تم سے پہلے مثالیں گزر چکی ہیں اب تم

فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝١٣٧

زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے (۱۳۷)

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝١٣٨

یہ عام انسانوں کے لئے ایک بیان حقائق ہے اور صاحبانِ تقویٰ کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے (۱۳۸)

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ

خبردار سستی نہ کرنا۔ مصائب پر محزون نہ ہونا اگر تم صاحبِ ایمان ہو تو سر بلندی

مُّؤْمِنِينَ ۝١٣٩ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ

تمہارے ہی لئے ہے (۱۳۹) اگر تمہیں کوئی تکلیف چھولیتی ہے تو قوم کو بھی



## عربی حاشیہ

کردیتے ہیں کہ صبروضبط شخصی مصالح کے تحت نہیں ہے معافی کے تحت ہے۔ امیرالمومنینؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ معافی کو طاقت کا شکرانہ قرار دو۔

علامہ مراغی نے بیہقی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام سجادؑ کی کنیز کے ہاتھ سے شوربہ گرگیا تو آپ نے سراٹھا کر دیکھا اس نے کہا والکاظمین الغیظ۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے صبر کرلیا۔ اس نے کہا والعافین عن الناس....فرمایا معاف کردیا۔ اس نے کہا واللہ یحب المحسنین فرمایا جا تجھے راہِ خدا میں آزاد کردیا۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۳۳ میں لفظ اعدّت علامات ہے کہ جنت وجہنم موجود ہیں اور ان کی خلقت ہوچکی ہے۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ کہاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی وسعت بقدر زمین و آسمان ہے تو ان کو کسی ایک جگہ پر تلاش نہیں

## اردو حاشیہ

(۵۴) صاحبانِ ایمان کو دوسری قوموں کے حالات کا جائزہ لینے کی دعوت دی گئی ہے تاکہ دیکھیں کہ انبیاء کرامؑ کا اتباع نہ کرنے کا انجام کیا ہوا ہے اور وعدہ الٰہی پر اعتبار نہ کرنے والے کس طرح تباہی کے گھاٹ اتر گئے ہیں۔

(۵۵) جنگ احد کے تذکرہ کے دوران کچھ اور مسائل کا ذکر آگیا تھا۔ اب پھر اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے کہ تم نے نبی کی بات نہ مانی۔ سخت غلطی کی اور اس کا انجام شکست کے علاوہ کچھ نہ ہوا۔ ہم اب بھی ہدایت کرتے ہیں کہ خوف و رنج سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمت کرو۔ میدان میں قدم جماؤ آج تمہیں چوٹ لگی ہے تو بدر میں کفار بھی زخم کھا چکے ہیں۔ یہ دنیا یوں ہی منقلب ہوتی رہتی ہے۔ تم میں شہداء پیدا ہوں گے۔ دشمن کو تو یہ شرف بھی نصیب نہیں ہے۔ ہمت سے قدم آگے بڑھاؤ اور یہ یاد رکھو کہ اگر ایمان سلامت ہے تو بلندی صاحبانِ ایمان کا حصہ ہے اور ایمان پر کسی شے کی بلندی حاصل نہیں ہوسکتی۔

اے کاش ایمان کا دعویٰ کرنے والے اس معیار پر اپنے ایمان کو پرکھتے اور پھر واقعاً صاحب ایمان بن کر بلندیوں کی منزل پر فائز ہوجاتے اور راہِ خدا میں مکمل صبر واستقامت کے ساتھ جہاد کرتے۔

قَرۡحٌ مِّثۡلُهٗ ؕ وَتِلۡكَ الۡاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ ۚ
اس سے پہلے ایسی ہی تکلیف ہوچکی ہے اور ہم تو زمانے کو لوگوں کے درمیان
وَلِيَعۡلَمَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَتَّخِذَ مِنۡكُمۡ شُهَدَآءَ ؕ
الٹتے پلٹتے رہتے ہیں تاکہ خدا صاحبانِ ایمان کو دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو شہداء قرار دے
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ ۙ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ
اور وہ ظالمین کو دوست نہیں رکھتا ہے (۱۴۰) اور خدا صاحبانِ ایمان کو چھانٹ کر الگ کرنا چاہتا تھا
اٰمَنُوۡا وَيَمۡحَقَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا
اور کافروں کو مٹا دینا چاہتا تھا (۱۴۱) کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ
الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَ
تم جنّت میں یوں ہی داخل ہوجاو گے جب کہ خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں اور
يَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدۡ كُنۡتُمۡ تَمَنَّوۡنَ الۡمَوۡتَ مِنۡ
صبر کرنے والوں کو بھی نہیں جانا ہے (۱۴۲) تم موت کی ملاقات سے پہلے اس کی
قَبۡلِ اَنۡ تَلۡقَوۡهُ ۖ فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۱۴۳﴾
بہت تمنّا کیا کرتے تھے اور جیسے ہی اسے دیکھا دیکھتے ہی رہ گئے (۱۴۳)
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ
اور محمد تو صرف ایک رسول ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں کیا
اَفَا۟ئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ ؕ وَ
اگر وہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اُلٹے پیروں پلٹ جاو گے تو



## عربی حاشیہ

کیا جاسکتا ہے۔
(70) بعض مفسرین نے صاحبانِ ایمان کو الگ کرنے کی بات کہی ہے اور کافرین سے مراد وہ لوگ لئے ہیں جنھوں نے رسولؐ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور بعض لوگوں نے آزمانے کی بات کہی ہے اور کافرین سے مراد ان لوگوں کو لیا ہے جنھوں نے احد میں رسول اکرمؐ سے جنگ کی تھی۔
(71) جنگ بدر کے بعد کچھ مسلمانوں نے کہنا شروع کیا کہ ہم ہوتے تو قیامت ڈھا دیتے۔ پروردگار نے جنگِ احد میں انھیں بھی آزمالیا اور حقیقت واضح ہوگئی۔
(72) جنگ بدر کے بعد مسلمانوں میں یہ غرور پیدا ہوگیا کہ جب نبیؐ ساتھ رہیں گے تو فتح یقینی ہے۔ اس کے بعد احد میں سب کے قدم اکھڑ گئے تو قدرت نے متوجہ کردیا کہ کامیابی نبیؐ کی موجودگی کا نتیجہ نہیں ہے، صبر وضبط، تحمل وبرداشت اور حوصلہ جہاد کا نتیجہ ہے۔ گذشتہ

## اردو حاشیہ

(۵۶) جنگ احد نے تاریخ میں چند مسائل کا فیصلہ کردیا ہے:-
۱۔ صاحبانِ ایمان کتنے ہیں۔
۲۔ شہادت کن لوگوں کا مقدر ہے۔
۳۔ ظالمین کون کون ہیں۔
۴۔ ایمان کس طرح پرکھا جاتا ہے۔
۵۔ نعمت خدا کی ناشکری کرنے والے کس طرح برباد ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کا ایک عام خیال یہ تھا کہ صرف کلمہ پڑھ لینا جنت کی ضمانت ہے اور کسی محنت ومشقت کی ضرورت نہیں ہے اور اسی لئے میدانِ جہاد میں قدم نہ جما سکے۔

قدرت نے واضح کر دیا کہ جنت میں داخلہ کے لئے جہاد اور صبر دونوں ضروری ہیں۔ ان کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے۔

جنگ احد نے مسلمانوں کے غرور اور حوصلوں کی حقیقت کو بھی بے نقاب کر دیا اور ان کا ایمان بھی واضح کر دیا کہ یہ رسول کے مرنے کے بعد کیا کرنے والے ہیں اور کس طرح الٹے پاؤں پلٹ جانے والے ہیں۔

تفسیر طبری میں یہ واقعہ درج ہے کہ انس بن نضر نے عمر بن الخطاب کو بھاگتے پڑتو کا کہ آخر اس طرح بھاگنے کا کیا سبب ہے تو انہوں نے کہا کہ پیغمبر مارے

مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــًٔا ؕ وَ

جو بھی ایسا کرے گا وہ خدا کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور خدا تو

سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ

عنقریب شکر گزاروں کو ان کی جزا دے گا (۱۴۴) کوئی نفس بھی اذنِ پروردگار کے

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا

بغیر نہیں مرسکتا ہے سب کی ایک اجل اور مدّت معین ہے اور جو دنیا ہی میں بدلہ چاہے گا

نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ

ہم اسے وہ دیں گے اور جو آخرت کا ثواب چاہے گا ہم اسے اس میں سے عطا کردیں گے اور

وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ

ہم عنقریب شکر گزاروں کو جزا دیں گے (۱۴۵) اور بہت سے ایسے نبی گزر چکے ہیں جن کے ساتھ بہت سے

رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ

اللہ والوں نے اس شان سے جہاد کیا ہے کہ راہِ خدا میں پڑنے والی مصیبتوں سے نہ کمزور ہوئے اور نہ

اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

بزدلی کا اظہار کیا اور نہ دشمن کے سامنے ذلّت کا مظاہرہ کیا اور اللہ صبر کرنے والوں ہی کو دوست رکھتا ہے (۱۴۶)

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

ان کا قول صرف یہی تھا کہ خدایا ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ ہمارے امور میں

وَاِسْرَافَنَا فِىْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى

زیادتیوں کو معاف فرما۔ ہمارے قدموں کو ثبات عطا فرما اور کافروں کے



## عربی حاشیہ

ادوار کے اصحاب بھی انھیں طاقتوں کے سبب کامیاب ہوئے تھے۔

**فائدہ**

واضح رہے کہ جنگ احد میں شکست کے اسباب حسب ذیل تھے۔

۱۔کمزور ایمان اور صرف غیبی امداد پر بھروسہ۔ ۲۔مخالفت حکم رسولؐ۔ ۳۔نومسلم افراد کی فکر مال غنیمت۔ ۴۔جنگ بدر کی فتح کا غرور۔ ۵۔مقصد کے مقابلہ میں شخصیت کا خیال اور خبرِقتل پر فرار۔ ۶۔مقصد کے تحفظ کی فکر کا نہ ہونا۔

## اردو حاشیہ

جا چکے ہیں۔انس نے کہا کہ خدا تو زندہ ہے اس کی راہ میں جہاد کرو اور اگر وہ مر بھی گئے ہیں تو ان کے بعد تم زندہ رہ کر کیا کرو گے۔

(۵۷) اس موقع پر اس غلط فہمی کا ازالہ بھی کر دیا گیا کہ موت وقت سے پہلے نہیں آ سکتی تو میدان میں جانے میں کیا تکلف ہے۔ جہاد کرو تاکہ موت آئے تو شہادت کا درجہ نصیب ہو۔

مذکورہ بالا آیات نے ہر دَور کے مسلمانوں کی حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ وقت سے پہلے بہت رجز خوانی کرتے ہیں اور جنگ سے پہلے فتح و کامرانی کا دعویٰ کرتے ہیں، غربت میں سخاوت کا اظہار کرتے ہیں اور جب وقت آ جاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ان کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جنت صرف صابرین اور مجاہدین کے لئے ہے۔

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ

مقابلہ میں ہماری مدد فرما (۱۴۷) تو خدا نے انہیں معاوضہ بھی دیا اور آخرت کا

حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع

بہترین ثواب بھی دیا اور اللہ نیک عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۴۸)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ایمان والو اگر تم کفر اختیار کرنے والوں کی اطاعت کرلو گے تو یہ تمہیں اُلٹے پاؤں

يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ

پلٹا لے جائیں گے اور پھر تم ہی اُلٹے خسارہ والوں میں ہوجاؤ گے (۱۴۹) بلکہ

اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ

خدا تمہارا سرپرست ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے (۱۵۰) ہم عنقریب

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (73) بِمَاۤ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ

کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیں گے کہ انہوں نے اس کو خدا کا شریک بنایا ہے

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ

جس کے بارے میں خدا نے کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے اور ان کا انجام جہنم ہوگا اور وہ

مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ

ظالمین کا بدترین ٹھکانہ ہے (۱۵۱) خدا نے اپنا وعدہ اس وقت پورا کردیا

اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ (74) بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ (75) وَتَنَازَعْتُمْ

جب تم اس کے حکم سے کفار کو قتل کررہے تھے یہاں تک کہ تم نے کمزوری کا مظاہرہ کیا



## عربی حاشیہ

(73) علامہ مراغی کے مطابق اس لفظ سے مراد ابوسفیان ہے جو اسلام کا شجرۂ فتن ہے۔ اس نے احد سے واپسی پر دوبارہ کفار کو آمادہ کیا کہ باقی مسلمانوں کو بھی قتل کردیا جائے لیکن اچانک ان کے دل میں رعب پیدا ہوگیا اور اپنے ارادہ سے باز آگئے۔

(74) ایسا قتل عام کہ مقتول کو بھی محسوس ہونے لگے جیسا کہ احد میں ابتدا میں ہوا کہ پہاڑ سے مسلمان تیراندازی کر رہے تھے اور میدان میں تلوار چل رہی تھی یہاں تک کہ کفار کے قدم اکھڑ گئے..... لیکن......

(75) درہ پر ثابت قدم رہیں یا میدان میں اتر کر مالِ غنیمت لوٹیں۔

## اردو حاشیہ

(۵۸) میدانِ احد کی داستان بھی بڑی عجیب و غریب ہے۔ ابھی صرف چند دن گذرے ہیں کہ مسلمانوں نے پروردگار کی طرف سے غیبی تائید کا مشاہدہ کیا ہے۔ ایمان و اخلاص کے اثرات دیکھے ہیں۔ ملائکہ کی فوج اور آسمانی نصرت کے نتائج کا احساس کیا ہے۔ اور یکبارگی اتنا بڑا انقلاب آ گیا کہ ذرا سا مال غنیمت دیکھ کر رسول اکرمؐ کا حکم بھول گئے۔ سردارِ لشکر کو نظر انداز کردیا۔ شیطان کی آواز پر لبیک کہہ بیٹھے۔ ظاہر ہے کہ ایسی قوم کا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے کہ اسے وقتی ذلت بھی نصیب ہو اور اس کی بدعملی کا تذکرہ قرآن حکیم میں محفوظ بھی کرلیا جائے۔

یہ بات بھی انتہائی حیرت انگیز ہے کہ جنگ احد میں لشکر کفار کی قیادت ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی۔ علمبردار لشکر طلحہ بن عثمان تھا جس نے آواز دی کہ سچے مسلمان ہو تو مجھے جہنم میں بھیجو یا میری تلوار سے جنت میں جاؤ۔ جس پر حضرت علیؑ نے ایک وار میں اس کے پاؤں کاٹ دیئے اور وہ گھوڑے سے گر پڑا پھر اس کی فریاد پر چھوڑ بھی دیا کہ یہ علیؑ کے مخصوص رحم و کرم کا تقاضا تھا پھر جناب حمزہؓ نے ایسا جہاد کیا کہ بالآخر شہید ہوگئے۔ مسلمان مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو کفار کے کماندار خالد بن ولید نے دوبارہ حملہ کردیا اور جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ رسول اکرمؐ زخمی ہوگئے۔ ہندہ نے جناب حمزہؓ کا کلیجہ چبایا۔ اور آج عالمِ اسلام میں ابوسفیان، خالد، ہندہ عظیم کردار کی حیثیت رکھتے ہیں اور حضرت علیؑ، حضرت حمزہؓ گویا نا قابل ذکر شخصیتیں ہیں بلکہ اتباع معاویہ کی نظر میں تو قابلِ سب و شتم بھی

فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ (76) ۚ

اور آپس میں جھگڑا کرنے لگے اور اس وقت خدا کی نافرمانی کی جب اس نے تمہاری محبوب شے کو

مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ (77) الْآخِرَةَ ۚ

دکھلا دیا تھا تم میں کچھ دنیا کے طلب گار تھے اور کچھ آخرت کے۔ اس کے بعد تم کو

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ

ان کفار کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تمہارا امتحان لیا جائے اور پھر اس نے تمہیں معاف بھی کردیا کہ

وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥٢﴾ إِذْ تُصْعِدُونَ وَ

وہ صاحبانِ ایمان پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے (۱۵۲) اس وقت کو یاد کرو جب

لَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ

تم بلندی پر جارہے تھے اور مڑ کر کسی کو دیکھتے بھی نہ تھے جب کہ رسول پیچھے کھڑے تمہیں آواز دے رہے تھے

فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ (78) لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ

جس کے نتیجہ میں خدا نے تمہیں غم کے بدلے غم دیا تاکہ نہ اس پر رنجیدہ ہو جو چیز ہاتھ سے نکل گئی

وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ

اور نہ اس مصیبت پر جو نازل ہوگئی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۵۳) اس کے

أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً

بعد خدا نے ایک گروہ پر سکون نیند طاری کردی اور ایک کو نیند بھی نہ آئی کہ

مِنْكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ (79) قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ

اسے صرف اپنی جان کی فکر تھی اور ان کے ذہن میں خلاف حق جاہلیت جیسے خیالات تھے



## عربی حاشیہ

(76) مالِ غنیمت اور کفار کی شکست۔

(77) وہ سارے مسلمان جو درہ چھوڑ کر مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور طالبانِ آخرت وہ دس نفر تھے جو عبداللہ بن جبیر کے ساتھ جمے رہے۔

(78) پہلے اصحاب نے رسولؐ کو نافرمانی کا غم دیا۔ اس کے بعد خدا نے انھیں شکست قتلِ برادران، ندامت وشرمندگی کا غم دیا تاکہ مسلمانوں میں اطاعت کا حوصلہ پیدا ہوجائے اور نافرمانی کا انجام سمجھ میں آجائے اور آئندہ نہ مالِ غنیمت کے جانے کا غم کریں اور نہ میدان میں زخم کھانے کا ...... کہ یہی سرِ فتح اور رازِ کامرانی ہے۔

(79) پہلا گروہ مخلصین کا ہے جن کو نیند کے ذریعہ سکون دیا گیا اور دوسرا گروہ منافقین کا ہے جنھیں خوف اور حسرت سے نیند نہیں آئی۔

## اردو حاشیہ

ہیں۔ فعلی الاسلام بعدہ السلام۔

(۵۹) مالک کائنات اپنے بندوں کی کس کس طرح تائید کرتا ہے اس کا ایک منظر جنگ اُحد کے تھکے ہوئے مجاہدین کی نیند بھی ہے جس نے تکانِ جنگ کا خاتمہ کردیا اور اطمینانِ قلب کی نشاندہی کردی اور منافقین کو یہ لذت بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایمان اور نفاق کا یہ منظر ہجرت کی رات حضرت علیؑ کی نیند اور خیبر کی رات بعض افراد کی بیداری اور بے چینی میں بھی بخوبی مشاہدہ کیا گیا ہے۔

اس مقام پر منافقین کی علامت کے طور پر چند باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:-

۱۔ انہیں دین وایمان سے زیادہ اپنی جان کی فکر ہوتی ہے۔

۲۔ یہ خدائی معاملات میں بھی دخل اندازی کرنا چاہتے ہیں اور ہر کام اپنی رائے سے کرنا چاہتے ہیں۔

۳۔ یہ راہِ خدا میں شہادت کو شرف سمجھنے کے بجائے باعثِ طعن وطنز قرار دیتے ہیں۔

۴۔ ان کے قدم ہمیشہ میدان سے اکھڑ جاتے ہیں کہ ان کے کردار میں کوئی بات باعثِ ثبات قدم نہیں ہے اور ان کے دل میں واقعی ایمان واخلاص نہیں ہے۔

الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ (80)

اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ جنگ کے معاملات میں ہمارا کیا اختیار ہے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ

مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

اختیار صرف خدا کا ہے۔ یہ اپنے دل میں وہ باتیں چھپائے ہوئے ہیں

مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

جن کا آپ سے اظہار نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر اختیار ہمارے ہاتھ میں ہوتا

مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ

ہم یہاں نہ مارے جاتے تو آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں بھی رہ جاتے

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا

جن کے لئے شہادت لکھ دی گئی ہے وہ اپنے مقتل تک بہرحال جاتے اور خدا تمہارے دلوں کے

فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ (81) ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

حال کو آزمانا چاہتا ہے اور تمہارے ضمیر کی حقیقت کو واضح کرنا چاہتا ہے اور وہ خود ہر

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى

دل کا حال جانتا ہے (۱۵۴) جن لوگوں نے دونوں لشکروں کے ٹکراو کے دن پیٹھ پھیرلی

الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ

یہ وہی ہیں جنہیں شیطان نے ان کے کئے دھرے کی بناء پر بہکا دیاہے

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع يٰٓاَيُّهَا

اور خدا نے ان کو معاف کردیا کہ وہ غفور اور حلیم ہے (۱۵۵) اے ایمان والوں



## عربی حاشیہ

(80) منافقین کا کہنا تھا کہ امور حرب میں ہمیں بھی حصہ ملنا چاہئے تھا اور ہماری رائے پر عمل ہونا چاہیے تھا۔ ایسا ہوتا تو آبادی سے باہر ہی نہ نکلتے اور یہاں عالم غربت میں نہ مارے جاتے۔

(81) بعض حضرات نے گناہوں کو مراد لیا ہے کہ گناہ ہر جگہ اپنا اثر دکھاتے ہیں اور بعض نے کمزوری اور بزدلی کو مراد لیا ہے جس سے شیطان نے فائدہ اٹھایا۔

**فائدہ**

طبرسی نے ابوالقاسم بلخی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ صرف ۸ انصار اور ۵ مہاجرین ثابت قدم رہ گئے تھے جنھیں حضرت علیؑ کے نام پر اتفاق ہے اور باقی کے بارے میں اختلاف ہے۔

## اردو حاشیہ

۵۔ یہ ہمیشہ شیطان کے بہکانے میں آ جاتے ہیں اور شیطان کی آواز کے مقابلہ میں رسول اکرمؐ کی آواز بھی نہیں سنتے ہیں۔

۶۔ اُن کے حصہ میں حسرت و یاس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔

۷۔ یہ رحمت و مغفرت سے زیادہ مالِ غنیمت اور زندگانی دنیا کو عزیز رکھتے ہیں۔

واضح رہے کہ آیاتِ بالا میں جس معانی کا اعلان ہے اس کا تعلق ان صاحبانِ ایمان سے ہے جو صرف کمزوری یا بزدلی کی بناء پر بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور واقعاً منافق نہیں تھے ورنہ منافقین کے معاف کئے جانے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ اب منافقین کون ہیں ان کی شناخت مذکورہ بالا سات علامات سے بخوبی ہوسکتی ہے۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا
خبردار کافروں جیسے نہ ہوجاو جنہوں نے اپنے ساتھیوں کے سفر یا جنگ میں

لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى
مرنے پر یہ کہنا شروع کردیا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے

لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ (82) اللّٰهُ
اور نہ قتل کئے جاتے۔ خدا تمہاری علیحدگی ہی کو ان کے لئے باعث مسرّت

ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ
قرار دینا چاہتا ہے کہ موت و حیات اسی کے اختیار میں ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ
اور وہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۵۶) اگر تم راہِ خدا میں مرگئے

سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ
یا قتل ہوگئے تو خدا کی طرف سے مغفرت اور رحمت ان چیزوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے

خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ
جنہیں یہ جمع کررہے ہیں (۱۵۷) اور تم اپنی موت سے مرو یا قتل ہوجاو سب اللہ ہی کی بارگاہ میں

تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ
حاضر کئے جاو گے (۱۵۸) پیغمبر یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے

فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ
نرم ہو ورنہ اگر تم بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے



## عربی حاشیہ

(82) واضح رہے کہ یہ بات کفار نے مقتولین سے نہیں کہی تھی۔ ان کے قتل کے بعد زندوں سے کہی تھی لہٰذا یہ لام تعلیل کا ہے جس طرح لیجعل کا لام کَی کے معنی میں ہے اور لئن کا لام قسم کے لئے ہے اور لمغفرة کا لام جواب قسم کے لئے ہے اور اسی طرح لئن۔ اور لالی اللہ کا لام بھی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۶۰) آیت کریمہ کا انداز بتا رہا ہے کہ جنگِ احد سے فرار کرنے والے اس قابل بھی نہیں تھے کہ انہیں بزم پیغمبرؐ میں جگہ دی جاتی اور سرکار ان سے گفتگو کرتے لیکن رب العالمین نے تبلیغ اسلام کی مصلحتوں کے پیشِ نظر تمام باتوں کو نظر انداز کرکے نرم گفتگو، اچھے برتاؤ اور حسن سلوک کا حکم دے دیا تاکہ مسلمان اسلام سے فرار نہ کرنے پائیں۔ یہاں تک کہ اتمام حجت کے لئے مشورہ کا بھی حکم دے دیا کہ ان کا خیال یہ ہے کہ ہمارے مشورہ سے جنگ ہوتی تو کامیابی ضرور ہوتی۔ اب مشورہ بھی کرلیا کرو تاکہ حجت تمام ہوجائے لیکن خبردار ان پر بھروسہ نہ کرلینا اور جب عزم مصمم ہوجائے تو بھروسہ صرف اللہ پر کرنا کہ وہ اپنے اوپر بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور دوسروں پر اعتماد کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے اس کے بعد شاورہم فی الامر میں وسعت پیدا کرکے اس سے اسلام کے مشاورتی نظام پر استدلال کرنا ایک کھلی ہوئی غفلت اور جہالت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کہاں اسلام کا قانون اور کہاں تالیف قلب مسلمین۔

وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ [83] ج فَاِذَا عَزَمْتَ

لہٰذا اب انہیں معاف کردو۔ ان کے لئے استغفار کرو اور ان سے امر جنگ میں مشورہ کرو

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ

اور جب ارادہ کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو کہ وہ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے(۱۵۹) اللہ

يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ج وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ

تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور وہ تمہیں چھوڑ دے گا تو

ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

اس کے بعد کون مدد کرے گا اور صاحبانِ ایمان تو اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ط وَمَنْ يَّغْلُلْ

بھروسہ کرتے ہیں (۱۶۰) کسی نبی کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا وہ

يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ج ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

روزِ قیامت خیانت کے مال سمیت حاضر ہوگا اس کے بعد ہر نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ

کوئی ظلم نہیں کیاجائے گا (۱۶۱) کیا رضائے الٰہی کا اتباع کرنے والا اس کے جیسا ہوگا

بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾

جو غضب الٰہی میں گرفتار ہو کہ اس کا انجام جہنم ہے اور وہ بدترین منزل ہے (۱۶۲)

هُمْ دَرَجٰتٌ [84] عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

سب کے پیش پروردگار درجات ہیں اور خدا سب کے اعمال سے باخبر ہے (۱۶۳)



### عربی حاشیہ

(83) واضح رہے کہ اس کے قبل کی آیتوں میں بار بار لفظ امر استعمال ہو چکا ہے اور اس امر سے مراد بھی وہی امر جنگ ہے۔ اس کا خلافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر یہ حکم بھی فقط تسکین قلب اور دلجوئی کے لئے ہے ورنہ پیغمبرؐ امت کے مشورہ کا محتاج ہوجائے تو پیغمبر ہی نہیں ہوسکتا۔

(84) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے دونوں ہی قسمیں مراد ہیں اور مومنین ومنافقین سب ہی کے درجات ہوتے ہیں۔ نہ ایمان ایک درجہ کا ہوتا ہے اور نہ کفر ونفاق کا۔

### اردو حاشیہ

(۶۱) یہ اصحاب تھے جنھوں نے سرکار پر خیانت کا الزام لگایا تھا اور اسی لئے درہ کو چھوڑ دیا تھا کہ کہیں مالِ غنیمت کی تقسیم میں ہمارا حصہ ہضم نہ کرلیں۔ مالک کائنات نے ان افراد کی تنبیہ بھی کی اور پھر خیانت کے جرم کی سنگینی کی طرف بھی متوجہ کر دیا کہ یہ لوگ خیانت نہ کرنے پائیں مگر افسوس کہ رسول اکرمؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی دخترِ پیغمبرؐ کی ساری جاگیر پر قبضہ کرلیا گیا اور اسلام میں عظیم ترین خیانت کا عمل دخل ہوگیا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ

یقیناً خدا نے صاحبانِ ایمان پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے

اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

ایک رسول بھیجا ہے جو ان پر آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت کرتا ہے انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور کتاب

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ پہلے سے بڑی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے (۱۶۴)

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا[85] ۙ قُلْتُمْ

کیا جب تم پر وہ مصیبت پڑی جس کی دوگنی تم کفار پر ڈال چکے تھے تو تم نے یہ کہنا

اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

شروع کردیا کہ یہ کیسے ہوگیا تو پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ یہ سب خود تمہاری طرف سے ہے اور

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ

اللہ ہر شے پر قادر ہے (۱۶۵) اورجو کچھ بھی اسلام و کفر کے لشکر کے مقابلہ کے دن تم لوگوں کو تکلیف پہنچی ہے

فَبِاِذْنِ[86] اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

وہ خدا کے علم میں ہے اور اسی لئے کہ وہ مومنین کو جاننا چاہتا تھا (۱۶۶) اور منافقین کو بھی

نَافَقُوْا ښ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ

دیکھنا چاہتا تھا۔ ان منافقین سے کہا گیا کہ آو راہِ خدا میں جہاد کرو یا اپنے نفس سے دفاع کرو

ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ[87] قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ

تو انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم ہوتا کہ واقعی جنگ ہوگی تو تمہارے ساتھ ضرور آتے۔



### عربی حاشیہ

(85) جنگ بدر میں ۷۱ کفار مارے گئے اور ۷۰ گرفتار ہوئے اور جنگ احد میں ۷۱ مسلمان مارے گئے اور ایک بھی گرفتار نہیں ہوا جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ کفار کی مصیبت مسلمانوں سے دوگنی تھی۔

(86) یہ اذن علم کے معنی میں ہے ورنہ خدا کفار کو اجازت نہیں دے سکتا کہ صاحبانِ ایمان کو اذیت دیں مگر یہ کہ اجازت کا مفہوم جبراً نہ روکنا قرار دیا جائے جس کا نتیجہ علم ہی ہوگا۔

(87) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم فن جنگ سے ناواقف ہیں بلکہ ان کا کہنا تھا کہ ہمارا خیال تھا کہ مقابلہ نہیں ہوگا۔ یہ صرف لفظی بحث ہے اسی لئے ہم نے حصہ نہیں لیا تھا۔

ف: بعض مفسرین نے اسلام میں شوریٰ کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت عمر کی مجلس شوریٰ کا جواز پیش کیا گیا ہے لیکن اولاً تو شوریٰ مسلمانوں کے اپنے امور میں ہوتا ہے نہ کہ امرالٰہی میں اور امامتِ امت امرالٰہی ہے

### اردو حاشیہ

(۶۲) جنگِ اُحد اسلامی تاریخ کا اتنا سنگین سانحہ ہے کہ قرآن مجید نے اس کے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ مسلمانوں میں جتنی ذہنی خرابیاں تھیں ان سب کا بھی تزکرہ کیا ہے اور انہوں نے جس عملی کمزوری کا ثبوت دیا ہے اس کا بھی اظہار کر دیا گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ ان سے کہا گیا کہ اگر ایماندار ہو تو راہِ خدا میں جہاد کرو۔ دنیا دار ہو تو اپنے نفس سے دفاع کرو۔ لیکن وہ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوئے بلکہ جو راہِ خدا میں شہید ہو گئے ان کے بارے میں بھی طنز کرنے لگے کہ ہماری بات نہ مان کے اپنی جان گنوا دی۔ پروردگار عالم نے اس خیال پر شدت سے تنبیہہ کی کہ شہداء راہِ خدا کو مردہ خیال بھی نہ کرنا۔ وہ زندہ ہیں اور حقیقتاً زندہ ہیں کہ رزق بھی پا رہے ہیں۔ فضل وکرم ونعمت الٰہی سے بھی بہرہ ور ہیں۔ اپنے ساتھیوں کا انتظار بھی کر رہے ہیں اور خوف وحزن سے پاک و پاکیزہ بھی ہیں۔

ان کے جذبہ جہاد پر زخموں کا اثر نہیں ہوتا اور ہر حال میں خدا اور رسولؐ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ دشمن کے لشکر عظیم کی خبر ملتی ہے تو خدا کی طاقت کا حوالہ دیتے ہیں اور خدا کے لئے جیتے ہیں اور اسی کی راہ میں مرجاتے ہیں۔

یہ آیات ہر دَور کے مسلمانوں کے لئے مرقع عبرت ہیں کہ کل والوں نے کمزوری کا مظاہرہ کیا تھا اور دشمن کی طاقت سے ڈر گئے تھے تو آج تک ان کی کہانی دہرائی جا رہی ہے۔ تم بھی بزدلی کا مظاہرہ کرو گے تو قیامت تک کی ملامت وندامت کا سامنا کرو گے۔ مگر افسوس کہ احد کے منافقین کی ذہنی نسل آج

يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا

یہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تر ہیں اور زبان سے وہ کہتے ہیں جو دل میں

لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ (88)

نہیں ہوتا اور اللہ ان کے پوشیدہ امور سے باخبر ہے (۱۶۷) یہی وہ

قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۗ قُلْ

لوگ ہیں جنھوں نے اپنے مقتول بھائیوں کے بارے میں یہ کہنا شروع کردیا کہ وہ ہماری اطاعت کرتے تو ہرگز

فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَ

قتل نہ ہوتے تو پیغمبر ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اپنے دعویٰ میں سچّے ہو تو اب اپنی ہی موت کو ٹال دو (۱۶۸) اور

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۗ بَلْ

خبردار راہِ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور

اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ

اپنے پروردگار کے یہاں رزق پارہے ہیں (۱۶۹) خدا کی طرف سے

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ

ملنے والے فضل و کرم سے خوش ہیں اور جو ابھی تک ان سے ملحق نہیں ہوسکے ہیں ان کے بارے میں

مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وقف لازم

یہ خوش خبری رکھتے ہیں کہ ان کے واسطے بھی نہ کوئی خوف ہے اور نہ حزن (۱۷۰)

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

وہ اپنے پروردگار کی نعمت، اس کے فضل اور اس کے وعدہ سے خوش ہیں کہ وہ صاحبانِ ایمان کے



## عربی حاشیہ

امر مسلمین نہیں ہے اور ثانیاً یہ کہ اس شوریٰ میں تو وہ مسلمان بھی نہیں تھے جن سے خندق میں خود پیغمبرؐ نے مشورہ کیا تھا اور اس طرح سعد بن عبادہ اور ابوذر جیسی شخصیتوں کو بھی شامل نہیں کیا گیا تھا گویا یہ شوریٰ کم تھا اور شور زیادہ۔

(88) ابوسفیان نے احد سے واپسی پر راستہ میں یہ طے کیا کہ مسلمان ہار گئے ہیں واپس چل کر ان کا بالکل خاتمہ کردیا جائے اور واپسی کا ارادہ کیا تو رسول اکرمؐ نے بھی اصحاب کو آواز دی۔ احد کے زخمی مجاہدین تیار ہوگئے ابوسفیان نے ابن مسعود اشجعی کی زبانی یہ فتنہ اٹھانا چاہا کہ ابوسفیان کا لشکر بہت بڑا ہے اور مقابلہ مشکل ہے۔ اتفاق سے اس نے یہ خبر حضرت علیؑ سے بیان کردی۔ آپ نے فرمایا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پروردگار نے انھیں الفاظ میں آیت نازل کردی۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۶۷ میں لفظ نافقوا علامت ہے

## اردو حاشیہ

بھی اسی اندازِ فکر کا شکار ہے کہ دشمن کی طاقت کی توصیف وتعریف کر کے مسلمانوں کے حوصلہ کو پست کر رہی ہے۔ کل حضرت علیؑ تھے جنھوں نے خدائی طاقت کا حوالہ دیا تھا اور آج ان کے غلام ہیں جو خدائی طاقت ونصرت کے سہارے دنیا کی ہر بڑی طاقت کو چیلنج کرنے کے لئے تیار ہیں۔

أَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧١﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ
اجر کو ضائع نہیں کرتا (۱۷۱) یہ صاحبانِ ایمان ہیں جنہوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی

مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ
خدا اور رسول کی دعوت پر لبیک کہی۔ ان کے نیک کردار اور متقی افراد کے لئے

اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٢﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ (89)
نہایت درجہ اجر عظیم ہے (۱۷۲) یہ وہ ایمان والے ہیں کہ جب ان سے بعض لوگوں نے کہا کہ

قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا
لوگوں نے تمہارے لئے عظیم لشکر جمع کرلیا ہے لہٰذا ان سے ڈرو تو ان کے ایمان میں اور اضافہ ہوگیا اور انہوں نے کہا

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ (90) مِّنَ اللّٰهِ
کہ ہمارے لئے خدا کافی ہے اور وہی ہمارا ذمہ دار ہے (۱۷۳) پس یہ مجاہدین خدا کے

وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
فضل و کرم سے یوں پلٹ آئے کہ انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور انہوں نے رضائے الٰہی کا اتباع کیا اور اللہ

ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿١٧٤﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ (91) يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠
صاحبِ فضلِ عظیم ہے (۱۷۴) یہ شیطان صرف اپنے چاہنے والوں کو ڈراتا ہے لہٰذا تم

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٥﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ
ان سے نہ ڈرو اور اگر مومن ہو تو مجھ سے ڈرو (۱۷۵) اور آپ کفر میں

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ
تیزی کرنے والوں کی طرف سے رنجیدہ نہ ہوں یہ خدا کا کوئی نقصان نہیں کرسکتے۔۔۔



## عربی حاشیہ

کہ ابھی مکمل طور پر منافق نہیں بنے تھے ورنہ منافقین کا ایک گروہ واپس ہو چکا تھا۔

(89) پہلے ناس سے مراد ابن مسعود جیسے لوگ ہیں اور دوسرے ناس سے ابوسفیان وغیرہ۔ خدا نے سب کا ستیاناس کردیا۔

(90) مسلمان کمال جرات اور ہمت کا مظاہرہ کرکے زخمی حالت میں مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے تو ابوسفیان بھاگ کھڑا ہوا اور مسلمان بغیر کسی اذیت وتکلیف کے فضل خدا سے صحیح وسالم واپس آگئے۔

(91) حافظ محمد بن احمد کلبی نے تفسیر تسہیل میں نقل کیا ہے کہ شیطان سے مراد ابوسفیان ہے یا اس کا نمائندہ جس کو اس نے مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

## اردو حاشیہ

(۶۳) ان آیات کریمہ میں چند نکات پائے جاتے ہیں جن کی طرف عالمِ اسلام کو ہمہ وقت متوجہ رہنا چاہئے۔

۱۔ راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں کا خدا مددگار ہے۔ وہ زخمی ہونے کے باوجود گھر سے نکل پڑتے ہیں تو خدا دشمنوں کے دلوں میں رعب پیدا کردیتا ہے اور وہ میدان چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن یہ بات عزم جہاد کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ صرف خوفزدہ ہوکر گھر میں بیٹھ رہنے سے نہیں حاصل ہوتی۔

۲۔ شیطان صفت انسانوں کا خاصہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو دشمن کی طاقت کا احساس دلا کر کمزور کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے زیرِ اثر وہی لوگ ہوتے ہیں جن کا ولی شیطان ہے۔ اللہ کی ولایت پر ایمان رکھنے والا ان باتوں سے متاثر نہیں ہوتا جیسا کہ جنگ خندق میں دیکھا گیا ہے۔

۳۔ انسان کو کفر کی تگ ودو سے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ ان کے بیڑے سمندروں میں حرکت کرتے ہی رہتے ہیں۔ ایمان والوں پر ان باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ ان کا مددگار پروردگار ہے جو سارے بیڑوں کو ایک ساتھ غرق کرنے والا ہے۔

۴۔ دنیا کے راحت وآرام کو خدا کی نگاہ میں محبوبیت کی نشانی نہیں سمجھنا چاہئے۔ وہ کفار کو راحت وآرام دے کر چھوٹ دیتا ہے کہ گناہ کا کوئی حوصلہ باقی نہ رہ جائے۔ اس کے بعد جب چاہے گا چند لمحوں میں فنا کردے گا۔

يُرِيدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجۡعَلَ لَهُمۡ حَظًّا فِى الۡاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ

خدا چاہتا ہے کہ ان کا آخرت میں کوئی حصّہ نہ رہ جائے اور صرف عذابِ

عَظِيۡمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ لَنۡ يَّضُرُّوا

عظیم رہ جائے (۱۷۶) جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خرید لیا ہے وہ خدا کو کوئی نقصان

اللّٰهَ شَيۡـًٔا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ

نہیں پہنچاسکتے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۱۷۷) اور خبردار یہ کفار یہ نہ سمجھیں کہ

كَفَرُوۡۤا اَنَّمَا نُمۡلِىۡ [92] لَهُمۡ خَيۡرٌ لِّاَنۡفُسِهِمۡ ؕ اِنَّمَا نُمۡلِىۡ لَهُمۡ

ہم جس قدر راحت و آرام دے رہے ہیں وہ ان کے حق میں کوئی بھلائی ہے۔ ہم تو صرف اس لئے دے رہے ہیں

لِيَزۡدَادُوۡۤا اِثۡمًا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ

کہ جتنا گناہ کرسکیں کرلیں ورنہ ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے (۱۷۸) خدا صاحبانِ ایمان کو

الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَلٰى مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ حَتّٰى يَمِيۡزَ الۡخَبِيۡثَ مِنَ

ان ہی حالات میں نہیں چھوڑ سکتا جب تک خبیث اور طیّب کو الگ الگ نہ کردے

الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى الۡغَيۡبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

اور وہ تم کو غیب پر مطلع بھی نہیں کرنا چاہتا ہاں اپنے نمائندوں میں سے کچھ لوگوں کو

يَجۡتَبِىۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ

اس کام کے لئے منتخب کرلیتا ہے لہٰذا تم خدا اور رسول پر ایمان رکھو اور اگر

وَاِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَلَكُمۡ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا

ایمان و تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے (۱۷۹) اور خبردار



## عربی حاشیہ

(92) خدا گناہ کرنے کے لئے مال نہیں دیتا ہے۔ کفار مال پانے کے بعد گناہوں میں اضافہ کردیتے ہیں اور خدا انھیں چھوٹ دے دیتا ہے اور اسی چھوٹ کی بنا پر یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کی نظیریں قرآن مجید میں بے شمار ہیں۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۷۸ میں لام عاقبت ہے لام غایت نہیں ہے کہ جبرواکراہ کاالزام عائد کیا جاسکے۔

آیت نمبر ۱۸۰ میں فضلہ علامت ہے کہ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے اور آسمان و زمین کی وراثت اسی کے لئے ہے اور جب اسی کے یہاں واپس جانا ہے تو بہتر یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے دے دے۔ امام محمدؑ باقرؑ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتا ہے اس کا مال اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا اگر مال کو جدا نہیں کرنا چاہتا تھا تو پھر

## اردو حاشیہ

۵۔ خداوند عالم اچھے برے انسانوں سے باخبر ہے لیکن ہر ایک کو باخبر نہیں کرنا چاہتا ورنہ معاشرہ کا باقی رہنا محال ہو جائے گا اور ہر طرف نفرت کا دور دورہ ہو جائے گا۔

۶۔ پروردگار اپنے مخصوص بندوں کو غیب کے حالات سے باخبر کرتا رہتا ہے لیکن انہیں یہ ہدایت رہتی ہے کہ اس علم کو صرف مخصوص مواقع پر استعمال کریں گے باقی سارے کام ظاہری قوانین کے مطابق انجام دیں گے۔

۷۔ بخل کوئی ہنر نہیں ہے۔ یہ انتہائی عیب اور نقص ہے جس کا انجام انتہائی سخت اور دردناک ہے۔

يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

جو لوگ خدا کے دیئے ہوئے میں بخل کرتے ہیں ان کے بارے میں یہ نہ سوچنا کہ

هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا

اس بخل میں کچھ بھلائی ہے۔ یہ بہت برا ہے اور عنقریب جس مال میں بخل کیا ہے

بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

وہ روزِ قیامت ان کی گردن میں طوق بنا دیا جائے گا اور اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی ملکیت ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۠ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ

اور وہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۸۰) اللہ نے ان کی بات کوبھی سن لیا ہے

قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ (93) وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا

جن کا کہنا ہے کہ خدا فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں۔ ہم ان کی اس مہمل بات کو

قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا

اور ان کے انبیاء کے ناحق قتل کرنے کو لکھ رہے ہیں اور انجام کار ان سے کہیں گے

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

کہ اب جہنم کا مزا چکھو (۱۸۱) اس لئے کہ تم نے پہلے ہی اس کے اسباب فراہم کرلئے ہیں

لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۚ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ

اور خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے (۱۸۲) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے

عَهِدَ (94) اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ

عہد لیا ہے کہ ہم اس وقت تک کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کرے



## عربی حاشیہ

اپنے ہی ساتھ رکھے۔

(93) پروردگار نے اپنے بندوں کی تالیف قلب اور ان کے امتحان کیلئے قرض مانگ لیاتو یہودیوں نے کہنا شروع کردیا کہ مسلمانوں کا خدا فقیر ہے اور ہم لوگ مالدار ہیں۔ پروردگار نے اسی حماقت کا جواب دیا ہے اور دیگر جرائم کی طرف بھی متوجہ کردیا ہے۔

(94) یہ یہودیوں کی دوسری افتراپردازی ہے ورنہ خدانے ایسی کوئی بات نہیں کی اور یہودی صفت انسان ہمیشہ حق کے مقابلہ میں افتراپردازی ہی سے کام لیا کرتے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۶۴) یہودیوں کی دریدہ دہنی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ خدا کے مطالبہ قرض کوامتحان کے بجائے غربت کی علامت دے کر اسلام کا مذاق اڑانے لگے اور پھر رسول اکرمؐ سے خود ساختہ معجزہ کا مطالبہ کردیا اور اس کی سند بھی فرضی عہد الٰہی کو قرار دے دیا۔

رب العالمین نے ان کی بے ایمانی کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی واضح کردیا کہ ان کے باپ دادا بھی ایسے ہی تھے اور انہوں نے بھی کبھی معجزات، مواعظ اور کتب وصحف کی پرواہ نہیں کی ورنہ انبیاء کے قتل کے مرتکب نہ ہوتے۔

تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ

جسے آسمانی آگ کھا جائے تو ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول معجزات اور تمہاری

وَبِالَّذِىْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾

فرمائش کے مطابق صداقت کی نشانی لے آئے پھر تم نے انہیں کیوں قتل کردیا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو (۱۸۳)

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ

اس کے بعد بھی آپ کی تکذیب کریں تو آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب ہوچکی ہے

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

جو معجزات، مواعظ اور روشن کتاب سب کچھ لے کر آئے تھے (۱۸۴) ہر نفس موت کا

الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (95) ؕ فَمَنْ

مزہ چکھنے والا ہے اور تمہارا مکمل بدلہ تو صرف قیامت کے دن ملے گا۔

زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا

اس وقت جسے جہنم سے بچا لیا گیا اور جنّت میں داخل کردیا گیا

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِىْٓ

وہ کامیاب ہے اور زندگانی دنیا تو صرف دھوکہ کا سرمایہ ہے (۱۸۵) یقیناً تم

اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اپنے اموال اور نفوس کے ذریعہ آزمائے جاوگے اور جن کو تم سے پہلے

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى

کتاب دی گئی ہے اور جو مشرک ہوگئے ہیں سب کی طرف سے بہت



## عربی حاشیہ

(95) بعض مفسرین نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اجر کا ایک حصہ قبر میں مل جائے گا اور دوسرا محشر میں یعنی تکمیل محشر میں ہوگی لیکن بظاہر آیت کی نظر صرف قیامت کی طرف ہے جہاں مکمل حساب کیا جائے گا۔

فائدہ

زُبُر عام کتابوں کا نام ہے اور کتاب منیر توریت وانجیل وغیرہ ہیں کہ ان میں نور پایا جاتا ہے .....یا زبر وعظ و نصیحت کا حصہ ہے اور کتاب منیر سے مراد اجتماعی اور انفرادی احکام کا مجموعہ ہے۔

## اردو حاشیہ

(۶۵) یہ وہ مرحلہ ہے جس سے ہر داعی حق کو گزرنا پڑتا ہے تبلیغ اسلام کا راستہ پھولوں کی سیج نہیں ہے کانٹوں کی راہ گذر ہے۔ انبیاء اور مرسلین اسی راستہ سے گذرے ہیں۔ خاصانِ خدا نے انہیں مصائب کا سامنا کیا ہے اہلِ باطل کے پاس حق کی تکذیب اور افترا پردازی کے علاوہ کوئی حربہ کبھی نہیں رہا ہے۔

(۶۶) یہ صاحبانِ ایمان کی تسکین قلب کا بہترین سامان ہے کہ دنیا اور اس کے مصائب صرف چند روزہ ہیں۔ ایک دن سب کو مر جانا ہے۔ یہاں راحت و آرام کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ یہ تو صرف دھوکہ کا سامان ہے۔ اصل راحت و آرام جنت میں ہے جس کا حاصل ہو جانا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔

خبردار! دشمنانِ خدا کے طعنوں کی پرواہ نہ کرنا۔ اپنا کام کئے جاؤ۔ یہ اذیت دیتے رہیں گے اور مہمل باتیں کرتے رہیں گے۔ لیکن تمہارا اشعار صبر اور تقویٰ کو ہونا چاہئے جو ایک صاحبِ عقل وفہم انسان کے کردار کی امتیازی صفت اور اس کی مخصوص نشانی ہے۔

كَثِيْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ
اذیت ناک باتیں سنوگے۔ اب اگر تم صبر کروگے اور تقویٰ اختیار کروگے تو یہی امور میں

الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
استحکام کا سبب ہے (۱۸۶) اس موقع کو یاد کرو جب خدا نے جن کو کتاب دی

الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ ٘ فَنَبَذُوْهُ
ان سے عہد لیا کہ اسے لوگوں کے لئے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں۔

وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا
لیکن انہوں نے اس عہد کو پسِ پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر بیچ دیا تو یہ بہت برا

يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا
سودا کیا ہے (۱۸۷) خبردار جو لوگ اپنے کئے پر مغرور ہیں اور چاہتے ہیں کہ

وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ
جو اچھے کام نہیں کئے ہیں ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے تو خبردار انہیں عذاب سے

بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَ لِلّٰهِ
محفوظ خیال بھی نہ کرنا۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۱۸۸) اور اللہ

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
کے لئے زمین و آسمان کی کل حکومت ہے اور وہ ہر شے پر

قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ
قادر ہے (۱۸۹) بے شک زمین و آسمان کی خلقت لیل و نہار کی

منزل ۱

## عربی حاشیہ

(96) وہ کام جس پر عاقل انسان کو ہمیشہ کمر بستہ رہنا چاہیے یعنی صبر اور تقویٰ۔ صاحبان عقل وفہم کی زندگی کا مستقل عزم اور شعار ہے۔

(97) بظاہر یہود و نصاریٰ مراد ہیں لیکن حکم ہر صاحبِ کتاب کے لئے عام ہے۔

(98) آیت میں دوبارہ لفظ کا تکرار مسئلہ کی اہمیت کی نشانی ہے کہ ایسے افراد کے عذاب سے بچ جانے کا تصور بھی نہیں ہوسکتا اور بالکل نہیں ہوسکتا۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۸۷ ایک عام قانون ہے کہ اہل علم پر حقائق کا بیان واجب ہے جیسا کہ امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ پروردگار نے اہلِ انجیل سے انجیل سیکھنے کا عہد نہیں لیا جب تک کہ ان کے علماء سے سکھانے کا عہد نہیں لے لیا۔

## اردو حاشیہ

(۶۷) امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ خدا نے جاہلوں سے سیکھنے کا عہد بعد میں لیا ہے علماء سے تعلیم دینے کا عہد پہلے لیا ہے۔ یعنی بنیادی ذمہ داری اہل علم کی ہے۔ اس کے بعد جہلاء کی ذمہ داری شروع ہوتی ہے۔ اب اگر اہل علم اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کرتے اور آیاتِ الٰہیہ کو چھپا دیتے ہیں یا ان میں تحریف کر دیتے ہیں یا دنیاوی مفادات کے لیے تبلیغ نہیں کرتے اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ کارِ خیر کو ان کی طرف منسوب کر کے ان کی تعریف کی جائے تو ایسے لوگ کسی قیمت پر عذاب جہنم سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ

آمدو رفت میں صاحبانِ عقل کے لئے قدرت کی نشانیاں ہیں (۱۹۰) جو لوگ

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ [99]

اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے خدا کو یاد کرتے ہیں

يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا

اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غوروفکر کرتے ہیں۔۔۔ خدایا تو نے

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ

یہ سب بے کار نہیں پیدا کیا ہے۔ تو پاک و بے نیاز ہے ہمیں عذابِ جہنم سے

النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ

محفوظ فرما (۱۹۱) پروردگار تو جسے جہنم میں ڈال دے گا گویا اسے ذلیل و رسوا کردیا

وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا [100]

اور ظالمین کا کوئی مددگار نہیں ہے (۱۹۲) پروردگار ہم نے اس منادی کو سُنا

مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ

جو ایمان کی آواز لگا رہا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لے آو تو ہم ایمان لے آئے۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ

پروردگار اب ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرما اور

تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ ۚ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى

ہمیں نیک بندوں کے ساتھ محشور فرما (۱۹۳) پروردگار جو تو نے اپنے رسولوں سے وعدہ کیا ہے



## عربی حاشیہ

(99) آیت میں ذکر، فکر اور عمل تینوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو ایمان کے تین ارکان ہیں۔ ذکر زبان سے، فکر دل سے اور عمل اعضاء وجوارح سے ہوتا ہے۔

(100) قرآن مجید میں اِنّا بھی استعمال ہوا ہے اور اننا بھی .....دونوں کے موارد ومقامات کے مطالعہ سے بلاغت قرآن کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۸۸ ایک عام نصیحت ہے ان تمام لوگوں کے لیے جو عام طور پر اپنے عمل پر خوش رہتے ہیں اور لوگوں کی تعریف وستائش کے خواہش مند رہتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۹۱ میں صاحبانِ عقل کی پہچان ذکر، فکر، خلقت الٰہی پر اعتماد احساس مقصد۔ خیال۔ کوتاہی عمل۔ اعتبار جہنم وتصور عدم انصار کو قرار دیا گیا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۶۸) یہودیوں اور عیسائیوں کی شرارتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد صاحبانِ عقل و ایمان کے صفات وکمالات کا تذکرہ کیا گیا کہ یہ صاحبانِ ذکر بھی ہیں اور صاحبانِ فکر بھی۔ ہر حال میں خدا کو یاد رکھتے ہیں اور مخلوقات میں غور وفکر کرکے اپنے ایمان میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ افعال الٰہیہ کو مبنی حکمت سمجھتے ہیں اور کسی عمل کو باطل اور بیکار نہیں قرار دیتے۔ اور جب کوئی داعی حق آواز دیتا ہے تو پوری طرح متوجہ ہوجاتے ہیں اور ایمان واستغفار میں مصروف ہوجاتے ہیں انھیں صرف اپنی عاقبت اور آخرت کی فکر ہے اور یہ اسی کے لیے فکر مند اور دست بدعا رہتے ہیں۔

رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

اسے عطا فرما اور روزِ قیامت ہمیں رسوا نہ کرنا کہ تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا (۱۹۴)

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ

پس خدا نے ان کی دعا کوقبول کیا کہ میں تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کو

مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ

ضائع نہیں کروں گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ تم میں بعض بعض سے ہیں۔ پس جن

هَاجَرُوْا [101] وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ

لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے وطن سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور

قٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ

انہوں نے جہاد کیا اور قتل ہوگئے تو میں ان کی برائیوں کی پردہ پوشی کروں گا اور انہیں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ

ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ خدا کی طرف سے ثواب ہے

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ [102]

اور اس کے پاس بہترین ثواب ہے (۱۹۵) خبردار تمہیں کفار کا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۫ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ

شہر شہر چکر لگانا دھوکہ میں نہ ڈال دے (۱۹۶) یہ حقیر سرمایہ اور سامانِ عیش ہے اس کے بعد

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

انجام جہنم ہے اور وہ بدترین منزل ہے (۱۹۷) لیکن جن لوگوں نے تقویٰ الٰہی اختیار کیا



## عربی حاشیہ

(101) ہجرت۔ اپنے ارادہ سے مصالح اسلام کے لئے ترکِ وطن کرنا اور اخراج بجبر آوارہ وطن بنادیا جانا ہے۔ اسلام میں بلادکفر میں اقامۂ شعائر اسلام ممکن نہ ہوتو ازخود ہجرت کرنا واجب ہے تاکہ دوسرے مقام پر احکامِ اسلام پر عمل کیا جاسکے۔ حیرت کی بات ہے کہ مسلمان صرف چند روزہ آرام کے لئے بلادِ اسلام کو ترک کرکے اُدھر جاتے ہیں۔ جہاں احکام اسلام پر عمل کرنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے اور یہ قطعاً فعل حرام ہے۔

(102) کفار ہرطرف گردش بھی کرتے رہتے ہیں اور ممالک کو گردش بھی دیتے رہتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ اللہ کے چہیتے اور عاقبت وآخرت کے مالک ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۶۹) سورہ آل عمران میں عقیدۂ توحید کے بعد انفاق، جہاد، صبر وتقویٰ اور جنگِ احد کی مسلسل کیفیت بیان کرنے کے بعد اب تعلیمات کے خلاصہ کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے کہ صاحبانِ ایمان کی توجہ تمام تر اسی کی طرف ہونی چاہیے۔ وطن ترک کرنا پڑے۔ گھر سے نکال دیےء جائیں، میدان جنگ میں آنا پڑے، قتل ہوجائیں کسی بات کی پرواہ نہ کریں۔ راہِ خدا میں ساری تکلیفیں برداشت کریں۔ اس کا انجام بہترین انجام ہے۔ کفار کے چندروزہ عیش وآرام سے مرعوب نہ ہوں۔ اس کا انجام بہت برا ہے۔ انسان عاقل ظاہری حالات کو نہیں دیکھتا ہے۔ انجام کار پر نگاہ رکھتا ہے۔

(۷۰) تقویٰ اسلام کا سب سے بڑا شعار ہے۔ کتاب الٰہی ہدی للمتقین سے شروع ہوئی ہے اور ہر ہر قدم پر ہر عمل خیر میں تقویٰ کی شرط بیان کی گئی ہے۔ اعمال کی قبولیت تقویٰ سے ہے۔ جنت میں داخلہ تقویٰ سے ہے، مصائب سے نجات تقویٰ کے ذریعہ ہے۔ اجر بے حساب تقویٰ میں ہے۔ پروردگار کی معیت اہل تقویٰ کے لیے ہے اور فلاح وکامرانی بھی اہل تقویٰ ہی کا حصہ ہے۔

امام جعفرؑ صادق نے تقویٰ کی بہترین تعریف یہ کی ہے کہ خدا نے جس چیز کا حکم دیا ہے اس سے غائب نہ پائے اور جس چیز سے روکا ہے اس میں حاضر نہ پائے۔

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا

ان کے لئے وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ خدا کی طرف سے

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ

یہ سامانِ ضیافت ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے سب نیک افراد کے لئے خیر ہی خیر ہے (۱۹۸) اہلِ کتاب

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ

میں وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ پر اور جو کچھ تمہاری طرف نازل ہوا ہے اور جو اُن کی طرف نازل ہوا ہے

اِلَیْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا یَشْتَرُوْنَ

سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ آیاتِ خدا حقیر سی

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

قیمت پر فروخت نہیں کرتے۔ ان کے لئے پروردگار کے یہاں ان کا اجر ہے

اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا

اور خدا بہت جلد حساب کرنے والا ہے (۱۹۹) اے ایمان والو صبر کرو۔ صبر کی تعلیم دو۔

وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

جہاد کے لئے تیاری کرو اور اللہ سے ڈرو شاید تم فلاح یافتہ اور کامیاب ہوجاو (۲۰۰)



## عربی حاشیہ

(103) بظاہر نجاشی اور عبداللہ بن سلام جیسے لوگ مراد ہیں لیکن واقعتاً قانون عام ہے اور رحمت الٰہی میں افراد کی تخصیص نہیں ہے۔ استحقاق درکار ہے جہاں صلاحیت ہے وہیں رحمت پروردگار بھی ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۹۶۔ ۱۹۷ علامت ہے کہ بے ایمانوں کے اطمینان اور صاحبانِ ایمان کی پریشانی کا راز یہ ہے کہ دنیا متاعِ قلیل ہے اور اس کے بعد جہنم کی طویل سزا ہے۔

پھر صاحبانِ ایمان اپنی آمدنی میں پابند شریعت ہوتے ہیں اور بے ایمان آزاد ہوتے ہیں تو ان کی مال کی زیادتی حیرت انگیز نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

تقویٰ کے لیے صبر اور صبر کے ساتھ باہمی صبر کی تعلیم اور ان دونوں کے ساتھ دشمن سے جہاد کی مکمل تیاری ہی زندگی میں کامیابی اور کامرانی کا بہترین راز ہے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

ایاتها ۱۷۶ ۴ سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ ۹۲ رکوعاتها ۲۴

سورہ النساء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

انسانو !اس پروردگار سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا ہے اور اس کا

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا

جوڑا بھی اسی کی جنس سے پیدا کیا ہے اور پھر دونوں سے بکثرت مرد وعورت دنیا میں

رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ

پھیلا دیئے ہیں اور اس خدا سے بھی ڈرو جس کے ذریعہ ایک دوسرے سے

بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱ وَ اٰتُوا

سوال کرتے ہو اور قرابتداروں کی بے تعلقی سے بھی۔ اللہ تم سب کے اعمال کا نگراں ہے (۱) اور

الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪

یتیموں کو ان کا مال دے دو اور ان کے مال کو اپنے مال سے نہ بدلو

وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا

اور ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاو کہ یہ

كَبِيْرًا ۝۲ وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا

گناہ کبیرہ ہے (۲) اور اگر یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کرسکنے کا خطرہ ہے



## عربی حاشیہ

(1) یہ سورہ مدنی ہے۔اس میں ۱۷۶ آیتیں ہیں اور سورہ ممتحنہ کے بعد نازل ہوا ہے۔صاحبِ مجمع البیان نے نقل کیا ہے کہ اس کی دو آیتیں مکی بھی ہیں۔سورہ کا آغاز عورتوں کے احکام سے ہوا ہے لہٰذا اس کا نام سورۃ نساء رکھا گیا ہے۔

(2) اس سے مراد جناب آدم ہیں جن سے تمام انسان پیدا ہوئے ہیں اور جناب حوا یعنی ان کی زوجہ کو انھیں کی جنس سے پیدا کیا گیا ہے گویا من تبعیض کے لئے نہیں بلکہ بیان جنس کے لئے ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱) ابتدا میں انسانوں کو ایک اصل کی طرف متوجہ کیا گیا۔ تا کہ ہر طرح کے تفاخر اور اظہار برتری کا جذبہ ختم ہو جائے۔ اور یتیم، فقیر، لاوارث سب بھائی نظر آنے لگیں۔ اخوت و برادری کا جذبہ عام ہو اور برادری کی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو۔ جس قرابت کے نام پر برادری پیدا ہوئی ہے اس کا خیال رکھا جائے اور جس خدا نے قرابت پیدا کی ہے اس کا تقویٰ اختیار کیا جائے۔

(۲) یتیموں کو اولاد آدمؑ وحواؑ ہونے کا اعتبار سے برادری میں داخل کرنے کے بعد ان کے اموال کا انتظام کیا گیا اور اولیاء امر کو ان کے احکام کے بارے میں توجہ دلائی گئی۔

۱۔ ان کے مال کو ان کے حوالے کر دو۔

۲۔ خبیث وطیب کا تبادلہ نہ کرو یعنی اپنے مالِ حلال کو دے کر ان کا مال حرام نہ لو کہ وہ تمہارے لئے بھی حرام ہے۔

۳۔ ان کے اموال کو اپنے اموال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ اور حساب یاد رکھو۔

۴۔ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں ناانصافی کا خطرہ ہے تو دوسری عورتوں سے عقد کرلو اور ان میں انصاف نہ کرسکو تو ایک ہی کرو اور عورتوں کو بھی ان

مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ

تو جو عورتیں تمہیں پسند ہیں دو۔ تین۔ چار ان سے نکاح کرلو اور اگر ان میں بھی

خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ

انصاف نہ کرسکنے کا خطرہ ہے تو صرف ایک۔۔۔ یا جو کنیزیں تمہارے ہاتھ کی ملکیت ہیں،

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ؕ ۳ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ [3]

یہ بات انصاف سے تجاوز نہ کرنے سے قریب تر ہے (۳) عورتوں کو ان کا

نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ

مہر عطا کردو پھر اگر وہ خوشی خوشی تمہیں دینا چاہیں

هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۴ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ

تو شوق سے کھالو (۴) اور ناسمجھ لوگوں کو ان کے وہ اموال جن کو تمہارے لئے

جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا

قیام کا ذریعہ بنایا گیا ہے نہ دو۔ اس میں ان کے کپڑے کا انتظام کردو اور

لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۵ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا

ان سے مناسب گفتگو کرو (۵) اور یتیموں کا امتحان لو اور جب وہ نکاح کے

النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ

قابل ہوجائیں تو اگر ان میں رشید ہونے کا احساس کروتو ان کے اموال ان کے

اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ

حوالے کردو اور زیادتی کے ساتھ یا اس خوف سے کہ کہیں وہ بڑے نہ ہوجائیں



## عربی حاشیہ

(3) مہر کو عطیہ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہ فریضہ بھی ہے اور عطیہ بھی لیکن لذّت کی قیمت نہیں ہے ورنہ لذت طرفین کو حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ

ارحام کا عطف اللہ پر ارحام کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سب آدم وحوا کی اولاد اور قرابتدار ہیں۔

حَوب راغب اصفہانی کے مطابق وہ ضرورت ہے جو گناہ کی دعوت دے یعنی ضرورت بھی گناہ کو جائز نہیں بنا سکتی ہے۔

آیت ۳ کے دونوں حصے بالکل مربوط ہیں کہ یتیم لڑکی سے عقد میں ناانصافی کا خطرہ ہے تو آزاد سے عقد کرو جہاں سماجی دباؤ بھی رہتا ہے یہاں تحریف کا تصور غلط ہے۔

## اردو حاشیہ

کا مہر ادا کردو اور اسے ایک طرح کا عطیہ اور فریضہ سمجھ کر ادا کرو تا کہ زوجیت کاروبار نہ بن جائے۔

۵۔ یتیموں کی طرح جو ناسمجھ ہیں اور بالغ ہونے کے بعد بھی اپنے اموال کا صحیح انتظام نہیں کرسکتے ہیں ان کے اموال کو بھی اپنی نگرانی میں رکھو۔

۶۔ حتی الامکان ان کے اموال کو استعمال نہ کرو اور اپنا کام اپنے مال سے چلاؤ۔

## عربی حاشیہ

(4) یہ اولیاء یتیم کیلئے تنبیہ ہے کہ اس مال میں سے خرچ نہ کرو بلکہ حتی الامکان اس میں اضافہ کرو اور اسے صرف مرکز و مصدر قرار دو۔

(5) یہ اسلام کا قانون مساوات ہے کہ اس نے مرد و عورت دونوں کا حصہ دلوایا ہے ورنہ جاہلیت میں میراث میں عورتوں کا کوئی حصہ نہیں تھا کہ وہ جنگ و جدال میں حصہ نہیں لیتیں۔

(6) یہ اولیاء یتیم کے لئے تنبیہہ ہے کہ یتیموں کے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو اپنے یتیموں کے لئے پسند کرتے ہو۔

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ [4] ج وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا

جلدی جلدی نہ کھاجاو۔۔۔ اور تم میں جو غنی ہے وہ ان کے مال سے پرہیز کرے

فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ط فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ

اور جو فقیر ہے وہ بھی صرف بقدر مناسب کھائے۔ پھر جب ان کے اموال ان کے

فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ط وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٦﴾ لِلرِّجَالِ [5]

حوالے کرو تو گواہ بنالو اور خدا تو حساب کے لئے خود ہی کافی ہے (٦) مردوں کے لئے

نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ص وَلِلنِّسَاءِ

ان کے والدین اور اقربا کے ترکہ میں ایک حصّہ ہے اور عورتوں کے لئے بھی

نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ

ان کے والدین اور اقربا کے ترکہ میں سے ایک حصّہ ہے

مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ط نَصِيبًا مَفْرُوضًا ﴿٧﴾ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ

وہ مال بہت ہو یا تھوڑا یہ حصّہ بطور فریضہ ہے (٧) اور اگر تقسیم کے وقت

أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ

دیگر قرابتدار، ایتام، مساکین بھی آجائیں تو انہیں بھی اس میں سے بطور رزق دے دو

وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿٨﴾ وَلْيَخْشَ [6] الَّذِينَ لَوْ

اور ان سے نرم اور مناسب گفتگو کرو (٨) اور ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ

تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ص

اگر وہ خود اپنے بعد ضعیف و ناتواں اولاد چھوڑ جاتے تو کس قدر پریشان ہوتے



## اردو حاشیہ

(۳) تعدد ازواج کی مشروط اجازت اسلامی احکام کی جامعیت کا شاہکار ہے۔ دورِ حاضر کے فسادات اور انسانیت کے قتل عام کے بعد جو صورتِ حال سامنے آنے والی ہے اس کے بعد سارے عالم کو اس کی ضرورت اور افادیت کا احساس پیدا ہوگا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ مغربی ممالک نے لواطہ کو جائز کر دیا ہے اور تعدد ازواج کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ بریں عقلِ و دانش......

ذیل میں چار آیات ہیں اور سب میں ایک الگ قانون کی وضاحت کی گئی ہے:-

۱۔ مرد اور عورت دونوں کی وراثت کا اعلان ہوا تا کہ جاہلیت کی تردید ہو جائے جہاں عورتوں اور بچوں کو میراث نہیں ملتی تھی۔

۲۔ جن لوگوں کا حق نہیں ہے وہ بھی وقت تقسیم موجود ہوں تو انہیں کچھ دے دیا جائے کہ ان کی دل شکنی نہ ہو اور وہ قانون سے بدظن نہ ہو جائیں۔ انسانی فطرت ہے کہ تقسیم کو دیکھ کر دل میں طمع پیدا ہو ہی جاتی ہے۔

۳۔ اولیاء یتیم کو چاہئے کہ یتیموں کے مال میں اس انداز سے تصرف کریں کہ اگر خود ان کے بچے یتیم ہوتے تو ان کا کیا دل چاہتا۔

۴۔ یتیموں کے اموال کو ناحق استعمال نہ کیا جائے کہ یہ آگ کھانے کے مترادف ہے یعنی بقدر حق استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

لہذا خدا سے ڈریں اور سیدھی سیدھی گفتگو کریں (۹) جو لوگ

يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ

ظالمانہ انداز سے یتیموں کا مال کھاجاتے ہیں وہ درحقیقت

بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾ ع يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ

اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب واصل جہنم ہوں گے (۱۰) اللہ تمہیں

فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (7) ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً

تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکوں کے برابر ہوگا۔

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا (8) مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً

اب اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہیں تو انہیں تمام ترکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا اور اگر

فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ

ایک ہی ہے تو اسے آدھا اور مرنے والے کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے

مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ

اگر اولاد بھی ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوں تو ماں کے لئے ایک تہائی ہے

وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ

اور اگر بھائی بھی ہوں تو ماں کیلئے چھٹا حصہ ہے۔ ان وصیتوں کے بعد جو کہ مرنے والے نے کی ہیں

السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ

یا ان قرضوں کے بعد جو اس کے ذمہ ہیں۔ یہ تمہارے ہی ماں باپ اور اولاد ہیں مگر



## عربی حاشیہ

(7) یہی حکم دولڑکیوں کا بھی ہے دو سے زیادہ کی شرط نہیں ہے۔

دوثلث یا ایک ثلت بطور فرض دینے کے بعد باقی بھی انھیں کوواپس کردیا جائے گا کہ اسلام نے اور کوئی حقدار معین نہیں کیا ہے۔

(8) یہ فلسفہ میراث کی طرف اشارہ ہے کہ درجات اور طبقات کی مصلحت افادیت ہے لیکن تم اسی سے باخبر نہیں ہو اور خدا علیم وحکیم ہے لہٰذا اس کی حکمت پر ایمان رکھنا چاہیے اور یہ سب فریضہ ہے جس میں کسی طرح کی ترمیم اور تحریف کا بھی حق نہیں ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۸ حکم استحبابی ہے اس لئے مقدار کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔

میراث میں للذکر مثل حظ الانثیین علامت ہے کہ اصل حصہ لڑکی کا ہے، لڑکے کا حصہ اسی کے ذریعہ طے ہوا ہے۔

فوق اثنتین میں دو اور اس سے زیادہ

## اردو حاشیہ

(۴) یہ وہ صورت ہے جہاں صرف لڑکیاں وارث ہوں اور دوسرا وارث نہ ہو۔ اہل سنت باقی حصہ کو دوسرے ورثہ کو دے دیتے ہیں جب کہ ان کا کوئی ذکر آیت میں نہیں ہے۔ اور جس طاؤس کی روایت کو سند بنایا گیا ہے وہ کذاب ہے۔

(۵) لفظ اولاد عام ہے لڑکا ہو یا لڑکی اور ابوین صرف ماں باپ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کا حصہ نکالنے کے بعد باقی کا کیا حشر ہوگا؟ اہل تشیع کے نزدیک انہیں کو واپس کر دیا جائے گا کہ دوسرا وارث نہیں ہے اور اہل سنت کے نزدیک صرف باپ کو ملے گا جس کی کوئی دلیل قرآنی نہیں ہے اور رشتہ سب کا برابر کا ہے۔

(۶) آیت میں بظاہر وصیت کا ذکر پہلے ہے لیکن قانوناً قرض وصیت پر مقدم ہے چاہے قرض عرفی ہو یا قرض شرعی مثل خمس، زکوٰۃ، حج، نذورات وغیرہ اور اس کا سبب یہ ہے کہ آیت میں لفظ اَو ہے واؤ نہیں ہے اور واؤ بھی ترتیب کی دلیل نہیں ہے۔

اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً

تمھیں نہیں معلوم کہ تمہارے حق میں زیادہ منفعت رساں کون ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے

مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ (9)

فریضہ ہے اور اللہ صاحبِ علم بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۱۱) اور تمہارے لئے

مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ

تمہارے بیویوں کے ترکہ کا نصف ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پس اگر ان کی اولاد بھی ہے

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

تو اُن کے ترکہ میں سے تمہارا چوتھائی حصہ ہے ان کی وصیتوں یا قرضوں کے بعد

يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ

اور ان کے لئے تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو

يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا

اور اگر تمہاری اولاد بھی ہے تو ان کے لئے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے،

تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ

ان وصیتوں کے بعد جو تم نے کی ہیں یا قرضوں کے بعد اگر قرض ہے اور اگر کوئی

كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ

مرد یا عورت اپنے کلالہ (مادری بھائی یا بہن) کا وارث ہو رہا ہے۔ اور ایک بھائی یا ایک بہن ہے

فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ

تو ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ اس وصیت کے بعد جو کی گئی ہے یا قرضہ کے بعد



## عربی حاشیہ

دونوں مراد ہیں جس طرح کہ حاجب کے بارے میں لفظ اخوہ دو کو بھی شامل ہے۔

(9) واضح رہے کہ اولاد کے نہ ہونے میں ''ماترک'' ہے اور اولاد کے ہونے میں ''ممّا ترکن'' ہے جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ ایک صورت میں کل ترکہ کا نصف ہے اور دوسری صورت میں اولاد کا مخصوص حصّہ نکل جانے کے بعد چوتھائی حصہ ہے لیکن ازواج کے لئے دونوں صورتوں میں ''ممّا ترکتم'' وارد ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انھیں سارے ترکہ میں سے نہیں ملے گا بلکہ بعض اموال سے محروم رہیں گی جیسے کہ زمین، جائداد وغیرہ اور وہ اس لئے کہ یہ اموال غیر منقول ہیں اور زوجہ کا رشتہ منقول ہوا کرتا ہے اور وہ کسی وقت بھی طلاق لے کر جا سکتی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۷) اسلام میں میراث کے دو اسباب ہیں:-

**نسبی رشتہ**...... جس میں پہلے طبقہ میں ماں باپ اور اولاد۔ دوسرے طبقہ میں برادر و خواہر اور اجداد۔ اور تیسرے طبقہ میں ماموں اور چچا وغیرہ ہیں۔

**سببی رشتہ**...... جس میں شوہر اور زوجہ کا رشتہ آتا ہے اور دونوں کا بنیادی فرق یہ ہے کہ نسبی رشتہ دار اپنے رشتہ کے اعتبار سے وارث ہوں گے اور قریب تر کے ہوتے ہوئے دور والا وارث نہ ہوگا ورنہ ساری اولاد آدم ہر مرنے والے کی وارث ہو جائے گی...... اور سببی رشتہ ہر نسبی رشتہ دار کے ساتھ اپنے حصہ کا حق دار ہوگا کہ پہلے زوجہ یا شوہر کا حق نکال دیا جائے گا اس کے بعد نسبی رشتہ داروں میں ترکہ تقسیم ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ شوہر زوجہ کے تمام مال کا حصہ دار ہوگا اور زوجہ صرف منقولہ اموال میں سے کہ زوجہ کا رشتہ شوہر کی طرف سے قابلِ نقل و انتقال ہے شوہر کا رشتہ زوجہ کی طرف سے ایسا نہیں ہے۔

میراث کے بارے میں سرکار دو عالمؐ کا ارشاد ہے کہ میراث کے احکام سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کہ میں عنقریب دنیا سے جانے والا ہوں اور یہ علم بھی چلا جائے گا اور پھر فتنے ظاہر ہوں گے اور دو آدمی میراث میں جھگڑا کریں گے تو تیسرا فیصلہ کرنے والا نہ ملے گا۔

یہ فرائض سیکھو کہ یہ تمہارے دین کا ایک حصہ ہیں۔ ان کا علم نصف علم دین ہے اور سب سے پہلے میری امت سے یہی سلب کیا جائے گا۔

ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى

بشرطیکہ وصیت یا قرضہ کی بنیاد ورثہ کو ضرر پہنچانے پر نہ ہو یہ خدا کی طرف سے

بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ [10] ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ

وصیت ہے اور خدا ہر شے کا جاننے والا اور ہر کام کو حکمت کے مطابق

عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۗ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

انجام دینے والا ہے (۱۲) یہ سب الٰہی حدود ہیں اور جو اللہ و رسول کی اطاعت کرے گا خدا اسے

وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ

ہمیشہ رہیں گے اور درحقیقت یہی سب سے بڑی کامیابی ہے (۱۳) اور جو

يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ

خدا و رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کے حدود سے تجاوز کرجائے گا خدا اسے جہنم میں

نَارًا خَالِدًا [11] فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع وَالّٰتِيْ

داخل کردے گا اور وہ وہیں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے (۱۴) اور تمہاری

يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا

عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کریں ان پر اپنوں میں سے

عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ [12]

چار گواہوں کی گواہی لو اور جب گواہی دے دیں تو



## عربی حاشیہ

(10) یہ پابندی ہے کہ انسان کو نہ ایسی وصیت کرنے کا حق ہے جس سے ورثہ کو نقصان پہنچے اور نہ ایسے فرضی قرض کے اقرار کرنے کا حق ہے جس کی بنیاد ورثہ کی ایذا رسانی پر ہو۔

(11) اہل جنت کے لئے خالدین اور اہلِ جہنم کے لئے خالداً استعمال ہوا ہے کہ جہنمیوں کو ساتھیوں کے ساتھ رہنے کا لطف بھی حاصل نہ ہوگا کہ ''مرگِ انبوہ جشنے دارد'' بنالیں۔

(12) ابتداء اسلام میں زنا کی سزا خانہ قید کی تھی یہاں تک کہ موت آجائے۔ اسلام نے اس سزا کے ساتھ اس کی تبدیلی کا بھی اشارہ دے دیا اور بعد میں اس حکم کو منسوخ کر کے غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے اور شادی شدہ کے لئے سنگسار کا حکم مقرر کردیا۔

ف: واضح رہے کہ قانون میراث ایک فطری قانون ہے کہ انسان کسی انسان کے وجود کا ایک حصہ یا اس کے خصوصیات کا ورثہ دار ہے جو اس کے اموال کا حصہ دار بھی ہونا چاہیے ورنہ

## اردو حاشیہ

صدق رسول اللہ...... بے شک امت اسلامیہ میں سب سے پہلا یہی مسئلہ پیدا ہوا اور امت اسلامیہ سے سب سے پہلے یہی علم سلب کیا گیا جب دختر پیغمبرؐ نے اپنے حق میراث کا مطالبہ کیا اور امت کے خودساختہ رہنماؤں نے اس کا صریحی انکار کردیا۔

فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ

انہیں گھروں میں بند کردو۔ یہاں تک کہ موت آجائے یا خدا ان کے لئے

لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا[13] مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ

کوئی راستہ مقرر کردے (۱۵) اور تم میں سے جو آدمی بدکاری کریں انہیں اذیت دو

فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

پھر اگر توبہ کرلیں اور اپنے حال کی اصلاح کرلیں تو ان سے اعراض کرو کہ خدا بہت

تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ

توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے (۱۶) توبہ خدا کے ذمہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے

يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ

جو جہالت کی بناء پر برائی کرتے ہیں اور پھر فوراً توبہ کرلیتے ہیں کہ

فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

خدا ان کی توبہ کو قبول کرلیتا ہے وہ علیم و دانا بھی ہے اور صاحبِ

حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

حکمت بھی (۱۷) اور توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو پہلے برائیاں کرتے ہیں

السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

اور پھر جب موت سامنے آجاتی ہے تو کہتے ہیں کہ اب ہم نے توبہ کرلی

اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ

اور نہ ان کے لئے ہے جو حالت کفر میں مرجاتے ہیں کہ



## عربی حاشیہ

ہرانسان آخر حیات میں محنت مشقت ترک کردے گا اور اس طرح اخلاقیات کے ساتھ اقتصادیات کا بازار بھی سرد پڑ کررہ جائے گا جیسا کہ فرانس میں تجربہ ہو چکا ہے۔

(13) اس صیغہ مذکر سے مرد وعورت بھی مراد ہو سکتے ہیں اور دو مرد بھی جن کی بدکاری کو لواطہ کہا جاتا ہے۔

بعض روایات میں سرکار دوعالمؐ سے نقل کیا گیا ہے کہ روح کے حلق تک پہنچ جانے کے بعد بھی توبہ ہوسکتی ہے حالانکہ یہ روایت اس آیت کی صراحت کے خلاف ہے۔ خدا بغیر توبہ بھی معاف کرسکتا ہے لیکن جس توبہ کی قبولیت کا لفظ ''علی'' سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ہنگامِ موت کی توبہ نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۸) اسلام میں بدکاری کی تمام قسمیں حرام ہیں چاہے مرد وعورت کے درمیان ہو یا عورت عورت کے درمیان یا مرد مرد کے درمیان۔ فرق صرف یہ ہے کہ آخری صورت کو بدترین قسم قرار دیا گیا ہے کہ اس طرح ایک طرف تو نطفہ کی بربادی ہوتی ہے اور دوسری طرف مرد کی مردانگی کو نسوانیت میں تبدیل کیا جاتا ہے اور یہ انتہائی سنگین اخلاقی جرم ہے اسی لئے اسلام نے اس لواطہ کی سزا یہ قرار دی ہے کہ مجرم کو قتل کردیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے یا ہاتھ پاؤں باندھ کر بلندی سے نیچے پھینک دیا جائے کہ ایسے افراد زندہ رہنے کے قابل نہیں ہیں۔

أُولٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۸﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

ان کے لئے ہم نے بڑا دردناک عذاب مہیّا کر رکھا ہے (۱۸) اے ایمان والو

اٰمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۚ[14] وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ

تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ جبراً عورتوں کے وارث بن جاو اور خبردار

لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّآ أَنْ يَأْتِينَ

انہیں منع بھی نہ کرو کہ جو کچھ ان کو دے دیا ہے اس کا کچھ حصّہ لے مگر یہ کہ

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ

واضح طور پر بدکاری کریں اور ان کے ساتھ نیک برتاو کرو اب اگر تم انہیں ناپسند بھی کرتے ہو

فَعَسٰٓى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴿۱۹﴾

تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور خدا اسی میں خیر کثیر قرار دے دے (۱۹)

وَإِنْ أَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ

اور اگر تم ایک زوجہ کی جگہ پر دوسری زوجہ کو لانا چاہو اور ایک کو مال کثیر

إِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا[15] مِنْهُ شَيْـًٔا ۚ أَتَأْخُذُونَهُ

بھی دے چکے ہو تو خبردار اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔ کیا تم اس مال کو بہتان اور

بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضٰى[16]

کھلے گناہ کے طور پر لینا چاہتے ہو (۲۰) اور آخر کس طرح تم مال کو واپس لو گے جب کہ

بَعْضُكُمْ إِلٰى بَعْضٍ وَّأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا

ایک دوسرے سے متّصل ہوچکا ہے اور ان عورتوں نے تم سے بہت سخت قسم کا عہد لیا ہے (۲۱) اور خبردار



## عربی حاشیہ

(14) اس لفظ سے عورتوں کے اموال کی میراث بھی مراد ہوسکتی ہے اور خود عورتوں کا بطور میراث لینا بھی مراد ہوسکتا ہے کہ اسلام میں دونوں ہی حرام ہیں۔

(15) عرب جب ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری سے عقد کرنا چاہتے تھے تو اس پر الزام تراشی کرتے تھے تاکہ وہ جان چھڑانے کے لئے کچھ رقم بھی دے دے اور اس سے دوسری شادی کر لیں۔ اسلام نے اس طرز عمل کو بہتان اور گناہ سے تعبیر کیا ہے۔

(16) افضاء کے معنی ملا دینے کے ہیں یعنی ایک وجود مکمل طور سے دوسرے وجود سے متّصل ہوچکا ہے جسے عرف عام میں دخول کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کی نہایت حسین اور بلیغ تعبیر استعمال کی ہے کہ اس نے اپنا پورا وجود تمہارے وجود سے ملا دیا ہے اور تم چند پیسوں کو اس سے الگ کرنا چاہتے ہو۔ یہ انتہائی شرم کی بات ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۵ کے بارے میں ایک خیال یہ

## اردو حاشیہ

(۹) جاہلیت میں چند ظالمانہ طریقے رائج تھے:-

۱۔ سوتیلی اولاد باپ کی منکوحہ کے سر پر کپڑا ڈال کر اسے میراث بنا لیتی تھی۔

۲۔ سوتیلی ماں کے سارے ترکہ پر قبضہ کر لیا جاتا تھا اور اسے اس کے شوہر کے ترکہ سے بھی محروم کر دیا جاتا تھا۔

۳۔ اسے عقد ثانی بھی نہ کرنے دیتے تھے کہ اس طرح اپنا مال بھی لے کر چلی جائے گی۔

۴۔ عقد ثانی کی اجازت اس شرط سے دیتے تھے کہ ترکہ کا مال چھوڑ دے اور پھر چلی جائے۔

۵۔ عورتوں پر اس غرض سے سختی کرتے تھے کہ وہ اپنی جان چھڑانے کے لئے کل مہر یا کچھ مہر وغیرہ واپس کر دیں۔

اسلام نے عورت کو محترم ثابت کرنے کے لئے ان تمام قسموں پر پابندی عائد کر دی اور یہ طے کر دیا کہ دولت کی خاطر کسی طرح کا جبر جائز نہیں ہے اور وہ بدکاری بھی کریں تو بھی ان کے ساتھ معاشرت کا برتاؤ صحیح اور مناسب ہونا چاہئے اور اس میں کسی طرح کا ظلم و جبر نہیں ہونا چاہئے۔

(۱۰) اسلامی احکام میں کوئی شعبہ دوسرے شعبہ سے بالکل جدا اور مختلف نہیں ہے بلکہ ہر شعبہ میں دوسرے شعبہ کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس مقام پر بھی عقد و میراث کے مسائل کے ساتھ اخلاقی نکات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ عقد ثانی تمہارا بنیادی حق ہے۔ طلاق کا تمہیں اختیار دیا گیا ہے لیکن یہ زندگی کے پیچیدہ

تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ

جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نے نکاح (جماع) کیا ہے ان سے نکاح نہ کرنا مگر وہ جواب تک ہو چکا ہے۔۔۔

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ

یہ کھلی ہوئی برائی اور پروردگار کا غضب اور بدترین راستہ ہے (۲۲) تمہارے اوپر تمہاری

اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ

مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، وہ مائیں جنھوں نے

وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ

تم کو دودھ پلایا ہے، تمہاری رضاعی (دودھ شریک) بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں،

الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ

تمہاری پروردہ عورتیں جو تمہاری آغوش میں ہیں اور ان عورتوں کی اولاد،

مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا

جن سے تم نے دخول کیا ہے ہاں اگر دخول نہیں کیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے

دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؗ (17) وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ

اور تمہارے فرزندوں کی بیویاں جو فرزند تمہارے صلب سے ہیں

الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا

اور دو بہنوں کا ایک ساتھ جمع کرنا سب حرام کردیا گیا ہے علاوہ اس کے جو اس سے

مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾ ۙ

پہلے ہو چکا ہے کہ خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۲۳)



## عربی حاشیہ

ہے کہ من نسائکم سے زنائے محصنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ سزا وقتی تھی جب تک دوسرا قانون نہ آجائے اور وہ سنگسار نہیں ہے کہ لفظ من استعمال ہوا ہے جو سزا کے لئے استعمال نہیں ہوتا ہے۔ اور اس اعتبار سے آیت ۱۶ کا حکم غیر محصنہ کا ہے اور اللذ ان اگرچہ مذکر ہے لیکن مرد وعورت دونوں کو شامل ہیں۔

واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۰ کا حکم اگرچہ استبدال سے متعلق ہے لیکن قانون عام ہے اور استبدال کا ذکر صرف جاہلیت کے حالات کی ترجمانی کے طور پر ہوا ہے۔

(17) ساس اور پروروہ میں یہی فرق ہے کہ ساس نکاح کے ساتھ ہی حرام ہوجاتی ہے جیسے ہی عورت سے عقد کیا اس کی ماں ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اور زوجہ کی بیٹی اس وقت تک حرام نہیں ہوتی ہے جب تک کہ زوجہ سے جماع نہ کرے ورنہ عقد کے فوراً بعد طلاق دے دے تو بیٹی سے بھی عقد ہوسکتا ہے۔

## اردو حاشیہ

مسائل کا حل ہے دولت کا کاروبار نہیں ہے لہٰذا خبردار اس اختیار کو بطور کاروبار استعمال نہ کرنا۔

(۱۱) عقد نکاح بھی دوسرے معاملات کی طرح کا ایک معاملہ ہے لیکن اس میں بعض ایسے خصوصیات پائے جاتے ہیں جو دوسرے معاملات میں نہیں ہیں اور اسی لئے اس کا معاہدہ بھی سخت اور سنگین قرار دیا گیا ہے۔ دیگر معاملات میں جنس کا سودا جنس سے یا مال کا سودا مال سے ہوتا ہے اور نکاح میں انسان کا سودا انسان سے یا روح کا سودا روح سے ہوتا ہے اور اس کا تقدس دیگر معاملات سے کہیں زیادہ ہے۔

(۱۲) وہ معاشرہ کتنا حیوانی رہا ہوگا۔ جب بیٹا اپنی ماں سے بدکاری کرتا ہو اور سوتیلی ماں کو زوجہ کی جگہ استعمال کرتا ہو۔ اسلام نے اس عمل کو انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ دین اسلام پر ایک ایسا وقت بھی آ گیا تھا کہ جب یزید جیسا شرابخوار جس کی صفت تھی، سوتیلی ماؤں سے زنا کرنا، اسے خلیفۃ المسلمین تسلیم کرلیا گیا تھا اور بڑے بڑے نامور افراد نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔ ایسے موقع پر ناموس اسلام وقرآن کے تحفظ کے لئے ویسی ہی قربانی درکار تھی جیسی امام حسینؑ نے پیش کی ہے۔ امام حسینؑ نہ ہوتے اور ان کی قربانی نہ ہوتی تو آج کفر کا اسلام نام ہوجاتا۔

وَّالۡمُحۡصَنٰتُ[1] مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ۚ

اورتم پر حرام ہیں شادی شدہ عورتیں۔ علاوہ ان کے جو تمہاری کنیزیں بن جائیں۔

کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ ۚ وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ اَنۡ

یہ خدا کا کھلا ہوا قانون ہے اور ان سب عورتوں کے علاوہ تمہارے لئے حلال ہے کہ

تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ مُّحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ ؕ فَمَا

اپنے اموال کے ذریعہ عورتوں سے رشتہ پیدا کرو عفت و پاک دامنی کے ساتھ، سفاح و زنا کے ساتھ نہیں

اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ[2] بِہٖ مِنۡہُنَّ فَاٰتُوۡہُنَّ اُجُوۡرَہُنَّ فَرِیۡضَۃً ؕ وَلَا

پس جو بھی ان عورتوں سے تمتع کرے ان کی اجرت انہیں بطور فریضہ دے دے

جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ فِیۡمَا تَرٰضَیۡتُمۡ بِہٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِیۡضَۃِ ؕ

اور فریضہ کے بعدآپس میں رضا مندی ہوجائے تو کوئی حرج نہیں ہے

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ مِنۡکُمۡ

بیشک اللہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی ہے (۲۴) اور جس کے پاس اس قدر

طَوۡلًا[3] اَنۡ یَّنۡکِحَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ فَمِنۡ مَّا مَلَکَتۡ

مالی وسعت نہیں ہے کہ مومن آزاد عورتوں سے نکاح کرے تو وہ مومنہ

اَیۡمَانُکُمۡ مِّنۡ فَتَیٰتِکُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِاِیۡمَانِکُمۡ ؕ

کنیز عورت سے عقد کرلے۔ خدا تمہارے ایمان سے باخبر ہے تم سب

بَعۡضُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَانۡکِحُوۡہُنَّ بِاِذۡنِ اَہۡلِہِنَّ وَاٰتُوۡہُنَّ

ایک دوسرے سے ہو۔ ان کنیزوں سے ان کے اہل کی اجازت سے عقد کرو اور انہیں



## عربی حاشیہ

(1) وہ عورتیں جو اسلام، آزادی نکاح اور عفت کے قلعہ میں محفوظ ہوں۔

(2) عقد متعہ مراد ہے جس میں اجرت ابتدا ہی سے فرض ہوتی ہے۔

(3) طول یا مالی وسعت جس کے بغیر کسی دور میں آزاد عورتوں سے نکاح ممکن نہیں رہا ہے۔ اگرچہ اسلام نے ہر صورت میں عقد کی دعوت دی ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۲۴ میں اجرت کے لئے شرط استمتاع علامت ہے کہ عقد دائم مراد نہیں ہے کوئی ایسا عقد مراد ہے جس میں اجرت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

مزید یہ کہ اجرت پر زور دینا اشارہ ہے کہ اصل تشریع متعہ موجود ہے۔ آیت کریمہ مسئلہ اجرت ومہر کی ادائیگی پر زور دینے کے لئے نازل ہوئی ہے۔

آیت نمبر ۲۵ میں احصان نہ شادی شدہ

## اردو حاشیہ

(۱) آیت کریمہ میں عقد متعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو باتفاق مسلمین سرکار دو عالمؐ کے عہد مبارک میں حلال تھا اور اس کا ذکر صحیح بخاری کتاب الترغیب فی النکاح۔ صحیح مسلم باب نکاح المتعہ میں موجود ہے اور فخر رازی اور علامہ طبری نے اپنی تفسیر میں اس کا اعتراف کیا ہے اور پیغمبرِ اسلامؐ کے بعد عمر بن الخطاب نے اسے حرام قرار دیا ہے جس کا اعتراف تمام مفسرین ومورخین نے کیا ہے۔ علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے متعۃ النساء، حج تمتع اور حی علیٰ خیر العمل تینوں کو حرام قرار دیا ہے۔ اور فخر رازی اور طبری نے تفسیر میں حضرت علیؑ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر عمر نے متعہ حرام نہ کر دیا ہوتو سوائے شقی اور بد بخت آدمی کے کوئی زنا نہ کرتا۔

بعض اہل سنت نے روایات کے سہارے حکم آیت کو منسوخ ثابت کرنا چاہا ہے حالانکہ آیت روایات آحاد سے منسوخ نہیں ہوتی اور پھر حضرت عمر کا قول روایات کے جعلی ہونے کی واضح دلیل ہے ورنہ انہیں حرام کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ عقد متعہ، مہر، وارثت اولاد، عِدہ وغیرہ میں نکاح جیسے قوانین کا حامل ہے۔ صرف مدت کے اعتبار سے دونوں میں فرق رکھا گیا ہے۔

(۲) یہ ترغیب کا بہترین اسلوب ہے کہ صاحبِ ایمان آزاد وکنیز میں فرق نہیں کرتا اور صرف ایمان پر نگاہ رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ بالآخر کنیزیں بھی آدمؑ و

أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَٰتٍ غَيْرَ مُسَٰفِحَٰتٍ وَلَا

ان کی مناسب اجرت (مہر) دے دو۔ ان کنیزوں سے عقد کرو جو عفیفہ اور

مُتَّخِذَٰتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَٰحِشَةٍ (4)

پاک دامن ہوں نہ کہ کھلم کھلّا زنا کار ہوں اور نہ چوری چھپے دوستی کرنے والی ہوں

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ

پھر جب عقد میں آگئیں تو اگر زنا کرائیں تو ان کے لئے آزاد عورتوں کے نصف کے برابر سزا ہے۔

لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ (5) مِنكُمْ ۚ وَأَن تَصْبِرُوا۟ خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ

یہ کنیزوں سے عقد ان کے لئے ہے جو بے صبری کا خطرہ رکھتے ہوں ورنہ صبر کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ

ع ۴ ۳ ۱

غفور و رحیم ہے (۲۵) وہ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے واضح احکام بیان کردے اور تمہیں

سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ (6) عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ

تم سے پہلے والوں کے طریقہ کار کی ہدایت کردے اور تمہاری توبہ قبول کرلے اور وہ خوب جاننے والا اور

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۚ قف وَيُرِيدُ

صاحبِ حکمت ہے (۲۶) خدا چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَٰتِ أَن تَمِيلُوا۟ مَيْلًا عَظِيمًا ﴿۲۷﴾

خواہشات کی پیروی کرنے والے چاہتے ہیں کہ تمہیں بالکل ہی راہِ حق سے دور کردیں (۲۷)

يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنسَٰنُ

خدا چاہتا ہے کہ تمہارے لئے تخفیف کا سامان کردے اور انسان تو کمزو ر ہی



## عربی حاشیہ

ہونا ہے اور نہ مسلمان ہونا ہے بلکہ باعفت ہونا ہے کہ مالکانہ جبر زنا نہیں ہے لیکن اگر زنا کریں تو سزا بہرحال دی جائے گی۔

(4) قرآن مجید نے یہ خطرہ صرف کنیزوں کے بارے میں بیان کیا تھا اور دور حاضر میں آزاد عورتیں اس کاروبار میں کنیزوں سے بھی آگے بڑھ گئی ہیں گویا کہ ترقی نے آزاد عورتوں کو کنیز خصلت بنادیا ہے۔

(5) زحمت ومشقت

(6) توبہ کی تکرار کا مطلب یہ ہے کہ پہلے یہ بتایا گیا کہ یہ سارے احکام تمھاری توبہ کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور اب یہ واضح کیا گیا ہے کہ خدا اس توبہ کا تقاضا بھی کررہا ہے۔

## اردو حاشیہ

حوّا ہی کی اولاد ہیں اور انہیں بھی زندہ رہنے کا حق ہے۔ اپنے بزرگوں کی غلطی سے اسیر ہوکر کنیز ہوگئی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہیں بالکل حقیر قرار دے دیا جائے۔ واضح رہے کہ ابتدائی آیات میں شادی شدہ کنیزوں سے عقد کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ گرفتار ہوکر مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں گی، یا مسلمان انہیں خریدے گا، تو ان کے شوہروں سے ان کا رشتہ ختم ہوجائے گا اور مسلمان کے لئے حلال ہوجائیں گی۔

(۳) اسلام میں نکاح اور متعہ وغیرہ کے احکام اس لئے مقرر کئے گئے ہیں کہ انسان اپنے جنسی جذبہ کی تسکین کا سامان کرسکے اور یہ تخفیف وسہولت کا بہترین راستہ ہے۔ ورنہ شیاطین ہروقت حرام پر اکسانے کے لئے آمادہ رہتے ہیں اور انسان کمزور واقع ہوا ہے اس کے لئے حلال کے راستے بند ہوگئے تو وہ بآسانی حرام کے راستے پر چلا جائے گا اور اسی لئے بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ مہنگی شادی بدکاری کو سستا بنادیتی ہے۔

ضَعِيْفًا ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ

پیدا کیا گیا ہے (۲۸) اے ایمان والو۔ آپس میں ایک دوسرے کے مال کو

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ

ناحق طریقہ سے نہ کھا جایا کرو۔۔ مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے معاملت ہو

مِّنْكُمْ ۗ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾

اور خبردار اپنے نفس کو قتل نہ کرو۔ اللہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے (۲۹)

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ

اور جو ایسا اقدام حدود سے تجاوز اور ظلم کے عنوان سے کرے گا ہم عنقریب

نَارًا ۗ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا

اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور اللہ کے لئے یہ کام بہت آسان ہے (۳۰) اگر تم بڑے بڑے

كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے پرہیز کرلو گے تو ہم دوسرے گناہوں کی پردہ پوشی کردیں گے اور تمہیں

مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ

باعزّت منزل تک پہنچادیں گے (۳۱) اور خبردار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچھ زیادہ دیا ہے

عَلٰى بَعْضٍ ۗ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۗ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ

اس کی تمنا اور آرزو نہ کرنا مردوں کے لئے وہ حصّہ ہے جو انہوں نے کمایا ہے اور عورتوں کے لئے

مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۗ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ

وہ حصّہ ہے جو انہوں نے حاصل کیا ہے۔ اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو کہ وہ بیشک



## عربی حاشیہ

(7) امیرالمومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ انسان اتنا کمزور ہے کہ ایک کھٹمل پریشان کردیتا ہے، ایک اُچھو قتل کردیتا ہے اور ایک پسینہ قابلِ نفرت بنادیتا ہے۔

(8) ذکر استثناء دلیل ہے کہ تجارت میں مساوات شرط نہیں ہے۔ کمی زیادتی بھی جائز ہے بشرطیکہ ملاوٹ اور فریب کاری نہ ہو۔

(9) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انسانیت کے قتل عام سے روکا گیا ہو کہ عالم انسانیت ایک نفس کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حکم خدا کی خلاف ورزی کے ذریعہ اپنے نفس کی ہلاکت سے روکا گیا ہو۔

(10) یہ من تبعین کے لئے نہیں ہے بلکہ بیان کے لئے ہے جس طرح کہ مماالتسبن کا من بھی بیان کے لئے ہے کہ ہر ایک اپنی کل کمائی کا مالک ہے۔

## اردو حاشیہ

(۴) اسلامی قانون میں مالیات کا سب سے بڑا احترام یہی ہے کہ اس نے بلا سبب شرعی دوسرے کے مال کو ہاتھ لگانے کو بھی حرام کردیا ہے اور ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دی ہے کہ کوئی کسی کے مال کو اس کی مرضی کے بغیر ہاتھ لگائے۔ اس نے ان حدود سے تجاوز کرنے والوں کی سزا جہنم قرار دی ہے۔ جس سے مال کی اہمیت اور اس کے احترام کا واضح اشارہ ملتا ہے۔

(۵) یہ تو بہرحال مسلّم ہے کہ اسلام میں گناہ دو طرح کے ہیں:

کبیرہ اور صغیرہ، صغیرہ ہی کو بعض مقامات پر سیئات یا لمم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ علماء اسلام میں دونوں کی تشریح میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام گناہ معصیت پروردگار کے اعتبار سے کبیرہ کا درجہ رکھتے ہیں لیکن انہیں میں بعض بعض کی نسبت سے زیادہ سنگین ہیں کہ ان پر عذاب کی خاص خبر دی گئی ہے اور اس اعتبار سے انہیں کبیرہ کہا جاتا ہے۔

(۶) اس آرزو سے مراد بدنفسی، بدنیتی اور حسد کا جذبہ ہے جو کسی وقت بھی انسان کو گمراہ کرسکتا ہے ورنہ صرف تمنا کرنا غبطہ ہے اور غبطہ حرام نہیں ہے......
لیکن یہ بہرحال ایک اخلاقی بات ہے کہ انسان دوسرے کے مال پر نگاہ کرنے کے بجائے فضل خدا پر نگاہ رکھے اور اسی سے مانگتا رہے اور اس کے حکم کے مطابق

شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿۳۲﴾ وَ لِکُلٍّ جَعَلۡنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ

ہر شے کا جاننے والا ہے (۳۲) اور جو کچھ ماں باپ یا اقربا نے چھوڑا ہے ہم نے

وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ ؕ وَ الَّذِیۡنَ عَقَدَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ فَاٰتُوۡہُمۡ نَصِیۡبَہُمۡ ؕ

سب کے لئے ولی و وارث مقرر کردیئے ہیں اور جن سے تم نے عہد و پیمان کیا ہے ان کا حصہ بھی

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدًا ﴿۳۳﴾ ع اَلرِّجَالُ [11] قَوّٰمُوۡنَ

انہیں دے دو بیشک اللہ ہر شے پر گواہ اور نگراں ہے (۳۳) مرد عورتوں کے حاکم اور نگراں ہیں

عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعۡضَہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ وَّ بِمَاۤ

ان فضیلتوں کی بنا پر جو خد انے بعض کو بعض پر دی ہیں اور اس بنا پر کہ انہوں نے عورتوں پر

اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَیۡبِ

اپنا مال خرچ کیا ہے۔ پس نیک عورتیں وہی ہیں جو شوہروں کی

بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ ؕ وَ الّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَہُنَّ فَعِظُوۡہُنَّ

اطاعت کرنے والی اور ان کی غیبت میں ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہیں

وَ اہۡجُرُوۡہُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَ اضۡرِبُوۡہُنَّ ۚ فَاِنۡ

جن کی خدا نے حفاظت چاہی ہے اور جن عورتوں کی نافرمانی کا خطرہ ہے انہیں موعظہ کرو۔

اَطَعۡنَکُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡہِنَّ سَبِیۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ

انہیں خواب گاہ میں الگ کردو اور مارو اور پھر اطاعت کرنے لگیں تو کوئی زیادتی کی راہ تلاش نہ کرو کہ خدا بہت

عَلِیًّا کَبِیۡرًا ﴿۳۴﴾ وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِہِمَا فَابۡعَثُوۡا

بلند اور بزرگ ہے (۳۴) اور اگر دونوں کے درمیان اختلاف کا اندیشہ ہے تو ایک حکم

ع ۵ / ۸ / ۲



## عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید نے بعض گناہوں کو کبیرہ کہا ہے اور بعض کو سیئہ یا لمم اور یہی دو قسم کے گناہوں کی تفریق ہے۔ روایات نے کبیرہ کی علامت ممانعت کے علاوہ جہنم کی وعید کو بھی قرار دیا ہے اور کبیرہ سے اجتناب کے بعد صغیرہ کی پردہ پوشی علامت ہے کہ انسان صغیرہ میں بھی آزاد نہیں چھوڑا گیا ہے اور اس سے اجتناب بھی ضروری ہے۔

(11) رجال سے مراد شوہر اور فساد سے مراد بیویاں ہیں۔ قوام نگراں اور حاکم کو کہا جاتا ہے اور وجہ حکومت ذاتی فضیلت کے علاوہ نفقہ ہے جو شوہر کے ذمہ ہے اور زوجہ کے ذمہ نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

کوشش کرتا رہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ وہ جس کو جس حال میں رکھتا ہے اسی میں مصلحت ہوتی ہے۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے۔

حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ [12]

مرد کی طرف سے اور ایک عورت والوں میں سے بھیجو۔ پھر وہ

اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

اصلاح چاہیں گے تو خدا ان کے درمیان ہم آہنگی پیدا کردے گا بیشک اللہ علیم بھی ہے

خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ

اور خبیر بھی (۳۵) اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی شے کو اس کا شریک نہ بناو اور

بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى [13] وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

والدین کے ساتھ نیک برتاو کرو اور قرابتداروں کے ساتھ اور یتیموں، مسکینوں،

وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ

قریب کے ہمسایہ، دور کے ہمسایہ، پہلو نشین، مسافر غربت زدہ،

بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ

غلام و کنیز سب کے ساتھ نیک برتاو کرو کہ اللہ مغرور

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴿۳۶﴾ ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ

اور متکبر لوگوں کو پسند نہیں کرتا (۳۶) جو خود بھی بخل کرتے ہیں

وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ

اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں جو کچھ خدانے اپنے فضل و کرم سے عطا کیا ہے

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾ ۚ

اس پر پردہ ڈالتے ہیں اور ہم نے کافروں کے واسطے رسوا کن عذاب مہیّا کر رکھا ہے (۳۷)



## عربی حاشیہ

(12) بعض لوگوں نے اس کا فاعل حکمین کوقرار دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ان کا تو کام ہی اصلاح ہے اس میں اگر کا کیا کام ہے۔ اس لئے بعض مفسرین نے خود شوہر اور زوجہ کو مراد لیا ہے۔

(13) ذوالقربیٰ، قرابتدار جیسے بھائی چچاوغیرہ یتیم جس کا باپ مرجائے۔ مسکین جس کے معاش کا سہارا نہ ہو، جارذی القربیٰ قریب کا ہمسایہ۔ جارِ الجنب دور کا ہمسایہ۔ صاحب بالجنب پہلونشین چاہے حضر میں یا درس وعمل وغیرہ میں۔ صرف مالی مقصود نہیں ہے بلکہ کسی طرح کا نیک برتاؤ ہو چاہے مزاج پرسی نصیحت، مشورہ، حاجت روائی، رازداری، غضِ نظر، اور امانت داری اور عاریت ہی کیوں نہ ہو۔

فائدہ

آیت نمبر ۳۵ میں حکماً من اہلہ ایک خانگی عدالت کی تشکیل ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ احساس محبت وقرابت کام کرتا رہتا ہے۔ گھر کے

## اردو حاشیہ

(۷) آیت کریمہ نے شوہر اور زوجہ کو مرد اور عورت سے تعبیر کیا ہے کہ ہر شوہر اس قابل نہیں ہوتا۔ یہ اس کے مرد ہونے کا خاصہ ہے کہ اسے حاکم بنا دیا گیا ہے اور یہ حکومت بھی پیدائشی حق نہیں ہے بلکہ بعض فضیلتوں اور نفقہ کی بناء پر ہے۔ ورنہ نفقہ ترک کردے تو حکومت کا حق بھی ختم ہو جائے گا اور حاکم شرع کے ذریعہ نفقہ وصول کیا جائے گا بلکہ اسے طلاق پر بھی مجبور کیا جا سکتا ہے۔

واضح رہے کہ شوہر کی حکومت صرف تین باتوں میں ہے اور بس:-

۱۔ طلاق شوہر کے اختیار میں ہے۔ ۲۔ عورت مجامعت سے انکار نہیں کرسکتی۔

۳۔ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ شوہر حاکم مطلق نہیں اور نہ زوجہ اس کی خادمہ اور نوکرانی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس سے جبراً گھر کا کام لینا بھی حرام ہے۔

۲ عورت کی نافرمانی کے بالتدریج تین علاج ہیں: موعظہ کیا جائے۔ اس کا اثر نہ ہوتو پہلو میں: لٹانا چھوڑ دے۔ اس کا بھی اثر نہ ہو تو ہلکی مرمت کرے۔ لیکن نافرمانی جائز مطالبات میں ہونی چاہئے ورنہ ناجائز مطالبات میں حاکم شرع شوہر کو سزا دے گا۔ عورت کو مجبور نہیں کرسکتا۔

وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ

اور جو لوگ اپنے اموال کو لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ

بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ

اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جس کا شیطان ساتھی ہوجائے

قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ﴿٣٨﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ (14)

وہ بدترین ساتھی ہے (۳۸) ان کا کیا نقصان ہے اگر یہ اللہ اور آخرت پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ

ایمان لے آئیں اور جو اللہ نے بطور رزق دیا ہے اسے اس کی راہ میں خرچ کریں اور اللہ ہر ایک کو

عَلِيمًا ﴿٣٩﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ

خوب جانتا ہے(۳۹) اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ انسان کے پاس

حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾

نیکی ہوتی ہے تو اسے دوگنا کردیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرتا ہے (۴۰)

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ

اس وقت کیا ہوگا جب ہم ہر امت کو اس کے گواہ کے ساتھ بلائیں گے اور پیغمبر آپ کو ان سب کا گواہ

هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا

بناکر بلائیں گے (۴۱) اس دن جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے اور رسول کی نافرمانی کی ہے

الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ

یہ خواہش کریں گے کہ اے کاش ان کے اوپر سے زمین برابر کردی جاتی اور وہ خدا سے کسی بات کو نہیں



### عربی حاشیہ

راز باہر نہیں جاتے ہیں۔ فریقین مصالحت کا اہتمام کرتے ہیں اور اخراجات کے زیر بار نہیں ہوتے ہیں۔

(14) ان کلمات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام بخل اور ریاکاری کو خلاف ایمان سمجھتا ہے اور بخیل اور امت ریاکار اس کی نظر میں کسی کافر سے کم نہیں ہیں اور اس کا راز واضح ہے کہ بخیل خدا کی رزاقیت پر ایمان نہیں رکھتا اور ریاکار اس کے علاوہ بھی کسی کو قابل عبادت یا مالک یوم الدین سمجھتا ہے۔

### اردو حاشیہ

آخر میں خدا کو علی و کبیر کہا گیا ہے کہ حکومت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ تمہارا دماغ خراب ہوجائے کہ خدا تم سے بھی بلند اور بزرگ تر ہے۔ اس کے آگے کسی کی حکومت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(۸) اسلام میں ریاکاری بدترین صفت ہے جس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ روز قیامت ریاکار کو اس شخص کے حوالے کردیا جائے گا جس کے لئے اس نے عمل کیا ہے اور وہ خدائی اجر سے محروم کردیا جائے گا۔ یہی حال بخیل کا بھی ہے جس کے بارے میں حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ کس قدر بدنصیب بخیل ہے کہ دنیا میں فقرا جیسی زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں رؤسا جیسا حساب دیتا ہے۔

(۹) ہر امت کے گواہ انبیاء کرامؑ ہیں اور انبیاء کرامؑ کے گواہ سرکارِ رسالتؐ ہیں اور اس میں کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ معصوم کو گواہی کی کیا ضرورت ہے اس لئے کہ جب روزِ قیامت معصوم سے تبلیغ کا حساب لیا جاسکتا ہے تو گواہی بھی طلب کی جاسکتی ہے۔

روایت میں ہے کہ سرکار دو عالمؐ انبیاء کرامؑ کی گواہی صدر اول کے دو عظیم شہید حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفر طیارؓ سے دلوائیں گے اور اپنی تبلیغ کی گواہی میں حضرت علیؑ کو پیش کریں گے۔

حَدِيثًا ﴿٤٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ

چھپا سکتے ہیں (۴۲) ایمان خبر دار نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جانا

وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ [15] حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا

جب تک یہ ہوش نہ آجائے کہ تم کیا کہہ رہے ہو اور جنابت کی

إِلَّا عَابِرِي [16] سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ

حالت میں بھی مگر یہ کہ راستہ سے گزر رہے ہو جب تک غسل نہ کرلو اور اگر

مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ [17]

بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو اور کسی کے پیخانہ نکل آئے، یا عورتوں سے

أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا

باہمی جنسی ربط قائم ہوجائے اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو

طَيِّبًا [18] فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

اس طرح کہ اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو بیشک خدا بہت

عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٤٣﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ

معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (۴۳) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا ہے

الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَنْ تَضِلُّوا

جنہیں کتاب کا تھوڑا سا حصّہ دے دیا گیا ہے کہ وہ گمراہی کا سودا کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی

السَّبِيلَ ﴿٤٤﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ

راستہ سے بہک جاو (۴۴) اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور



## عربی حاشیہ

(15) یہ اشارہ ہے کہ نشہ ترک کیا جائے نہ یہ کہ نشہ باقی رہے اور نماز ترک کردی جائے اس لئے کہ نماز تو بہرحال واجب ہے۔ ''حتی تعلموا'' علامت ہے کہ اسلام بے خبری کی نماز کو پسند نہیں کرتا۔ انسان کو وہ نماز پڑھنی چاہیے جس میں اُسے یہ معلوم ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

(16) یہ حکم نماز کے لئے نہیں بلکہ محلِ نماز مسجد کے لئے ہے کہ وہاں سے جنابت کی حالت میں صرف گزر سکتا ہے ٹھہر نہیں سکتا۔

(17) غائط پست جگہ کو کہتے ہیں جہاں عام طور پر لوگ پیشاب پاخانہ کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں۔اس سے کنایۃً پیشاب پاخانہ ہی مراد ہوتا ہے۔

(18) ب تبعیض کے لئے ہے اور یہ علامت ہے کہ سارے چہرے اور ہاتھ پر تیمّم نہیں ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ اس آیت کریمہ کے ۲۵ معنی بیان کئے گئے ہیں اور ہر شخص نے اپنے نظریئے کے مطابق اس کی توجیہہ اور تفسیر

## اردو حاشیہ

(۱۰) شراب کی حرمت کا اعلان بالتدریج کیا گیا ہے۔ اور اس آیت کے لئے ترمذی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت علیؑ نے نشہ میں غلط نماز پڑھا دی اور عبدالرحمٰن بن عوف نے شراب کی دعوت کی تھی جب کہ ابوداؤد کی روایت ہے کہ مرد انصاری نے دعوت کی تھی اور عبدالرحمٰن مدعو تھے اور تفسیر طبری میں ہے کہ عبدالرحمٰن پیش نماز تھے۔ اور یہی بات درمنشور میں بھی ہے بلکہ درمنشور میں یہ بھی ہے کہ دعوت حضرت علیؑ نے کی تھی اور نماز ابوبکرؓ نے پڑھائی تھی اور مسند احمد و نسائی میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے۔ ترمذی کا راوی ایک مشہور دشمن اہل بیت ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ شراب رجس ہے اور رجس اہل بیت کے قریب نہیں آ سکتا۔ لہٰذا آیت سے مراد حضرت علیؑ نہیں ہو سکے البتہ دیگر ''صحابہ کرام'' کے بارے میں اس بات کا امکان قوی پایا جاتا ہے اس لئے کہ وہ دور جاہلیت میں شراب کے عادی رہ چکے تھے۔

(۱۱) نہ ملنے کا مقصد یہ ہے کہ واقعاً نہ ہو یا اس انسان کے لئے نہ ہونے کے برابر ہو جیسے مریض۔ کہ مریض کے تیمّم کے لئے پانی کے نہ ہونے کی شرط نہیں ہے بلکہ اس کے حق میں ضرر کافی ہے چاہے پانی موجود ہی کیوں نہ ہو۔

وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

وہ تمہاری سرپرستی اور مدد کے لئے کافی ہے (۴۵) یہودیوں میں وہ لوگ بھی ہیں

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا[19]

جو کلمات الٰہیہ کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے بات سنی

وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ

اور نافرمانی کی اور تم بھی سنو مگر تمہاری بات نہ سنی جائے گی یہ سب زبان کے توڑ مروڑ اور

طَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

دین میں طعنہ زنی کی بنا پر ہوتا ہے حالانکہ اگر یہ لوگ یہ کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی آپ بھی سنئے

وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ

اور نظرِ کرم کیجئے تو ان کے حق میں بہتر اور مناسب تھا لیکن خدا نے ان کے کفر کی بنا پر

لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

ان پر لعنت کی ہے تو یہ ایمان نہ لائیں گے مگر بہت قلیل تعداد میں (۴۶)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا

اے وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے ہمارے نازل کئے ہوئے قرآن پر ایمان لے آو

لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓي

جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے قبل اس کے کہ ہم تمھارے چہروں کو بگاڑ کر

اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ

پشت کی طرف پھیر دیں یا ان پر اس طرح لعنت کریں جس طرح ہم نے اصحاب سبت پر لعنت کی ہے اور



## عربی حاشیہ

کی ہے جس کی تفصیل بحث کتب فقہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(19) یہودیوں کی ایک خصلت یہ بھی ہے کہ کسی سے بھی بات نہیں کرتے اور الفاظ یا معانی میں تحریف ضرور کرتے ہیں اور انھیں سکھایا گیا کہ پیغمبر اسلام سے ''سمعنا واطعنا'' واسمع وانظرنا'' جیسے الفاظ سے خطاب کریں کہ ہم نے آپ کی بات سنی، اطاعت کی، آپ بھی ہماری سنیں اور ہم پر نظر مرحمت کریں لیکن ان شیاطین نے سب بدل دیا۔ سمعنا کہا تو عصینا جوڑ دیا کہ ہم نے سنا بھی اور نافرمانی بھی کی اور اسمع کہا تو غیر سمع کا اضافہ کردیا کہ آپ ہماری سنیں لیکن ہم آپ کی نہ سنیں گے اور ''وانظرنا'' کو ''راعنا'' میں تبدیل کردیا جو رعایت سے بھی بنایا جاسکتا ہے اور ''راعی'' چرواہے سے بھی ہوسکتا ہے۔ ایسے یہودی خصلت ہر دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اسی لئے قرآن کریم کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا پڑا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۳) تحریف کی دو قسمیں ہوتی ہیں لفظی اور معنوی۔ یہودیوں نے اپنی کتاب میں دونوں طرح کی تحریف کی ہے۔ چنانچہ مولانا رحمت اللہ نے اپنی کتاب اظہار الحق میں ایسے سو مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں یہودیوں نے توریت میں لفظی تحریف کی ہے اور پھر علامہ شیخ جواد بلاغی طاب ثراہ نے بھی رحلہ مدرسیہ میں ان حقائق کا مفصل تذکرہ کیا ہے اور یہودیوں کی لفظی اور معنوی تحریف کا پردہ چاک کیا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مولانا رحمت اللہ نے یہودیوں کی سو مخالفتوں کا ذکر کیا ہے اور علامہ شرف الدین موسوی نے نص و اجتہاد میں مسلمانوں کی سو مخالفتوں کا ذکر کیا ہے جہاں مسلمان حکمرانوں نے احکام دین کو ٹھکرا کر اپنے ذاتی اجتہاد سے کام لیا ہے اور اس طرح اتحاد و کردار کا ایک عجیب و غریب منظر سامنے آ گیا ہے اور مکہ میں ہونے والی یہودیوں اور مشرکین کی سازش کا تسلسل بھی سامنے آ گیا ہے۔

(۱۴) یہ کنایہ ہے کہ ایسے افراد ظاہری اعتبار سے بھی مسخ شدہ معلوم ہوتے ہیں اور معنوی اعتبار سے بھی ان پر مستقبل کے راستے بند ہو جاتے ہیں جیسے پشت کی طرف منہ کرلیا ہو اور راستہ نظر نہ آتا ہے۔

اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ

اللہ کا حکم بہرحال نافذ ہے (۴۷) اللہ اس بات کو معاف نہیں کرسکتا کہ اس کا شریک

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ

قرار دیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے بخش سکتا ہے اور جو بھی اس کا

بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

شریک بنائے گا اس نے بہت بڑا گناہ کیا ہے (۴۸) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے نفس کی

يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

پاکیزگی کا اظہار کرتے ہیں۔۔۔ حالانکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاکیزہ بناتا ہے اور بندوں پر دھاگے کے برابر بھی

فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ

ظلم نہیں ہوتا (۴۹) دیکھو تو انہوں نے کس طرح خدا پر کھلم کھلا الزام لگایا ہے

وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا

ع ۷ ۸/۴

اور یہی ان کے کھلم کھلا گناہ کے لئے کافی ہے (۵۰) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جن لوگوں کو

نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ [20]

کتاب کا کچھ حصّہ دے دیا گیا وہ شیطان اور بتوں پر ایمان رکھتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ

اور کفار کو بھی بتاتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ

اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ

سیدھے راستے پر ہیں (۵۱) یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور جس پر



## عربی حاشیہ

(20) جنگ احد کے بعد یہودیوں نے کفار سے مل کر اسلام کے خلاف سازش کرنا چاہی اور کفار نے اعتبار کے لئے بتوں کو سجدہ کرنے کی شرط لگائی تو کعب بن اشرف نے سجدہ کرلیا اور سازش مکمل ہوگئی۔ حالانکہ یہودی بت پرست نہیں ہیں۔ پھر کفار کی تعریف شروع کی کہ تمھارا طریقہ کار خدمت حرم وغیرہ کا مسلمانوں سے بہتر ہے۔ قرآنِ حکیم نے اس بدترین سازشی کردار کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے لئے بے دین اپنے مفروضات کو بھی قربان کردیتے ہیں۔

فائدہ

واضح رہے کہ آیت ۴۸ میں جس مغفرت کا ذکر ہے اس کے پانچ اسباب ہیں توبہ، حسنات، اجتناب کبائر، شفاعت، عفو خداوندی ان اسباب کے بغیر بخشش کا کوئی تصور نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۴) اس ابہام میں تحریک عمل کو محفوظ رکھا گیا ہے اور یہ وعدہ نہیں کیا گیا کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ کو معاف کر دیا جائے گا بلکہ مسئلہ کو مشیت پر موقوف کیا گیا ہے کہ جب تک انسان کو مشیت کا علم نہیں ہے اسے اپنی مغفرت کا انتظام خود کرتے رہنا چاہئے۔

(۱۵) یہودی ہمیشہ اپنی بڑائی کا اظہار کیا کرتے تھے کہ ہم اولیاء اللہ، انبیاء اللہ، احباء اللہ، شعب اللہ وغیرہ ہیں۔ جس طرح بعض ملکوں، قوموں اور شہروں کے لوگ اپنے کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں اور دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا دوسرے درجہ کا انسان قرار دیتے ہیں۔ رب العالمین نے اس توہم کی تردید کرتے ہوئے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے کہ تعریف ہمارا کام ہے اور ہم ایمان و کردار کے بغیر کسی کی بڑائی کا اعلان نہیں کرتے۔

يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا[21] ﴿۵۲﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ

خدا لعنت کردے آپ پھر اس کا کوئی مددگار نہ پائیں گے (۵۲) کیا ملک دنیا میں

مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ

ان کا بھی کوئی حصّہ ہے کہ لوگوں کو بھوسی برابر بھی نہیں دینا چاہتے ہیں (۵۳) یا وہ

يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ[22] عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں خدا نے اپنے فضل و کرم سے

فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ

بہت کچھ عطا کیا ہے تو پھر ہم نے آلِ ابراہیم کو کتاب و حکمت اور ملک عظیم

مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ

سب کچھ عطا کیا ہے (۵۴) پھر ان میں سے بعض ان چیزوں پر ایمان لے آئے اور بعض نے

عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

انکار کردیا اور ان لوگوں کے لئے دہکتا ہوا جہنم ہی کافی ہے (۵۵) بیشک جن لوگوں نے

بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا[23] ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ

ہماری آیتوں کا انکار کیا ہے ہم انہیں آگ میں بھون دیں گے اور جب ایک کھال

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

پک جائے گی تو دوسری بدل دیں گے تاکہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں خدا سب پر

عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

غالب اور صاحبِ حکمت ہے (۵۶) اور جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کئے



## عربی حاشیہ

(21) یہودیوں کو سمجھنا چاہیے کہ خدا کے مقابلہ میں کوئی مددگار نہیں ہے اور امریکہ بھی صرف اپنی مدد کررہا ہے یہودیوں کی نہیں۔ جس طرح کہ دورِ حاضر میں روس افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کی حمایت کررہا ہے بلکہ اس نکتہ کو ضمیر فروش مسلمانوں کو بھی سمجھنا چاہیے کہ کفار سب اپنے مطلب کے ہیں اور مسلمانوں کا وفادار کوئی نہیں ہوسکتا ہے۔

(22) امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ واقعی محسود ہم اہلبیتؑ ہیں۔ اور یہ بات واضح بھی ہے کہ انسان جس قدر صاحبِ کمال ہوگا اسی قدر محسود بھی ہوگا۔ بے کمال حاسد ہوسکتا ہے محسود نہیں ہوسکتا۔

(23) ناراً۔ یعنی بالنار کہ ہم کفار کو آگ میں بھون دیں گے۔

## اردو حاشیہ

(۱٦) یہودیوں کی ہزاروں برائیوں میں سے دو یہ بھی ہیں کہ انہیں ملک مل جائے تو دوسرے بندگانِ خدا کو ذرہ برابر کچھ نہ دیں گے اور ساری چیزوں پر اپنا ہی قبضہ رکھیں گے، جس کا مشاہدہ فلسطین میں ہورہا ہے اور دوسروں کے پاس جو کچھ ہے اس پر بھی نظر رکھیں گے اور ہمیشہ حسد کرتے رہیں گے۔ امتِ اسلامیہ کو ان دونوں کرداروں سے محفوظ رہنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا حشر بھی یہودیوں کے ساتھ ہوجائے۔

(۱۷) روایات میں کتاب سے مراد قرآن، حکمت سے مراد نبوت، ملک عظیم سے مراد امامت اور آل ابراہیمؑ سے مراد آل محمدؐ ہیں اور یہ بات بالکل واضح بھی ہے۔

(۱۸) امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ دوسری کھال کا کیا قصور ہے اسے کیوں جلایا جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوسری بھی ہے اور پہلی بھی ہے جس طرح اینٹ کو توڑ کر دوبارہ اینٹ بنائی جائے تو یہ دوسری اینٹ صورتاً دوسری ہے لیکن واقعاً پہلی ہی ہے۔

سَنُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ

ہم عنقریب انہیں جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ

اَبَدًا ؕ لَهُمۡ فِیۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدۡخِلُهُمۡ ظِلًّا

ان ہی میں ہمیشہ رہیں گے ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور انہیں گھنی چھاوں میں

ظَلِیۡلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ [24] اِلٰۤی اَهۡلِهَا ۙ

رکھا جائے گا (۵۷) بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے

وَاِذَا حَكَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ [25] ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اہل تک پہنچا دو اور جب کوئی فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو اللہ تمہیں

نِعِمَّا یَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ﴿۵۸﴾ یٰۤاَیُّهَا

بہترین نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ سمیع بھی ہے اور بصیر بھی (۵۸) ایمان والو

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ [26] وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ

اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں

مِنۡكُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَ

پھر اگر آپس میں کسی بات میں اختلاف ہوجائے تو اسے خدا اور رسول کی طرف

الرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ

پلٹا دو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے ہو۔ یہی تمہارے حق میں خیر

ذٰلِكَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ ع اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ

اور انجام کے اعتبار سے بہترین بات ہے (۵۹) کیا آپ نے ان لوگوں کو

ع ۹ ۸ ۵



## عربی حاشیہ

(24) اسلام میں امانتداری اس قدر اہم مسئلہ ہے کہ کسی مرحلہ پر بھی خیانت کی اجازت نہیں دی گئی ہے، چاہے صاحبِ امانت کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہو۔

(25) اسلام میں حکومت بطور ولایت ہو یا بطور قضاوت دونوں میں عدالت ایک بنیادی شرط ہے۔ عدالت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تو انسان واصل جہنم ہوجائے گا۔ پیغمبرؐ اسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ جسے قاضی بنادیا گیا سمجھو کہ اُسے بغیر چھری کے ذبح کردیا گیا۔

(26) تکرار لفظِ اطاعت دلیل ہے کہ رسولؐ کی اطاعت ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے اور ان کا قول ایک مستقل مدرک شریعت ہے اور پھر اطاعت خدا کے حکم میں خود رسولؐ بھی شامل ہے کہ اس پر بھی اطاعت خدا واجب ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۹) لفظ امانت عام ہے وہ مال ہو یا علم یا راز یا احکام دین یا کوئی شے جس کو خدا نے یا انسان نے بندے کے پاس رکھوا دیا ہے اس کا اہل تک پہنچانا ضروری ہے اور خیانت کرنا حرام ہے اور اسی لئے رسول امینؐ خدا سے قرآن و اہل بیت لائے تو امت کے حوالے کر گئے اور اپنے ساتھ واپس لے کر نہیں گئے۔

يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ
نہیں دیکھا جن کا خیال یہ ہے کہ وہ آپ پر اور آپ کے پہلے نازل ہونے والی چیزوں پر

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ
ایمان لے آئے ہیں اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ سرکش لوگوں کے پاس فیصلہ کرائیں

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ
جب کہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں اور شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ انہیں

يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۶۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى
گمراہی میں دور تک کھینچ کر لے جائے (۶۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ
حکم خدا ---- اور اس کے رسول کی طرف آو تو تم منافقین کو دیکھو گے کہ

يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۱ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ
وہ شدّت سے انکار کردیتے ہیں (۶۱) پس اس وقت کیا ہوگا

مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ
جب ان پر ان کے اعمال کی بنا پر مصیبت نازل ہوگی اور وہ آپ کے پاس آکر خدا کی قسم کھائیں گے کہ

بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝۶۲ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
ہمارا مقصد صرف نیکی کرنا اور اتحاد پیدا کرنا تھا (۶۲) یہی وہ لوگ ہیں جن کے

يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۤ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ
دل کا حال خدا خوب جانتا ہے لہٰذا آپ ان سے کنارہ کش رہیں انہیں نصیحت کریں

منزل ۱

### عربی حاشیہ

(27)ایک یہودی اور ایک منافق میں جھگڑا ہوگیا۔ یہودی نے کہا کہ اپنے پیغمبر سے فیصلہ کراؤ کہ وہ رشوت نہیں لیتے۔ منافق نے کہا کہ کعب الاشراف سے فیصلہ کراؤ کہ وہ ٹھیک فیصلہ کرتا ہے۔ پروردگار نے منافق کی مکمل تنبیہ کرکے دو نکات کی طرف اشارہ کردیا۔

ا۔منافقین مذہب میں صرف فائدہ دیکھتے ہیں اور جہاں نقصان ہوتا ہے وہاں رائے بدل دیتے ہیں۔

۲۔ یہودی کے فیصلہ پر آمادہ ہوجانے سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے کہ یہودی بھی اپنے فائدہ ہی کے چکر میں رہتا ہے اور سرکار دوعالمؐ سے فیصلہ ان کی صداقت اور حقانیت کی بنا پر نہیں کرا رہا ہے بلکہ اس کے پیچھے بھی افادیت اور ذاتی منفعت کا جذبہ کام کررہا ہے۔

(28)تنبیہ کے تین مرحلے ہیں۔ پہلے مرحلہ میں اعراض کیا جائے پھر نصیحت کی جائے اور آخر میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ علماء

### اردو حاشیہ

(۲۰) امام رازی فرماتے ہیں کہ اطاعت مطلقہ کے لئے عصمت ضروری ہے اور معصوم سے مراد اجماع ہے۔

میری گذارش یہ ہے کہ اس طرح عصمت کی ضرورت ثابت ہوگئی اور یہ طے ہوگیا کہ عصمت کی ضرورت کا تصور صرف مذہب شیعہ میں نہیں ہے بلکہ اہلِ سنت میں بھی ہے۔ رہ گیا اجماع یا اہل بیت کا مراد ہونا تو اس مسئلہ کو بھی خدا و رسول ہی کی طرف پلٹا دینا چاہئے۔ خدا نے اہلِ بیت کو مرکز تطہیر بنایا ہے اور رسولؐ نے انہیں ہمسر قران اور احد الثقلین کہا ہے اور اجماع کے بارے میں ایسی کوئی صریحی ہدایت نہیں ہے لہٰذا صرف اہل بیت معصومینؑ کی اطات واجب ہے اور ہر حاکم وقت کی اطاعت واجب نہیں ہے کہ یہ تصور حزب الشیطان، عملا الاستعمار اور دعاظ السلاطین کی دین ہے...... اور بس......!

(۲۱) حیرت انگیز بات ہے کہ یہودی پیغمبرؐ اسلام سے فیصلہ کرانے کی بات کرے اور مسلمان یہودی سے فیصلہ کرانے کی تحریک کرے لیکن دور حاضر میں بھی ایسے کردار پائے جاتے ہیں کہ جب انسان اپنوں سے حق کا خطرہ محسوس کرتا ہے تو دوسروں کے پاس چلا جاتا ہے تاکہ باطل کے سہارے اپنا کام نکال لے۔ امیر المومنینؑ نے وفات پیغمبرؐ کے بعد ابوسفیان کی کمک کو ٹھکرا کر واضح کردیا کہ حق سے محرومی برداشت کی جاسکتی ہے لیکن باطل کی حمایت برداشت نہیں کی جاسکتی۔

وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

اور ان کے دل پر اثر کرنے والی محل موقع کے مطابق بات کریں (۶۳) اور ہم نے کسی رسول کو

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا

بھی نہیں بھیجا ہے مگر صرف اس لئے کہ حکمِ خدا سے اس کی اطاعت کی جائے اور کاش جب ان لوگوں نے

اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ[29] لَهُمُ

اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے اور رسول بھی

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ

ان کے حق میں استغفار کرتا تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے (۶۴) پس آپ کے

لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا

پروردگار کی قسم کہ یہ ہرگز صاحبِ ایمان نہ بن سکیں گے جب تک آپ کو اپنے اختلافات میں حکم نہ بنائیں اور پھر

يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا

جب آپ فیصلہ کردیں تو اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی کا احساس نہ کریں اور آپ کے فیصلہ کے سامنے

تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ[30] اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

سراپا تسلیم ہوجائیں (۶۵) اور اگر ہم ان منافقین پر فرض کردیتے کہ

اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ

اپنے کو قتل کر ڈالیں یا گھر چھوڑ کر نکل جائیں تو چند افراد کے علاوہ کوئی عمل نہ کرتا

وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

حالانکہ اگر یہ اس نصیحت پر عمل کرتے تو ان کے حق میں بہتر ہی ہوتا اور ان کو



## عربی حاشیہ

کرام اور مبلغین ان تینوں ہدایات پر عمل کرتے رہتے تو امت اسلامیہ اصلاح عمل سے بہت زیادہ قریب تر ہوتی۔

(29) اسلام مکاروں اور دسیسہ کاروں کی وساطت کا منکر ہے لیکن اللہ والوں کو مغفرت کا وسیلہ ضرور قرار دیتا ہے اور اسی لئے رسولؐ کے پاس آنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے حق الناس مراد نہیں ہے ورنہ وہ معاف کیا جاتا ہے۔ اس کے واسطے استغفار نہیں کیا جاتا۔

(30) پروردگار ایسا حکم نہیں دے سکتا جوان کی طاقت سے بالاتر ہو یہودیوں کو قتل عام کا حکم ان کی شرارتوں کی بنا پر دیا گیا تھا لیکن صاحبان ایمان میں ایسے افراد بہرحال موجود ہیں کہ اگر خدا ایسا حکم دے دے تو فوراً عمل کریں گے۔

## اردو حاشیہ

(۲۲) یہ بھی ایک دائمی کردار ہے کہ لوگ دشمنان اسلام اور حکام جور سے مل کر اپنا کام نکالتے ہیں اور سادہ لوح افراد کو یہی سمجھاتے رہتے ہیں کہ ہم یہ سارا کام صرف آپ لوگوں کے مفاد کے لئے کر رہے ہیں۔ پروردگار عالم نے ایسے منافق اور مکار لوگوں سے کنارہ کش رہنے کا حکم دیا ہے اور انہیں ہدایت کرتے رہنے کی بھی تاکید کی ہے۔

وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝۶۶ وَّ اِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا

زیادہ ثبات حاصل ہوتا (۶۶) اور ہم انہیں اپنی طرف سے اجرِ عظیم بھی

عَظِيْمًا ۝۶۷ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۶۸ وَمَنْ

عطا کرتے (۶۷) اور انہیں سیدھے راستہ کی ہدایت بھی کردیتے (۶۸) اور جو بھی

يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جن پر

عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ (31) وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں انبیاء ، صدیقین، شہداء

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝۶۹ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ

اور صالحین اور یہی بہترین رفقاء ہیں (۶۹) یہ اللہ کی طرف سے فضل و کرم ہے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝۷۰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ

اور خدا ہر ایک کے حالات کے علم کے لئے کافی ہے (۷۰) ایمان والو اپنے تحفظ کا سامان

فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ (32) اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝۷۱ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ

سنبھال لو اور جماعت جماعت یا اکٹھا جیسا موقع ہو سب نکل پڑو (۷۱) تم میں ایسے لوگ بھی

لَّيُبَطِّئَنَّ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ

گھس گئے ہیں جو لوگوں کو روکیں گے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آگئی تو کہیں گے کہ خدا نے

عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝۷۲ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ

ہم پر احسان کیا کہ ہم ان کے ساتھ حاضر نہیں تھے (۷۲) اور اگر تمہیں خدائی



### عربی حاشیہ

(31) صدیق کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ اس کا عمل اس کے قول کی تصدیق کرے اور وہ دوسروں میں صداقت کردار پیدا کراسکے ایسا انسان واقعی اعتبار سے معصوم کے علاوہ کوئی نہیں ہوسکتا۔

شہداء سے مراد راہ خدا میں جان قربان کرنے والے ہیں جنھیں پروردگار عالم گواہی کا شرف بھی عطا کرتا ہے۔

(32) ثبات یعنی گروہ نفر یعنی خروج۔ اس مقام پر جنگ کے لئے گھر سے نکلنا مراد ہے۔

تبطۃ۔ سستی کرنے پر آمادہ کرنا۔ شہد۔ حاضر

### اردو حاشیہ

(۲۳) منافقین کو توجہ دلائی گئی ہے کہ جب تم نے رسالت کا کلمہ پڑھا ہے تو رسول کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے پھر تم اطاعت کیوں نہیں کرتے ہو...... یاد رکھو کہ اگر تم نے رسولؐ کی اعراض کیا تو ہم تمہاری توبہ بھی قبول نہ کریں گے اور تم کو صاحبِ ایمان بھی تسلیم نہ کریں گے۔

رسول اکرمؐ کی ذات اتنی عظم ہے کہ دنیا میں ان کے فیصلوں کو باقاعدہ تسلیم کئے بغیر انسان صاحبِ ایمان نہیں ہوسکتا اور آخرت میں ان کی سفارش کے بغیر بخشش نہیں ہوسکتی اور وہ کسی منافق کی سفارش نہیں کریں گے۔ کاش امت اسلامیہ سرکار دو عالمؐ کی اس عظمت سے باخبر ہوتی اور دورِ قدیم کا نفاق چھوڑ کر واقعی اسلام کے دامن میں پناہ لیتی۔ رسول اکرمؐ کے فیصلہ غدیر پر عمل کیا جاتا اور ان کی شفاعت کے عقیدہ کو اختیار کیا جاتا۔

(۲۴) اسلام کا سب سے بڑا مدعا خدا و رسولؐ کی اطاعت ہے۔ اور اس کے مطابق دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح اسی اطاعت و فرمانبرداری میں مضمر ہے۔ اطاعت خدا و رسولؐ سے گریز کرنے والا دنیا و آخرت دونوں مقامات پر خسارہ میں رہتا ہے۔

اطاعت کے دنیاوی فوائد کے علاوہ آخرت میں انبیاء اور صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت ہے جس کی تعریف خود قرآن مجید نے کی ہے کہ یہ بہترین رفاقت ہے اور یہ اللہ کا مخصوص فضل و کرم ہے۔

فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَ
فضل و کرم مل گیا تو اس طرح جیسے تمہارے ان کے درمیان کبھی دوستی ہی نہیں تھی

بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا
کہنے لگیں گے کہ کاش ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے اور کامیابی کی عظیم منزل پر

عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ
فائز ہوجاتے (۷۳) اب ضرورت ہے کہ راہِ خدا میں وہ لوگ جہاد کریں جو زندگانی دنیا کو

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ
آخرت عوض بیچ ڈالتے ہیں اور جو بھی راہِ خدا میں جہاد کرے گا وہ قتل ہوجائے

اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾
یا غالب آجائے دونوں صورتوں میں ہم اسے اجرِ عظیم عطا کریں گے (۷۴)

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ
اور آخر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں، عورتوں

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
اور بچوں کے لئے جہاد نہیں کرتے ہو جنہیں کمزور بناکر رکھا گیا ہے اور جو برابر

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ
دعا کرتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس قریہ سے نجات دے دے جس کے

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ
باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لئے کوئی سرپرست اور اپنی طرف سے



## عربی حاشیہ

(33) یہ لفظ علامت ہے کہ اسلام کا جہاد دنیا کے حصول کے لئے نہیں دنیا کے قربان کرنے کے لئے ہوتا ہے تاکہ آخرت زندہ رہے۔ اسلام قوموں کے استحصال، زمینوں کے تسلّط، نئے بازاروں کی تلاش اور خام مواد کے مراکز تلاش کرنے کے لئے جہاد نہیں کرتا۔

(34) قرآن مجید میں قوموں کے دونوں طبقات کے لئے یہ ایک بہترین اصطلاح ہے جس میں نہ ظالموں کو طاقت ور مانا گیا ہے اور نہ مظلوموں کو کمزور قرار دیا گیا ہے۔ ظالم مستکبر کہے جاتے ہیں یعنی بڑے بننے والے اور مظلوم مستضعف یعنی جنھیں کمزور بنا دیا گیا ہے تاکہ دونوں طبقات کو اپنی صحیح حیثیت کا بھی اندازہ ہوسکے۔

فائدہ

اشدتثبیتاً علامت ہے کہ اطاعت سے ایمان میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔
آیت نمبر ۶۹ اشارہ ہے کہ تشکیل معاشرہ

## اردو حاشیہ

(۲۵) اہلِ ایمان کے لئے یہ عام قانون ہے جو ہر دَور اور ہر جگہ کے لئے عمومیت رکھتا ہے اور یہ عقلی تقاضا بھی ہے کہ انسان کو زندہ رہنا ہے تو اپنے تحفظ کا سامان فراہم کرے اور یہ سامانِ تحفظ بھی حالات کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔ لاٹھی ڈنڈے کا زمانہ ہوتو انسان کو اس سے مسلح رہنا چاہئے اور راکٹ اور میزائل کا دور ہوتو انسان کو اس سے مسلح ہونا چاہئے۔

تجربات اس بات کے گواہ ہیں کہ دنیا میں ساری خوبیوں اور خرابیوں کی جڑ علم اور ہنر ہے علم صحیح راستہ پر لگ جاتا ہے تو فلک پیمائی شروع ہوجاتی ہے اور علم راستے سے ہٹ جاتا ہے تو ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی تجربات شروع ہوجاتے ہیں اور جب کہ یہ طے شدہ ہے کہ یہ سارا فساد علم و ہنر ہی کے غلط مصرف سے پیدا ہوا ہے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے تحفظ کے لئے اس علم و ہنر سے بھی آراستہ رہے تاکہ کسی وقت بھی خطرہ سے دوچار نہ ہوسکے۔ آج دنیا کی بڑی طاقتیں سیکڑوں کی تعداد میں بم بنانے کے بعد بھی کسی مسلمان ملک کے ایک بم بنانے کو برداشت نہیں کرسکتیں کہ انہیں اندازہ ہے کہ اس طرح عالمِ اسلام ہمارے شر سے محفوظ ہوجائے گا اور ہماری اجارہ داری خطرہ میں پڑ جائے گی۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس تکنیک کی بھی اطلاع رکھیں تاکہ ظالموں کے حملوں کا دفاع کرسکیں اور اپنے عالمی وجود کو محفوظ بناسکیں۔ اسلامی اخلاق وتہذیب کا علم بھی دفاع کا ایک اہم سامان ہے جس سے مشرق ومغرب کے تہذیبی حملے کا

لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

مددگار قرار دے دے (۷۵) ایمان والے ہمیشہ اللہ کی راہ میں

اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

جہاد کرتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ ہمیشہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ

لہٰذا تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو بیشک شیطان کا مکر

ضَعِيْفًا [35] ﴿٧٦﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ

بہت کمزور ہوتا ہے (۷۶) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ ہاتھ روکے رکھو

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ

اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو (تو بے چین ہوگئے) اور جب جہاد واجب کردیا گیا تو

اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ

ایک گروہ لوگوں (دشمنوں) سے اس قدر ڈرتا تھا جیسے خدا سے ڈرتا ہو یا اس سے بھی کچھ زیادہ

اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ

اور یہ کہتے ہیں کہ خدایا اتنی جلدی کیوں جہاد واجب کردیا کاش تھوڑی مدت تک

لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ

اور ٹال دیاجاتا پیغمبرآپ کہہ دیجئے کہ دنیا کا سرمایہ بہت تھوڑا ہے اور آخرت

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾

صاحبانِ تقویٰ کے لئے بہترین جگہ ہے اور تم پر دھاگہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا (۷۷)



## عربی حاشیہ

کے چار عناصر ہیں: انبیاء۔ ہادی۔ سچے پیرو اور قربانی دینے والے۔

(35) واضح رہے کہ قرآن مجید نے شیطان کے مکر کو کمزور قرار دیا ہے اور سورہ یوسف میں عورتوں کے مکر کو عظیم قرار دیا ہے اور اس کی ایک واضح وجہ یہ بھی ہے کہ مکر اور طاقت میں ایک طرح کا اختلاف ہے۔ طاقت زیادہ ہوتی ہے تو مکر کمزور ہوتا ہے اور طاقت کم ہوتی ہے تو سارا کام مکر ہی سے نکالا جاتا ہے۔

## اردو حاشیہ

دفاع کیا جا سکتا ہے جو دورِ حاضر کا سب سے خطرناک اور سخت حملہ ہے۔

(۲۶) ہجرت کے بعد جو مسلمان مکہ میں رہ گئے تھے کفار نے انہیں بے حد ستایا اور ان غریبوں کے لئے کوئی چارہ کار نہ رہ گیا تو اسلام نے حکم جہاد دے دیا اور اس میں خدا اور مستضعفین دونوں کا حوالہ دے دیا کہ خالص مومنین کے لئے صرف راہِ خدا ہی میں جہاد کافی ہے اور کمزور عقیدہ والوں کے لئے جذباتی مسائل کی طرف بھی متوجہ کرنا ضروری تھا کہ تمہاری برادری کے لوگ پامال ہو رہے ہیں اور تم جہاد سے کنارہ کشی کر رہے ہو۔ سوچو اگر ان کی جگہ پر تم ہوتے اور وہ سستی کا مظاہرہ کرتے تو تمہارا کیا انداز ہوتا اور تم ان کے بارے میں کیا خیالات قائم کرتے۔

اس کے بعد اطمینانِ نفس کے لئے خدائی قوت اور شیطانی کمزوری کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے خسارہ میں نہیں رہتے اور انہیں دنیا یا آخرت میں کچھ نہ کچھ ضرور مل جاتا ہے۔

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي

تم جہاں بھی رہو گے موت تمہیں پالے گی چاہے مستحکم قلعوں میں

بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ (36) يَقُولُوا هَٰذِهِ

کیوں نہ بند ہوجاو۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اچھے حالات پیدا ہوتے تو

مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ

کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ

مِنْ عِندِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ

یہ آپ کی طرف سے ہے تو آپ کہہ دیجئے کہ سب خدا کی طرف سے ہے پھر آخر

الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾ مَّا أَصَابَكَ مِنْ

اس قوم کو کیا ہوگیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھتی ہی نہیں ہے (۷۸) تم تک جو بھی

حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ ۚ

اچھائی اور کامیابی پہنچی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو بھی برائی پہنچی ہے وہ خود تمہاری طرف سے ہے۔۔۔۔

وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾ مَّن

اور اے پیغمبرہم نے آپ کو لوگوں کے لئے رسول بنایا ہے اور خدا گواہی کے لئے کافی ہے (۷۹) جو

يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ

رسول کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو منہ موڑ لے گا تو ہم نے آپ کو اس کا ذمہ دار

عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٨٠﴾ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا

بنا کر نہیں بھیجا ہے (۸۰) اور یہ لوگ پہلے اطاعت کی بات کرتے ہیں۔ پھر جب آپ کے



## عربی حاشیہ

(36)اس آیت میں حسنہ اور سیئۃ سے مراد عالم طبیعت کے وہ آثار ہیں جنھیں پسندیدہ یاناپسندیدہ قرار دیا جاتا ہے۔ منافقین کا طریقہ تھا کہ جب راحت وآرام کے اسباب نظر آتے تو خدا کا کرم قرار دیتے اور قحط وخشک سالی ہوجاتی تو پیغمبر کی نحوست سے تعبیر کرتے (معاذ اللہ) پروردگار نے سختی سے تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب میری طرف سے ہے۔ خبردار میرے پیغمبر کے بارے میں کچھ نہ کہنا...... رہ گیا اس کا سبب اور منشا تو ..... نیکی ہوتو اللہ کی طرف سے ہے اور برائی اور مصیبت ہوتو خود تمہاری طرف سے ہے یعنی تمھارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ حسنہ اور سیئہ کا اچھے بُرے اعمال سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اسے عقیدۂ جبر کی دلیل بنا لیا جائے۔ فعل حسن اور ہوتا ہے اور حسنہ اور.....!

## اردو حاشیہ

(۲۷) یہ ہر دور کے جذباتی مسلمانوں کی تنبیہہ ہے کہ مکہ میں کچھ مسلمان تکلیفوں کو دیکھ کر برابر جہاد کی اجازت طلب کرتے تھے اور جب مدینہ میں جہاد واجب ہو گیا تو بہانے کرنے لگے کہ جذباتی انسان ہمیشہ اپنی مرضی سے کام کرنا چاہتا ہے مرضی پروردگار سے نہیں...... اور اسلام جذباتی قربانی کا نام نہیں ہے بلکہ جذبات کی قربانی کا نام ہے۔

واضح رہے کہ پروردگار عالم نے مکہ میں جہاد کو روک کر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دے دیا تا کہ مسلمانوں پر واضح رہے کہ جس دور میں جہاد نہیں ہوتا اس دور میں نماز اور زکوٰۃ ہی جہاد کے ہم پلہ ہے۔ نماز جذبہ انا کی قربانی ہے اور زکوٰۃ حبِ مال کی فداکاری۔

۳؎ بدنفس اور بدعقیدہ افراد اپنے آگے کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور پیغمبرؐ پر بھی الزام عائد کرنے سے باز نہیں آتے۔ حیرت کی بات ہے کہ کل والوں نے خدا کو الگ کر کے برائیوں کا الزام نبیؐ پر لگایا تھا آج کے پڑھے لکھے مسلمان عقیدہ جبر کی ترویج کر کے ہر برائی کا ذمہ دار خود خدا کو ٹھہرا رہے ہیں گویا صدر اول کا نفاق پھر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر میدان میں آ گیا ہے۔

مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ[37] طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ

پاس سے باہر نکلتے ہیں تو ایک گروہ اپنے قول کے خلاف تدبیریں کرتا ہے اور خدا ان کی

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

ان باتوں کو لکھ رہا ہے۔ آپ ان سے اعراض کریں اور خدا پر بھروسہ کریں

اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ

اور خدا اس ذمہ داری کے لئے کافی ہے (۸۱) کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر

كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا[38] كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾

نہیں کرتے ہیں کہ اگر وہ غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا (۸۲)

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ

اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی خبر آتی ہے تو فوراً نشر کردیتے ہیں

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي[39] الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ

حالانکہ اگر رسول اور صاحبانِ امر کی طرف پلٹا دیتے تو ان سے استفادہ کرنے والے

الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

حقیقت حال کا علم پیدا کرلیتے اور اگر تم لوگوں پر خدا کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی

وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِيْ

تو چند افراد کے علاوہ سب شیطان کا اتباع کرلیتے (۸۳) اب آپ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ[40] اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

راہِ خدا میں جہاد کریں اور آپ اپنے نفس کے علاوہ دوسروں کے مکلّف نہیں ہیں



## عربی حاشیہ

(37) تبییت۔ راتوں کو سازشیں کرنا اور غلط تدبیریں مرتب کرنا۔

(38) غیر خدا کا کلام حالات اور کیفیات کا تابع ہوتا ہے۔ اس پر مزاج اور معلومات کی بھی اثراندازی ہوتی ہے اور اس طرح مختلف طرح کے فرق خود بخود پیدا ہوجاتے ہیں۔ لیکن کلامِ خدا، حالات، مزاج، اختلافاتِ معلومات اور تبدیل کیفیات سے بالاتر ہے لہٰذا اس میں اختلاف کا کوئی امکان نہیں ہے۔

(39) جن افراد کو پیغمبرؐ نے ذمہ دار بنایا ہے اور ان میں حقائق کے سمجھنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

(40) اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اکیلے میدان میں نکل پڑیئے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ دوسروں کو آمادہ کرتے رہیں لیکن ان کے ذمہ دار نہیں ہیں کہ ان کی نالائقی سے رنجیدہ اور مایوس ہوجائیں۔

## اردو حاشیہ

(۲۸) یہ بھی منافقین کا ایک کردار ہے کہ رسول اکرمؐ کے سامنے آکر مسلسل اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہیں اور باہر نکل کر اسلام کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس کردار کا بار بار تذکرہ کیا ہے کہ یہ کردار ہر دَور میں زندہ ہے اور اس کی طرف ہر دَور کے ذمہ دار آدمی کو متوجہ رہنا چاہئے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ

اور مومنین کو جہاد پر آمادہ کریں۔ عنقریب خدا کفار کے شر کو روک دے گا اور اللہ انتہائی

بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً

طاقت والا اور سخت سزا دینے والا ہے (۸۴) جو شخص اچھی سفارش کرے گا

يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً

اسے اس کا حصّہ ملے گا اور جو بری سفارش کرے گا اسے

يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾

اس میں سے حصّہ ملے گا اور اللہ ہر شے پر اقتدار رکھنے والا ہے (۸۵)

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ

جب تم لوگوں کو کوئی تحفہ (سلام) پیش کیا جائے تو اس سے بہتر یا کم سے کم ویسا ہی واپس کرو کہ

(النصف)

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ

بیشک اللہ ہر شے کا حساب کرنے والا ہے (۸۶) اللہ وہ خدا ہے

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ

جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تم سب کو روزِ قیامت جمع کرے گا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے

(ع ۱۱ ۸)

اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ ع فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ

اور اللہ سے زیادہ سچی بات کون کرنے والا ہے (۸۷) آخر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ منافقین کے بارے میں

فِئَتَيْنِ (41) وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ

دو گروہ ہوگئے ہو جب کہ اللہ نے ان کے اعمال کی بنا پر انہیں اُلٹ دیا ہے کیا تم اسے ہدایت دینا چاہتے ہو



### عربی حاشیہ

(41) اس لفظ سے سلام کے واجب ہونے پر استدلال کیا گیا ہے جواب نہ دینے کا محاسبہ کیا جائے گا۔

فائدہ

آیت نمبر ۸۰ حجیت سنت کی بہترین دلیل ہے اور اسی راہ سے عترت سے تمسک ضروری ہوگا۔ نیز لفظ حفیظ اشارہ ہے کہ نبی حافظ امت ہے مستقل ذمہ دار نہیں ہے۔

آیت نمبر ۸۲ میں تفکر اسباب وعلل پر غور کرنا ہے اور مدبر عواقب ونتائج پر غور کرنا ہے ..... بلکہ تدبر دلیل ہے کہ قرآن معمہ نہیں ہے قابلِ فہم ہے۔

### اردو حاشیہ

(۲۹) افواہیں پھیلانا اور سوچے سمجھے بغیر خبروں کا نشر کرنا ہر دَور کے منافقین اور سادہ لوح عوام کا خاصہ رہا ہے۔ ہوشیار دشمن مخلصین کی اسی حماقت سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مختلف خبریں مصلحت کے خلاف گڑھ کر میدان میں ڈال دیتا ہے۔ پھر سادہ لوح اور احمق افراد اس کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ اور مجاہدین کے حوصلوں کو پست بناتے رہتے ہیں۔ دین اسلام نے اس کی شدت سے ممانعت کی ہے اور واضح حکم دیا ہے کہ خبروں کو رسولؐ اور اولی الامر کے سامنے پیش کرو اور دیکھو وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ تصدیق کر دیں تو اس کے بعد نشر کرو کہ ان میں ادراک کی واقعی صلاحیت ہے اور تمہارے پاس نہیں ہے

(۳۰) جنگ کے مواقع پر دو طرح کے افراد خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ بعض مجاہدین کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور بعض ان کی حوصلہ شکنی کے درپے رہتے ہیں۔ قرآن مجید نے صاف واضح کر دیا ہے کہ تمہاری سفارشات کا جو بھی اثر ہوگا اس کا ایک حصہ تمہیں بھی دیا جائے گا چاہے اچھی سفارش کرو یا بُری۔ اگر تم نے حوصلے پست کرا دے تو شکست کا ذمہ دا تمہیں بھی قرار دیا جائے گا اور تم شیطان کی طرح غیر متعلق بن کر الگ نہیں ہو سکتے۔

تَهۡدُوۡا مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ

خدا نے جسے گمراہی پر چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ جسے خدا گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے تم کوئی راستہ

سَبِيۡلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوۡا لَوۡ تَكۡفُرُوۡنَ كَمَا كَفَرُوۡا فَتَكُوۡنُوۡنَ

نہیں نکال سکتے (۸۸) یہ منافقین چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی طرح کافر ہوجاؤ

سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوۡا مِنۡهُمۡ اَوۡلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوۡا فِىۡ

اور سب برابر ہوجائیں تو خبردار تم انہیں اپنا دوست نہ بنانا جب تک

سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَخُذُوۡهُمۡ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ

راہِ خدا میں ہجرت نہ کریں پھر یہ انحراف کریں تو انہیں گرفتار کرلو

حَيۡثُ وَجَدْتُّمُوۡهُمۡ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوۡا مِنۡهُمۡ وَلِيًّا وَّلَا

اور جہاں پا جاو قتل کردو اور خبر دار ان میں سے کسی کو اپنا دوست

نَصِيۡرًا ﴿۸۹﴾ ۙ اِلَّا الَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ ⁽⁴²⁾ اِلٰى قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ

اور مددگار نہ بنانا (۸۹) علاوہ ان کے جو کسی ایسی قوم سے مل جائیں جن کے

وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ اَوۡ جَآءُوۡكُمۡ حَصِرَتۡ صُدُوۡرُهُمۡ

اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو یا وہ تمہارے پاس دل تنگ ہوکر آجائیں کہ

اَنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ اَوۡ يُقَاتِلُوۡا قَوۡمَهُمۡ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ

نہ تم سے جنگ کریں گے اور نہ اپنی قوم سے۔ اور اگر خدا چاہتا تو

لَسَلَّطَهُمۡ عَلَيۡكُمۡ فَلَقٰتَلُوۡكُمۡ ۚ فَاِنِ اعۡتَزَلُوۡكُمۡ

ان کو تمہارے اوپر مسلّط کردیتا اور وہ تم سے بھی جنگ کرتے لہٰذا اگر تم سے



### عربی حاشیہ

(42) منافقین کا ایک گروہ جس نے ہجرت نہیں کی اور مکہ میں رہ گیا تاکہ ہرطرح کی حفاظت میں رہیں۔ ان کے بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ تھے، ایک رعایت کا حامی تھا اور ایک سزا کا کہ حکم خدا کے بعد بھی ہجرت نہیں کی ہے۔

پروردگار عالم نے اس اختلاف کی طرف اشارہ کرکے واضح کردیا ہے کہ رعایت کی پالیسی غلط ہے۔

### اردو حاشیہ

۱ منافق اسلام میں ایک تاریخی کردار ہے جس نے اسلام کی سہولت سے فائدہ اٹھا کر ہر دَور میں نقصان پہنچایا ہے۔ ان آیات میں انہیں منافقین کی مختلف قسموں کا تذکرہ کیا گیا ہے:-

۱۔ بعض نے حکم رسولؐ کے بعد بھی ہجرت نہیں کی جب کہ فتح مکہ سے پہلے ہجرت واجب تھی۔

۲۔ بعض مخلص مومنین کو اندر اندر کفر کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔

اسلام نے پہلے گروہ کو نظرانداز کردیا ہے اور دوسرے کے قتل عام کا حکم دے دیا ہے اور یہ حکم لااکراہ فی الدین کے منافی بھی نہیں ہے کہ وہ کفار کے بارے میں ہے اور منافقین اپنے کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں لہٰذا ان کے اعمال کا شدت سے محاسبہ کیا جائے گا۔

۳۔ بعض معاہدہ والی قوم سے مل کر جنگ سے بچنا چاہتے ہیں۔

۴۔ بعض جنگ کے خطرہ سے گھبراتے ہیں اور کسی سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔

اسلام نے ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے کہ اسلام زبردستی جنگ کو مسلط نہیں کرتا اور حتیٰ الامکان جنگ سے احتراز کرتا ہے اور یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے ان کے حوصلے پست کردیئے ہیں ورنہ وہ لڑنے پر آمادہ بھی ہوسکتے تھے۔

فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ

الگ رہیں اور جنگ نہ کریں اور صلح کا پیغام دیں تو خدا نے تمہارے لئے

اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿٩٠﴾ سَتَجِدُونَ آخَرِينَ (43)

ان کے اوپر کوئی راہ نہیں قرار دی ہے (۹۰) عنقریب تم ایک اور

يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا

جماعت کو پاؤ گے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی محفوظ رہیں اور اپنی قوم سے بھی۔

إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا

یہ جب بھی فتنہ کی طرف بلائے جاتے ہیں الٹے اس میں اوندھے منہ

إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَ

گر پڑتے ہیں لہٰذا یہ اگر تم سے الگ نہ ہوں اور صلح کا پیغام نہ دیں اور

اقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ

ہاتھ نہ روکیں تو انہیں گرفتار کرلو اور جہاں پاؤ قتل کردو یہی وہ ہیں کہ جن پر

عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿٩١﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ

تمہیں کھلا غلبہ عطا کیا گیا ہے (۹۱) اور کسی مومن کو یہ حق نہیں ہے کہ

مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً (44) وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ

وہ کسی مومن کو قتل کردے مگر غلطی سے اور جو غلطی سے قتل کردے

مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا

اسے چاہئے کہ ایک غلام آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو دیت دے



## عربی حاشیہ

(43) امام رازی کہتے ہیں کہ جب اسلام سے معاہدہ کرنے والی قوم سے مل جانا دنیا میں قتل سے بچاسکتا ہے تو اللہ سے محبت کرنے والے اہلبیتؑ کی پناہ میں داخل ہوجانا عذاب آخرت سے بھی بچاسکتا ہے۔

(44) یہ غیر جانبدار گروپ ہے جو ہر دور میں دہری پالیسی کا حامل رہتا ہے اور دونوں طرف اپنے تعلقات بنائے رکھتا ہے اور وقت پڑ جانے پر اپنے اصل گروپ سے مل جاتا ہے۔

فائدہ

۱۔ ارکسھم رکس سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کو اوندھا کردینا یا پھیر دینا۔

آیت نمبر ۸۱ کا حکم مکہ کے منافقین کا ہے۔ مدینہ میں یہ حکم تبدیل ہوگیا کہ اس طرح دشمن اپنے اصحاب کے قتل کا طعنہ دیں گے۔

۳۔ آیت نمبر ۹۱ میں ثقفتموھم استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں مہارت کے ساتھ گرفتار کرنا ورنہ وجدان صرف پالینے کے معنی ہیں اس

## اردو حاشیہ

۵۔ بعض امن کی پالیسی کا اعلان کرتے ہیں لیکن موقع پڑنے پر فتنوں میں کود پڑتے ہیں۔ یہ اگر صلح کا پیغام نہ دیں اور ہاتھ نہ روکیں تو ان کی سزا بھی قتل عام ہے اور صرف امن کے اعلان کا کوئی فائدہ نہ ہوگا جب تک واقعاً امن کی پالیسی اختیار نہ کریں۔

(۳۱) اسلام نے مومن کی زندگی کو انتہائی محترم قرار دیا ہے اور اس کے قتل کو کسی اعتبار سے بھی جائز نہیں قرار دیا۔ یہ اور بات ہے کہ قاتل کے اسلام کا بھی لحاظ رکھا ہے کہ قاتل ہونا اور ہے اور کافر ہونا اور...... اگرچہ قصداً قتل کرنا کسی کفر سے کم نہیں ہے کہ انسان مومن کی زندگی کو برداشت نہیں کرتا تو اس کی نظر میں ایمان کی کیا قیمت ہے۔

قتل کے دو پہلو ہیں۔ انسانی زندگی کا خاتمہ اور حکمِ خدا کی خلاف ورزی۔ اسلام نے سزا میں دونوں کا لحاظ رکھا ہے۔

انسانی حقوق کے اعتبار سے دیت واجب کردی ہے اور خدائی نافرمانی کے اعتبار سے کفارہ واجب کردیا ہے جو قتل عمد میں غلام آزاد کرنا۔ ۶۰ روزے رکھنا اور ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور شبہ عمد یا خطا محض میں غلام آزاد کرنا اور یہ ممکن نہ ہو تو ۶۰ روزے رکھنا اور وہ بھی ممکن نہ ہو تو ۶۰ مسکینوں کا اطعام کرنا ہے۔

اس کے بعد دیت میں بھی یہ احتیاط رکھی گئی ہے کہ اگر مقتول کے ورثہ یا مسلمانوں کے معاہدہ میں ہیں تو انہیں دیت دے دی جائے اور اگر کافی ہیں تو انہیں دیت نہ دی جائے گی ایسا نہ ہو کہ مسلمان کے مال سے کفار کو تقویت حاصل ہوجائے البتہ غلام بہرحال آزاد کرنا ہوگا۔

فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

مگر یہ کہ وہ معاف کردیں پھر اگر مقتول ایسی قوم سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور (اتفاق سے)

مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ

خود مومن ہے تو صرف غلام آزاد کرنا ہوگا اور اگر ایسی قوم کا فرد ہے جس کا تم سے معاہدہ ہے تو

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ

اس کے اہل کو دیت دینا پڑے گی اور ایک مومن غلام آزاد کرنا ہوگا اور غلام نہ ملے تو دو ماہ کے

لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ

مسلسل روزے رکھنا ہوں گے یہی اللہ کی طرف سے توبہ کا راستہ ہے اور اللہ سب کی نیتوں سے باخبر ہے اور

كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا

اپنے احکام میں صاحبِ حکمت بھی ہے (۹۲) اور جو بھی کسی مومن کو قصداً قتل کردے گا

فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ

اس کی جزا جہنم ہے۔ اسی میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس پر خدا کا غضب بھی ہے اور خدا لعنت بھی کرتا ہے اور اس نے

وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ

اس کے لئے عذابِ عظیم بھی مہیّا کررکھا ہے (۹۳) ایمان والو جب تم راہِ خدا میں جہاد کے لئے سفر کرو

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا (45) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ

تو پہلے تحقیق کرلو اور خبردار جو اسلام کی پیش کش کرے اس سے یہ نہ کہنا کہ تو مومن نہیں ہے کہ

السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫

اس طرح تم زندگانی دنیا کا چند روزہ سرمایہ چاہتے ہو اور خدا کے پاس بکثرت فوائد پائے جاتے ہیں۔



## عربی حاشیہ

کے لئے کوئی زحمت اور مہارت درکار نہیں ہے۔

(45) اسلام میں قتل کی تین قسمیں ہیں۔ قتل عمد۔ جہاں انسان جان بوجھ کر کسی کی جان لیتا ہے۔ شبہہ عمد جہاں مارنے کا ارادہ ہوتا ہے لیکن قتل کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا ہے۔ خطا۔ جہاں مقتول کا تصور ہی نہیں ہوتا ہے اور اچانک وہ زد میں آجاتا ہے۔ پہلی قسم کی سزا آخرت میں جہنم اور دنیا میں قصاص یا دیت ہے۔ دیت کی مقدار تقریباً $3\frac{1}{2}$ کلو سونا ہے جو مقتول کے ورثہ کو دیا جائے گا۔ دوسری قسم کی سزا صرف دیت ہے قصاص کا حق نہیں ہے اور دیت خود قاتل کو دینا پڑتی ہے۔ تیسری قسم کی سزا دیت ہے مگر اس کی ذمہ داری باپ کے قرابتداروں بھائی چچا اور ان کی اولاد پر ہے۔

## اردو حاشیہ

(۳۲) یہ ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جو ہمیشہ قانون کی نگاہوں سے بچ نکلنا چاہتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ دنیاوی سزا سے محفوظ ہو گئے تو گویا بالکل محفوظ رہے۔ اسلام اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے کہ دنیاوی سزا برداشت کر لینا آسان ہے آخرت کا عذاب برداشت کرنا مشکل ہے جس کی شدت کا یہ عالم ہے کہ اس میں جہنم بھی ہے۔ غضب خدا بھی ہے اور لعنت پروردگار بھی ہے اور پھر عذابِ عظیم بھی ہے جو اگرچہ ایک دوسرے کا لازمہ ہیں لیکن جرم کی شدت کا احساس دلانے کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ ۚ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ

آخر تم بھی تو پہلے ایسے ہی کافر تھے۔ خدا نے تم پر احسان کیا کہ تمہارے اسلام کو قبول کرلیا (اور دل چیرنے

عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٩٤﴾

کی شرط نہیں لگائی) تو اب تم بھی اقدام سے پہلے تحقیق کرو کہ خدا تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۹۴)

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ

اندھے بیمار اور معذور افراد کے علاوہ گھر بیٹھ رہنے والے صاحبانِ ایمان

الْمُجٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ

ہرگز ان لوگوں کے برابر نہیں ہوسکتے جو راہِ خدا میں اپنے جان و مال سے

اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ (46) عَلَى الْقٰعِدِينَ

جہاد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو

دَرَجَةً (47) ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ

بیٹھ رہنے والوں پر امتیاز عنایت کئے ہیں اور ہر ایک سے نیکی کا وعدہ کیا ہے اور مجاہدین کو

عَلَى الْقٰعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجٰتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً

بیٹھ رہنے والوں کے مقابلہ میں اجرِ عظیم عطا کیا ہے (۹۵) اس کی طرف سے درجات

وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٩٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ

مغفرت اور رحمت ہے اور وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۹۶) جن لوگوں کو

تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ

ملائکہ نے اس حال میں اٹھایا کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے تھے



## عربی حاشیہ

(46) اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ پیغمبرِ اسلام نے جہاد کے لئے ایک سریہ روانہ کیا۔ وہاں ان لوگوں نے ایک شخص کے پاس مال دیکھ لیا تو اسے قتل کرنا چاہا کہ اس طرح مالِ غنیمت مل جائے گا۔ اس نے سلام کر کے کلمۂ اسلام زبان پر جاری کیا۔ مسلمان سپاہی نے پھر بھی قتل کردیا اور پیغمبرِ اسلامؐ سے یہ عذر کیا کہ اس نے جان کے خوف سے کلمہ پڑھ لیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس عمل سے برأت کا اظہار فرمایا اور یہ قانون نافذ کردیا کہ تحقیق کے بغیر اقدام کرنا حرام ہے اور جان، مال آبرو کے معاملات میں احتیاط سے کام لینا چاہے۔

(47) قرآنِ مجید نے جب بھی جہاد کا حکم دیا ہے اموال کو نفوس پر مقدم رکھا ہے کہ مالی قربانی نفس کی قربانی کے مقابلہ میں آسان ہے۔ لیکن جب مومنین کے جان و مال کی

## اردو حاشیہ

(۳۳) حقیقت یہ ہے کہ تبلیغ کا اس سے زیادہ حسین انداز نہیں ہوسکتا کہ انسان کو خود اس کی کمزوری کا احساس دلا دیا جائے اور پھر بتایا جائے کہ خدائی احسان کا بدلہ احسان ہی ہے دوسروں پر ظلم و ستم نہیں ہے۔

(۳۴) راہِ خدا میں جہاد کے سلسلے میں چند قسم کے افراد اور کردار ہوتے ہیں:-

۱۔ جو قوت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جہاد کرتے ہیں۔
۲۔ جو کسی مجبوری کی بناء پر شریک جہاد نہیں ہو سکتے۔
۳۔ جو واجب کفائی ہونے کی بناء پر شرکت نہیں کرتے ہیں۔
۴۔ جو وجوب عام کے بعد بھی شرکت نہیں کرتے۔

قرآن مجید نے پہلے قسم کے مجاہدین کی فضیلت کا تذکرہ معذورین کے مقابلہ میں کیا ہے کہ نیکی کا وعدہ دونوں کے لئے ہے لیکن مجاہدین کا درجہ بہر حال بلند ہے۔ اس کے بعد ان کا فضل وجوب کفائی کی بناء پر بیٹھ رہنے والوں کے مقابلہ میں بیان کیا گیا کہ ان کے لئے اجرِ عظیم، درجات، رحمت اور مغفرت الٰہی ہے۔

اس کے بعد ان کاہلوں اور بہانہ بازوں کا ذکر کیا گیا جن کے پاس خود ساختہ مجبوریوں کا عذر تھا انہوں نے ہجرت نہ کر کے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور یہ اسی ظلم کی حالت میں دنیا سے اٹھائے جائیں گے۔

آخر میں ان واقعی کمزور مردوں، بچوں اور عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ہجرت کرنے کے قابل ہی نہ تھے کہ خدا ان کو معاف کرنے والا اور بخش دینے والا ہے۔

كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ

ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم زمین میں

تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ

کمزور بنادئے گئے تھے۔ ملائکہ نے کہا کہ کیا زمینِ خدا وسیع نہیں تھی کہ تم ہجرت کرجاتے۔

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ

ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین منزل ہے (۹۷) ان کمزور مردوں،

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

عورتوں اور بچوں کے جن کے اختیار میں کوئی تدبیر نہ تھی

حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ

اور وہ کوئی راستہ نہ نکال سکتے تھے (۹۸) یہی وہ لوگ ہیں جن کو

اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾ وَمَنْ

عنقریب خدا معاف کردے گا کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (۹۹) اور جو بھی

يُّهَاجِرْ [48] فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا

راہِ خدا میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں بہت سے ٹھکانے

كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا

اور وسعت پائے گا اور جو اپنے گھر سے خدا و رسول کی طرف

اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ

ہجرت کے ارادہ سے نکلے گا اس کے بعد اسے موت بھی آجائے



## عربی حاشیہ

خریداری کا ذکر کیا گیا تو نفس کو مال پر مقدم کیا گیا کہ جنت خریدنے والے نفس کی قربانی کو بھی مال ہی کی قربانی کی طرح آسان اور معمولی تصور کرتے ہیں۔

(48) قرآن مجید نے مجاہدین کے اجرو ثواب کا تذکرہ مختلف لہجوں میں کیا ہے۔ درجہ، حسنیٰ، اجرعظیم، درجات، مغفرت، رحمت وغیرہ اور یہ علامت ہے کہ اسلام میں مجاہدین کا مرتبہ انتہائی عظیم ہے اور اسی لئے روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر نیکی سے بالاتر نیکی ہے لیکن شہادت سے بالاتر کوئی نیکی نہیں ہے اور یہ علامت ہے کہ شہید سے بالاتر کوئی نیک کردار نہیں ہے اور سید الشہداء سے بالاتر کوئی انسان نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۳۵) اسلام ایک عقیدہ ہے جس کے مقابلہ میں وطن، قوم، قبیلہ اور خاندان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ ہجرت کا سب سے بڑا شرف یہی ہے کہ مہاجر اپنے عقیدہ کی بالاتری کا اعلان کرتا ہے اور عقیدہ کے مقابلہ میں تمام مادی تعلقات کو بے قیمت قرار دیتا ہے بشرطیکہ ہجرت خدا ورسولؐ کی راہ میں ہو۔ پناہ گاہ تلاش کرنے یا دولت کمانے کی غرض سے نہ ہو کہ یہ ہجرت ان فضائل کی حق دار نہیں ہے اور نہ خدا ایسے مہاجرین کے اجر وثواب کا ذمہ دار ہے۔ وہ اپنی راہ کے مہاجرین کو اہمیت دیتا ہے۔ دولت اور راحت کی راہ کے مہاجرین کو نہیں۔

اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ وَ

تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۰) اور

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ

جب تم زمین میں سفر کرو تو تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ

تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ

اپنی نمازیں قصر کردو اگر تمہیں کفار کے حملہ کردینے کا

كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَ اِذَا

خوف ہے کہ کفار تمہارے لئے کھلے ہوئے دشمن ہیں (۱۰۱) اور جب

كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ

آپ مجاہدین کے درمیان ہوں اور ان کے لئے

مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا

نماز قائم کریں تو ان کی ایک جماعت آپ کے ساتھ

فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى

نماز پڑھے اور اپنے اسلحہ ساتھ رکھے اس کے بعد جب یہ سجدہ کرچکیں تو

لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ

یہ پشت پناہ بن جائیں اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی ہے

اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ

وہ آکر شریکِ نماز ہوجائے اور اپنے اسلحہ اور بچاو کے سامان اپنے ساتھ رکھے۔



## عربی حاشیہ

فائدہ

واضح رہے کہ ہجرت فطرت حیات بھی ہے اور علامتِ قربانی بھی ہجرت سے نئی حکومت کی تاسیس بھی ہوئی ہے اور ہجرت معنوی ترک معاصی کی بھی مستلزم ہے۔

طبری کے بیان کے مطابق اسلامی سال کا ہجرت سے شروع کرنا خلافت دوم کے دور میں حضرت علیؑ کے مشورہ سے ہوا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۳۶) آیت نے سفر اور خوف دونوں کو یکجا کر دیا ہے کہ یہ نماز قصر کا سب سے واضح موقع ہے ورنہ روایات کی بناء پر تنہا سفر میں بھی قصر ہوتا ہے چاہے وہاں دشمن کا کوئی خوف نہ ہو۔

(۳۷) یہ نماز خوف کی ترکیب ہے کہ مجاہدین کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا جائے ایک گروہ جنگ کرے اور دوسرا نماز پڑھے۔ پھر جب ایک رکعت تمام ہو جائے تو وہ باقی نماز فرادیٰ تمام کر کے مورچہ سنبھال لے اور دوسرا گروہ دوسری رکعت میں آ کر شامل جماعت ہو جائے۔ اور اس طرح دونوں کو ثواب جماعت بھی مل جائے اور کفار کو حملہ کرنے کا موقع بھی نہ ملے۔

حدیبیہ سے پہلے جب کفار اور مسلمانوں میں معمولی مڈبھیڑ ہوئی تو خالد بن ولید نے یہ نسخہ ایجاد کیا کہ نماز کے وقت حملہ کر دیا جائے۔ قدرت نے اس سازش کو بھی بے نقاب کر دیا اور بیک وقت سب کو نماز پڑھنے سے روک دیا۔

کربلا میں ظہر کے ہنگام نمازیوں پر حملہ خالد بن ولید کی تمناؤں کی تکمیل تھا اور اس بات کا اعلان تھا کہ لشکر یزید کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ دورِ جاہلیت کی ایک یادگار ہے۔

أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً

کفار کی خواہش یہی ہے کہ تم اپنے سازو سامان اور اسلحہ سے غافل ہوجاو تو

وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن

یہ یکبارگی حملہ کردیں۔۔۔ ہاں اگر بارش یا بیماری کی وجہ سے اسلحہ

مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا

نہ اٹھاسکتے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے کہ اسلحہ رکھ دو لیکن بچاو کا سامان

حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا (49) ﴿۱۰۲﴾

ساتھ رکھو۔ اللہ نے کفر کرنے والوں کے لئے رسوا کن عذاب مہیّا کررکھا ہے (۱۰۲)

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا (50) اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَ

اس کے بعد جب یہ نماز تمام ہوجائے تو کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہمیشہ

عَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ

خدا کو یاد کرتے رہو اور جب اطمینان حاصل ہوجائے تو باقاعدہ نماز قائم کرو کہ

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا (51) ﴿۱۰۳﴾

نماز صاحبانِ ایمان کے لئے ایک وقت معین کے ساتھ فریضہ ہے (۱۰۳)

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ

اور خبردار دشمنوں کا پیچھا کرنے میں سستی سے کام نہ لینا کہ اگر تمہیں کوئی بھی رنج پہنچتا ہے

فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ

تمہاری طرح کفار کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور تم اللہ سے وہ امیدیں رکھتے ہو جو انہیں



## عربی حاشیہ

(49) مُراغَم ہجرت کے ٹھکانوں کی تعبیر ہے کہ ان مقامات پر پناہ لے کر دشمنوں کی ناک رگڑ دی جاتی ہے اور رحمت خدا کا واضح اعلان کیا جاتا ہے۔

(50) یہ علامت ہے کہ مسلمان اسلحہ سے معاف بھی کردیا جائے تو حفاظتی تدابیروں سے معاف نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا ہر وقت انتظام رہنا چاہیے اور اس کی طرف سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔

(51) نماز کے بعد بھی ذکر خدا کی تعلیم مسلمان کے لئے ایک دستور حیات ہے کہ خدا صرف نماز ہی میں یاد نہیں کیا جاتا بلکہ نماز ختم کرنے کے بعد بھی اسے اٹھتے بیٹھتے لیٹتے سوتے یاد رکھنا چاہیے۔

## اردو حاشیہ

مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ

حاصل نہیں ہیں اور اللہ ہر ایک کی نیت کا جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہے (۱۰۴) ہم نے آپ کی طرف

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ

یہ برحق کتاب نازل کی ہے کہ لوگوں کے درمیان حکم خدا کے مطابق فیصلہ کریں

وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ

اور خیانت کاروں کے طرفدار نہ بنیں (۱۰۵) اور اللہ سے استغفار کیجئے کہ

اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ

اللہ بڑا غفور و رحیم ہے (۱۰۶) اور خبردار جو لوگ خود اپنے نفس سے

يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ (52) ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا

خیانت کرتے ہیں ان کی طرف سے دفاع نہ کیجئے گا کہ خدا خیانت کار مجرموں کو ہرگز دوست

اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ (53) مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ

نہیں رکھتا ہے (۱۰۷) یہ لوگ انسانوں کی نظروں سے اپنے کو چھپاتے ہیں اور خدا سے

اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ

نہیں چھپ سکتے ہیں جب کہ وہ اس وقت بھی ان کے ساتھ رہتا ہے جب وہ ناپسندیدہ باتوں کی

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ

سازش کرتے ہیں اور خدا ان کے تمام اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۰۸) ہوشیار۔۔۔۔ اس وقت تم نے

جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ

زندگانی دنیا میں ان کی طرف سے جھگڑا شروع بھی کردیا تو اب روزِ قیامت



## عربی حاشیہ

(52) نماز ایک فریضہ ہے اور وقت معین کے ساتھ فریضہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو پابندیٔ وقت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ وقت نماز میں کوتاہی کرنا اصل نماز میں کوتاہی کرنے کے مترادف ہے اور اسی لئے علماء اسلام نے بلاعذر نماز کے قضا کردینے کو حرام قرار دیا ہے۔ عذر کی تفصیل بھی احکامِ شریعت سے دریافت کرنی چاہئے۔ خودساختہ خیالات کا نام عذر شرعی نہیں ہے۔ انسان کو یقین ہوجائے کہ رات کو دیر تک جاگنا نماز صبح کے قضا ہوجانے کا باعث ہوگا تو سوجانا ضروری ہے اور جاگنا حرام ہے۔ اس کے لئے کار خیر کا عذر بھی کارگر نہیں ہوسکتا۔

(53) انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ وہ جب بھی کسی دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو درحقیقت اپنی ہی ذات کے ساتھ خیانت کرتا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۰۱ میں ان خفتم کی قید عام

## اردو حاشیہ

(۳۹) اسلام اور کفر کا سب سے بڑا امتیاز یہی ہے کہ مسلمان کے پاس عقیدہ توحید ہے اور وہ ہر دکھ درد تکلیف کے ساتھ ایک اجر خداوندی کی توقع رکھتا ہے۔ کفار اس عقیدے سے محروم ہیں لہٰذا ان کی قسمت میں دکھ درد اور رنج و الم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

مسلمان کو ہر دَور میں اس نکتہ کو نظر میں رکھنا چاہئے اور اس فلسفہ کے پیش نظر راہِ خدا میں جہاد کرنا چاہئے کہ تکلیف تو سب کو پہنچتی ہے مسلمان ہو یا کافر لیکن اجر وثواب صرف مسلمان کو ملتا ہے اور اس تصور کے بعد بھی مسلمان جہاد کا حوصلہ نہ پیدا کرسکے تو یہ انتہائی بدبختی کی بات ہے جس میں آج کی امتِ اسلامیہ مبتلا ہے۔

لے انصار میں بنو بیرق کے تین بھائیوں نے ایک شخص کے گھر چوری اور ایک یہودی کے گھر سارا سامان رکھ دیا۔ اس کے بعد جس نے سرکار دو عالمؐ سے شکایت کی اسی کو چور قرار دے دیا اور اتنے شواہد جمع کردیئے کہ گویا اپنے خیال میں آپ کو مطمئن کردیا۔

پروردگار عالم نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ خبردار مجرمین کی حمایت نہ کرنا۔ تم دوسروں پر الزام لگا کر اپنے نفس پر ظلم کر رہے ہو اور خدا سے اپنے جرم کو نہیں چھپا سکتے ہو۔

مفسرین نے اس واقعہ کے ذیل میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ مجرمین کے طرف داروں نے سرکارِ دو عالمؐ کو مطمئن کرلیا تھا اور آپ نے بے گناہ انسان کو تنبیہ

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾

ان کی طرف سے اللہ سے کون جھگڑا کرے گا اور کون ان کا وکیل اور طرفدار بنے گا (۱۰۹)

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا (54) اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ

اور جو بھی کسی کے ساتھ برائی کرے گا یا اپنے نفس پر ظلم کرے گا اس کے بعد

اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا

استغفار کرے گا تو خدا کو غفور اور رحیم پائے گا (۱۱۰) اور جو قصداً گناہ کرتا ہے

فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾

وہ اپنے ہی خلاف کرتا ہے اور خدا سب کا جاننے والا ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۱۱۱)

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا

اور جو شخص بھی کوئی غلطی یا گناہ کرکے دوسرے بے گناہ کے سر ڈال دیتا ہے

فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ ع وَلَوْلَا فَضْلُ

ع ۱۶/۸/۱۳

وہ بہت بڑے بہتان اور کھلے گناہ کا ذمہ دار ہوتا ہے (۱۱۲) اگر آپ پر فضل خدا

اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ (55) لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ

اور رحمت پروردگار کا سایہ نہ ہوتا تو ان کی ایک جماعت نے آپ کو بہکانے کا

يُّضِلُّوْكَ ط وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ

ارادہ کرلیا تھا اور یہ اپنے علاوہ کسی کو گمراہ نہیں کرسکتے اور آپ کو کوئی

مِنْ شَيْءٍ ط وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

تکلیف نہیں پہنچاسکتے اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے



## عربی حاشیہ

حالات کی ترجمانی ہے۔ مثل فی حجورکم۔ یہ مستقل شرط نہیں ہے اور لا جناح مثل حکم سعی وجوب کی علامت ہے۔

(54) انسان مکاری کرنا چاہتا ہے تو اللہ سے اپنے عیب کو چھپائے کہ سزا دینے والا وہی ہے اور جب یہ ممکن نہیں ہے تو بندوں سے چھپا کر جرم کرنے سے کیا فائدہ بندے لفظوں کے علاوہ کیا سزا دے سکتے ہیں اور الفاظ ہوا میں منتشر ہوجایا کرتے ہیں۔

(55) سوء۔ وہ برائی جو دوسروں کے ساتھ کی جائے۔

ظلم نفس۔ وہ زیادتی جو اپنے نفس کے ساتھ کی جائے۔

اثم۔ وہ گناہ جو دیدہ ودانستہ کیا جائے۔

خطیئۃ۔ وہ غلطی جو نا قابلِ معافی ہو اور صرف جہالت کی بنا پر اسے خطا کہا جاتا ہو۔

## اردو حاشیہ

بھی کر دی تھی جس پر خدا نے آپ کو استغفار کرنے کا حکم دے دیا ہے کہ کتاب خدا کے ہوتے ہوئے خلافِ حکم خدا فیصلہ نہ کرنا چاہئے۔

لیکن یہ سارے خیالات ان نظریات کا نتیجہ ہیں جن میں نبیؐ کی حیثیت ایک عام انسان کی سی قرار دے دی گئی ہے اور عصمت کے واقعی مفہوم کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ورنہ یہ واقعہ کسی بات کی دلیل ہے تو صرف اس بات کی کہ اسلام انصار و مہاجرین کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کی نگاہ میں ایمان اور کردار کے علاوہ کوئی شے نہیں ہے اور انسان صاحبِ ایمان و کردار ہے تو بہر حال قدر و قیمت رکھتا ہے اور صاحبِ ایمان و کردار نہیں ہے تو اس کی حمایت اور طرف داری بھی ایک جرمِ عظیم ہے۔

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

اور آپ کو ان تمام باتوں کا علم دے دیا ہے جن کا علم نہ تھا اور آپ پر

عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا

خدا کا بہت بڑا فضل ہے (۱۱۳)ان لوگوں کی اکثر راز کی باتوں میں کوئی

مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ [56] اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ

خیر نہیں ہے مگر وہ شخص جو کسی صدقہ، کارِخیر یا لوگوں کے درمیان

وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ

اصلاح کا حکم دے اور جو بھی یہ سارے کام رضائے الٰہی کی طلب میں انجام دے گا

نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ

ہم اسے اجرِعظیم عطا کریں گے (۱۱۴) اور جو شخص بھی ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ [57] غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ

رسول سے اختلاف کرے گا اور مومنین کے راستہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا

نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ ع

اسے ہم ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا ہے اور جہنم میں جھونک دیں گے جو بدترین ٹھکانا ہے (۱۱۵)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ

خدا اس بات کو معاف نہیں کرسکتا کہ اس کا شریک قرار دیا جائے اور اس کے

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ

علاوہ جس کو چاہے بخش سکتا ہے اور جو خدا کا شریک قرار دے گا وہ گمراہی میں



## عربی حاشیہ

(56) یہ فقراتِ واضح دلیل ہیں کہ پیغمبرؐ اسلام نے کسی مجرم کی حمایت نہیں کی ہے اور نہ کرسکتے ہیں اور مفسرین کا یہ خیال کہ یہ آیت پیغمبرؐ کی تنبیہ کے لئے نازل ہوئی ہے ایک ہذیان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔

(57) صدقہ ۔ راہ خدا میں مال خرچ کرنا۔

معروف ۔ نیک گفتگو کرنا اور اصلاح بین الناس ۔ لوگوں کے درمیان صلح ومصالحت کی فکر کرنا۔ یہی وہ کام ہیں جو خدا کے لئے انجام دیئے جائیں تو اجرِعظیم کا باعث ہوتے ہیں۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۱۳ میں فضل اور رحمت اور علم مالم یعلم دلائل عصمت کی طرف اشارہ ہے جراثیم جاننے والا ڈاکٹر گندا پانی نہیں پیتا ہے اور جاہل آدمی پی لیتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۴۰) سازشی ذہن ہمیشہ راز داری کی باتیں کیا کرتے ہیں اور ان کا موضوع فتنہ وفساد کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ قرآن مجید نے اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس راز داری میں کوئی خیر نہیں ہے جب تک کہ اس کے موضوعات تین طرح کے نہ ہوں صدقہ، نیکی اور اصلاح اور پھر سب کا مقصد مرضی پروردگار رہو۔ فخر رازی کا بیان ہے کہ اس آیت سے زیادہ جامع کوئی آیت نہیں ہے جس میں تین لفظوں میں زندگی کے سارے خیر کو سمیٹ دیا گیا ہے۔

(۴۱) یہ لفظ علامت ہے کہ انسان اپنے اعمال میں مجبور نہیں ہے اور پروردگار اس کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق برتاؤ کرے گا اور اسی کو اضلال اور ہدایت وغیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ

بہت دور تک چلا گیا ہے (۱۱۶) یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر بس عورتوں کی پرستش کرتے ہیں

وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ

اور سرکش شیطان کو آواز دیتے ہیں (۱۱۷) اس پر خدا کی لعنت ہے اور اس نے

لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

خدا سے بھی کہہ دیا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصّہ ضرور لے لوں گا (۱۱۸) اور انہیں گمراہ کروں گا۔

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ

امیدیں دلاوں گا اور ایسے احکام دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے

لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ

پھر حکم دوں گا تو اللہ کی مقررہ خلقت کو تبدیل کردیں گے اور جو خد اکو چھوڑ کر

وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ

شیطان کو اپنا ولی اور سرپرست بنائے گا وہ کھلے ہوئے خسارہ میں رہے گا (۱۱۹) شیطان ان سے

وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ

وعدہ کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے اور وہ جو بھی وعدہ کرتا ہے وہ دھوکہ کے سوا کچھ نہیں ہے (۱۲۰) یہی وہ

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَ

لوگ ہیں جن کا انجام جہنم ہے اور وہ اس سے چھٹکارا نہیں پاسکتے ہیں (۱۲۱) اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہم عنقریب



## عربی حاشیہ

(58)وہ راستہ جسے خدا نے صاحبانِ ایمان کے لئے مقرر کیا ہے اور جس پر صاحبانِ ایمان گامزن ہیں نہ کہ جسے خود صاحبانِ ایمان نے طے کر لیا ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے اس سے اجماع کو مراد لیا ہے جب کہ آیت حیاتِ پیغمبرؐ میں نازل ہوئی ہے اور اجماع آپ کے بعد کی پیداوار ہے۔

(59)چونکہ انسان میں ایک قوتِ شر بھی پائی جاتی ہے اور وہی شیطان کا اصلی وسیلہ اور ذریعہ ہے لہٰذا اس نے آدھی انسانیت کو اپنا حصہ قرار دے لیا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۱۷ میں مونث معبودوں سے بت مراد ہیں یا یہ لفظ انث سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کمزوری اور یہ عام معبودوں کی طرف اشارہ ہے کہ سب کے سب کمزور اور بے طاقت ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۴۲) جاہلیت میں عربوں نے ملائکہ کو عورتوں کی شکل دے دی تھی اور انھیں بنات اللہ سے تعبیر کیا تھا پھر بتوں کی شکل میں ان کے مجسمے بنائے اور پھر دھیرے دھیرے انہیں کو اصل خدا بنا لیا اور یہ سب کچھ شیطان کے اشارہ پر کیا تو قرآن مجید نے اسے عورتوں کی پرستش اور شیطان کی عبادت سے تعبیر کیا ہے۔

(۴۳) شیطان کی اتباع کی ایک علامت خدائی خلقت میں تغیر پیدا کرنا بھی ہے۔ انسان اپنے جسم میں حکم خدا کے مطابق تغیر پیدا کرتا ہے یعنی بال کاٹتا ہے، ناخن کاٹتا ہے، ختنہ کرتا ہے تو یہ شیطانی حرکت نہیں ہے۔ لیکن حکم خدا کے خلاف تغیر پیدا کرتا ہے تو یہ تغیر ہی شیطانی اتباع کی بہترین علامت ہے جیسا کہ داڑھی منڈانے میں ہوتا ہے اور اسی لئے بعض روایات میں اس آیت سے داڑھی منڈانے کی حرمت پر استدلال کیا گیا ہے کہ یہ تغیر مرضی پروردگار کے خلاف ہے۔

تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ وَعۡدَ

انہیں ان جنّتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللّٰہِ حَقًّا ؕ وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیۡلًا ﴿۱۲۲﴾ لَیۡسَ

یہ خدا کا برحق وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ راست گو کون ہوسکتا ہے (۱۲۲) کوئی کام

بِاَمَانِیِّکُمۡ وَلَاۤ اَمَانِیِّ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ ؕ مَنۡ یَّعۡمَلۡ

نہ تمہاری امیدوں سے بنے گا نہ اہلِ کتاب کی امیدوں سے۔ جو بھی برا کام کرے گا

سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِہٖ ۙ وَلَا یَجِدۡ لَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا

اس کی سزا بہرحال ملے گی اور خدا کے علاوہ اسے کوئی سرپرست اور مددگار بھی

نَصِیۡرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ

نہیں مل سکتا ہے (۱۲۳) اور جو بھی نیک کام کرے گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت

اُنۡثٰی وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ وَلَا

بشرطیکہ وہ صاحبِ ایمان بھی ہو۔ ان سب کو جنّت میں داخل کیا جائے گا اور ان پر

یُظۡلَمُوۡنَ نَقِیۡرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ

ذرّہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۲۴) اور اس سے اچھا دیندار کون ہوسکتا ہے جو اپنا رخ

وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَہُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ

خدا کی طرف رکھے اور نیک کردار بھی ہو اور ملّت ابراہیم کا اتباع کرے جو باطل سے کترانے والے تھے

وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبۡرٰہِیۡمَ خَلِیۡلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا خلیل اور دوست بنایا ہے (۱۲۵) اور اللہ ہی کے لئے زمین



## عربی حاشیہ

(60) عرب جاہل بتوں کے نام پر جانوروں کے کان چیر دیا کرتے تھے اور مختلف انداز سے خدائی تخلیق میں تبدیلی کر دیا کرتے تھے تو شیطان نے اسے بھی اپنا کارنامہ قرار دے دیا اور قرآن نے بھی اسی نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے۔

(61) خُلود کا ذکر جنت کے بارے میں بھی ہے اور جہنم کے بارے میں بھی ...... لیکن جنت کے بارے میں ابدیت کا بھی ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے نکلنے کا امکان ہے لیکن جنت سے نکالے جانے کا امکان نہیں ہے اور یہاں خُلود درحقیقت ابدیت ہی کے معنی میں ہے۔

(62) ہر قوم اپنے نظریات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ فقط ہمارے خیالات اور مفروضات ہی پر نجات مل جائے گی اور برائیوں کی سزا نہیں ملے گی۔ قرآن مجید نے اسے بالکل صاف اور واضح کر دیا ہے کہ ان امیدوں سے

## اردو حاشیہ

(۴۴) اسلام دین ایمان و عمل ہے۔ اس نے قومیت یا جماعت کی بنیاد پر نجات کا پیغام نہیں دیا ہے جیسا کہ اہل کتاب کا خیال تھا کہ صرف یہودی اور عیسائی ہی جنت میں جا سکتے ہیں یا پھر بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ مسلمان جہنم میں نہیں جا سکتے۔ اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ برائی کرو گے تو اس کی سزا بھی برداشت کرنا پڑے گی اور نیک عمل کرو گے تو اس کا انعام بھی ملے گا۔

اس طرز فکر کو بہترین دین سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی وضاحت دو طریقوں سے کی گئی ہے۔

پہلے عمل صالح کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ایمان کی شرط لگائی گئی ہے اور اس کے بعد اسلام و تسلیم کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ حسن عمل و کردار کی شرط لگائی گئی ہے جس سے اس امر کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے کہ نہ ایمان عمل کے بغیر کارآمد ہوسکتا ہے اور نہ عمل ایمان کے بغیر۔ مولائے کائنات نے اسی نکتہ کو نہایت حسین الفاظ میں واضح فرمایا ہے۔ "بالایمان یُستدل علی الصالحات و بالصالحات یُستدل علی الایمان۔"

ایمان سے نیک اعمال کی طرف رہنمائی ہوتی ہے اور نیک اعمال سے ایمان کا پتہ ملتا ہے۔

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

و آسمان کی کل کائنات ہے اور اللہ ہر شے پر احاطہ رکھنے والا ہے (۱۲۶)

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ

پیغمبر یہ لوگ آپ سے یتیم لڑکیوں کے بارے میں حکمِ خدا دریافت کرتے ہیں

وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا

تو آپ کہہ دیجئے کہ ان کے بارے میں خدا اجازت دیتا ہے اور جو کتاب میں تمہارے سامنے

تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

حکم بیان کیا جاتا ہے وہ ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جن کو تم ان کا حق میراث نہیں دیتے ہو

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى

اور چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرکے سارا مال روک لو اور ان کمزور بچوں کے بارے میں ہے کہ یتیموں کے

بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ

بارے میں انصاف کے ساتھ قیام کرو اور جو بھی تم کارِ خیر کرو گے خدا اس کا بخوبی

عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا (63)

جاننے والا ہے (۱۲۷) اور اگر کوئی عورت شوہر سے حقوق ادا نہ کرنے یا اس کی کنارہ کشی سے

اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا

طلاق کا خطرہ محسوس کرے تو دونوں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ

صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ (64) ؕ

کسی طرح آپس میں صلح کرلیں کہ صلح میں بہتری ہے اور بخل تو ہر نفس کے ساتھ

منزل ۱

## عربی حاشیہ

کام چلنے والا نہیں ہے اور جو جیسا کرے گا ویسا نتیجہ ضرور سامنے آئے گا۔

(63) یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ابراہیم کی خُلت عام انسانوں کی جیسی نہیں ہے جہاں برابری کے تعلقات پیدا ہوجاتے ہیں بلکہ ابراہیمؑ اس خلت کے بعد بھی بندہ ہیں اور خدا کل کائنات کا خالق و مالک ہے۔

جناب ابراہیمؑ کی خلت کے بارے مختلف اقوال ہیں کہ یہ مہمان نوازی کا نتیجہ ہے یا قربانی کا یا کسی اور خاص صفت کا لیکن حقیقت ہے کہ پروردگار عالم ایسا عظیم خطاب دوست کی راہ میں ہرطرح کے ایثار اپنے محبوب کی مکمل اطاعت کے بغیر ادا نہیں کرسکتا یہ اور بات ہے حبیب کا درجہ خلیل سے بلندتر ہوتا ہے۔

(64) نشوز۔ اظہار برتری کا نام ہے یعنی زوجیت کے حقوق کے زیربار نہ جانا۔

## اردو حاشیہ

(۴۵) سورہ کے آغاز میں بھی عورتوں اور یتیموں کے احکام کا ذکر کیا گیا تھا اور اب اختتام میں بھی انہیں کا تذکرہ ہورہا ہے تاکہ بات مکمل ہوجائے اور ان تمام جاہلانہ رسوم کی مکمل تردید ہوجائے جو عورتوں اور یتیموں کے بارے میں پائی جاتی ہیں کہ یتیم عورتوں کو میراث نہیں دی جاتی۔ انہیں زوجیت پر مجبور کیا جاتا ہے تاکہ ان کا مال اپنے ہی گھر میں رہ جائے اور ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا ہے اور کمزور بچوں کو بھی میراث سے محروم رکھا جاتا ہے کہ وہ جنگ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور ان سب کی تردید یہ نکتہ ہے کہ میراث کی بنیاد قرابت ہے، مرد، عورت اور کمزوری یا طاقت نہیں ہے۔

(۴۶) اسلام نے مرد کا حق عورت پر یہ قرار دیا ہے کہ امور زوجیت میں اس کی اطاعت کرے اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ نکالے اور عورت کا حق مرد پر یہ قرار دیا ہے کہ اس کے نام ونفقہ کا انتظام کرے اور اس کے ساتھ ہمبستری کرے۔ اب اگر شوہر حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے یا اس سے کنارہ کشی اختیار کرے تو دونوں کو اختیار ہے کہ ایک دوسرے کے فطری بخل کو نگاہ میں رکھتے ہوئے کچھ کم پر صلح کرلیں۔

حقوق کا درجہ فرائض کا نہیں ہے کہ اس میں کمی نہ ہوسکے۔ یہ اختیاری معاملہ ہے جس میں کم پر مصالحت کی جاسکتی ہے۔

وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

حاضر رہتا ہے اور اگر تم اچھا برتاو کرو گے اور زیادتی سے بچو گے تو خدا تمہارے اعمال سے

خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ

خوب باخبر ہے (۱۲۸) اور تم کتنا ہی کیوں نہ چاہو عورتوں کے درمیان

وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ

مکمل انصاف نہیں کرسکتے ہو لیکن اب بالکل ایک طرف نہ جھک جاو کہ دوسری کو

وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾

معلق چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرلو اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۲۹)

وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اور اگر دونوں الگ ہی ہونا چاہیں تو خدا دونوں کو اپنے خزانے کی وسعت سے غنی اور بے نیاز بنادے گا اللہ

وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى [65]

صاحبِ وسعت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۱۳۰) اور اللہ کے لئے زمین و آسمان کی

الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

کل کائنات ہے اور ہم نے تم سے پہلے اہلِ کتاب کو اور اب تم کو یہ وصیت کی ہے کہ

وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى

اللہ سے ڈرو اور اگر کفر اختیار کرو گے تو خدا کا کوئی نقصان نہیں ہے اس کے لئے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾

زمین و آسمان کی کل کائنات ہے اور وہ بے نیاز بھی ہے اور قابلِ حمد و ستائش بھی ہے (۱۳۱)



## عربی حاشیہ

(65) شحّ اور بخل میں فرق یہ ہے کہ بخل صرف مال میں ہوتا ہے اور شحّ ہر طرح کی کنجوسی کا نام ہے چاہے محبت ہی میں کیوں نہ ہو اور یہ بخل ہمیشہ انسان کی فطرت کے سامنے حاضر رہتا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۲۹ میں عدم امکان قلبی رجحان کے اعتبار سے ہے ورنہ حقوقی عدالت بہرحال ممکن ہے اور اسی کی بنا پر تعدد ازواج جائز ہے۔

جیسا کہ ابن ابی العوجار کے اعتراض پر امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا تھا اور ہر دور میں خاصانِ خدا کی سیرت رہی ہے جب کہ قلبی محبت کے اعتبار سے بعض اوقات مساوات ناممکن یا نامناسب اور حق تلفی کے مترادف ہوجاتی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۴۷) بعض لوگ افراط وتفریط کے عادی ہو جاتے ہیں اور ان کا فلسفہ یہ ہوتا ہے کہ یا مکمل انصاف کریں گے یا بالکل نہ کریں گے۔ پروردگار عالم نے صاف واضح کر دیا ہے کہ مکمل انصاف توجہ، محبت اور کیفیتِ جماع میں ناممکن ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ نان ونفقہ اور ہمبستری میں بھی انصاف نہ کیا جائے اور اسے بیچ ادھڑ میں معلق چھوڑ دیا جائے کہ نہ لطف زوجیت ملے اور نہ اختیار طلاق...... خبردار ایسا نہ کرنا کہ یہ تقویٰ الٰہی کے خلاف ہے اور خدا اس کی سخت سزا دے سکتا ہے۔ تم اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھا سکتے ہو تو خدا تمہاری کمزوری کی بنا پر تمہیں فنا بھی کرسکتا ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾

اور اللہ کے لئے زمین و آسمان کی کل ملکیت ہے اور وہ سب کی نگرانی اور کفالت کے لئے کافی ہے (۱۳۲)

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾

وہ چاہے تو تم سب کو اٹھا لے جائے اور دوسروں لوگوں کو لے آئے اور وہ ہر شے پر قادر ہے (۱۳۳)

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾

جو انسان دنیا کا ثواب اور بدلہ چاہتا ہے (اسے معلوم ہونا چاہئے) کہ خدا کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا انعام ہے اور وہ ہر ایک کا سننے والا اور دیکھنے والا ہے (۱۳۴)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا[66] ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا[67] اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾

اے ایمان والو !عدل و انصاف کے ساتھ قیام کرو اور اللہ کے لئے گواہ بنو چاہے اپنی ذات یا اپنے والدین اور اقربا ہی کے خلاف کیوں نہ ہو جس کے لئے گواہی دینا ہے وہ غنی ہو یا فقیر اللہ دونوں کے لئے تم سے اولیٰ ہے لہٰذا خبردار خواہشات کا اتباع نہ کرنا تاکہ انصاف کرسکو اور اگر توڑ مروڑ سے کام لیا یا بالکل کنارہ کشی کرلی تو یاد رکھو کہ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۳۵)

يٰٓاَيُّهَا

ایمان والو !

ع ۸ / ۱۹ / ۱۲

منزل ۱

### عربی حاشیہ

(66)اس مقام پر اس جملہ کی تین مرتبہ تکرار ہوئی ہے۔
پہلی مرتبہ اس حقیقت کے اظہار کے لئے کہ خدا دونوں کو غنی بنا سکتا ہے اس لئے کہ زمین و آسمان کی کل کائنات اس کی ملکیت ہے۔
دوسری مرتبہ یہ بتانے کے لئے کہ کافر اس کے اختیار سے باہر نہیں ہے اور کل کائنات اسی کے اختیار میں ہے اور تیسری مرتبہ اس نکتہ کی وضاحت کے لئے کہ وہ ایک قوم کو فنا کر کے اس کی جگہ دوسری قوم کو ایجاد کرسکتا ہے۔ اس میں اس کے لئے کوئی زحمت نہیں ہے کہ زمین اور آسمان کی کُل ملکیت اسی کے لئے ہے۔
(67)''ان'' کی کے معنی میں ہے۔ یعنی خواہشات کی پیروی سے پرہیز کرو تاکہ عادل ہوجاؤ۔

### اردو حاشیہ

(۴۸) یہ کم ظرف اور دنیا دار لوگوں کی تنبیہ ہے جو اپنے اعمال و خیرات کا بدلہ دنیا ہی میں لینا چاہتے ہیں اور قرآن مجید نے ان کو ان کی حماقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اگر دنیا و آخرت میں تضاد ہوتا تو کسی حد تک معقول بھی تھا کہ انسان دنیا ہی کو اختیار کر لیتا لیکن جب دونوں کا جمع کرنا ممکن ہے تو کس قدر نادانی اور حماقت کی بات ہے کہ انسان دائمی انعام کو چھوڑ کر صرف چند روزہ راحت و آرام پر قناعت کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

(۴۹) اسلام کا یہ وہ سخت ترین قانون ہے جس کی روشنی میں انسان اپنے کردار کا جائزہ لے تو اپنے کو اسلام سے کوسوں دور محسوس کرے گا۔ بھلا وہ کون سا عادی انسان ہے جو اپنے نفس کے اندر اتنا حوصلہ پیدا کرے کہ اپنی ذات یا اپنے قرابتداروں کے مقابلہ میں حق کو مقدم رکھ سکے اور صحیح صحیح گواہی دے سکے۔ انسان ہمیشہ اپنی ذات کو حقائق کا محور و مرکز بنائے رکھتا ہے اور اسی کی روشنی میں سارے اعمال انجام دینا چاہتا ہے۔
خوش نصیب ہیں وہ افراد جو آیت کے معیار پر پورے اتر جائیں اور واقعی صاحبانِ ایمان کہے جانے کے قابل ہو جائیں۔

(۵۰) گواہی میں کوتاہی کے جو فلسفے تراشے جاتے ہیں ان میں کبھی غیرت کا خیال آڑے آتا ہے کہ اس غریب کے خلاف گواہی دیں گے تو یہ کہاں سے حق ادا کرے گا اور کبھی دولت کا خوف مانع ہوتا ہے کہ اس سے انسان سے خطرہ ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى

اللہ، رسول اور وہ کتاب جو رسول پر نازل ہوئی ہے اور وہ کتاب

رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ

جو اس سے پہلے نازل ہوچکی ہے سب پر ایمان لے آو اور یاد رکھو کہ جو خدا،

وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ

ملائکہ، کتب سماویہ، رسول اور روزِ قیامت کا انکار کرے گا وہ یقیناً گمراہی میں

ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١٣٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ

بہت دور نکل گیا ہے (۱۳۶) جو لوگ ایمان لائے اور پھر کفر اختیار کرلیا پھر ایمان لے آئے

كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا (68) كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا

اور پھر کافر ہوگئے اور پھر کفر میں شدید و مزید ہوگئے تو خدا ہرگز انہیں معاف نہیں کرسکتا اور نہ

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا (69) ۭ﴿١٣٧﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٣٨﴾ۙ

سیدھے راستے کی ہدایت دے سکتا ہے (۱۳۷) آپ ان منافقین کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیں (۱۳۸)

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

جو لوگ مومنین کو چھوڑ کر کفار کو اپنا ولی اور سرپرست بناتے ہیں۔۔۔ کیا یہ ان کے پاس

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿١٣٩﴾ۭ وَقَدْ

عزّت تلاش کررہے ہیں جب کہ ساری عزّت صرف اللہ کے لئے ہے (۱۳۹) اور اس نے

نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

کتاب میں یہ بات نازل کردی ہے کہ جب آیاتِ الٰہی کے بارے میں یہ سنو کہ



## عربی حاشیہ

(68) لی کے معنی لپیٹنے اور مروڑ نے کے ہیں یعنی گواہی دینے میں ایسا توڑ مروڑ نہ کرو کہ اصل مضمون ہی خبط ہوجائے۔

(69) کفر میں ایسی شدت اور ایسا تعصب جو زندگی کے آخری لمحات تک باقی رہے اور انسان اسی حالت میں دنیا سے گزر جائے۔

### فائدہ

آیت نمبر ۱۳۶ میں آمنو کا خطاب یا ان اہل کتاب سے متعلق ہے جو چار کتابوں کے علاوہ دیگر کتب کے قائل نہیں ہیں یا ان مسلمانوں سے ہے جن کا ایمان صرف اجمالی تھا اور تفاصیل پر ایمان نہیں رکھتے تھے تو انھیں تفصیلی ایمان کی دعوت دی گئی ہے۔

ف: اس مقام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ملائکہ تو صرف اللہ کی ایک مخلوق ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ سے مراد یا وحی لانے والے فرشتے ہیں یا وہ فرشتے ہیں جنھیں نظام کائنات

## اردو حاشیہ

پروردگار نے دونوں موانع کو برطرف کر دیا کہ تم ان باتوں کی فکر نہ کرو۔ خدا ان دونوں سے تمہاری نسبت زیادہ قریب تر ہے اور دونوں ہی اس کے بندے ہیں۔ تمہارا کام سچی گواہی دے دینا ہے اس کے بعد کے معاملات ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ

ان کا انکار اور استہزاء ہورہا ہے تو خبردار ان کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھنا جب تک

غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ

وہ دوسری باتوں میں مصروف نہ ہوجائیں ورنہ تم ان ہی کے مثل ہوجاؤ گے خدا کفار اور منافقین

وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۨ ﴿١٤٠﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ

سب کو جہنم میں ایک ساتھ اکٹھا کرنے والا ہے (۱۴۰) یہ منافقین تمہارے حالات کا انتظار کرتے رہتے ہیں کہ

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَ

تمہیں خدا کی طرف سے فتح نصیب ہو تو کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے اور

اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ

اگر کفّار کو کوئی حصّہ مل جائے گا تو ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں آگئے تھے

وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

اور تمہیں مومنین سے بچا نہیں لیا تھا تو اب خدا ہی قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (70) ﴿١٤١﴾ ع اِنَّ

اور خدا کفار کے لئے صاحبانِ ایمان کے خلاف کوئی راہ نہیں دے سکتا (۱۴۱) منافقین

الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (71) ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى

خدا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور خدا ان کو دھوکہ میں رکھنے والا ہے اور یہ نماز کے لئے

الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ

اٹھتے بھی ہیں تو سستی کے ساتھ۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرتے ہیں اور اللہ کو



### عربی حاشیہ

کا کام سپرد کیا گیا ہے اور دونوں صورتوں میں ان پر ایمان یا شریعت پر ایمان کا ایک حصہ ہے یا حکمت وتدابیر الٰہی پر ایمان کا ایک لازمہ ہے۔

(70) راہ جنت وہدایت مراد ہے اور خدا کے ہدایت نہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ بندوں کو گمراہی میں دیکھنا چاہتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان بندوں میں ہدایت کی صلاحیت نہیں رہ گئی ہے تو اب انھیں جنت کا راستہ بھی نہیں دکھایا جاسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۴۱ میں مسلمانوں کے لئے لفظ فتح استعمال ہوا ہے اور کفار کے لئے لفظ نصیب جو اس بات کی علامت ہے کہ کفار کی کامیابی صرف وقتی ہے اور مسلمانوں کی فتح واقعی اور حقیقی ہے اور آج اگر اس کے برعکس منظر نظر آتا ہے تو اس کا راز یہ ہے کہ آج کا مسلمان حقیقی مسلمان نہیں ہے اور اس نے زندگی کے ہر محاذ پر اسلام کو نظر انداز کردیا ہے۔

### اردو حاشیہ

(۵۱) اکثر لوگوں کو سوسائٹی کو برتنے کی بیماری ہوتی ہے اور وہ کسی حال میں بھی سوسائٹی کو نظر انداز نہیں کرسکتے۔ ایسے لوگ مکہ میں بھی تھے جنہیں سورۂ انعام میں ٹوکا گیا تھا اور مدینہ میں بھی پیدا ہوئے تھے جن کی اس آیت میں تنبیہ کردی گئی ہے اور مسلمانوں کو ایک مکمل قانونِ معاشرت دے دیا گیا ہے کہ خبردار غلط سوسائٹی میں داخل نہ ہونا اور جہاں دین کا مذاق اڑایا جارہا ہو وہاں بیٹھنا بھی گوارا نہ کرنا کہ اس طرح تمہارا شمار بھی انہیں کفار میں ہوجائے گا اور تم منافق کہے جانے لگو گے جیسے قیامت کے دن کفار کے ساتھ جہنم میں اکٹھا کردیا جائے گا۔

(۵۲) منافقین کا طریقہ کار ہر دور میں یہی رہا ہے کہ وہ دونوں طرف کے تعلقات رکھتے ہیں اور ہر ایک سے اس کے مزاج کے مطابق بات کرتے ہیں جو کھلا ہوا جھوٹ ہوتا ہے اور ان کا نفاق کسی وقت بھی جھوٹ سے الگ نہیں ہوتا۔ کافر اس اعتبار سے ان سے بہتر ہوتا ہے کہ اس کے یہاں صرف عقیدہ کا فساد ہوتا ہے اس کے بعد وہ اپنے کو کافر کہتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا اور منافق کافر ہونے کے اعتبار سے بدعقیدہ بھی ہوتا ہے اور جھوٹ بولنے کے اعتبار سے بدعمل بھی ہوتا ہے اور اسی لئے منافق کی سزا کافر سے بدتر قرار دی گئی ہے کہ اس میں کفر کی بدعقیدگی بھی ہے اور جھوٹ کی بدعملی بھی جو تمام برائیوں کی جڑ اور سارے فسادات کی کنجی ہے۔

اللّٰہَ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبۡذَبِیۡنَ بَیۡنَ ذٰلِکَ[72] لَاۤ اِلٰی ہٰۤؤُلَآءِ

بہت کم یاد کرتے ہیں (۱۴۲) یہ کفر و اسلام کے درمیان حیران و سرگرداں ہیں نہ ان کی طرف ہیں

وَلَاۤ اِلٰی ہٰۤؤُلَآءِ ؕ وَمَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ سَبِیۡلًا ﴿۱۴۳﴾

اور نہ اُن کی طرف اور جس کو خدا گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے آپ کو کوئی راستہ نہ ملے گا (۱۴۳)

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ

ایمان والو خبردار مومنین کو چھوڑ کر کفّار کو اپنا ولی اور سرپرست نہ بنانا

دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ اَتُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَجۡعَلُوۡا لِلّٰہِ عَلَیۡکُمۡ سُلۡطٰنًا

کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے لئے اپنے خلاف صریحی دلیل و حجت

مُّبِیۡنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرۡکِ[73] الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ

قرار دے لو (۱۴۴) بے شک منافقین جہنّم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے

وَلَنۡ تَجِدَ لَہُمۡ نَصِیۡرًا ﴿۱۴۵﴾ۙ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا وَ

اور آپ ان کے لئے کوئی مددگار نہ پائیں گے (۱۴۵) علاوہ ان لوگوں کے جو توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں اور

اعۡتَصَمُوۡا بِاللّٰہِ وَاَخۡلَصُوۡا دِیۡنَہُمۡ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ

خدا سے وابستہ ہوجائیں اور دین کو خالص اللہ کے لئے اختیار کریں تو یہ صاحبانِ ایمان کے ساتھ ہوں گے

وَسَوۡفَ یُؤۡتِ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا یَفۡعَلُ

اور عنقریب اللہ ان صاحبانِ ایمان کو اجرِ عظیم عطا کرے گا (۱۴۶) خدا تم پر عذاب کرکے کیا کرے گا

اللّٰہُ بِعَذَابِکُمۡ اِنۡ شَکَرۡتُمۡ وَاٰمَنۡتُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیۡمًا ﴿۱۴۷﴾

اگر تم اس کے شکر گزار اور صاحبِ ایمان بن جاو اور وہ تو ہر ایک کے شکریہ کا قبول کرنے والا اور ہر ایک کی نیت کا جاننے والا ہے (۱۴۷)



## عربی حاشیہ

(71) اللہ نے صاحبانِ ایمان پر کفار کو کوئی راہ نہیں دی ہے۔ یہ بات عقائدی اعتبار سے بھی درست ہے کہ اسلامی دلائل کے مقابلہ میں کفار کے اوہام وخیالات وخرافات کی کوئی قیمت نہیں ہے اور فقہی اعتبار سے بھی ایک قانون کی حیثیت رکھتی ہے جس سے علماء اعلام نے مختلف مقامات پر استدلال کیا ہے کہ کفر کو اسلام پر مقدم نہیں کیاجاسکتا مسلمان کا قصاص کافر سے لیاجاسکتا ہے لیکن کافر کا قصاص مسلمان سے نہیں لیاجاسکتا۔

(72) ذبذبہ فضائی حرکت سے پیدا ہونے والی آواز کی حکایت کا نام ہے۔ منافقین کو لفظ مذبذب سے تعبیر کرنے میں ان کے حالات کی مکمل ترجمانی کی گئی ہے جس سے بہتر تعبیر ممکن نہیں ہے۔

(73) جہنم کے طبقات کو درکات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور درکات کا مفہوم درجات جیسا ہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ درجات کا استعمال بلندی میں ہوتا ہے اور درکات کا استعمال پستیوں میں اور اسی لئے جنت کے لئے درجات کا لفظ استعمال ہوتا ہے ہے جہنم کے لئے درکات کا۔

## اردو حاشیہ

(۵۳) احکام کی دنیا میں جب بھی لفظ ایمان استعمال ہوتا ہے تو اس سے ظاہری اسلام ہی مراد ہوتا ہے اور اسی لئے احکام کے مکلّف مخلص مومنین بھی ہوتے ہیں اور منافقین بھی ہوتے ہیں۔ منافقین کا خیال یہ ہوتا ہے کہ کفار کی طاقت زیادہ ہے لہٰذا ان سے وابستگی ضروری ہے اور اسلام یہ بتانا چاہتا ہے کہ خدا سے بالاتر کوئی طاقت نہیں ہے لہٰذا اس سے وابستہ رہنا چاہئے اور اخلاص کے ساتھ وابستہ رہنا چاہئے تاکہ پھر کسی غیر کی طرف نظر کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

(۵۴) یہ اس بات کا صریحی اعلان ہے کہ رب العالمین اپنے بندوں پر عذاب نہیں کرنا چاہتا اور اس کو جہنم بنا کر انتقام لینے کا یا اقتدار ظاہر کرنے کا شوق نہیں ہے...... وہ بندوں کے اعمال کی بنا پر انہیں سزا دیتا ہے اور بندے ہی ہیں جو اسے سزا دینے پر آمادہ کرتے ہیں ورنہ وہ ارحم الراحمین اور خیر الغافرین ہے کاش اس کے بندے بھی تائبین اور صالحین ہو جاتے......!

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ[1] مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ

اللہ اس بات کو پسند (۱)نہیں کرتا کہ کوئی (کسی کی) برملا برائی کرے۔ مگر یہ کہ مظلوم واقع ہوا ہو

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ

اور اللہ بڑا سننے والا، جاننے والا ہے۔ (148) اگر تم کوئی نیک کام علانیہ یا خفیہ کرو

اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ

اور برائی سے در گزر کرو تو اللہ بڑا معاف کرنے والا، قدرت والا ہے۔ (149) جو اللہ

الَّذِيْنَ[2] يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا

ا ور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ اور رسولوں کے درمیان

بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ

تفریق ڈالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم بعض پر ایمان لائیں گے

بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۰﴾

اور بعض کا انکار کریں گے وہ اس طرح کفر و ایمان کے درمیان ایک راہ نکالنا چاہتے ہیں۔ (150)

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

ایسے لوگ حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت آمیز

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ

عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (151) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں

يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ

اور ان میں سے کسی ایک کے درمیان کسی تفریق کے بھی قائل نہیں ہیں اللہ عنقریب ان کا اجر انہیں عطا فرمائے گا



### عربی حاشیہ

1-غیبت اسلام میں سخت ترین جرم ہے لیکن اس سے بھی مظلوم کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔

2-یہ ان یہودیوں کا ذکر ہے جن کا ایمان جناب موسیٰ پر تھا اور جناب عیسیٰؑ اور پیغمبر اسلامؐ کے منکر تھے۔ اور یہ ان عیسائیوں کا ذکر ہے جن کا ایمان جناب عیسیٰؑ پر تھا اور سرکار دو عالمؐ کے منکر تھے۔

### اردو حاشیہ

(۱) اسلام میں غیبت کرنا اور کسی کی واقعی برائی بھی بیان کرنا ایک بدترین جرم ہے جسے قرآن کی زبان میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے لیکن اس مسئلہ میں بہت سے مواقع کو مستثنیٰ بھی قرار دیا گیا ہے جن میں سے ایک مظلوم کی فریاد ہے کہ وہ اپنے ظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرسکتا ہے چاہے ظلم انفرادی ہو یا اجتماعی۔

اور اس آیت سے حکام جور کے خلاف احتجاج کرنے کا جواز بھی ظاہر ہوتا ہے اور مظلوم کو علی الاعلان ان پر تنقید کرنے کا حق بھی حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ اس اعلان سے دوسرا فساد نہ پیدا ہو کہ اسلام فساد کو فساد سے روکنے کا قائل نہیں ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ

اور اللہ بڑا در گزر کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (152) اہل کتاب آپ سے مطالبہ [۲] کر رہے ہیں کہ

تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ

آپ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار لائیں جب کہ یہ لوگ اس سے بڑا مطالبہ موسیٰ سے کر چکے ہیں

مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ

چنانچہ انہوں نے کہا: ہمیں علانیہ طور پر اللہ دکھا دو۔ ان کی اسی زیادتی کی وجہ سے

بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

انہیں بجلی نے آلیا پھر انہوں نے گوسالہ کو (اپنا معبود) بنایا جب کہ ان کے پاس اللہ کی

الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا

واضح نشانیاں آچکی تھیں۔ اس پر بھی ہم نے ان سے در گزر کیا اور موسیٰ کو ہم نے واضح

مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ

غلبہ عطا کیا۔ (153) اور ہم نے ان کے میثاق کے مطابق کوہ طور کو ان پر اٹھایا اور

قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا

ہم نے انہیں حکم دیا: دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور ہم نے ان سے کہا:

تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

ہفتہ کے دن تجاوز نہ کرو اور (اس طرح) ہم نے ان سے ایک پختہ عہد [۳] لیا۔(154)

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ

پھر اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کے سبب (یہود نے) اللہ کی آیات کا انکار کیا اورانبیاء کو



### عربی حاشیہ

3-یہودیوں کا کہنا تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰ کو مکمل توریت ملی ہے ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ پر مکمل کتاب نازل نہ ہو جائے۔ پروردگار نے جواب دیا کہ ہم نے گذشتہ مطالبات کو پورا کر دیا لیکن یہ بے ایمان کہاں ایمان لے آئے لہٰذا آپ کسی مطالبہ پر عمل کرنے کا سوال نہ کریں۔

واضح رہے کہ جناب موسیٰ سے مدینہ میں رہنے والے یہودیوں نے خدا کے دیدار کا تقاضا نہیں کیا تھا لیکن چونکہ یہ سب انھیں یہودیوں کے پیرو تھے اور لہٰذا انھیں بھی شریک جرم قرار دے دیا گیا۔

ف: آیت نمبر ۱۴۹ کے بارے میں ایک خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ظالم کے واسطے درگزر کی دعوت ایک طرح کی ظلم کی حوصلہ افزائی ہے اور اس طرح دنیا میں ظلم کو فروغ حاصل ہوگا لیکن اس کا واضح جواب یہ ہے کہ یہ اس موقع کے لئے جب ظلم شکست کھا چکا ہو اور اس کے حوصلے

### اردو حاشیہ

(۲) معجزہ کا مطالبہ کرنا ہر ایمان لانے والے کا حق ہے لیکن شرط یہ ہے کہ نیت ایمان لانے اور حق کو سمجھنے کی ہو ورنہ اگر صرف تفریح یا عناد کی بناء پر نئے نئے معجزات کا مطالبہ کیا جاتا ہے یا ناممکن قسم کے معجزات کا مطالبہ ہوتا ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ رد کر دینا ہی ضروری ہوتا ہے تا کہ ایمان لانے میں نبی کی بات ماننے کا جذبہ پیدا ہو اور اپنی بات منوانے کا جذبہ نہ پیدا ہو سکے۔

آج کل بے شمار ایسے مسلمان پائے جاتے ہیں جو منت مراد کی بناء پر مسلمان ہو جاتے ہیں اور ان کا عقیدہ صرف یہ ہوتا ہے کہ نبیؐ یا امامؑ سے جو مانگو مل جاتا ہے۔ اس کے بعد جب کسی موقع پر نہیں ملتا یا نبیؐ یا امامؑ خود ہی خمس و زکوٰۃ کا مطالبہ کر دیتے ہیں تو یہ لوگ ایمان سے منحرف ہو جاتے ہیں اور انہیں یہ بات بالکل عجیب وغریب دکھائی دیتی ہے اس لئے کہ ان کا مزاج بات منوانے کا ہوتا ہے بات ماننے کا نہیں ہوتا اور اسلام بات ماننے اور سر تسلیم خم کر دینے کا نام ہے بات منوا لینے کا نام نہیں ہے۔

(۳) سورہ مبارکہ میں پھر ایک مرتبہ یہودیوں کے جرائم کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ انبیاء کے قاتل، عہد کے توڑنے والے، آیات الٰہی کا انکار کرنے والے، حقائق کو نہ سمجھنے والے، حضرت مریمؑ پر بہتان لگانے والے، حضرت عیسیٰ کو اپنے خیال میں قتل کرنے والے، سود کھانے والے، دوسروں کا مال ہڑپ کر جانے

الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ [4]

ناحق قتل کیا اور کہا: ہمارے دل غلاف میں محفوظ ہیں (اللہ نے انہیں سزا دی ان کے دل غلاف میں محفوظ نہیں) بلکہ

اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪ ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ [5]

ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر مہر لگا دی ہے لہٰذا اسی وجہ سے یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔(155) نیز ان کے کفر

وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا

کے سبب اور مریم پر عظیم بہتان باندھنے کے سبب۔ (156) اور ان کے اس قول کے سبب کہ

الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَ

ہم نے اللہ کے رسول مسیح بن مریم کو قتل کیا ہے (۴) جب کہ فی الحقیقت انہوں نے نہ انہیں قتل کیا

مَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

اور نہ سولی چڑھایا بلکہ دوسرے کو ان کے لیے شبیہ بنا دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ

اس میں اختلاف کیا ہے وہ اس میں شک میں مبتلا ہیں اور ظن کی پیروی کے علاوہ انہیں اس بارے میں کوئی علم نہیں

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اور انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا۔(157) بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھایا اور بے شک اللہ بڑا غالب آنے والا،

عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ

حکمت والا ہے۔ (158) اور اہل کتاب میں کوئی ایسا نہیں جو ان کی موت سے پہلے

بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ [6] وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ ﴿۱۵۹﴾

ان پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ (مسیح) ان پر گواہ ہوں گے۔ (159)



## عربی حاشیہ

پست ہو چکے ہوں ، ورنہ ظلم کی سرکوبی اور ظالم کے خلاف قیام اسلام کا اوّلین فریضہ ہے۔

4-یہودی پیغمبرؐ سے مذاق کرتے تھے کہ ہمارے دل اس انداز کے بنائے گئے ہیں کہ آپ کی کوئی بات سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے۔ قدرت نے جواب دیا کہ یہ خلقت کا قصور نہیں ہے۔ بلکہ یہ کفر کا اثر ہے۔

5-ان دو آیتوں میں تین جہتوں سے تین مرتبہ یہودیوں کے کفر کا اعلان کیا گیا ہے اور واقعاً یہ بدترین کافر ہیں جن کے جرائم کی ایک طویل فہرست انھیں آیات میں موجود ہے۔

6-بعض مفسرین نے ضمیر کا مرجع اہلِ کتاب کو قرار دیا ہے کہ ہر انسان اپنی موت سے پہلے وقت آخر حقائق کو دیکھ کر ایمان لے آئے گا اور بعض نے مرجع حضرت عیسیٰ کو قرار دیا ہے کہ جب وہ آسمان سے زمین پر آئیں گے اور حضرت مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو سارے اہلِ کتاب ان کی حقیقت پر ایمان لے

## اردو حاشیہ

والے اور اس طرح کے بے شمار جرائم کے مجرم ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس قدر واضح تذکروں کے بعد اور عالمِ اسلام میں صبح و شام قرآن حکیم کی تلاوت کے باوجود بعض مسلمان حکمران یہودیوں پر بھروسہ کر کے ان سے صلح کرنے کے لئے تیار ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فطرتاً خود بھی یہودی ہیں یا اسلام کے خلاف کسی عظیم سازش میں ملوث ہیں۔

(۴) جناب عیسیٰ کی زندگی کی ابتدا بھی اختلافی رہی ہے اور انتہا بھی۔ ابتدا میں بدزبان یہودیوں نے ان کی ماں کے کردار پر اعتراض کیا اور احمق عیسائیوں نے انہیں ابن اللہ بنا دیا...... اور انتہا میں یہودیوں نے یہ اعلان کیا کہ وہ سولی پر چڑھا دیئے گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دیئے گئے اور عیسائیوں نے یہ عقیدہ قائم کیا کہ سولی پر لٹکا کر دفن تو کئے گئے تھے لیکن پھر واپس آ گئے...... جب کہ کسی کے پاس کسی بات کی کوئی دلیل نہیں ہے اور قرآن مجید کا حتمی فیصلہ یہ ہے کہ مریمؑ طاہرہ ہیں۔ عیسیٰ عبداللہ ہیں...... اور انہیں نہ قتل کیا گیا ہے اور نہ سولی دی گئی ہے بلکہ خدا نے آسمان پر اٹھا لیا ہے اور جب مرضی پروردگار ہوگی دوبارہ زمین پر واپس آئیں گے اور حضرت مہدی کے پیچھے نماز جماعت ادا کریں گے۔

فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ
یہود کے ظلم اور اکثر لوگوں کو راہ خدا سے روکنے کے سبب بہت سی پاک چیزیں جو (پہلے)

لَهُمۡ وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ۙ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا
ان پر حلال تھیں ہم نے ان پر حرام کر دیں۔ (160) اور اس سبب سے بھی کہ

وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ ؕ وَ
وہ سود خوری کرتے تھے جب کہ اس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور لوگوں کا مال ناحق کھانے کے سبب سے بھی اور

اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوۡنَ
ان میں سے جو کافر ہیں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (161) لیکن ان میں سے جو

فِى الۡعِلۡمِ مِنۡهُمۡ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ [7] يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَ
علم میں راسخ ہیں اوراہل ایمان ہیں وہ اس پر ایمان لاتے جو آپ پر نازل کیا گیا اور

مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ وَالۡمُقِيۡمِيۡنَ [8] الصَّلٰوةَ وَالۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ
جو آپ سے پہلے نازل کیا گیااورنماز قائم کرنے والوں اور زکوۃ دینے والوں

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤۡتِيۡهِمۡ اَجۡرًا
نیز اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والوں کو ہم اجر عظیم

عَظِيۡمًا ﴿۱۶۲﴾ ع اِنَّاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ كَمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ
دیں گے۔ (162) (اے رسول) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی (۵) بھیجی ہے جس طرح نوح اور

مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ۚ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ
ان کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی اور جس طرح ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق،



## عربی حاشیہ

آئیں گے۔ اور ان کی باتوں کو تسلیم کر لیں گے۔ جن میں سے ایک حضرت مہدی کی امامت بھی ہے۔

7- بعض مفسرین نے مومنوں سے مراد مسلمانوں کو لیا ہے اور بعض نے اہلِ کتاب ہی کے سادہ لوح مقلدین کو مراد لیا ہے۔

8- المقیمین کا لفظ خصوصیت کی بنا پر ہے اور الموتون کا رفع علامت ہے کہ اصلی نمازی وہی ہیں جو زکوٰۃ دینے والے اور خدا و آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۵) یہ یہودیوں کے مقابلہ میں اتمام حجت کا ایک طریقہ ہے کہ اگر اس قدر انبیاء صرف وحی کی بناء پر نبی مان لئے گئے ہیں تو پیغمبر اسلام کو کیوں نہیں مانا جاتا جب کہ ان کی طرف بھی وحی آئی ہے اور خدا خود اس بات کی گواہی دیتا ہے۔

یہودیوں ہی کی خاطر جناب موسیٰؑ کا ذکر الگ سے کیا گیا ہے اور ان کی صفت کلیمیت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ جس طرح موسیٰؑ کی کلیمیت پر ایمان رکھتے ہو ویسے ہی خدا سارے انبیاء پر اپنا کلام نازل کرتا ہے چاہے براہِ راست گفتگو نہ کرے تو ان سب پر ایمان لے آؤ۔

وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ

یعقوب، اولاد یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس،

هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَ رُسُلًا قَدْ

ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی اور داؤد کو ہم نے زبور دی۔ (163) ان رسولوں پر

قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

(وحی بھیجی) جن کے حالات کا ذکر ہم پہلے آپ سے کر چکے ہیں اور ان رسولوں پر بھی جن کے حالات کا ذکر ہم (۱) نے

عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ

آپ سے نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے تو خوب باتیں کی ہیں۔ (164) (یہ سب) بشارت دینے والے

وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ

اور تنبیہ کرنے والے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے تا کہ ان رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کسی

الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ

حجت کی گنجائش نہ رہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (165) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ

يَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ

جو کچھ اس نے آپ پر نازل کیا ہے وہ اپنے علم سے نازل کیا ہے اور ساتھ فرشتے بھی

يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

گواہی دیتے ہیں اور گواہی کے لیے تو اللہ ہی کافی ہے۔ (166) بے شک جنھوں نے

وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾

کفر اختیار کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا وہ گمراہی میں دور تک نکل گئے۔ (167)

منزل ۱

### عربی حاشیہ

9-جنابؑ یعقوب کے بارہ فرزندوں کی اولاد میں بارہ منتخب افراد جن کی طرف وحی نازل ہوئی ہے کہ ان میں سے انبیاء گزرے ہیں۔

10-ملت اسلامیہ میں کل انبیاء کی تعداد میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ تعداد ایک طرف صرف ۳۱۳ بتائی گئی ہے اور دوسری طرف ۱۴الاکھ ۲۴ ہزار لیکن مشہور روایات کی بنا پر ان کی تعداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار ہے۔

11-ملائکہ کی شہادت پیغمبرؐ اسلام کی عظمت وجلالت کے اظہار کے لئے ہے ورنہ پروردگار کی گواہی کے بعد کسی کی گواہی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۶۶ میں کماواوحینا اشارہ ہے کہ اسلام میں تمام شریعتوں کے محاسن پائے جاتے ہیں .....اور زبور آسمانی کتاب ہونے کے باوجود چونکہ تشریعی کتاب نہیں ہے لہٰذا داؤد کا شمار اولوالعزم پیغمبروں میں نہیں ہے۔

### اردو حاشیہ

(۱) اس اجمال و ابہام میں بڑی معنویت پائی جاتی ہے اور اس سے بے شمار اعتراضات کا جواب مل جاتا ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سارے انبیاء مشرق ہی میں کیوں آئے ہیں اور مغرب کو ان سے کیوں محروم رکھا گیا ہے اور پھر مغرب پر خدا کی حجت کس طرح تمام ہوئی ہے......!

ان دونوں باتوں کا جواب اس ایک فقرہ میں ہے کہ ہم نے بہت سے رسولوں کا تزکرہ نہیں کیا تو ہوسکتا ہے کہ وہ سب مغرب کے رسول ہیں یا وہ بھی مشرق کے رہنے والے ہوں اور ان کے نمائندے اتمام حجت کے لئے مغرب کی طرف گئے ہوں اور جب تک مکمل تفصیل موجود نہیں ہے اس قسم کے سوالات اٹھانے کا کوئی حق بھی نہیں ہے۔

یہ بات بہرحال مسلمات میں سے ہے کہ خدا زمین کو حجت سے خالی نہیں چھوڑ سکتا چاہے وہ نبیؑ یا رسول ہو یا کتاب اور شریعت یا ہدایت کا کوئی دوسرا طریقہ......!

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا [12] لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ

جنہوں نے کفر اختیار کیا اور ظلم کرتے رہے اللہ انہیں ہر گز نہیں بخشے گا اور

لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ

نہ ہی ان کی راہنمائی کرے گا۔ (168) سوائے راہ جہنم کے جس میں وہ ابد تک

فِيهَا أَبَدًا [13] ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾ يَا أَيُّهَا

ہمیشہ رہیں گے اور یہ کام اللہ کے لیے نہایت سہل ہے۔ (169) اے لوگو!

النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا

یہ رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں پس تمہارے حق میں

خَيْرًا لَكُمْ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

بہتر ہے کہ تم ان پر ایمان لے آؤ اور اگر تم کفر اختیار کرو تو (جان لوکہ) آسمانوں اور زمین کی

وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧٠﴾ يَا أَهْلَ

موجودات کا مالک اللہ ہے اور اللہ بڑا علم رکھنے والا، حکمت والا ہے۔ (170) اے اہل کتاب

الْكِتَابِ [14] لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ

اپنے دین میں غلو سے کام نہ لو اور اللہ کے بارے میں حق بات کے سوا کچھ نہ کہو۔

إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ

بے شک مسیح عیسیٰ بن مریم تو اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم تک پہنچا دیا

وَكَلِمَتُهُ [15] أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ

اور اس کی طرف سے وہ ایک روح ہیں لہٰذا اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ



## عربی حاشیہ

اسباط سَبط کی جمع ہے یعنی قبائل بنی اسرائیل ...... مراد انبیاء کرامؑ ہیں۔

12- مفسرین کا بیان ہے کہ پہلی آیت میں کفر کے ساتھ راستہ روکنے کا ذکر ہے جو یہودیوں کی خصلت ہے اور دوسری آیت میں کفر کے ساتھ ظلم کرنے کا ذکر ہے جو مشرکین کا کاروبار ہے اور اسی لئے ایک کو گمراہ کہا گیا ہے اور دوسرے کو خالص جہنمی۔

13- یہاں جہنم کے بارے میں خلود کے ساتھ ابدیت کا بھی ذکر ہے جو علامت ہے کہ ان لوگوں کو جہنم سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

14- اگرچہ اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ دونوں ہیں لیکن اس آیت میں نصاریٰ ہی مراد ہیں کہ وہی جناب عیسیٰ کے بارے میں غلو کرتے ہیں اور اقانیم ثلاثہ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ خدا ہر مسلمان کو ''اقانیم ثلاثہ'' کے عقیدہ سے محفوظ رکھے۔

15- عیسائی مبشرین نے کلمہ اور روح کے

## اردو حاشیہ

(۷) عقائد میں غلو ہر قوم کے بعض افراد کی بیماری ہے اور انسان کا یہ خاصہ ہے کہ جس سے عقیدت پیدا کر لیتا ہے اسے اس کی حد سے آگے بڑھائے بغیر مطمئن نہیں ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی یہی کاروبار مختلف مراحل پر ہوتا رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ والے کبھی ایسی جہالتوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے اور اپنے امکان بھر اس کی تردید کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ خود جناب عیسیٰ نے اس تصور کے پیدا ہونے سے پہلے ہی گہوارہ ہی سے اپنی بندگی کا اعلان کر دیا تھا اور پھر زندگی بھر عبادت الٰہی کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا اور اس کے بعد بھی جب زمین پر آئیں گے تو عبادت ہی کریں گے۔

عیسائیوں کے لئے یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ اگر جناب عیسیٰ اتنی مسلسل عبادت کے بعد بھی خدا کہے جا سکتے ہیں تو جس کے پیچھے وہ نماز جماعت پڑھیں گے اس کے بارے میں کیا عقیدہ قائم کیا جائے گا۔

وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ

اور یہ نہ کہو کہ تین ہیں۔ اس سے باز آ جاؤ۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ

یقیناً اللہ تو بس ایک ہی معبود ہے ۔ اس کی ذات اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

آسمانوں اور زمین میں موجود ساری چیزیں اسی کی ہیں اور کارسازی کے لیے

وَكِيْلًا ۝۱۷۱ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا

اللہ کافی ہے۔ (171) مسیح نے کبھی بھی اللہ کی بندگی کو (۸) عار نہیں سمجھا

لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ

اور نہ ہی مقرب فرشتے (اسے عار سمجھتے ہیں) اور جو اللہ کی بندگی کو عار سمجھتا ہے

عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝۱۷۲ فَاَمَّا

اور تکبر کرتا ہے اللہ ان سب کو (ایک دن) اپنے سامنے جمع کرے گا۔ (172) پھر ایمان لانے والوں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

اور نیک اعمال بجا لانے والوں کو اللہ ان کا پورا اجر دے گا

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ

اور انہیں اپنے فضل سے مزید عطا کرے گا اور جن لوگوں نے (عبادت کو) عار سمجھا اور

اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ

تکبر کیا انہیں اللہ دردناک عذاب دے گا اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا



## عربی حاشیہ

لفظ سے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ جناب عیسیٰؑ نص قرآن اللہ کا ایک جزو یا خدائی کا ایک مخصوص کلمہ ہیں جن کا قیاس عام بندوں پر نہیں کیا جاسکتا لیکن ان احمقوں نے یہ سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ قرآن مجید نے اس آیت میں ان کے اس مفہوم کو غلو سے بھی تعبیر کیا ہے اور انھیں ثلاثہ کے عقیدہ سے روکا ہے۔ کلمہ وروح جناب عیسیٰ کی بغیر باپ کے ولادت کی طرف اشارہ ہے جس طرح جناب آدم کے بارے میں ''نفخت فیہ من روحی'' کہا گیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ عام انسانوں کی تخلیق میں کلمہ کن کے ساتھ مادی اسباب بھی ہوتے ہیں اور جناب عیسیٰ کے بارے میں خدا نے براہ راست مریم ہی کی طرف اس کلمہ کا القا کردیا ہے اور اسی مادی تخلیق سے بے نیازی کی بنا پر انھیں روح سے تعبیر کیا گیا ہے ورنہ بہترین بات یہ ہے کہ جب خود عیسیٰ کو بندگی سے انکار نہیں تو عیسیٰ والوں کو انکار کرنے کا کیا حق ہے۔

## اردو حاشیہ

(۸) یہ استدلال کا ایک بہترین طریقہ ہے کہ خود صاحب معاملہ کو گواہی میں پیش کیا جائے اور قوم کو اس کی سفاہت اور حماقت پر متنبہ کیا جائے کہ جب خود حضرت عیسیٰ اپنی بندگی کے منکر نہیں ہے اور اپنے کو عبداللہ کہہ رہیں تو ماننے والوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ان کی بات کو ٹھکرا کر کوئی دوسرا عقیدہ قائم کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ عقیدت انسان کو اس قدر اندھا بنا دیتی ہے کہ حضرت علیؑ اپنے کو بندۂ خدا کہتے ہیں اور نصیری ان کو خدا کہتے ہیں۔ خلفاء اسلام اپنی ناواقفیت، خطاکاری اور حضرت علیؑ کی مدد کے بغیر ہلاکت کا اعلان کرتے ہیں اور نادان مسلمان انہیں حضرت علیؑ سے افضل و برتر قرار دیتے ہیں

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰۤاَيُّهَا

نہ کوئی سر پرست اور نہ کوئی مدد گار پائیں گے۔ (173) لوگو

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ

تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلیل آگئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف

اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

روشن نور نازل کیا ہے۔ (174) لہٰذا جو اللہ پر ایمان لے آئیں اور

اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ

اس سے منسلک رہیں تو وہ جلد ہی اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ؕ يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ

اور انہیں اپنی طرف آنے کا سیدھا راستہ دکھائے گا۔ (175) لوگ آپ سے

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ [16] ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ

(کلالہ کے بارے میں) دریافت کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے: اللہ کلالہ کے بارے میں

لَهٗ وَلَدٌ [17] وَّلَهٗۤ اُخْتٌ [18] فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَ هُوَ

تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی مرد مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک[9] بہن ہو تو

يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

اسے (بھائی کے) ترکے سے نصف حصہ ملے گا اور اگر بہن (مر جائے اور اس) کی کوئی اولاد نہ ہو تو

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً

بھائی کو بہن کا پورا ترکہ ملے گا اور اگر بہنیں دو ہوں تو دونوں کو (بھائی کے) ترکے سے دو تہائی ملے گا اور اگر بھائی بہن



## عربی حاشیہ

واضح رہے کہ جناب عیسیٰؑ کو سولہ مقامات پر ابن مریم کہا گیا ہے اور یہاں حصر کے ساتھ اعلان ہوا ہے اور رسول کلمہ یا روح ہونا خود مخلوق ہونے کی دلیل ہے روح منہ اسی طرح ہے جس طرح آسمان زمین کے بارے میں جمیعاً منہ ہے۔ (حاشیہ ۱۳)

16- کلالہ کے معنی لغت میں احاطہ کے ہیں۔ اس سے والدین اور اولاد کے علاوہ دیگر رشتہ دار مراد ہوتے ہیں کہ یہی لوگ انسان کو گھیرے رہتے ہیں اور آباء و اولاد تو اس کے ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کو کلالہ اور احاطہ نہیں کہا جا سکتا۔

17- ولد لڑکا اور لڑکی دونوں کو کہا جاتا ہے۔

18- یہاں بھائی بہن سے مراد حقیقی اور پدری ہیں، مادری بھائی بہن کی میراث کا تذکرہ اس سورہ کے شروع میں ہو چکا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۹) یہ بہن کے لئے فریضہ ہے۔ اس کے بعد باقی مال اسے بطور رد مل جائے گا۔ اہل سنت کے یہاں باقی مال عصبہ کو ملتا ہے جس کا قرآن مجید میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

واضح رہے کہ آیت میں صرف اولاد کے نہ ہونے کا ذکر ہے حالانکہ کلالہ کے لئے شرط ہے کہ نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ۔ جیسا کہ تمام عالم اسلام کے مسلمات میں سے ہے اور لفظ کلالہ کے مفہوم کا تقاضا بھی ہے۔

فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ

دونوں ہیں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہو گا۔ اللہ تمہارے لیے احکام بیان فرماتا ہے

تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٧٦﴾

تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے۔ (176)

اٰیاتها ١٢٠ — ٥ سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ ١١٢ — رکوعاتها ١٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ [19] ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ

اے ایمان والو! عہد و پیمان [1] پورا کیا کرو۔ تمہارے لیے چرنے والے مویشی حلال کیے گئے ہیں

بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ

سوائے ان کے جو آئندہ تمہیں بتا دیے جائیں گے [2] مگر حالت احرام میں

وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ﴿١﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

شکار کو حلال تصور نہ کرو بے شک اللہ جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ (1) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ

تم اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانور کی

وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا

اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے باندھ دیے جائیں اور نہ ان لوگوں کی جو اپنے رب کے فضل



## عربی حاشیہ

19-عقد وہ معاہدہ اور التزام ہے جو لوگ آپس میں کرتے ہیں۔

بھیمۃ۔ جانور (پرندوں کے علاوہ) انعام۔ گائے، بکری، اونٹ۔ حُرم۔ حالت احرام اور حدود حرم دونوں کو شامل ہے۔ شعائر۔ شعیرہ کی جمع ہے یعنی علامت اور نشانی ہے۔

شہرالحرام۔ وہ مہینے جن میں جنگ حرام ہے۔ ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب۔

ہدی۔ قربانی کا جانور

قلائد۔ وہ جانور جسے راہ خدا میں نذر کرنے کے لئے گلے میں قلاوہ یا ہار ڈال دیا جائے۔

شنآن۔ بغض وعداوت۔ تعاون۔ باہمی امداد سے عمل انجام دینا۔

20-یہ صیغہ امر صرف پابندی اٹھانے اور جواز کے لئے ہے۔ اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱) اسلام میں معاملات کو عقود سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اس میں دو آدمی آپس میں عہد و پیمان کرتے ہیں اور پھر اس کے مطابق عمل کیا جاتا ہے جیسے کہ عقدِ تجارت، عقدِ اجارہ، عقدِ نکاح وغیرہ۔

(۲) جانوروں میں دو طرح کی پابندیاں ہیں۔ حالتِ احرام میں شکار نہ کیا گیا ہو اور مردار، سور، خون اور غیر خدا کے نام کا ذبیحہ نہ ہو، جس کی طرف دوسری آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا

اور خوشنودی کی تلاش میں بیت الحرام کی طرف جارہے ہوں۔

يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

ہاں! جب تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کر سکتے ہو اور جن لوگوں (۳) نے تمہیں مسجد الحرام جانے سے روکا تھا

أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا (وقف لازم)

کہیں ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم بھی (ان پر) زیادتیاں کرنے لگو اور (یادرکھو) نیکی اور تقویٰ میں

عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

ایک دوسرے (۴) کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرو اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ ﴿٢﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ (1) وَالدَّمُ وَلَحْمُ

یقیناً بہت سخت ہے۔ (2) تم پر حرام کیا گیا ہے مردار، خون، سور کا گوشت اور (وہ جانور)

الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ

جس پر اللہ کے سوا کسی کا نام لیا گیا ہو یا جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر

وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۗ

یا سینگ لگ کر مر گیا ہو یا اسے درندے نے کھایا ہو سوائے اس کے جسے تم (مرنے سے پہلے) ذبح کرلو

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ

اور جسے تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور جوئے کے تیروں کے ذریعہ تمہارا تقسیم کرنا بھی حرام ہے۔

فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا

یہ سب فسق ہیں۔ آج کافر لوگ تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں پس تم ان (کافروں) سے نہیں مجھ سے ڈرو۔



## عربی حاشیہ

1-اسلام نے دس طرح کے حیوانات کو حرام قرار دیا ہے۔

١۔میتہ۔ جس کا شرعی قوانین کے مطابق ذبیحہ نہ ہو۔

٢۔خون۔ جو گوشت کی شکل میں نہ ہو۔

٣۔سور کا گوشت، چربی وغیرہ۔

٤۔جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے۔

٥۔منخنقہ جس جانور کو گلا گھونٹ کر مار دیا جائے۔

٦۔موقوذہ۔ جس کو مارمار کر ہلاک کردیا جائے۔

٧۔متردیہ۔ جسے بلندی سے گرا کر مار دیا جائے۔

٨۔نطیحہ۔ جسے سینگ لڑا کر ختم کرادیا جائے۔

٩۔ جسے درندہ کھا کر چھوڑ دے۔

١٠۔جو جاہلیت کے محترم پتھروں کے

## اردو حاشیہ

(٣) ٦ھ میں مکہ اور خانہ خدا پر کفار و مشرکین کا قبضہ تھا تو انہوں نے مسلمانوں کو طواف کعبہ سے روک دیا تھا۔ ٨ھ میں مکہ فتح ہو گیا اور اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو فطری طور پر جذبہ انتقام پیدا ہوا۔ پروردگار عالم نے فوراً پابندی عائد کر دی کہ خبردار پرانی عداوت نئے ظلم پر آمادہ نہ کر دے اور ظلم کا جواب ظلم سے صرف میدانِ جنگ میں دیا جاتا ہے ہر جگہ نہیں۔

(٤) یہ اسلام کا ایک عظیم اجتماعی اور سیاسی نظام ہے کہ انسان پر باہمی تعاون لازم بھی ہے اور حرام بھی...... اور دونوں میں حد فاصل عمل کی نوعیت ہے۔عمل حلال اور خیر ہے تو تعاون ضروری ہے اور عمل حرام اور گناہ ہے تعاون حرام ہے۔

سماج کی اجتماعی اور انقلابی تحریکات میں اس نکتہ کا پیشِ نظر رکھنا انتہائی ضروری ہوتا ہے اور اس کے بغیر کوئی اقدام جائز نہیں ہوتا ہے۔

تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ

آج (۵) میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اوراپنی نعمت تم پر پوری کردی اور

اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ

تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا پس جو شخص گناہ کی طرف مائل ہوئے بغیر

دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ

بھوک کی وجہ سے (ان حرام چیزوں سے پرہیز نہ کرنے پر) مجبور ہو جائے تو

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ٣ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ

اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔ (3) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال کیا گیا ہے۔ کہہ دیجیے:

اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ

تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور وہ شکار بھی جو تمہارے لیے ان شکاری جانوروں نے پکڑا ہو جنہیں تم نے

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ

سدھا رکھا ہے اور انہیں تم شکار پر چھوڑتے ہو۔ جس طریقے سے اللہ نے تمہیں سکھایا ہے اس کے مطابق تم نے

عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

انہیں سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے لیے پکڑیں اسے کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ ٤ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ

یقیناً بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ (4) آج تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ

اور اہل کتاب کا کھانا (٦) تمہارے لیے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے



## عربی حاشیہ

سامنے بھینٹ چڑھایا جائے۔ انصاب۔ اصنام کے علاوہ دوسرے پتھر ہیں۔ اصنام با تصویر ہوتے ہیں اور انصاب سادہ۔

واضح رہے کہ یہ تمام قسمیں موقع کی مناسبت سے بیان کی گئی ہیں ورنہ ان کے علاوہ کتا، درندے، حشرات الارض اور مسخ شدہ جانور وغیرہ بھی حرام ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۵) مفسرین نے اس آج کے بارے میں کافی اختلاف کیا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آج اب کے معنی میں ہیں کہ جب سارے احکام بیان کر دیئے گئے اور حرام و حلال کو واضح کر دیا گیا تو گویا اب دین کامل ہو گیا اور نعمت تمام ہوگئی...... لیکن اکثر مفسرین اور مورخین بلکہ محدثین نے بھی اس امر سے اتفاق کیا ہے کہ یہ آیت ۱۰ھ میں حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم میں نازل ہوئی ہے جب پیغمبرِ اسلامؐ نے حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا تھا اور اسلام کی تشریعی حیثیت کے مکمل کرنے کے ساتھ اس کی تنفیذ کا کام بھی مکمل کر دیا تھا اور امت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ میرے بعد اسلام کی تنفیذ کا مکمل اختیار علیؑ کو ہے اور وہ اسی طرح تمہارا مولا ہے جس طرح میں تمہارا مولا ہوں۔

مفسرین نے مولا کے معنی میں بھی جھگڑا اٹھایا ہے لیکن اصل واقعہ سے انکار نہیں کیا جس کے راوی ۱۲۰ صحابی، ۸۴ تابع اور ۳۶۰ حفاظ حدیث ہیں اور جس کا تذکرہ مسند احمد بن حنبل، خصائص، نسائی، مستدرک حاکم، مناقب خورازمی اور استیعاب وغیرہ میں موجود ہے اور جس کی تفصیل الغدیر کی بارہ جلدوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(٦) بعض حضرات نے اس سے اہلِ کتاب کا ذبیحہ مراد لیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ لفظ طعام قرآن مجید میں دریائی جانور، پانی، گوشت اور مختلف معنوں

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ

اور پاکدامن مومنہ عورتیں نیز جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان کی پاکدامن عورتیں بھی

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

(حلال کی گئی ہیں) بشرطیکہ ان کا مہر دے دو اور ان کی عفت کے محافظ بنو،

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَ

چوری چھپے آشنائیاں یا بدکاری نہ کرو اورجو کوئی ایمان سے منکر ہوا

مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

اس کا عمل ضائع ہو گیا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ؑ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى

میں سے ہو گا۔ (5) اے ایمان(۷) والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو

الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ

اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیا کرو

امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ

نیز اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرو۔

كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى

اگر تم حالت(۸) جنابت میں ہو تو پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو

سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ

یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کر کے آیا ہو



## عربی حاشیہ

2-یہ لفظ اشارہ ہے کہ عورتوں کو جو رقم بطور اجرتِ زنا دی جاتی ہے اس سے عورت حلال نہیں ہوتی ہے۔ اس کے حلال ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اجرت بطور مہر دی جائے اور باقاعدہ عقد کیا جائے۔ دورِ حاضر میں تحفہ کے عوض جنسی تعلقات بدکاری ہیں ان کا نکاح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

3-الی۔ ہاتھ کی حد بندی ہے دھونے کی حد بندی نہیں ہے اور اسی لئے اس میں مِن کا ذکر نہیں ہے۔

٢ ''بِ'' علامت ہے کہ مسح کا سر سے الصاق کافی ہے۔ پورے سر کا مسح کرنا لازم نہیں ہے۔ ارجلکم میں لام پر اگر چہ زبر ہے لیکن اس کا تعلق وجوہکم وایدیکم سے نہیں ہے کہ غسل کا حکم تمام ہو چکا ہے اور اب مسح کا ذکر ہو رہا ہے اور کلامِ الٰہی میں ایسی بے ربط بات نہیں ہوسکتی ہے۔

## اردو حاشیہ

میں استعمال ہوا ہے لہٰذا اہلِ کتاب کا ذبیحہ بھی شرائط کے ساتھ جائز ہونا چاہئے اور ان کا قیاس دیگر مشرکین پر نہیں ہونا چاہئے کہ وہ صراحتاً مشرک نہیں ہیں۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ طعام مصدری اعتبار تو ہر ماکول کے بارے میں استعمال ہوسکتا ہے اور ہوا بھی ہے لیکن طعام ماکول کے معنی میں پانی یا بعض دوسری چیزوں کو نہیں کہا جاتا۔ لہٰذا ان آیات کا سہارا لے کر ذبیحہ کا جائز قرار دینا ایک بالکل عجیب وغریب بات ہے۔ اہلِ کتاب کا خود پاک ہونا اور ہے اور ان کے ذبیحہ کا جائز ہونا اور ہے......!

(۷) آیت کریمہ میں وضو کا قانون بیان کیا گیا ہے اور اس کی اجمالی ترکیب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تفصیلی احکام روایات میں موجود ہیں جہاں چہرہ اور ہاتھ کے دھونے کا طریقہ، سر کے مسح کرنے کی جگہ، پیروں کا مسح یا اس کے دھونے کا مسئلہ سب کی تفصیل موجود ہے اور روایات کا کام ہی یہ ہے کہ قرآن مجید کے اجمال کی تشریح اور تفصیل بیان کرے اور صریح حکم قرآن کے خلاف نہ ہو ورنہ قرآن پیروں کے مسح کا حکم دے اور روایت دھونے کا ذکر کر دے تو ایسی روایت قابلِ اعتبار نہیں ہے چاہے اس کا راوی کوئی بھی انسان کیوں نہ ہو۔

(۸) جنابت کی حالت میں غسل کا حکم بیان کرنے کے بعد دونوں طرح کے حالات کو جمع کر لیا گیا جہاں غسل واجب ہوتا ہے جیسے جنابت یا وضو واجب ہوتا

النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا

یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو پھر تمہیں پانی میسر نہ آئے تو

فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ ؕ مَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ

پاک مٹی سے تیمّم (۸) کرو پھر اس سے تم اپنے چہروں

لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّلٰـكِنۡ يُّرِيۡدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ

اور ہاتھوں کا مسح کرو اللہ تمہیں مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا

وَلِيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۞ وَاذۡكُرُوۡا

بلکہ وہ تمہیں پاک اور اپنی نعمت تم پر مکمل کرنا چاہتا ہے شاید تم شکر کرو۔ (6) اور اس نعمت کو

نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَمِيۡثَاقَهُ الَّذِىۡ وَاثَقَكُمۡ بِهٖۤ ۙ

یاد کرو جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہے اور اس عہد وپیمان کو بھی

اِذۡ قُلۡتُمۡ سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ ۢ

جو اللہ نے تم سے لے رکھا ہے جب تم نے کہا تھا: ہم نے سنا اور مانا اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ

بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا

دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔ (7) اے ایمان والو! اللہ کے لیے بھر پور قیام کرنے والے (۹)

قَوّٰمِيۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۖ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ

اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی

قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۗ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى ۖ

دشمنی تمہاری بے انصافی کا سبب نہ بنے۔ (ہر حال میں) عدل کرو! یہی تقوی کے قریب ترین ہے



## عربی حاشیہ

4- یہاں بھی ''ب'' کا وجود دلیل ہے کہ سارے چہرے یا ہاتھ کا مسح لازم نہیں ہے ورنہ اس ''ب'' کی ضرورت نہ ہوتی۔

واضح رہے کہ تیمّم کا حکم تین مصلحتیں رکھتا ہے:

۱۔ انسان کو غسل کی زحمت سے بچا لیا جائے۔

۲۔ اس کی طہارت کا انتظام کردیا جائے۔

۳۔ اس پر نعمت کا اتمام کردیا جائے۔

اور یہ سب اس بات کی علامت ہیں کہ تیمّم ایک سہولت ہے طہارت ہے اور نعمت ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان تیمّم کو حقیر سمجھتا ہے اور اس کا دل تیمّم سے نہیں بھرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندہ خدا نہیں ہے بندہ نفس ہے اور اس نے سہولت، نعمت اور طہارت کی قدر نہیں کی ہے۔

## اردو حاشیہ

ہے جیسے پیشاب، پیخانہ وغیرہ اور پھر سب کا مشترک بدل تیمّم بیان کیا گیا اور اس کی ترکیب کی طرف اشارہ کیا گیا کہ تیمّم چاہے غسل کے بدلے ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کا تعلق سارے بدن سے نہیں ہے۔ صرف چہرہ اور ہاتھوں کے ایک حصہ کا اور وہ بھی ان تفصیلات کے ساتھ جن کی طرف روایات صحیحہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(۹) ایک مسلمان کی صحیح زندگی یہی ہے کہ اس کا ہر اقدام للہ ہو اور جو بات کہے یا جو کام کرے اس میں للّٰہیت پائی جاتی ہو اور دنیا داری کا شائبہ نہ ہو اور اس کے بعد ہر انداز سے عدالت کے ساتھ شہادت کے لئے تیار رہے اور بغض وعداوت یا انتقام کی بنا پر جادہ اعتدال سے منحرف نہ ہونے پائے کہ اسلام ایسے انتقام کو تقویٰ کے خلاف سمجھتا ہے اور وہ مسلمان کو متقی دیکھنا چاہتا ہے۔ منحرف یا حدود الٰہیہ سے تجاوز کرنے والا نہیں دیکھنا چاہتا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَعَدَ اللّٰهُ

اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (8) اللہ نے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

ایمان والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں سے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم

عَظِيْمٌ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ

کا وعدہ کر رکھا ہے۔ (9) اور جنہوں نے کفر اختیار کیا اورہماری آیات کو

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا

جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔ (10) اے ایمان والو! اللہ کا یہ احسان یاد رکھو کہ

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ

جب ایک گروہ نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اللہ نے

اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ

تمہاری طرف (بڑھنے والے) ان کے ہاتھ روک دیے اور اللہ سے ڈرتے رہو

عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ ع وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ

اور مومنوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ (11) اور اللہ نے

مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ

بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ نقیبوں کا

نَقِيْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ

تقرر کیا اور اللہ نے (ان سے) کہا: (۱۰) اگر تم نے نماز قائم کی



## عربی حاشیہ

فائدہ

اوجاء احد منکم کا عطف اذا قمتم پر ہے ورنہ آؤ بمعنی واؤ ہونا۔

نیز آیت نمبر ۷ میں میثاق فطری بھی ہے باعتبار عالم ذرا اور تشریعی بھی ہے باعتبار اسلام۔

5-پروردگار عالم نے ہردور میں اور ہرمقام پرصاحبانِ ایمان کی مدد کی ہے جیسا کہ خودسرکار دوعالمؐ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ غطفان کی جنگ کے موقع پر سرراہ آرام فرمارہے تھے کہ ان کے سردار نے آپ پر حملہ کرنا چاہا آپ اچانک اٹھ گئے تو اس نے کہا کہ اس وقت آپ کو کون بچاسکتا ہے؟ فرمایا میرا خدا یہ سن کر اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور آپ نے تلوار کو اٹھا کر پوچھا کہ اب تجھے کون بچاسکتا ہے؟ اس نے بے ساختہ اقرار کرلیا کہ آپ کا رحم وکرم اور یہ کہہ کر مسلمان ہوگیا۔

6-نقیب وہ افراد ہوتے ہیں جو قوم کے حالات کی نگرانی کرتے رہتے ہیں اور قوم میں

## اردو حاشیہ

(۱۰) قدرت کا ہر دَور میں ایک نظام رہا ہے کہ اس نے اپنے بندوں سے کچھ مطالبات کئے ہیں اور کچھ وعدے کئے ہیں۔ بنی اسرائیل کے سلسلے میں بھی ان سے معیت کا وعدہ کیا اور ان کے سامنے پانچ شرائط رکھ دیئے:

۱۔ نماز قائم کرنا۔
۲۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔
۳۔ رسولوں پر ایمان لانا۔
۴۔ رسولوں کی امداد کرنا۔
۵۔ بندگانِ خدا کو قرض دینا اور ان کی مالی امداد کرنا۔

ان شرائط پر عمل درآمد کے بعد گناہوں کی معافی بھی ہے اور جنات و باغات کا وعدہ بھی ہے اور شرائط پر عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں لعنت اور سنگ دلی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

امتِ اسلامیہ کو ان تذکروں کے ذریعے متنبہ کیا گیا ہے کہ تمہیں بھی ان شرائط وقواعد پر عمل کرنا ہوگا اور اس کے بغیر تمہیں بھی جنات اور باغات کا منہ دیکھنے کو نہیں ملے گا بلکہ لعنت اور عذاب کے حق دار ہو جاؤ گے۔

وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ

اور زکوٰۃ ادا کی اور اگر تم میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو اور

اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ

اللہ کو قرض حسن دیتے رہو تو میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارے گناہوں کو تم سے

سَيِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

ضرور دور کردوں گا اورتمہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ

پھر اس کے بعد تم میں سے جس کسی نے بھی کفر اختیار کیا بتحقیق وہ راہ راست سے

السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا

بھٹک گیا۔ (12) پس ان کے عہد توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت بھیجی

قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ

اور ان کے دل سخت کر دیے۔ یہ لوگ (کتاب اللہ کے) کلمات کو اپنی جگہ سے الٹ پھیر کر دیتے ہیں

وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى

اور انہیں جو نصیحت کی گئی تھی وہ اس کا ایک حصہ بھول گئے اور آئے دن ان کی کسی خیانت پر آپ آگاہ ہو رہے ہیں

خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ

البتہ ان میں سے تھوڑے لوگ ایسے نہیں ہیں۔ سو ان سے درگزر کیجئے اور معاف کر دیجئے۔

اصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ مِنَ الَّذِيْنَ

بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (13) اور ہم نے ان لوگوں سے



## عربی حاشیہ

سردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

7- یہودیوں نے دونوں طرح کی تحریف کی ہے۔ کتاب خدا کے الفاظ بھی بدلے ہیں اور معانی میں بھی تحریف کی ہے۔

8- یہ اشارہ ہے کہ یہودیوں میں خیانت کار پیدا ہوتے رہیں گے اور رسول اکرمؐ کو ان سب کا علم ہے اور خیانت کاروں میں سے مستثنیٰ صرف چند افراد ہیں جنھوں نے اسلام قبول کرلیا ہے ......اور رسول اسلامؐ ہر شخص کے بارے میں درگزر کرنے اور نظر انداز کرنے کے لئے مامور ہیں۔

فائدہ

واضح رہے کہ توکل بیکاری نہیں ہے بلکہ مکمل کوششوں کے ساتھ خدا پر اعتماد ہے جو تقویٰ کا بھی ماحصل ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۱) یہودیوں کی خیانت ایک فطری صفت کی حیثیت رکھتی ہے کہ یہ جب، جہاں اور جس عالم میں رہیں گے خیانت کار رہیں گے اور ان سے کسی عہد و پیمان اور دیانت داری کی امید نہیں ہے۔ عبداللہ بن سلام جیسے چند افراد راہِ راست پر آ گئے۔ یہ صرف قدرت پروردگار تھی اور اس حقیقت کے اظہار کا نتیجہ تھا کہ خیر و شر فطری جبر کا نام نہیں ہے اور اس میں انسان کا اپنا اختیار بہر حال کام کرتا ہے ورنہ اصل مزاج یہودیت خیانت اور بدعہدی ہی ہے جس کا مشاہدہ چودہ صدیوں سے برابر ہو رہا ہے۔

قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا

بھی عہد لیا تھا جو کہتے ہیں: ہم نصاری ہیں پس انہوں نے بھی اس نصیحت کا

مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ؕ (9) فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ

ایک حصہ فراموش کر دیا جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے قیامت تک کے لیے

الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ

ان کے درمیان بغض و عداوت ڈال دی اور جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اللہ

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ

عنقریب انہیں جتا دے گا۔ (14) اے اہل کتاب ہمارے رسول تمہارے پاس (۱۲) کتاب

رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ

(خدا) کی وہ بہت سی باتیں تمہارے لیے کھول کر بیان کرنے کے لیے آئے ہیں

الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

جن پر تم پردہ ڈالتے رہے ہو اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرتے ہیں۔ بتحقیق تمہارے پاس اللہ کی جانب سے

نُوْرٌ (10) وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ لا يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ

نور اور روشن کتاب آچکی ہے۔ (15) جس کے ذریعے اللہ ان لوگوں کو امن و سلامتی

رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی رضا کے طالب ہیں اور وہ اپنے اذن سے

اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾

انہیں ظلمتوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور انہیں راہ راست کی رہنمائی فرماتا ہے۔ (16)



## عربی حاشیہ

9-عیسائی یہودیوں کے مقابلہ میں اپنے کو زیادہ ایماندار اور شریف سمجھتے تھے۔ پروردگار نے ان کے حالات کی بھی ترجمانی کردی کہ ان سے بھی ایمان کا عہد لیا گیا ہے اور انھیں بھی انجیل کی نصیحت دی گئی ہے لیکن انھوں نے بھی وہی کیا ہے جو یہودیوں نے کیا تھا تو ان کا عذاب بھی اس دنیا میں باہمی اختلاف کی شکل میں نمودار ہوا۔ جس کا واضح نمونہ یہ ہے کہ عیسائیوں کا جتنا قتلِ عام خود عیسائیوں کے ہاتھوں ہوا ہے اتنا کسی دوسری قوم کے ذریعہ نہیں ہوا ہے۔

10- بعض لوگوں نے نور سے مراد اسلام کو لیا ہے اور بعض نے سرکار دوعالمؐ کی ذات گرامی کو اور بعض نے قرآن مجید کو اور یہ سب ہی صحیح ہے۔ لیکن اگر نور کے مصادیق پر نگاہ ڈالی جائے اور آیت کو محدود نہ رکھا جائے تو رسول اکرمؐ کے ساتھ قرآن مجید ہی کی طرح اہلبیتؑ طاہرین بھی وہ نور کے مجسمے تھے جنھیں خدا نے ہدایت

## اردو حاشیہ

(۱۲) یہودی اور عیسائی عقائد کے اعتبار سے ضرور اختلاف رکھتے ہیں لیکن ذاتی خصلتوں اور اسلام کے مقابلہ میں بغاوتوں اور شرارتوں کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں رکھتے۔ دونوں نے کتابِ خدا میں تحریف کی ہے۔ دونوں نے عہد الٰہی کو نظر انداز کیا ہے۔ دونوں نے سرکارؐ دو عالم کے تذکروں کو چھپایا ہے۔ دونوں نے آپ پر ایمان لانے سے گریز کیا ہے اور دونوں نے امتِ اسلامیہ پر ہر ظلم و ستم کو روا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ ”الکفر کله مِلة واحدة“

پروردگار عالم نے ان سب کے مقابلہ میں اتمام حجت کے لئے اپنے رسولؐ کو بھیجا جس نے توریت وانجیل کے بعض اسرار بیان کر کے اپنے علم کا بھی اعلان کر دیا اور اہلِ کتاب کی خیانت کی بھی نشاندہی کر دی اور پھر رسولؐ کے اتباع کے تین عظیم فوائد کی طرف اشارہ کیا گیا:

۱۔ انسان سلامتی کے راستے پر آ جاتا ہے۔

۲۔ کفر و جہالت کی تاریکی سے اسلام وتوحید کے نور کی طرف آ جاتا ہے۔

۳۔ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاتا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ
بتحقیق وہ لوگ کافر ہوگئے جو کہتے ہیں: عیسیٰ بن (۱۳) مریم ہی خدا ہے۔ ان سے کہہ دیجئے:

مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ
اللہ اگر مسیح بن مریم، ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو ہلاک کردینا چاہے تو

يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ
اس کے آگے کس کا بس چل سکتا ہے؟ اور اللہ تو آسمان و زمین

جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ
اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے۔

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞۱۷ وَ
وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہرشے پر قادر ہے۔ (17) اور

قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ
یہود ونصاریٰ کہتے ہیں: ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ کہہ دیجئے:

فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ (11) بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ
پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں عذاب کیوں دیتا ہے؟ بلکہ تم بھی اس کی مخلوقات میں سے بشر ہو۔ وہ جسے چاہے

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے اور آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان موجود ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۞۱۸ يٰٓاَهْلَ
سب پر اللہ کی حکومت ہے اور (سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (18) اے اہل کتاب



## عربی حاشیہ

خلق کے لئے معین فرمایا تھا۔

فائدہ

واضح رہے کہ عداوت ظاہری دشمنی ہے اور بغضاء باطنی بغض ہے اور الی یوم القیامہ اشارہ ہے کہ ظہور امام کے بعد بھی یہ جماعت بطور اقلیت باقی رہے گی اگر چہ غلبہ اسلام ہی کا رہے گا۔

11-یہ عذاب دنیا وآخرت دونوں کو شامل ہے ورنہ یہود ونصاریٰ عذاب آخرت سے انکار کر سکتے ہیں اور عذاب دنیا سے مراد وہ بربادی ہے جس کا سامنا بخت نصر اور فراعنہ کے ہاتھوں یہودیوں نے کیا اور آپس کے اختلافات سے عیسائیوں نے برداشت کی۔

## اردو حاشیہ

بے شک اسلام عالمی سلامتی کا پیغام ہے جس میں صرف جنگ وجدال سے سلامتی نہیں ہے بلکہ ہر اخلاقی، اقتصادی، اجتماعی، عقائدی اور سیاسی فساد سے سلامتی ہے اور ہر طرح کی نورانیت اور روشنی ہے اور وہ مکمل طور پر صراطِ مستقیم کی راہنمائی کرتا ہے۔

(۱۳) عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی خدائی کا عقیدہ قائم کیا تو قرآن مجید نے صرف ایک لفظ میں اس کی کمزوری کا اعلان کر دیا کہ عیسیٰ مر سکتے ہیں اور انہیں بچانے والا کوئی نہیں ہے اور اس طرح عیسائیوں کی بے عقلی کا بھی اظہار کر دیا کہ یہ احمق عیسیٰ کی موت کے کبھی قائل ہیں اور خدائی کے بھی جب کہ موت اور خدائی دونوں ناقابل اجتماع باتیں ہیں۔

(۱۴) ہر دَور اور ہر قوم میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جو اپنی نجات کو اس طرح قطعی اور یقینی قرار دے دیتے ہیں کہ گویا خداوند عالم سے ان کی کوئی خاص رشتہ داری ہے یا کچھ خاص قسم کی دوستی ہے۔ اس طرزِ فکر کے موجد بھی یہود ونصاریٰ تھے اور پروردگار نے ان کے جواب میں صاف صاف کہہ دیا تھا کہ یہاں کسی قرابت اور تعلقات کا گذر نہیں ہے۔ جو جیسا کرے گا اس کا ویسا ہی انجام ہوگا اور انجام کا ایک رخ دنیا ہی میں دکھلا دیا تا کہ آخرت کے لئے عبرت حاصل ہو جائے اور ایسے مہمل نظریات کو ذہن سے نکال دیا جائے۔

الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ[12] مِّنَ

ہمارے رسول تمہارے پاس بیان (احکام) کے لیے رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت تک

الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ

بند رہنے کے بعد آئے ہیں تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا نہیں آیا۔

جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ ع

پس اب تمہارے پاس وہ بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا آ گیا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (19)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے [۱۵] میری قوم! تم اللہ کی

عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ

اس نعمت کو یاد رکھو جو اس نے تمہیں عنایت کی ہے۔ اس نے تم میں انبیاء پیدا کیے،

اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ يٰقَوْمِ

تمہیں بادشاہ بنا دیا اور تمہیں وہ کچھ دیا جو اس نے عالمین میں کسی کو نہیں دیا۔ (20) اے قوم

ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ

اس مقدس سر زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے مقرر فرمائی ہے اور

لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا

پیچھے نہ ہٹنا ورنہ خسارے میں رہو گے۔ (21) وہ کہنے لگے:

يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ[13] ۖۗ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

اے موسیٰ وہاں تو ایک طاقتور قوم آباد ہے اور جب تک وہ اس زمین سے نکل نہ جائیں ہم تو اس میں ہرگز



## عربی حاشیہ

12- جناب عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے کے بعد جتنے دن وحی آسمانی کا سلسلہ منقطع رہا اور ہدایت کا کاروبار اوصیاء کے ذریعہ چلتا رہا اسے زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔

13- جبار بہت بڑے مصلح کو بھی کہتے ہیں جو ہر شکستہ استخوان کا جوڑنے والا ہو اور بہت بڑے متکبر و ظالم کو بھی کہتے ہیں جو ہر ایک پر ظلم کرنے والا ہو۔ اس مقام پر یہی دوسرے معنی مراد ہیں۔

جبار اس صاحب عظمت و بزرگی کو بھی کہتے ہیں جس بلندیوں تک کسی کی دسترس نہ ہو اور اس اعتبار سے مالکِ کائنات کو بھی جبار سماوات وارضین کہا جاتا ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ ارض مقدسہ شامات کا علاقہ ہمیشہ گہوارہ ادیان رہا ہے اور خدا نے اس کا وعدہ بشرطہ عدم انحراف کیا ہے ورنہ انجام تائہین جیسا ہوگا۔

## اردو حاشیہ

(۱۵) بنی اسرائیل کی عالمین میں افضیلت یہی ہے کہ پروردگار نے انہیں بے شمار نعمتیں بغیر کسی زحمت کے عطا کر دیں اور اس طرح مکمل طور پر حجت تمام کر دی۔

ان کے درمیان انبیاء بھیج دیئے، انہیں بادشاہت دے دی، ان سے ارض فلسطین کا وعدہ کر لیا، انہیں من و سلویٰ جیسی غذا دے دی، ان کے سروں پر ابر کا سایہ کر دیا، ان کی خاطر پتھر سے چشمہ جاری کر دیا لیکن جب دشمن سے جہاد کا وقت آیا تو یہ میدان چھوڑ کر الگ ہو گئے جو اس بات کی علامت ہے کہ خدائی نعمتیں عظمت کی دلیل نہیں ہیں ثباتِ قدم عظمت کی دلیل ہے ورنہ یہودی قابلِ لعنت و مذمت نہ قرار پاتے۔

یہودیوں کی اس بزدلی اور نمک فراموشی کے مقابلہ میں دو مومن بندوں کا خلوص تھا جو جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے اور دنیا پر واضح کر دیا کہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے طاقت اور تعداد پر نظر نہیں کیا کرتے۔ وہ نصرت الٰہی کے بھروسے میدان میں کود پڑتے ہیں اور اپنی فتح کا مکمل یقین رکھتے ہیں۔

حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

داخل نہیں ہوں گے ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم داخل ہو جائیں گے۔ (22)

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

خوف (خدا) رکھنے والوں میں سے دو اشخاص جنہیں اللہ نے اپنی نعمت سے نوازا تھا کہنے لگے:

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ

دروازے کی طرف سے ان پر حملہ کردو پس جب تم اس میں داخل ہو جاؤ گے

غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

تو فتح یقیناً تمہاری ہو گی اور اگر تم مومن ہو تو اللہ پر بھروسا کرو۔(23)

قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا

وہ کہنے لگے: اے موسیٰ! جب تک وہ وہاں موجود ہیں ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ [14] فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

آپ (۱۶) اور آپ کا پروردگار جا کرجنگ کریں ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔ (24)

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ

موسیٰ نے کہا: پروردگارا! میرے اختیار میں میری اپنی ذات اور میرے بھائی کے سوا کچھ نہیں ہے لہٰذا تو ہم میں

بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ

اور اس فاسق قوم میں جدائی ڈال دے۔ (25) اللہ نے فرمایا:وہ ملک ان پر

عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً [15] ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۗ فَلَا

چالیس سال تک حرام رہے گا۔ وہ زمین میں سر گرداں پھیریں گے لہٰذا آپ



## عربی حاشیہ

قوم جبارین عمالقہ ہیں جن کی حکومت مصر پر ۲۲۱۲ ق م سے ۱۷۰۳ ق م تک ۵۰۰ سال رہی ہے۔

14- رب العالمین کو رب موسیٰ سے تعبیر کرنا یہودیوں کی انتہائی شرارت اور خباثت کی علامت ہے۔

15- یہ ایک اشارہ ہے کہ کسی قوم کو تبدیل ہونے میں تقریباً ۴۰ سال کا زمانہ لگتا ہے جب ایک نسل ختم ہوجاتی ہے اور دوسری نسل جوان ہوکر منظر عام پر آجاتی ہے۔ بنی اسرائیل بھی صحرائے سینا میں ۴۰ سال ٹھوکریں کھاتے رہے اور اپنی بے ایمانی کی سزا برداشت کرتے رہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۶) یہودیوں کی پہلی خباثت تو یہ تھی کہ اتنی نعمتیں لینے کے بعد بھی حکم خدا کی اطاعت نہ کی اور دوسری شیطنت یہ تھی کہ خدا پر بھی طنز کرنے لگے کہ وہ خود جا کرلڑے۔ ہم اس چکر میں پڑنے والے نہیں ہیں۔ خدا نے ان پر یہ عذاب نازل کیا کہ انہیں چکر ہی میں ڈال دیا اور چھوٹے سے صحرا میں چالیس سال تک دوڑتے رہے اور باہر نکلنے کا راستہ نہ ملا۔ یہ انجام ہر اس قوم کا ہوتا ہے جو خدائی نعمتیں لینا جانتی ہے اور اس کے احکام کی اطاعت کرنا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا نہیں جانتی۔

تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ

ان فاسقوں کے بارے میں افسوس نہ کیجیے۔ (26) اور آپ انہیں آدم کے بیٹوں

اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ[16] مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ

کا حقیقی قصہ سنائیں (۱۷) جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور

يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ

دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو اس نے کہا: میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا (پہلے نے) کہا: اللہ تو صرف

اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ

تقویٰ رکھنے والوں سے قبول کرتا ہے۔ (27) اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائے گا

مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ

تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھانے والا نہیں ہوں۔ میں تو عالمین کے پروردگار

رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْۗاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ

اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (28) میں چاہتا ہوں کہ میرے اور اپنے گناہ میں

فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾

تم ہی پکڑے جاؤ اور دوزخی بن کر رہ جاؤ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ (29)

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾

چنانچہ اس کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل کی ترغیب دی اور اس نے اسے قتل کر ہی دیا اور وہ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔ (30)

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ

پھر اللہ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کھودنے لگا تا کہ اسے دکھا دے کہ



## عربی حاشیہ

16-ان دونوں فرزندوں کا نام ہابیل وقابیل تھا اور ہابیل نے تندرست دنبہ قربان کیا تھا اور قابیل نے سوکھی بالیاں.....اور اس دور میں قبولیت کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے آگ نازل ہوتی تھی اور وہ اسے جلا دیتی تھی۔ جناب ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی بالیاں پڑی رہ گئیں اور وہ جل گیا۔

آیات قرآنی میں ان تفصیلات کا ذکر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ

واضح رہے کہ عیسائیوں کا یہ دعویٰ کہ قرآن نے قابن کو قابیل کر دیا ہے ایک جہالت اور حماقت ہے۔ قرآن مجید میں اولاد آدمؑ کے ناموں کا تذکرہ نہیں ہے اور نہ قربانی کی قبولیت کی نوعیت کا کوئی تذکرہ ہے۔ یہ تمام باتیں حدیثوں میں وارد ہوئی ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۱۷) یہ شیطانی تسلط کی دوسری داستان ہے جہاں آدمؑ وحواؑ جیسے پاکیزہ کردار ماں باپ کی اولاد میں شیطان نے حسد کی آگ بھڑکا دی اور بالآخر بھائی بھائی کا قاتل بن گیا اور واقعہ نے صاف واضح کر دیا کہ ہر قتل میں مقتول کا قصور نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی قاتل کا حسد ہی قتل کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور وہ ہر طرح کے شیطانی اقدام پر تیار ہو جاتا ہے۔

یہ واقعہ تاریخ انسانیت کے ہر دور کے دو کرداروں کی طرف توجہ دلانے والا ہے کہ انسان میں خدا کو بھول کر۔ خدا کے نام پر سوکھی بالیاں دینے والے بھی ہوتے ہیں اور تقویٰ الٰہی، خوفِ خدا اور عدم ظلم کا اعلان کر کے بہترین مال راہ خدا میں نذر کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور خدا صرف مخلصین اور متقین کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔ تاریخ اسلام میں بھی ہر موڑ پر حاسد ومحسود کے مرقع نظر آئیں گے اور ظالموں کے دامن کردار پر ظلم وقتل کے دھبے دکھائی دیں گے اور قصہ اولاد آدمؑ آواز دیتا رہے گا کہ جب نبی خدا کا فرزند قاتل اور حاسد ہو سکتا ہے تو ساتھی اور صحابی کی کیا حیثیت ہے۔ بے کمالی ہمیشہ حسد پر آمادہ کرتی ہے اور حسد بہر حال قتل تک پہنچا دیتا ہے۔

يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ

اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے۔ کہنے لگا: افسوس مجھ پر کہ

اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ

میں اس کوے کے برابر بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا۔

فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۛ ۚ ﴿۳۱﴾ مِنْ اَجْلِ [17] ذٰلِكَ ۛ ۚ كَتَبْنَا

پس اس کے بعد اسے بڑی ندامت ہوئی۔ (31) اسی وجہ سے ہم نے

عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ

بنی اسرائیل پر یہ حکم مقرر کر دیا کہ جس نے کسی ایک کو قتل کیا جب کہ(۱۸) یہ قتل خون کے بدلے میں

اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ

یا زمین میں فساد پھلانے کے جرم میں نہ ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور

مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ لَقَدْ

جس نے کسی ایک کی جان بچائی تو گویا اس نے تمام انسانوں کی جان بچائی اور بتحقیق

جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ؗ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ

ہمارے رسول واضح دلائل لے کر ان کے پاس آئے پھر اس کے بعد بھی ان میں سے

ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ

اکثر لوگ ملک میں زیادتیاں کرتے رہتے ہیں۔ (32) جو لوگ اللہ

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ [18] وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ

اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں (۱۹) اور روئے زمین میں



## عربی حاشیہ

17- قابیل کے ہابیل کو قتل کر دینے اور روئے زمین پر اس طرح کے فساد کے رونما ہونے کی بنا پر قتل کے لئے سخت ترین قانون ضروری ہو گیا اور بنی اسرائیل کا انتخاب اس لئے ہوا کہ ان کے فسادات عالم آشکار تھے اور یہی وجہ ہے کہ اتنے شدید حکم کے باوجود ان کے اسراف اور خونریزی میں کوئی فرق نہیں آیا۔

18- اس فساد سے مراد راہ زنی ہے جس کے بعد بندگانِ خدا کا گھر سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے اور یہ خدا و رسولؐ سے اعلانِ جنگ کی کھلی ہوئی شکل ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۸) جہاں تک سزا کا تعلق ہے سزا میں کسی طرح کی تعدی اور زیادتی جائز نہیں ہے اور یہ دین الٰہی کا سب سے بڑا عادلانہ نظام ہے کہ ایک جان کے بدلے ایک ہی جان کا قانون بنایا گیا ہے لیکن انسان کو اس کے جرم کی سنگینی سے باخبر کرتے ہوئے اس نکتہ کی طرف اشارہ کر دیا گیا کہ قتل کے دو اسباب ہوتے ہیں یا انسان قصاص اور فساد وغیرہ کی بنا پر مارا جاتا ہے تو یہ قتل درحقیقت اس جرم کا قتل ہوتا ہے جس کی بناء پر مجرم کو سزا دی گئی ہے...... یا قتل بلا کسی سبب کے واقع ہوتا ہے تو یہ قتل درحقیقت عالمِ انسانیت کا قتل ہوتا ہے کہ قاتل کی نگاہ میں انسانی نفس کی کوئی قیمت نہیں ہے ورنہ بلا سبب قتل کا اقدام نہ کرتا۔

یہی صورتِ حال زندگی دینے کی بھی ہے کہ اس کا موضوع کوئی خاص سبب ہے تو خیر...... ورنہ موضوع انسان برائے انسان ہے تو ایک عالم انسانیت کو زندگی دینے کے مترادف ہے۔

(۱۹) رہزنی اسلام میں ایسا سنگین جرم ہے کہ اس کے نتیجہ میں قتل، لوٹ مار، ہتک عزت، بندگانِ خدا کو خوفزدہ کرنا، کاروبار حیات کا معطل کر دینا، قانون کی کھلی ہوئی خلاف ورزی کرنا، جرائم کے بارے میں جری اور جسور ہو جانا اور اس طرح کے بے شمار فسادات پیدا ہوتے ہیں جن کی بناء پر اسلام نے اس کی سزا بھی سخت مقرر کی ہے اور اسے خدا اور رسول سے جنگ کے مترادف قرار دیا ہے تا کہ یہ سلسلہ موقوف ہو جائے اور شاید اسی لئے گرفتاری سے پہلے توبہ کر لینے

فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ

فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا بس یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں

وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ[19] اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ

یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا ملک بدر کیے جائیں۔

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے

عَظِيْمٌ ۙ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا

عذاب عظیم ہے۔ (33)سوائے ان لوگوں کے جو تمہارے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کرلیں

عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يٰٓاَيُّهَا

اور یہ بات ذہنوں میں رہے کہ اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (34)اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ[20] وَ

اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف (قربت کا) ذریعہ تلاش کرو اوراس کی

جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

راہ میں جہاد کرو شاید تمہیں کامیابی نصیب ہو۔ (35) جو لوگ

كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

کافر ہو گئے ہیں اگر ان کے پاس زمین کے تمام خزانے ہوں اور اسی کے برابر

مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا

مزید بھی ہو اور وہ یہ سب کچھ روز قیامت کے عذاب کے بدلے فدیہ میں دینا چاہیں



## عربی حاشیہ

19- محارب اور رہزن کی ہر سزا میں مبالغہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور سخت ترین سزا دی گئی ہے۔ ہاتھ پاؤں کاٹنے میں اختلاف بہت ضروری ہے کہ داہنا ہاتھ ہو تو بایاں پیر تا کہ دور سے اس کے جرم کا اعلان ہوجائے اور یہ احساس اسے جرائم سے روکنے کا سبب واقع ہوسکے۔

20- تقویٰ برائیوں سے روکنے اور وسیلہ کی جستجو کارخیر کرنے کی کھلی ہوئی دعوت ہے۔ جہاد ان دونوں راہوں میں زحمت برداشت کرنا ہے بعض روایات میں وسیلہ کا مصداق محمدؐ و آل محمدؐ کو قرار دیا گیا ہے کہ وہ خیر مجسم ہیں اور اس میں کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۳۴ کی چاروں سزائیں نوعیتِ جرم کے اعتبار سے ہیں اختیاری نہیں ہیں اور توبہ سے صرف حق اللہ معاف ہوسکتا ہے حق بالعباد نہیں۔

## اردو حاشیہ

والے کو معاف کر دیا گیا ہے کہ مقصد حالات کی اصلاح کرنا ہے اور وہ توبہ سے حاصل ہوگئی ہے تو مزید کسی اقدام کی ضرورت نہیں ہے۔

تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٦﴾ يُرِيدُونَ أَنْ

تو بھی ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔(36) وہ آتش جہنم سے

يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ

نکلنا چاہیں گے لیکن وہ اس سے نکل نہ سکیں گے اور ان کے لیے

عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا[21] أَيْدِيَهُمَا

ہمیشہ کا عذاب ہے۔ (37) اور چوری کرنے والا مردہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو[٢٠]

جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾

اللہ کی طرف سے یہ ان کے کرتوت کی سزا ہے اوراللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (38)

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ

پس جو شخص اپنی زیادتی کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو اللہ یقیناً اس کی

يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ

توبہ قبول کرے گا بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔ (39) کیا تجھے علم نہیں کہ

اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ

آسمانوں اور زمین میں سلطنت اللہ کے لیے ہے؟ وہ جسے چاہے

وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾

عذاب دیتا ہے اور جسے چاہے بخش دیتا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (40)

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ

اے رسول! اس بات سے آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں کہ کچھ لوگ



## عربی حاشیہ

21-ید سے مراد باتفاق مسلمین داہنا ہاتھ ہے لیکن اس میں بھی یہ اختلاف ہے صرف انگلیاں کاٹی جائیں گی یا ہتھیلی بھی قطع کر دی جائے گی۔ ائمہ اہلبیتؑ نے ہتھیلی کاٹنے سے ممانعت کی ہے کہ وہ اعضاء سجدہ میں شامل ہے اور اعضاء سجدہ خدا کے لئے ہیں اور ان کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ آیت نمبر ۳۸ میں نکال پیش بندی کے لئے سزا ہے جس طرح جانور کے لگام لگائی جاتی ہے اور توبہ کا امکان قبل ثبوت جرم ہے تا کہ بات اختیاری رہے اور اسی لئے اصلح کہا گیا ہے۔

نیز یہ کہ قرآن مجید میں یا ایہاالرسول کا خطاب یہاں بھی ہے اور غدیر میں بھی ہے اور دونوں کے مضامین میں یکجا طور پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۰) اسلام نے چوری کی سزا دینے کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ جرم ہر اعتبار سے چوری کہے جانے کے قابل ہو اور اس کا کوئی شرعی جواز موجود نہ ہو اور اس سلسلہ میں حسب ذیل شرائط کا تذکرہ کیا گیا ہے :-

۱۔ مال محفوظ جگہ پر ہو۔
۲۔ قیمت کم سے کم ۴/۱ دینار ہو۔
۳۔ چور بالغ ہو۔
۴۔ چور عاقل ہو۔
۵۔ باپ بیٹے کے مال کی چوری کرنے والا نہ ہو۔
٦۔ زمانہ قحط نہ ہو کہ اس دور میں ہر بھوکے کو کھانے کا حق دیا گیا ہے۔

اسلام جہاں سزاؤں میں شدت کا قائل ہے وہاں جرم کے ثبوت میں بھی انتہائی احتیاط سے کام لیتا ہے تا کہ کسی بے گناہ کو سزا نہ دی جا سکے اور سماج میں جرائم کو پنپنے کا موقع بھی نہ مل سکے۔

فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ

کفر اختیار کرنے میں بڑی تیزی دکھاتے ہیں۔ وہ خواہ ان لوگوں میں سے ہوں

تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ

جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لا چکے ہیں جب کہ ان کے دل ایمان نہیں لائے

لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ

اور خواہ ان لوگوں میں سے ہوں جو یہودی بن گئے ہیں۔ یہ لوگ جھوٹ (بولنے) کے لیے

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ

جاسوسی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں (کو گمراہ کرنے) کے لیے جاسوسی کرتے ہیں

اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ

جو ابھی آپ کے دیدار کے لیے نہیں آئے۔ وہ کلام کو صحیح معنوں سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں:

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ (22) فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ

اگر تمہیں یہ حکم ملا تو مانو، نہیں ملا تو بچے رہو۔ جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو اسے بچانے کے لیے

شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ

اللہ نے آپ کو کوئی اختیار نہیں دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا ہی نہیں چاہا

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾

ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔ (41)

سَمّٰعُوْنَ (23) لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ

یہ لوگ جھوٹ (بولنے) کے لیے جاسوسی کرنے والے حرام مال خوب کھانے والے ہیں۔ اگر یہ لوگ



## عربی حاشیہ

22- بعض مفسرین نے فتنہ سے کفر مراد لیا ہے کہ خدا جسے چاہتا ہے اسے کافر بنا دیتا ہے اور بعض نے فتنہ سے عذاب کو مراد لیا ہے کہ خدا کفر کا ارادہ نہیں کرسکتا عذاب کا ارادہ کرسکتا ہے لیکن بظاہر اس سے یہودیوں کی حرکت مراد ہے جسے خدا نے بجر روکنے کا ارادہ نہیں کیا۔

23- یہودیوں کی اس صفت کی دوبارہ تکرار کی گئی ہے کہ یہ ان کی نمایاں ترین صفت ہے۔

سحت ۔ مال حرام کا نام ہے اور اس میں سود وغیرہ کے ساتھ وہ کمیشن بھی شامل ہے جس کے ذریعہ مسلمان حکام اسلامی مفادات کا سودا کررہے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۲۱) خیبر کے یہودیوں میں دو آدمیوں نے زنا کیا اور ان کی سزا توریت کے مطابق سنگساری قرار پائی تو بعض لوگوں نے یہ سازش کی کہ اس مقدمہ کا فیصلہ پیغمبر اسلامؐ سے کرایا جائے شاید سزا ہلکی ہوجائے اور وفد کو اس ہدایت کے ساتھ بھیجا کہ اگر یہی فیصلہ کریں تو نہ ماننا۔ آپ نے وہی فیصلہ کردیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ تو توریت کے خلاف ہے۔ آپؐ نے علماء توریت کو طلب کرلیا اور ان سے گواہی دلوادی تو یہودی ذلیل وخوار ہوگئے۔

واضح رہے کہ ہر دور میں ایسے افراد ضرور رہتے ہیں جو خدا و رسولؐ کے فیصلہ میں بھی اپنی پسند اور ناپسند کو شامل کرنا چاہتے ہیں اور ناپسندیدہ فیصلوں کو رد کر دیتے ہیں۔ یہ یہودی صفت انسان منافقین ہیں اور واقعی مسلمان کہے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

بَيۡنَهُمۡ اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ تُعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ فَلَنۡ

آپ کے پاس (کوئی مقدمہ لے کر) آئیں تو ان میں فیصلہ کریں یا ٹال دیں (آپ کی مرضی) اور اگر آپ نے

يَّضُرُّوۡكَ شَيۡـــًٔا‌ ؕ وَاِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ‌ ؕ

انہیں ٹال دیا تو یہ لوگ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر آپ فیصلہ کرنا چاہیں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيۡفَ يُحَكِّمُوۡنَكَ وَ

بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (42) اور یہ لوگ آپ کو منصف کیسے بنائیں گے

عِنۡدَهُمُ التَّوۡرٰىةُ فِيۡهَا حُكۡمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوۡنَ مِنۡۢ

جب کہ ان کے پاس توریت موجود ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہونے کے باوجود

بَعۡدِ ذٰلِكَ‌ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓـئِكَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۳﴾ ع اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا

یہ لوگ منہ پھیر لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے۔(43) ہم نے توریت نازل کی

التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ‌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ

جس میں ہدایت اور نور تھا۔ اطاعت گزار انبیاء اس کے مطابق یہودیوں کے

الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ [24]

فیصلے کرتے تھے اور علماء اور فقہاء بھی جنہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا

وَالۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوۡا

ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے

عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ‌ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا [25] النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا

لہٰذا تم لوگوں سے خوفزدہ نہ ہونا بلکہ مجھ سے خوف رکھنا اور میری

ع ٦ ٩ ١٠

## عربی حاشیہ

24-ربانی۔ رب کی طرف منسوب ہے یعنی وہ شخص جو اپنے اقوال وافعال سے رضائے رب کا طلب گار رہتا ہے۔

احبار۔ حبر کی جمع ہے یعنی عالم۔

25-یہ خطاب علماء یہود سے ہے کہ جب تم کو کتابِ خدا کا امین اور محافظ بنایا گیا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اپنے دلوں میں غیر خدا کے خوف کو جگہ نہ دو اور آیاتِ الٰہیہ کا کاروبار نہ کرو کہ حکم خدا کے خلاف فیصلہ کرنے والا کافر ہوا کرتا ہے۔

## اردو حاشیہ

تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ

آیات کو تھوڑی سی قیمت پر نہ بیچنا اور جو لوگ

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا

اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق فیصلے نہ کریں پس وہ کافر ہیں۔ (44) اور ہم نے

عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ

توریت میں ان پر (یہ قانون) لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان،

وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ

آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان

وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ [26] بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ

اور دانت کے بدلے دانت ہیں اور زخموں کا بدلہ (ان کے برابر) لیا جائے، پھر جو قصاص کو

لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

معاف کر دے تو یہ اس کے لیے (گناہوں کا) کفارہ شمار ہوگا اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

پس وہ ظالم ہیں۔ (45) اور ان کے بعد ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

جو اپنے سے پہلے کی کتاب توریت کی تصدیق کرتے تھے اور ہم نے انہیں انجیل عطا کی

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ

جس میں ہدایت اور نور تھا اور جو اپنے سے پہلے والی کتاب توریت کی تصدیق کرتی تھی



## عربی حاشیہ

26-بہ کا مرجع حق قصاص ہے جس کو معاف کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور ھو کا مرجع تصدق یعنی معافی ہے جس کو دوسرے گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے۔

**فائدہ**

واضح رہے کہ قصاص کا قانون دور قدیم سے چلا آرہا ہے اور اس کا تذکرہ توریت میں بھی تھا اور بلا امتیاز کیا گیا تھا۔ اسلام پر اعتراض مہمل ہے اس نے تو عفو کی گنجائش بھی رکھ دی ہے کہ اگر قانون میں سختی ہے تو اپنے رحم وکرم کا مظاہرہ کردیں۔

## اردو حاشیہ

(۲۲) اہلِ کتاب کے معاملات کے بارے میں علماء اسلام میں شدید قسم کے اختلافات پائے جاتے ہیں کہ ان کے مقدمات اسلامی عدالت میں لئے جائیں یا نہ لئے جائیں اور لئے جائیں تو فیصلہ کا انداز کیا ہوگا......لیکن اس آیت کریمہ نے جس بات کی نشاندہی کی ہے وہ یہ ہے کہ ابتداءً حاکم اسلامی کو اختیار ہے کہ وہ ان کے مقدمات میں فیصلہ کرے یا ان سے کنارہ کش ہوکر انہیں انہیں کے علماء اور حکام کے حوالہ کردے لیکن اس کے بعد اگر مقدمہ لے لیا ہے تو پھر ان کے قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ فیصلہ عدل وانصاف یعنی اسلامی قانون کے مطابق کیا جائے گا۔

اس کے بعد پروردگار عالم نے توریت کے نزول اور اس کے نور و ہدایت ہونے کا ذکر کیا ہے جس سے ایک غلط فہمی یہ پیدا ہوگئی ہے کہ فیصلہ توریت ہی کے مطابق کیا جائے گا جس طرح کہ گذشتہ انبیاء جناب داوٗدؑ، سلیمانؑ، زکریاؑ اور یحییٰؑ وغیرہ نے کیا ہے اور گذشتہ دور کے علماء یہود اور اہل اللہ کیا کرتے تھے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ یہ تذکرہ اس توریت کا ہے جو خدا نے نازل کی تھی اور جس کے انبیاء اور بعض علماء امانت دار تھے اس کے بعد توریت میں تحریف کا سلسلہ شروع ہوگیا اور آج وہ اپنی شکل میں باقی نہیں ہے لہٰذا اس موجودہ توریت کے مطابق فیصلہ کرنا انسانی خواہشات کے مطابق فیصلہ کرنے کے مترادف ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ اس کے بعد چند احکام قصاص کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس بات کی علامت ہیں کہ توریت کے بہت سے احکام آج بھی

التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلْيَحْكُمْ

اور اہل تقویٰ کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی۔ (46) اور اہل انجیل

اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ

کو چاہیے کہ وہ ان احکام کے مطابق فیصلے کریں جو اللہ نے انجیل میں نازل کیے ہیں اور جو لوگ اللہ کے

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ فاسق ہیں۔ (47) اور (اے رسول) ہم نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

ہے جو حق پر مبنی ہے اور اپنے سے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان پر

وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ

نگران و حاکم ہے لہٰذا آپ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کریں اور

لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ

جو حق آپ کے پاس آیا ہے اسے چھوڑ کر آپ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔

جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

ہم نے تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے ایک دستور اور طرز عمل مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا

تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن اللہ نے تمہیں جو حکم دیا ہے اس میں تمہیں آزمانا چاہتا ہے

الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

لہٰذا نیک کاموں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں ان حقائق کی

### عربی حاشیہ

27- ابتدا میں انجیل کو ہدایت اور نور کہا گیا اس کے بعد ہدایت اور صاحبانِ تقویٰ کے لئے موعظت کہا گیا جو اس بات کی علامت ہے کہ کتابِ خدا روشنی ہر انسان کو دیتی ہے لیکن اس سے نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو صاحبانِ تقویٰ اور پرہیزگار ہوتے ہیں جس طرح کہ قرآن نے خود اپنے بارے میں بھی ہدی للمتقین کہا ہے۔

28- مذکورہ آیات میں خلاف تنزیل فیصلہ کرنے والوں کو کافر، فاسق اور ظالم سے تعبیر کیا گیا ہے اور دین اسلام میں کافر عقیدہ کو مان کر عمل میں انحراف کرنے والے کو کہا جاتا ہے اور ظالم کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے کہ دونوں ہی اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد کبھی کبھی کفر کا استعمال عمل کے بارہ میں اور فسق کا استعمال عقیدہ کے بارہ میں بھی ہوتا ہے جس سے مسئلہ کی اہمیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ اس مقام پر تینوں الفاظ کا ایک ساتھ استعمال کرنا

### اردو حاشیہ

شریعت اسلامی میں موجود ہیں اور منسوخ نہیں ہوئے ہیں۔

فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٤٨﴾ وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَ

خبر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔ (48) اور جو حکم اللہ (٢٣) نے نازل فرمایا ہے

لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَنۢ

اس کے مطابق ان میں فیصلے کریں اور آپ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں۔

بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ

کہیں یہ لوگ اللہ کی طرف سے آپ پر نازل شدہ کسی دستور کے بارے میں آپ کو فتنے میں نہ ڈالیں۔ اگر یہ نہ مانیں

اللَّهُ أَن يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ

تو جان لیجئے کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کے سبب انہیں مصیبت میں مبتلا کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے اور لوگوں میں سے

لَفَاسِقُونَ ﴿٤٩﴾ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ

اکثر یقیناً فاسق ہیں۔ (49) کیا یہ لوگ جاہلیت کے دستور کے خواہاں ہیں؟ اہل یقین کے لیے

مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ (50) اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ (29) أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ

اپنا دوست نہ بناؤ یہ لوگ آپس میں دوست ضرور ہیں اور تم میں سے

أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (30) ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ

جو انہیں دوست بناتا ہے وہ یقیناً انہیں میں سے ہے بیشک

اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى الَّذِينَ

اللہ ظالموں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ (51) پس آپ دیکھتے ہیں کہ



## عربی حاشیہ

علامت ہے کہ مسئلہ انتہائی سنگین ہے اور ایسا آدمی ہر لفظ کا حقدار اور سزاوار ہوتا ہے۔

ف: آیت نمبر ٤٦ میں ابتدا میں انجیل کے لئے ''فیہ ہدیً'' ہے اور آخر میں ''ہدیً وموعظۃ'' ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ عام لوگوں کے لئے انجیل میں ہدایت کا سامان ہے اور صاحبانِ تقویٰ کے لیے انجیل مجسمہ ہدایت ہے جس طرح کہ قرآن کریم ''ہدیً للمتقین'' ہے لیکن یہ تمام باتیں اصل انجیل کے لئے ہیں نہ کہ تحریف شدہ کتاب کے لئے۔

29-اس سے مراد وہ یہود ونصاریٰ ہیں جو صاحبانِ ایمان سے برسر پیکار رہتے ہیں یا وہ محبت ہے جو اُن کی یہودیت یا عیسائیت کی بنا پر ہو اور جس سے ایمان کا ضعف ظاہر ہو ورنہ معاملات دنیا کے اعتبار سے دوستی رکھنا جرم نہیں ہے۔

30-اگرچہ یہود ونصاریٰ کے درمیان تاریخی اعتبار سے بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں اور ان میں خونریز جنگیں بھی ہوئی

## اردو حاشیہ

(٢٣) واضح رہے کہ قرآن مجید نے توریت و انجیل کے وقتی احکام کے خلاف فیصلہ کرنے والوں کو کافر، فاسق اور ظالم کے لفظ سے یاد کیا ہے تو قرآن مجید کے دائمی احکام کے خلاف فیصلہ کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا۔ پھر اس حکم کے خلاف جس کے نازل ہونے کا صراحتاً اعلان ہوا ہے کہ اے رسولؐ اس حکم کو پہنچا دو جو تم پر خدا کی طرف سے نازل کیا جا چکا ہے یعنی ولایت علی بن ابی طالب جس کے بارے میں خود پیغمبرؐ سے کہا گیا تھا کہ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو گویا رسالت کی تبلیغ ہی نہیں کی۔ تو جب رسول تبلیغ میں کوتاہی کر کے حکم خدا کی تعلیم نہ کرنے والوں میں شمار ہو سکتا ہے (معاذ اللہ) تو امت اگر اس تنزیل کے مطابق فیصلہ نہ کرے اور حکومت سازی میں مصروف ہو جائے تو اسے کس رخ سے مسلمان، مومن یا عادل کہا جا سکتا ہے۔

پیغمبرؐ کا فرض ہے کہ امت کے ہر مسئلہ میں حکم خدا کے مطابق فیصلہ کریں اور کسی کی خواہش کا احترام نہ کریں۔ اس کے بعد امت خود اپنی خواہشات کی رو میں منحرف ہو جائے تو خدا دنیا میں عتاب نازل کرے گا اور آخرت میں بھی سزا دے گا۔

اور واضح رہے کہ حکم خدا کے خلاف فیصلہ کرنے کو اسلام جاہلیت سے تعبیر کرتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے بعد ولایت علی کا انکار کر کے حکومت کا فیصلہ نہیں ہو رہا تھا بلکہ اسلام میں جاہلیت کی واپسی کی راہیں ہموار کی جا رہی تھیں جس کے نتائج آج تک دیکھنے میں آ رہے ہیں۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ

جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ ان میں دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ

ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ کہیں ہم پر کوئی گردش نہ آپڑے سو قریب ہے کہ

اَوْ اَمْرٍ[31] مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

اللہ فتح دے یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے پھر یہ لوگ اپنے اندر چھپائے ہوئے نفاق پر

نٰدِمِيْنَ ؕ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

نادم ہوں گے۔ (52) اور اہل ایمان کہیں گے: کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ

کی انتہائی کڑی قسمیں کھاتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں؟ ان کے اعمال ضائع ہو گئے

اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پس وہ نامراد ہو کر رہ گئے۔ (53) اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی

مَنْ يَّرْتَدَّ[32] مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ

اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ بہت جلد ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ سے محبت

بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ

کریں گے اور جن سے اللہ محبت کرے گا۔ مومنین کے ساتھ نرمی سے اور کافروں کے ساتھ

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ

سختی سے پیش آنے والے ہوں گے۔ راہ خدا میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی



## عربی حاشیہ

ہیں لیکن مسلمانوں کے مقابلہ میں سب ایک دوسرے کے دوست ہیں جیسا کہ آج کل برابر دیکھنے میں آرہا ہے۔

31-منافقین اس خوف سے کفار سے ملے رہتے ہیں کہ ان کی فتح کا خطرہ رہتا ہے لیکن جب فتح مسلمانوں کے حصہ میں آجاتی ہے یا کوئی دوسرا امر رونما ہوجاتا ہے یعنی ان کا نفاق کھل جاتا ہے تو بہت پشیمان ہوتے ہیں۔ دورحاضر میں ہراختلاف میں ایسے اقتدار پرست دیکھنے میں آجاتے ہیں جن کے حصہ میں ندامت اور خسارہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

32-اسلام نے منافقین کے حرکات کو ارتداد سے تعبیر کیا ہے اور متنبہ کیا ہے کہ خدا کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اس کے پاس حقیقی صاحبان ایمان بھی ہیں جن میں پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں۔

## اردو حاشیہ

لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۚ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ

ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا،

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ

بڑا علم والا ہے۔ (54) تمہارا ولی تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور

اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ

وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں

هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ

زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (55) اور جو اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کو اپنا ولی بنائے گا تو

اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

(وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہو گا اور) اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔(56) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا

کفار اور وہ لوگ جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی جنہوں نے

وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ

تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنایا ہے انہیں

الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ کا خوف کرو اگر تم اہل ایمان ہو۔ (57)

وَاِذَا نَادَيْتُمْ (33) اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۚ

اور جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو یہ لوگ اسے مذاق اور تماشا بنا لیتے ہیں



## عربی حاشیہ

**فائدہ**

واضح رہے کہ فتح جنگی کامیابی ہے اور امر من اللہ اقتصادی، فکری یا اجتماعی غلبہ کی تعبیر ہے۔ کفار پر بھروسہ بہرحال غلط ہے اور سچ تاریخی تجربات بے حد تلخ ہیں۔

33- یہودیوں اور عیسائیوں میں عبادت کے موقع پر سنکھ اور بگل بجانے کا رواج تھا تو جب اسلام میں اذان شروع ہوئی تو اس کا مذاق اڑانے لگے اور اتنی عقل استعمال نہیں کی کہ باجوں میں کوئی معنویت نہیں ہوتی ہے اور اذان صرف ایک آواز نہیں ہے بلکہ اسلام کا ایک مکمل پیغام ہے۔ افسوس کہ آج بھی بہت سے مسلمان اپنے باجوں کو اسلام کے پیغام سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ خدا انھیں عقل سلیم عطا کرے۔

## اردو حاشیہ

(۲۴) قرآن مجید نے اس آیت کریمہ اور اس صفحہ کی آخری آیت کریمہ میں یہود و نصاریٰ، استہزاء کرنے والے اہلِ کتاب اور کفار کی دوستی سے منع کیا ہے اور درمیان میں منافقین کی حرکات کا بھی اعلان کیا ہے۔ پھر بتایا ہے کہ کفار سے دوستی ارتداد تک پہنچا دیتی ہے اور خدا کو کسی کے ارتداد کی پرواہ نہیں ہے۔ وہ ایسی قوم کو بھی لا سکتا ہے جو بہترین اوصاف کی حامل ہو، محبّ خدا بھی ہو اور محبوبِ خدا بھی۔ مومنین کے سامنے خاکسار بھی ہو اور کفار کے لئے سخت ترین بھی، راہِ خدا میں جہاد بھی کرے اور کسی کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کرے...... اور یہی قوم اس قابل ہے کہ اسے اپنا ولی اور سرپرست بنایا جائے اور اسی کو پروردگار نے اس وقت ولی قرار دیا ہے جب اس نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دی ہے اور اس قوم کو ولی و سرپرست بنانے والوں کا مقدر فتح و کامرانی اور غلبہ و عزت ہے۔

مفسرین کی اکثریت نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس قوم سے مراد حضرت علیؑ کی ذاتِ گرامی ہے جو اپنے مقام پر ایک قوم کی حیثیت رکھتی ہے اور جس نے خیبر میں زبانِ پیغمبرؐ سے محبّ اور محبوب خدا ہونے کی سند حاصل کی ہے اور جس کا کردار یہ رہا ہے کہ صاحبانِ ایمان کے سامنے انتہائی خاکسار اور کفار کے مقابلہ میں ضغم پروردگار رہے۔ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کیا ہے اور بعض جمل و صفین جیسے جہاد بھی کئے ہیں جہاں لوگوں کی ملامت کا اندیشہ تھا لیکن اس کی بھی پرواہ نہیں کی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝٥٨ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔ (58) کہہ دیجئے: اے اہل کتاب (٢٥) آیا

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ

تم صرف اس بات پر ہم سے نفرت کرتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس کی کتاب پر ایمان لائے ہیں۔ جو ہماری طرف نازل ہوئی

اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٥٩

اور جو پہلے نازل ہوئی، (یہ کوئی وجہ نفرت نہیں ہے بلکہ) وجہ یہ ہے کہ تم میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔ (59)

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ [34] مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ

کہہ دیجئے: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے ہاں پاداش کے اعتبار سے

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ

اس سے بھی بدتر لوگ کون ہیں؟ وہ (لوگ ہیں) جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا

وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ

اور جن میں سے کچھ کو اس نے بندر اور سور بنا دیا اور جو شیطان کے پجاری ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ بھی بدترین ہے اور

اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝٦٠ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا

یہ سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ (60) اور جب یہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں:

اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ

ہم ایمان لے آئے تھے حالانکہ وہ کفر لے کر آئے تھے اور کفر ہی کو لے کر چلے گئے اور

اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝٦١ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

جو کچھ یہ (دلوں میں) چھپائے ہوئے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ (61) اور ان میں سے



### عربی حاشیہ

34۔ یعنی اگر ہمارا ایمان کوئی برائی اور عیب ہے تو اس سے بدتر وہ لوگ ہیں جن کا یہ انجام ہوا ہے جس کا تذکرہ مختلف آیات میں کیا گیا ہے اور یہاں سب کو جمع کر دیا گیا ہے یعنی یہودی۔

### اردو حاشیہ

فخر رازی وغیرہ نے آیت کے حضرت علیؑ کی شان میں نزول کا اقرار تو کیا ہے لیکن ولی کے معنی دوست وغیرہ کے قرار دیئے ہیں جب کہ ایک ہی لفظ ولی خدا، رسولؐ اور علیؑ تینوں کے لئے استعمال ہوا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ ایک ہی لفظ چند مختلف معانی میں استعمال نہیں ہوسکتا۔

(٢٥) یہ عجیب وغریب بات ہے کہ قرآن مجید اکثر مقامات پر یہودیوں اور عیسائیوں کے تذکرہ کے ساتھ منافقین کا تذکرہ ضرور کرتا ہے اور عالمِ اسلام کو اس پوشیدہ خطرہ کی طرف متوجہ رکھنا چاہتا ہے۔ جو صرف صدر اسلام میں نہیں تھا بلکہ ہر دور میں رہا ہے اور آج بھی ہے۔ اس کی حرکات کی نشاندہی بھی مختلف آیاتِ قرآنی میں کر دی گئی ہے تاکہ مسلمان اس کردار سے ہوشیار بھی رہیں اور اپنی زندگی میں ایسے کردار کو داخل بھی نہ ہونے دیں۔

(٢٦) آیت کریمہ اس حقیقت کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ پروردگار عالم کی نگاہ میں صرف گناہ گار ہی مجرم نہیں ہوتے بلکہ ان گناہوں پر خاموش رہ جانے والے اور انہیں منع نہ کرنے والے افراد بھی مجرم شمار کئے جاتے ہیں چاہے ان کا تعلق اللہ والے مقدسین سے ہو یا اہلِ علم وفضل سے۔ اسلام نہ ایسے مقدسین کو پسند کرتا ہے اور نہ ایسے اہلِ علم کو جو برائیوں کو دیکھتے رہیں اور اپنے ذاتی مفادات کے پیشِ نظر خاموش رہ جائیں اور کسی طرح کا اقدام نہ کریں۔

يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ

اکثر کو آپ گناہ، زیادتی اور حرام کھانے کے لیے دوڑتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ

کتنا برا کام ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ (62) ان کے علماء و فقہاء

الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ

انہیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟

السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (35) ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ (36)

ان کا یہ عمل کتنا برا ہے۔ (63) اور یہود کہتے ہیں:

يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ

اللہ کے ہاتھ بندھے (۲۷) ہوئے ہیں۔ خود ان کے ہاتھ باندھے جائیں

يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا

اور ان پر لعنت ہو اس (گستاخانہ) بات پر بلکہ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے

مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَ

عطا فرماتا ہے اور (اے رسول) آپ کے رب کی طرف سے جو کتاب آپ پر نازل ہوئی ہے وہ ان میں سے اکثر لوگوں کی

اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ

سرکشی اور کفر میں مزید اضافہ کرے گی اور ہم نے قیامت تک کے لیے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ

یہ جب جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں تو اللہ اسے بجھا (۲۸) دیتا ہے اور یہ لوگ



وقف لازم

## عربی حاشیہ

35-واضح رہے کہ جس طرح کفار اور منافقین کے اعمال کو بدترین عمل کہا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں اور علماء دین کے سکوت کو بھی بدترین کام قرار دیا گیا ہے۔

36-ہاتھ سے مراد مادی ہاتھ نہیں ہیں کہ ان کے کھلنے اور بندھنے کا بھی کوئی اثر نہیں ہے مفلس کے ہاتھ کھلے بھی رہیں تو کوئی فائدہ نہیں ہے اور کریم کے ہاتھ باندھ بھی دئے جائیں تو کرم کا سلسلہ برقرار رہ سکتا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جس سے بخل کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں دونوں ہاتھوں کا کھلا ہونا مکمل سخاوت کا اعلان ہے۔

فائدہ

واضح رہے کہ جہلاء کے لئے یعلمون اور دانشوروں کے لئے ایصنعون ان کی شاطرانہ حرکتوں کی طرف اشارہ ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۷) بظاہر تو یہ ایک شخص نے کہا تھا لیکن یہ پوری یہودی قوم کی آواز ہے جس کا منشا یہ ہے کہ ساری زمین اور اس کی دولت اس کے ہاتھ آجائے اور نہ ملے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا مجبور اور بخیل ہے۔ قرآن مجید نے اس کا واضح سا جواب یہ دیا ہے کہ خدا کے کرم میں کوئی کمی نہیں ہے لیکن وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے۔ وہ عطا کرنے پر مجبور بھی نہیں ہے اور نہ کسی کے اکسانے میں آتا ہے کہ گھبرا کر ساری کائنات حوالے کر دے۔

(۲۸) یہ صاحبانِ ایمان کے لئے مژدۂ اطمینان ہے کہ اپنے ایمان پر قائم رہو اور یہودیوں کے فتنوں سے خوفزدہ نہ ہو کہ خدا تمہاری مدد کرنے والا ہے۔

فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ

زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (64) اور اگر

أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ

اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کے گناہ معاف کر دیتے

وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ

اور انہیں نعمتوں والی جنتوں میں داخل کر دیتے۔ (65) اور اگر یہ اہل کتاب توریت

وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ [37]

و انجیل اور ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل شدہ دیگر تعلیمات کو قائم رکھتے

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ ۚ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ ۖ

تو وہ اپنے اوپر کی (آسمانی برکات) اور نیچے کی (زمینی برکات) سے مالا مال ہوتے۔ ان میں کچھ میانہ رو بھی ہیں

وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ﴿٦٦﴾ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ

لیکن ان میں اکثریت بد کردار لوگوں کی ہے۔ (66) اے رسول! جو کچھ آپ کے پروردگار کی

مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو

رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

گویا آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں (کے شر) سے محفوظ رکھے گا۔ بے شک اللہ

الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ [38]

کافروں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ (67) (اے رسول کہہ دیجئے) اے اہل کتاب! جب تک تم

ع ۹/۱۰ ۱۳

## عربی حاشیہ

37-یہ آیت دلیل ہے کہ برکات و آفات کا سرچشمہ مقدر نہیں ہے بلکہ انسان کا کردار ہے جو دنیا کو مرکز خیرات یا منزل آلام و آفات بنا دیتا ہے اور یہ کام بھی اجتماعی طور پر انجام پاتا ہے۔ صرف دو ایک افراد کے اعمال و افعال سماج کے نقشہ کو نہیں بدلا کرتے بلکہ وہ بھی انھیں آفات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اقامۂ احکام سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا کے تغیرات کا دارومدار دو ایک اعمال خیر پر نہیں ہے بلکہ سارے احکام الٰہی کے قائم کرنے پر ہے جس کے بغیر یہ دنیا صلاح و فلاح کا مرکز نہیں بن سکتی ہے۔

38-یہ علامت ہے کہ مالک کائنات کی نگاہ میں مذہب کا دارومدار صرف چند کلمات یا اعترافات پر نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ان تمام احکام کے قیام سے ہے جو اس کی طرف سے نازل کئے گئے ہیں اور جس کے بغیر وہ کسی مذہب والے کو اہلِ مذہب نہیں سمجھتا۔

## اردو حاشیہ

حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ

توریت اور انجیل اور جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے کو قائم نہ کرو تم کسی قابل اعتناء

رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

مذہب پر نہیں ہو اور (اے رسول) آپ کے رب کی طرف سے جو کتاب آپ پر نازل ہوئی ہے وہ ان میں سے

طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ

اکثر لوگوں کی سرکشی اور کفر میں مزید اضافہ کرے گی مگر آپ ان کافروں کے حال پر افسوس نہ کریں۔ (68) جو لوگ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى

اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل انجام دیتے ہیں وہ خواہ مسلمان ہوں

(39) مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

یا یہودی صابی ہوں یا عیسائی انہیں (روز قیامت) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

وہ محزون ہوں گے۔ (69) بتحقیق ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا

وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى

اور ان کی طرف بہت سے رسول بھیجے لیکن جب بھی ان کی طرف کوئی رسول ان کی خواہشات کے

اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾ (40) وَحَسِبُوْٓا اَلَّا

خلاف کچھ لے کر آیا تو انہوں نے بعض کو تو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ (70) اور ان کا یہ خیال تھا

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا

کہ ایسا کرنے سے کوئی فتنہ نہیں ہو گا اس لیے وہ اندھے اور بہرے ہو گئے پھر اللہ نے ان کی



## عربی حاشیہ

39- یہ آیت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ادعائے ایمان بھی کافی نہیں ہے جب تک حقیقت ایمان نہ ہو اور تنہا ایمان بھی کافی نہیں ہے جب تک عمل صالح اس کے ہمراہ نہ ہو۔

40- کفار حقائق کی پرواہ نہیں کرتے صرف حالات کی فکر میں رہتے ہیں لہٰذا جب دیکھا کہ کوئی فتنہ اور مصیبت نہیں ہے تو حقائق کا انکار کر دیا۔ پھر جب اہل بابل نے مرمت کی تو توبہ کر لی اور جب خدا نے معاف کر دیا تو پھر اس اندھے پن اور بہرے پن پر اتر آئے کہ جناب زکریا اور یحییٰ کو قتل کر دیا جناب عیسیٰؑ کو جھٹلا دیا۔ جناب مریم پر الزام لگا دیا اور اس طرح اپنی واقعی سرشت کو طشت از بام کر دیا۔

ف: آیت بلغ کے بارے میں ایک فتنہ یہ بھی اٹھایا گیا ہے کہ حکم تبلیغ خود علامت ہے کہ یہ ابتدائے اسلام کی مکی آیت ہے لہٰذا اس کا واقعہ غدیر سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن آیت کے ذیل میں فی بلغت رسالتہ کا لہجہ دلیل ہے کو آیت تبلیغ

## اردو حاشیہ

(۲۹) آیت کا انداز بتا رہا ہے کہ پیغام اتنا ہی اہم ہے کہ اس کا نہ پہنچانا ساری رسالت کے نہ پہنچانے کے مترادف ہے اور اس کی تبلیغ کا خطرہ اس وقت بھی باقی رہ گیا تھا جب اسلام سارے مراحل سے گذر چکا تھا اور خیبر و خندق کے معرکے سر ہو چکے تھے۔

ظاہر ہے کہ یہ خطرہ پیغمبرؐ اسلام کی حیات کے لئے نہیں تھا اور نہ آپ کو اس امر کی پرواہ تھی کہ اس کی خاطر تبلیغ حکم میں تاخیر فرماتے۔ آپ دینِ اسلام کے لئے ہر طرح کی قربانی دے چکے تھے اور ہر قربانی کے لئے تیار تھے۔

خطرہ اس بدنامی کا تھا کہ لوگ خاندان پرستی کا الزام لگا دیں گے اور پھر دین سے منحرف ہو جائیں گے اور برسہا برس کی محنت خطرہ میں پڑ جائے گی۔

علماء اسلام نے اس حکم کے بارے میں بہت سی تاویلیں تلاش کی ہیں۔ لیکن بالآخر یہ اقرار کرنا پڑا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد پیغمبرؐ اسلام نے حضرت علی کو میدانِ غدیرِ خم میں اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے یہ اعلان کیا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی بھی مولا ہے جیسا کہ فخر رازی نے بھی اسے قول عاشر کے طور پر درج کیا ہے۔

اور صاحب تفسیر المنار نے بھی لکھا ہے کہ حدیث من کنت مولاہ کی روایت مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ نے کی ہے اور ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا

وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝٧١ لَقَدْ كَفَرَ
توبہ قبول کی پھر ان میں اکثر اندھے اور بہرے ہو گئے اور اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔ (71) وہ لوگ

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ
یقیناً کافر ہو گئے جو کہتے ہیں: مسیح بن مریم ہی خدا ہیں (۳۰) جب کہ خود مسیح کہا کرتے تھے:

الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ
اے بنی اسرائیل تم اللہ ہی کی پرستش کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ
بے شک جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا بتحقیق اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ

النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝٧٢ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا
جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ (72) بتحقیق وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے جو کہتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ [41] ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ
اللہ تین میں کا تیسرا ہے جب کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اگر

لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ [42]
یہ لوگ اپنی ان باتوں سے باز نہیں آتے تو ان میں سے کفر کرنے والوں پر دردناک عذاب

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٧٣ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ
ضرور واقع ہوگا۔ (73) آخر یہ لوگ اللہ کے آگے توبہ کیوں نہیں کرتے اور مغفرت کیوں نہیں مانگتے؟ اللہ بڑا

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٧٤ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ
بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (74) مسیح بن مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی



### عربی حاشیہ

رسالت کے بعد نازل ہوئی ہے اور اس کا ابتدائے تبلیغ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

41-عیسائی اپنے عقیدے میں اس قدر دیوانے ہیں کہ کبھی حضرت عیسیٰ ہی کو واقعی خدا قرار دے دیتے ہیں اور کبھی انھیں تین خداؤں میں سے ایک قرار دیتے ہیں جب کہ اسلام کی نگاہ میں دونوں ہی عقائد فاسد اور باطل ہیں۔

42-یہ علامت ہے کہ عیسائیوں کا اصل عقیدہ توحید ہی تھا۔ اس کے بعد یہ دو حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ بعض توحید پر باقی رہ گئے اور بعض تثلیث کے چکر میں پڑ گئے۔ آخر دور میں سب کے سب تثلیث کے پرستار ہوگئے اور عقیدۂ توحید کا خاتمہ ہوگیا۔

### اردو حاشیہ

ہے اور اس خطبہ کی توثیق کی ہے جس میں اس اعلان کے ساتھ۔ "**قد ترکت فیکم الثقلین** کا ذکر بھی ہے اور یہ حضرت علیؑ کی نصرت اور محبت کی دلیل ہے اور اسی لئے ہم ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھتے ہیں اور اس کو بالکل پیغمبرؐ اکرم کی محبت کے برابر قرار دیتے ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ عترت اور کتاب میں جدائی ممکن نہیں ہے اور دونوں رسولؐ کے خلیفہ ہیں اور اسی لئے جس بات پر عترت کا اجماع ہو جاتا ہے ہم اسے قبول کر لیتے ہیں۔ ورنہ خدا اور رسولؐ کی طرح رد کر دیتے ہیں۔

اس تفصیل سے یہ ثابت ہو گیا کہ آیت سے مراد ولایت علیؑ بن ابی طالب ہے اور باقی مسائل کے لئے تفصیلی بحثوں کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔

(۳۰) محبت اور عداوت دونوں انسانوں کو اندھا اور بہرہ بنا دیا کرتی ہیں۔ دوست محبت میں حد سے آگے نکل جاتا ہے اور دشمن دشمنی میں اور دونوں ہی عقل سے عاری ہو جاتے ہیں۔ جناب عیسیٰ کے بارے میں بھی یہی صورتِ حال پیش آئی کہ یہودیوں نے ان کی دشمنی میں انہیں ناجائز فرزند سے تعبیر کیا اور عیسائیوں نے محبت میں انہیں اللہ کا بیٹا یا پھر اللہ ہی قرار دے دیا جب کہ دونوں ہی باتیں حقائق سے چشم پوشی اور کنارہ کشی کا نتیجہ ہیں۔

ورنہ یہ لوگ عقل استعمال کرتے تو انہیں اندازہ ہو جاتا کہ ناجائز فرزند صاحب کتاب و منصب نہیں ہوتا اور رسول خدا بندہ خدا ہوتا ہے خدا نہیں ہوتا۔

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ

بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ (راستباز خاتون) تھیں۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھو

الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ[43] اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾

ہم کس طرح ان کے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتے ہیں پھر دیکھو یہ لوگ کدھر الٹے جارہے ہیں۔(75)

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا

کہہ دیجئے: کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیز کی پرستش کرتے ہو جو تمہارے نقصان اور نفع پر کوئی اختیار نہیں رکھتی؟

نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

اور اللہ ہی خوب سننے، جاننے والاہے۔ (76) کہہ دیجئے: اے اہل کتاب

لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ

اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو

ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ

جو پہلے ہی گمراہی میں مبتلا ہیں اور دوسرے بہت سے لوگوں کو بھی گمراہی میں ڈال چکے ہیں اور سیدھے راستے سے

السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ ع لُعِنَ[44] الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى

ع ۱۰ ۱۱ ۱۴

بھٹک گئے ہیں۔ (77) بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا

لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا

داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے ان پر لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے

وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ

اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ (78) اور جن برے کاموں کے وہ مرتکب ہوئے تھے



## عربی حاشیہ

43- اُنظر کی تکرار علامت ہے کہ مسئلہ انتہائی واضح ہے جوادنیٰ فکر سے بھی معلوم ہوسکتا ہے اور صرفِ نظر سے بھی لیکن اس کے باوجود یہ لوگ اس کا ادراک نہیں کررہے ہیں۔

44- مفسرین کا بیان ہے کہ جناب داؤد نے شنبہ کے دن مچھلیوں کے شکار سے منع کیا اور یہ لوگ باز نہ آئے تو انھوں نے لعنت کی اور حضرت عیسیٰ سے پانچ ہزار آدمیوں نے آسمانی دسترخوان کا مطالبہ کیا اور ان کی دعا پروہ نازل بھی ہوگیا لیکن وہ کھانے کے بعد بھی ایمان نہیں لائے تو انھوں نے بھی لعنت کی۔ جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ لعنت کوئی بُرا کام نہیں ہے اور اس کا مستحق ہر وہ انسان یا گروہ ہے جو نبی خدا کے احکام کی مخالفت کرے اور کھلی نشانیوں کے دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائے۔

## اردو حاشیہ

عیسائیوں کے پاس حضرت عیسیٰ کی خدائی کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے اور قرآن مجید نے مختلف انداز کے دلائل کا انبار لگا دیا ہے جن میں معنویت کے علاوہ محسوس دلائل کا بھی ایک سلسلہ ہے کہ ان کے پہلے بھی صاحبانِ اعجاز رسول گذر چکے ہیں اور کوئی خدا نہیں تھا۔ ان کی ماں صدیقہ ہیں تو ان کے کردار پر الزام نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے تو خدا نہیں ہوسکتے کہ خدا کھلانے والے کا نام ہے کھانے والا کا نام نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰؑ خدا کے مقابلہ میں کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں لہٰذا ان کی عبادت نہیں کی جاسکتی ہے...... گر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ خود حضرت عیسیٰؑ کی وضاحت کے بعد بھی عیسائی انہیں خدا ہی کہتے رہے جس طرح خہ حضرت علیؑ کی مسلسل عبادت کے باوجود نصیری انہیں خدا کہتے رہے اور خلفاء اسلام کے مسلسل اعتراضات کے بعد بھی مسلمان انہیں حضرت علیؑ سے افضل قرار دے رہے ہیں۔ محبت وعقیدت انسان کو جہاں بھی نہ لے جائے کم ہے۔ خدا اس اندھی عقیدت اور عداوت سے محفوظ رکھے۔

(۳۱) ان آیات کے بارے میں ایک عام غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ قومی نقطہ نگاہ سے یہودی عالمِ اسلام سے دور تر ہیں اور عیسائیوں کے دل میں محبت اور قربت کا جذبہ پایا جاتا ہے اور اسی کی روشنی میں عیسائیوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا گیا ہے۔ حالانکہ صلیبی جنگوں میں عیسائیوں کے مظالم کا جائزہ لیا جائے

فَعَلُوۡهُ ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ ۝٧٩ تَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ

ان سے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے ان کا یہ عمل کتنا برا ہے۔ (79) آپ ان میں سے

يَتَوَلَّوۡنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ

بیشتر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ (مسلمانوں کے مقابلے میں) کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ

اَنۡ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَفِى الۡعَذَابِ هُمۡ خٰلِدُوۡنَ ۝٨٠

اپنے لیے آگے بھیجا ہے وہ نہایت برا ہے جس سے اللہ ناراض ہوا اوروہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ (80)

وَلَوۡ كَانُوۡا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِىِّ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مَا

اور اگر وہ اللہ اور نبی اور ان کی طرف نازل کردہ کتاب پر ایمان رکھتے تو

اتَّخَذُوۡهُمۡ اَوۡلِيَآءَ وَلٰـكِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۝٨١

ایسے لوگوں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔ (81)

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الۡيَهُوۡدَ

(اے رسول) اہل ایمان کے ساتھ عداوت میں یہود اور مشرکین کو

وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقۡرَبَهُمۡ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيۡنَ

آپ پیش پیش پائیں گے اور ایمان والوں کے ساتھ دوستی میں

اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنۡهُمۡ

نصاریٰ کو قریب تر پائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عالم

قِسِّيۡسِيۡنَ وَرُهۡبَانًا وَّاَنَّهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ۝٨٢

اور درویش صفت لوگ ہیں اوروہ تکبر نہیں کرتے۔(82)



### عربی حاشیہ

45-قسیس مذہب عیسائی کے عالم کا نام ہوتا ہے جو لذات دنیا کو ترک کر کے آبادی سے دور پہاڑوں اور غاروں میں پناہ لے لیتا ہے۔ قسیس اصل میں کشیش ہے جو سریانی زبان کا لفظ تھا اور بعد میں عربی میں آ کر قسیس ہو گیا۔

46-بعض مفسرین نے النبی سے رسولِ اکرم کو مراد لیا ہے کہ آپ کو بار بار اس لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۷ میں پہلے گمراہ ہونے والوں سے مراد غالباً وہ مشرکین ہیں جو عیسائیوں سے پہلے برہما، وشنو، مہیش کی خدائی کے قائل تھے اور اسی کا اثر عیسائیوں نے قبول کر لیا۔

### اردو حاشیہ

اور یہ دیکھا جائے کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے اور اٹلی والوں نے طرابلس میں، فرانس والوں نے الجزائر، تونس، مغرب اور شام میں اور انگلینڈ والوں نے مصر، عراق، اور سوڈان میں کیا کیا ستم ڈھائے ہیں اور آج اقوام متحدہ میں کس طرح اسرائیلی اور یہودیوں کی حمایت کی جا رہی ہے تو صاف اندازہ ہو جائے گا کہ کفر کا مزاج ایک ہے اور اس کے اسلام سے قریب تر ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے۔

اتنا فرق ضرور ہے کہ عربستان میں دولت کمانے کا ٹھیکہ دو قوتوں نے لے رکھا ہے۔ یہودی داخلی تجارت پر قابض تھے اور مشرکین رحلۃ الشتاء والصیف کے مالک تھے اور اسلام کے عادلانہ قوانین نے دونوں کے مفادات کو خطرہ میں ڈال دیا تھا تو ان کی عداوت دین کے علاوہ دنیاداری کی بناء پر بھی سامنے آ گئی اور عیسائیوں کا ایسا کوئی معاملہ نہیں تھا اور وہ صرف مذہب کی بناء پر اسلام کے مخالف تھے۔

آیاتِ کریمہ میں جن افراد کو مسلمانوں سے قریب تر کہا گیا ہے وہ سارے عیسائی نہیں ہیں بلکہ ان کا ایک گروہ ہے جس کے اوصاف کا بھی تذکرہ کر دیا گیا ہے اور اسی لئے مفسرین نے لکھا ہے کہ آیت نجاشی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو حبشہ کا بادشاہ تھا اور جب جناب جعفر طیارؓ نے ہجرت کے موقع پر اس کے دربار میں تعارفی خطبہ پڑھا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے اور اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

وَإِذَا سَمِعُوا[1] مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ

اور جب وہ رسول کی طرف نازل ہونے والے کلام کو سنتے ہیں [1] تو تم دیکھتے ہو کہ

مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا

معرفت حق کی بدولت ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ کہتے ہیں: پروردگارا ہم ایمان لے آئے ہیں پس ہمیں

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا

گواہی دینے والوں میں شامل فرما۔ (83) اور ہم کیوں نہ اللہ پر اور اس حق پر ایمان لائیں

مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ

جو ہمارے پاس آیا ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک بندوں کی صف میں

الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

شامل کر لے گا۔ (84) اللہ نے اس بات کے عوض انہیں ایسی جنتوں سے نوازا ہے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نیکوکاروں کا یہی صلہ ہے۔ (85)

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا

الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا[2] لَا تُحَرِّمُوا

وہ جہنمی ہیں۔ (86) اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے

طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا

حلال کر دی ہیں انہیں حرام نہ کرو اور حد سے تجاوز بھی نہ کرو اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو



## عربی حاشیہ

1- آیت نجاشی اور اس کی قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

2- یہ صحابہ کی اس جماعت کے بارے میں ہے جس نے رہبانیت اور ترک دنیا کا راستہ اختیار کرلیا تھا اور حلالِ خدا کو اپنی ذات کے لئے حرام بنالیا تھا۔ خدا کو یہ طریقہ پسند نہ آیا لہٰذا اس نے ان کی تنبیہ کردی کہ نہ حلال کو حرام بناؤ اور نہ حلال کے استعمال کرنے میں حد سے تجاوز کرکے حرام تک پہنچ جاؤ جو بہت سے ناواقف اور غرض مند انسانوں کا طریقہ ہوا کرتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱) ابتدائے اسلام میں مشرکین نے اپنے مفادات کو خطرہ میں دیکھ کر مسلمانوں کو ستانا شروع کیا تو سرکار دوؐ عالم نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا اور جناب جعفر طیار کو قافلہ سالار بنا دیا۔ یہ ہجرت ایک طرف مسلمانوں کی تسکین کا ذریعہ تھی کہ اذیت کے ماحول سے نکل گئے اور دوسری طرف اسلام کی اشاعت کا بہترین وسیلہ تھی جو اجتماعی ہجرت کے بغیر ممکن نہ تھی۔ چنانچہ جناب جعفرؑ نے نجاشی کے یہاں پناہ لی اور ادھر مشرکین نے عمرو عاص وغیرہ کو بھیج دیا کہ ان لوگوں کو واپس لے آئے۔ انہوں نے نجاشی کو تحفہ تحائف دے کر واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس نے جناب جعفرؑ سے صورتِ حال دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نہ ان کے غلام ہیں۔ نہ مقروض ہیں اور نہ کسی کو قتل کر کے آئے ہیں۔ ہم ان کے مظالم سے پناہ لینے آئے ہیں اور ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم آخری پیغمبرؐ پر ایمان لے آئے ہیں جس کے پیغامات یہ ہیں...... یہ سن کر نجاشی دنگ رہ گیا کہ یہ تو بعینہ حضرت عیسیٰؑ کے پیغامات ہیں اور قرآن سنانے کی فرمائش کی۔ جناب جعفرؑ نے سورہ مریمؑ کی آیات پڑھ کر سنائیں تو نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور عمرو عاص کے منہ پر ایک طمانچہ مار کر اسے نکال باہر کر دیا اور مسلمان وہاں ایک مدت تک سکون و اطمینان سے رہے۔ اور یہ جناب جعفرؑ کی ایسی فتح تھی کہ جب فتح خیبر کے موقع پر وہ واپس آئے تو پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ میں کس چیز سے زیادہ مسرت کا اظہار کروں۔ فتح خیبر سے یا رجوع جعفرؑ سے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ موقع انتہائی حسین تھا جب روحِ ابو طالبؑ وجد کر رہی تھی کہ

يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا

یقیناً دوست نہیں رکھتا۔ (87) اور جو حلال اور پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہیں

طَيِّبًا ۖ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا

عنایت کر رکھی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اس اللہ کا خوف کرو جس پر تمہارا ایمان ہے۔ (88)

يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ [3]

اللہ تمہاری بے مقصد قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا لیکن جو پختہ قسمیں تم کھاتے ہو

بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ

ان کا مواخذہ ہوگا۔ قسم توڑنے کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے

مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ

جو تم اپنے گھروالوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑا پہنانا یا غلام آزاد کرنا ہے اور جسے

رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ

یہ میسر نہ ہو وہ تین دن روزے رکھے۔جب تم قسم کھاؤ (اور اس توڑ دو)

اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ

تو یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اللہ اسی طرح

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اپنی آیات تمہارے لیے کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم شکر ادا کرو۔ (89) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ [4] وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ

شراب (۲) اور جوا اور مقدس تھان اور پانسے سب ناپاک شیطانی عمل ہیں



### عربی حاشیہ

3- یہ فی مِن کے معنی میں ہے اور مواخذہ سے مراد دنیاوی مواخذہ کفارہ وغیرہ ہے۔
عقد ایمان سے مراد وہ قسمیں ہیں جو باقاعدہ قصد وارادہ کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔
کفارہ اس عمل کو کہتے ہیں جو گناہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور اس کے ظاہری اثرات کو زائل کردیتا ہے۔
حفظ ایمان سے مراد قسم کے مطابق عمل کرنا ہے اور مخالفت سے محفوظ رہنا ہے۔
لفظ اوسط کے بارے میں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ متوسط کے معنی میں ہے اور بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ عالی کے معنی میں ہے اوسط اور اعلیٰ درجہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اوسط میں بھی زبان ومکان وغیرہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔
4-واضح رہے کہ اسلام نے شراب نوشی، قمار بازی اور بت پرستی سب کو ایک صفت میں رکھا ہے اور سب کو رجس اور عمل شیطان سے

### اردو حاشیہ

اسلام کے دو فاتح اکٹھا ہو رہے ہیں۔ ایک بیٹے نے یہودیت کے محاذ کو فتح کیا ہے اور دوسرے نے عیسائیت کے محاذ کو...... یا ایک نے زور بازو کو مظاہرہ کیا ہے اور دوسرے نے زورِ بیان کا ایک نے قرآن کی عظمت کا اظہار کیا ہے اور دوسرے نے اہلِ بیت کی جلالت کا ایک نے کفر کے حوصلے پست کئے ہیں اور دوسرے نے اسلام کی شوکت میں اضافہ کیا ہے اور یہ تمام باتیں عین ان کی توقع اور تمنا کے مطابق واقع ہوئی ہیں۔

(۲) دین اسلام نے شراب اور جوائے کی شدت سے مخالفت کی ہے اور اس کے دینی اور دنیاوی نقصانات سے آگاہ کیا ہے کہ شراب عقل کی بربادی اور جوا مال کی بربادی اور حرام خوری کی دعوت ہے۔

لیکن حیرت کی بات ہے کہ مسلمان معاشروں میں ان مفاسد کی طرف سے توجہ ہٹتی جا رہی ہے اور شراب سے پرہیز کرنے والے بھی جوے کی لعنت میں گرفتار ہیں اور عالمِ اسلام کی یہ بدذوقی ہے کہ دنیا کے مشہور ترین جواریوں کو بھی خادم الحرمین کا درجہ دینے کے لئے تیار ہے۔ اسلام کا اس سے بڑا مذاق اور ضمیر فروشی کا اس سے زیادہ واضح مظاہرہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا

پس اس سے پرہیز کرو تا کہ تم نجات حاصل کر سکو۔ (90) شیطان

يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي

تو بس یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان

الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ

دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں یاد خدا اور نماز سے باز رکھے

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

تو کیا تم باز رہوگے؟ (91) اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو

وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا

اور اپنا بچاؤ کرو پھر اگر تم نے منہ پھیر لیا تو جان لو ہمارے رسول کی ذمے داری تو بس واضح طور پر

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

حکم پہنچا دینا ہے۔ (92) جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک اعمال بجا لائے ان کی

الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا [5] اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَ

ان چیزوں پر کوئی گرفت نہ ہو گی جو وہ کھا پی چکے بشرطیکہ (آئندہ) پرہیز کریں اور ایمان پر قائم رہیں اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۗ

نیک اعمال بجا لائیں پھر پرہیز کریں اور ایمان پر قائم رہیں پھر پرہیز کریں اور نیکی کریں

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ

اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (93) اے ایمان والو! اللہ ان شکاروں (۳) کے ذریعے



## عربی حاشیہ

تعبیر کیا ہے اور پھر شراب اور جوئے کے دو مزید مقاصد کی طرف متوجہ کیا ہے کہ سماجی زندگی میں ان سے جھگڑے فساد پیدا ہوتے ہیں اور مذہبی زندگی میں انسان یاد خدا سے غافل ہوجاتا ہے جس کا مشاہدہ اکثر شرابیوں اور جواریوں کے حالات میں کیاجاتا ہے کہ شرابی عقل سے بیگانہ ہوجاتا ہے اور جواری جوئے میں اس قدر محو ہوجاتا ہے کہ پھر یادِ خدا کیا فرائض تک یادنہیں رہ جاتے اور ہار جیت میں مار پیٹ تک کی نوبت آجاتی ہے یا کم ازکم بغض وحسد ضرور پیدا ہوجاتا ہے۔

5-شراب کی حرمت کا حکم آنے کے بعد صحابہ نے یہ سوال اٹھایا کہ جولوگ اس سے پہلے پی کرمر گئے ہیں ان کا کیا حشر ہوگا تو جواب ملا کہ اگر انھوں نے تقویٰ سے کام لیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور تقویٰ تین مرحلوں پر ضروری تھا حکم شراب آنے سے پہلے باقی محرمات سے پرہیز کیا ہو۔

## اردو حاشیہ

(۳) اس شکار سے مراد خشکی کے جانوروں کا شکار ہے جو انسانوں کے لئے آسان ہے اور وہاں تک ہاتھوں اور نیزوں کی رسائی ممکن ہے۔

اس شکار کا قانون یہ ہے کہ حدود حرم یا حالتِ احرام میں اسے حرام رکھا گیا ہے اور اس کی سزا یہ قرار دی گئی ہے کہ اگر اس کا مثل فراہم ہوتا ہے تو جس جانور کو دو عادل افراد مثل قرار دے دیں اسے خانہ کعبہ کے قریب ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے اور مثل ممکن نہ ہو تو اس کی قیمت کا گندم لے کر تین پاؤ یا 1/2-1 کلو کے حساب سے مساکین میں تقسیم کر دیا جائے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہر تین پاؤ کے بدلے ایک روزہ رکھا جائے تا کہ احرام کی مخالفت یا حدود حرم کی توہین کا مزہ چکھا جا سکے۔ واضح رہے کہ فقہ السنہ کے مطابق حدود حرم شمال میں تنعیم تک یعنی مکہ سے ۶ کلومیٹر دور تک اور جنوب میں ۱۲ کلومیٹر تک اور مشرق میں جعرانہ یعنی ۱۵ کلومیٹر تک ہیں......!

اللّٰهُ بِشَیۡءٍ مِّنَ الصَّیۡدِ تَنَالُهٗۤ اَیۡدِیۡكُمۡ وَرِمَاحُكُمۡ لِیَعۡلَمَ

تمہیں آزمائش میں ڈالے گا جنہیں تم اپنے ہاتھوں اور اپنے نیزوں کے ذریعے پکڑتے ہو تا کہ

اللّٰهُ مَنۡ یَّخَافُهٗ بِالۡغَیۡبِ ۚ فَمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ

اللہ یہ معلوم کرے کہ اس سے غائبانہ طور پر کون ڈرتا ہے پس اس کے بعد بھی جو حد سے تجاوز کرے اس کے لیے

عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۹۴﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡتُلُوا الصَّیۡدَ

دردناک عذاب ہے۔ (94) اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار نہ کرو۔

وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ وَمَنۡ قَتَلَهٗ مِنۡكُمۡ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا

اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر (کوئی جانور) مار دے تو جو جانور اس نے مارا ہے

قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحۡكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ هَدۡیًۢا بٰلِغَ

اس کے برابر ایک جانور مویشیوں میں سے قربان کرے جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل افراد کریں۔

الۡكَعۡبَةِ اَوۡ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیۡنَ اَوۡ عَدۡلُ ذٰلِكَ

یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائے یا مسکینوں کو کھانا کھلانے کا کفارہ دے یا اس کے برابر روزے رکھے

صِیَامًا لِّیَذُوۡقَ وَبَالَ اَمۡرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ

تاکہ اپنے کیے کا ذائقہ چکھے۔ جو ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا اور اگر کسی نے

مَنۡ عَادَ فَیَنۡتَقِمُ اللّٰهُ مِنۡهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

اس غلطی کا اعادہ کیا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ بڑا غالب آنے والا انتقام لینے والا ہے۔ (95)

اُحِلَّ لَكُمۡ صَیۡدُ الۡبَحۡرِ [7] وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمۡ وَلِلسَّیَّارَةِ ۚ

تمہارے لیے دریائی شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔ یہ تمہارے



## عربی حاشیہ

۲۔حکم شراب آنے کے بعد شراب سے پرہیز کیا ہو۔

6- شراب چھوڑنے کے بعد باقی گناہوں سے بھی پرہیز کیا ہوتا کہ نیک عمل کرنے والوں میں شمار ہو سکے۔

7- بحر سے مراد سمندر نہیں ہے بلکہ عام پانی کا ذخیرہ ہے چاہے نہر یا تالاب ہی کیوں نہ ہو۔ طعام بحر سے اس شکار کا کھانا بھی مراد ہوسکتا ہے اور شکار کے علاوہ دریا کی دوسری غذائیں بھی مراد ہوسکتی ہیں۔

## اردو حاشیہ

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا

اور مسافرین کے فائدے میں ہے اور جب تک تم احرام میں ہو خشکی کا شکار تم پر حرام کر دیا گیا ہے اور جس

اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

اللہ کے سامنے جمع کیے جاؤ گے اس سے ڈرتے رہو۔ (96) اللہ نے قابل احترام گھر کعبہ، (۴)

الْحَرَامَ قِيٰمًا [8] لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۗ

حرمت والے مہینے، قربانی اور جن جانوروں کے گلے میں پٹے باندھے گئے ہوں

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

سب کو لوگوں کے لیے قیام کا ذریعہ بنایا تا کہ تم جان لو کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے

الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔ (97) جان لو کہ اللہ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ ۭ مَا عَلَى

سخت سزا دینے والا ہے اور بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا بھی ہے۔ (98) رسول کی ذمے داری

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

بس حکم پہنچا دینا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے۔ (99)

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ

(اے رسول) کہہ دیجئے: پاک (۵) اور ناپاک برابر نہیں ہو سکتے خواہ ناپاکی کی فراوانی تمہیں

الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

بھلی لگے۔ پس اے صاحبان عقل اللہ کی نافرمانی سے بچو شاید تمہیں نجات مل جائے۔ (100)

ع ۱۳/۷/۳



### عربی حاشیہ

8- قیام۔ ذریعۂ اصلاح کا نام ہے گویا حرم الٰہی کو امتِ اسلامیہ کی اصلاح کا ذریعہ بنایا گیا ہے اور حج کے اجتماعات بہترین سیاسی اجتماعات ہیں جن میں امت کی اصلاح کے مسائل طے کئے جاسکتے ہیں۔

### اردو حاشیہ

(۴) بظاہر یہ بات خانہ کعبہ کے بارے میں کہی گئی ہے لیکن یہ قانون پورے ارض حرم کا ہے اور اسی لئے کعبہ کا بدل بیت الحرام قرار دیا گیا ہے۔

قیا ماللناس۔ اس فلسفہ کا اعلان ہے جس کے تحت محترم مہینے، حج، قربانی وغیرہ کا قانون بنایا گیا ہے کہ ان سب کا مقصد امن عالم کا قیام ہے۔ محترم مہینوں میں جنگ کو روکا گیا ہے۔ قربانی کے ذریعہ حوصلہ قربانی پیدا کرایا گیا ہے اور ارض حرم کو عالمی اجتماعات کا مرکز قرار دیا گیا ہے کہ اس طرح مسلمان ایک نقطہ پر جمع ہو کر اپنے صلاح و فلاح کے بارے میں گفت وشنید کر سکتے ہیں اور اپنے عالمی مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ حج ایک بہترین سیاسی عبادت ہے جس میں اسلامی عبادت اور سیاست کا امتزاج نمایاں طور پر نظر آتا ہے ورنہ اس کے ظاہری اعمال بظاہر کوئی معنویت نہیں رکھتے ہیں۔

(۵) یہ ایک عام قانون ہے جس سے خبیث وطیب ایثار اور خبیث وطیب افراد سب مراد ہیں کہ خبیث لاکھ اچھا معلوم ہو طیب کے برابر نہیں ہو سکتا۔ طیب خدا کی نگاہ میں پاکیزہ ہوتا ہے اور خبیث خدا کی نگاہ میں خبیث ہوتا ہے اور خدا کی نگاہ سے گر جانے کے بعد کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے۔

دنیا میں خبیث افراد کا راحت و آرام میں رہنا اس بات کی علامت نہیں ہے کہ وہ نگاہِ خدا میں محبوب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ متاع دنیا کا قانون الگ ہے اور محبوبیت پروردگار کا نظام الگ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ

اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں (۶) تو تمہیں بری لگیں

تَسُؤْكُمْ ۚ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ ۖ

اوراگر ان کے بارے میں نزول قرآن کے وقت پوچھو گے تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی

عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَأَلَهَا

(جو کچھ اب تک ہوا اس سے) اللہ نے درگزر فرمایا اور اللہ بڑا بخشنے والا، بردبار ہے۔ (101) ایسی باتیں

قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ

تم سے پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر وہ لوگ انہی باتوں کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ (102) اللہ نے

اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ [9] وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۙ وَ

نہ کوئی بحیرہ بنایا ہے اور نہ سائبہ اورنہ وصیلہ اور

لَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَ

نہ حام بلکہ کافر لوگ اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں اور ان میں

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۰۳﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

اکثر تو عقل ہی نہیں رکھتے۔ (103) اور جب ان لوگوں سے کہا

إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا

جاتاہے کہ اس دستور کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف آؤ تو وہ کہتے ہیں:

عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا

ہمارے لیے وہی دستور کافی ہے جس پر ہم نے اپنے (۷) باپ دادا کو پایا خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور



## عربی حاشیہ

9- بحیرہ۔ وہ ناقہ ہے جسے پانچ یادس بچوں کے بعد بتوں کی راہ میں آزاد کردیا جاتا تھا۔ بحر کے معنی کان پھاڑ دینے کے ہیں۔

سائبہ۔ وہ ناقہ ہے جسے کسی مرض یا جنگ سے نجات کی خوشی میں آزاد کردیا جاتا تھا۔

وصیلہ۔ وہ بکری ہے جس کے یہاں جوڑواں بچہ پیدا ہوا اور پھر اس کا نر بچہ بتوں کی قربانی کے لائق نہ رہ جائے۔

حام۔ وہ نر جانور ہے جو دس بچے پیدا کراچکا ہو اور اسے آزاد کردیا گیا ہو۔

آیت نمبر ۱۰۰ دلیل ہے کہ دنیا میں خبیث کی اکثریت ہے لیکن اکثریت خبیث کو طیب کا ہم وزن نہیں بناسکتی۔ آیت نمبر ۱۰۱ میں غیرضروری اور نامناسب سوالات سے منع کیا گیا ہے ورنہ اسلام میں طلب علم ضروری اور مستحسن عمل ہے جس کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۶) یہ غیرضروری سوالات کی ممانعت ہے جس طرح کسی نے حضورؐ سے پوچھ لیا کہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا جہنم میں ہے۔ دوسرے نے سوال کیا کہ کیا حج ہر سال واجب ہے فرمایا چپ رہو ورنہ میں نے ہاں کہہ دیا تو واجب ہو جائے گا اور پھر عمل نہ کرو گے۔

(۷) عربوں نے اپنے بتوں کے احترام میں چند طرح کے جانوران کے نام پر حرام کردیئے تھے اور اسلام میں اس رائج رکھنا چاہا تھا تو ارشاد ہوا کہ اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ خدا پر صریحی افترا ہے۔

يَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ [10] ج لَا

نہ ہی ہدایت پر ہوں۔ (104) اے ایمان والو! اپنی فکر کرو اگر تم خود راہ راست پر ہو تو

يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ط اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا

جو گمراہ ہے تمہارا کچھ نہیں بگاڑے گا۔ تم سب کو پلٹ کر اللہ کی طرف جانا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پھر وہ تمہیں آگاہ کرے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ (105)اے ایمان والو! جب تم میں سے

شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ

کسی کی موت کا وقت آجائے تو وصیت کرتے وقت گواہی کے لیے تم میں سے

اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ

دو عادل شخص موجود ہوں یا جب تم سفر پر ہو اور موت کی مصیبت پیش آرہی ہو تو

ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ط

دوسرے دو (غیر مسلموں) کو گواہ بنا لو۔ اگر تمہیں ان گواہوں پر شک ہو جائے

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ

تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو روک لو کہ وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم گواہی کا کوئی معاوضہ نہیں لیں گے

ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى لا وَلَا نَكْتُمُ

اگرچہ رشتے داری کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہم خدائی شہادت کو چھپائیں گے۔

شَهَادَةَ لا اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا

اگر ہم ایسا کریں تو گنہگاروں میں سے ہو جائیں گے۔ (106) اگر انکشاف [٨] ہو جائے کہ



### عربی حاشیہ

10-بعض مفسرین کو اس جملہ سے امر بالمعروف کے خلاف کا توہم ہوگیا ہے اور انھوں نے اس کی توجیہ میں ٣٣ صفحات لکھ مارے ہیں۔ فخر رازی نے اس کی ٨ توجیہیں کی ہیں حالانکہ مسئلہ بالکل واضح ہے کہ انسان اپنے تحفظ کا انتظام کرے اور اس کی ایک شق یہ ہے کہ احکام خدا پر عمل کرے اور انھیں احکام میں امر بالمعروف کا حکم بھی ہے۔ اب اس کے بعد اگر کوئی گمراہ ہوجائے تو امر کرنے والے پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

### اردو حاشیہ

(٨) انسانیت کی تباہی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب تقلید آباء بھی ہے جس کی بیماری ہر دور میں رہی ہے اور اس کی مذمت قرآن مجید نے بڑے کھلے الفاظ میں کی ہے اور اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جب تمہارے باپ دادا صاحبانِ علم و ہدایت نہیں تھے تو ان کی تقلید کے کیا معنی ہیں۔

یہ تو یہود و نصاریٰ کا عالم تھا لیکن آج دنیائے اسلام و ایمان میں بھی ایسے نادان و احمق پائے جاتے ہیں جو باپ دادا کی احمقانہ رسموں کو کلیجے سے لگائے بیٹھے ہیں جب کہ یہ جانتے ہیں کہ ان کے پاس دین و دنیا کا اتنا علم بھی نہیں تھا جتنا خود ان کے پاس ہے اور اس کا راز صرف یہ ہے کہ ان کی تربیت انہیں رسموں کی چھاؤں میں ہوئی ہے اور انہیں ابتدا سے انہیں رسموں کی لوریاں دی گئی ہیں تو اگر صاحبانِ ایمان ایسی حماقتیں کر سکتے ہیں تو اگر دوسرے لوگ حقائق کے روشن ہوجانے کے بعد بھی باپ دادا کے مذہب پر اڑے ہوئے ہیں تو کیا حیرت کی بات ہے۔

اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ

ان دونوں نے (جھوٹ بول کر) گناہ کا ارتکاب کیا تھا تو ان کی جگہ دو اور افراد

اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ (11) الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ

جن کی حق تلفی ہو گئی ہو اور وہ (میت کے) قریبی ہوں کھڑے ہو جائیں اور اللہ کی قسم کھائیں کہ

اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ

ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ برحق ہے اور ہم نے کوئی تجاوز نہیں کیا۔ اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں سے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ

ہو جائیں گے۔ (107) اس طرح زیادہ امید کی جاسکتی ہے کہ لوگ صحیح شہادت کریں

اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

یا اس بات کا خوف کریں کہ ان کی قسموں کے بعد ہماری قسمیں رد نہ کر دی جائیں اور اللہ سے

وَاسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع يَوْمَ يَجْمَعُ

ڈرو اور سنو اللہ فاسق لوگوں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ (108) (اس دن کا خوف کرو) جس دن اللہ سب رسولوں کو

اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ (12) لَنَا ۭ

جمع کر کے ان سے پوچھے گا: (امتوں کی طرف سے) تمہیں کیا جواب ملا؟ وہ عرض کریں گے: (تیرے علم کی نسبت)

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

ہمیں علم ہی نہیں غیب کی باتوں کو یقیناً تو ہی خوب جانتا ہے۔ (109) جب عیسیٰ بن مریم سے اللہ نے فرمایا:

اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ

یاد کیجئے میری اس نعمت کو جو میں نے آپ اور آپ کی والدہ کو عطا کی جب میں نے



## عربی حاشیہ

11-اس جملہ کی وضاحت میں بڑے تفصیلی بیانات پائے جاتے ہیں اور بعض مفسرین نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ قرآن مجید میں اس سے زیادہ مشکل کوئی جملہ نہیں ہے لیکن بعض مفسرین نے اس مشکل کو اس طرح حل کیا ہے کہ علیہم کا مرجع ورثہ کو قرار دیا جائے کہ میت کے سارے حقوق کے ذمہ دار ورثہ ہی ہوتے ہیں اور اس طرح مفہوم یہ ہوگا کہ دو آدمی ان میں سے قسم کھائیں گے جن پر وہ تمام فرائض عائد ہوتے ہیں جو ان کے مورث پر عائد ہوتے تھے۔

اور بعض کا خیال ہے کہ استحق جرم اور حق پر تجاوز کے معنی میں ہے یعنی وہ افراد جن کے حق پر پہلے دونوں گواہوں نے تجاوز اور تعدی سے کام لیا ہے یعنی ورثہ۔

12-یہ انکار علم خدا کے بارے میں ہے کہ بشر کو اس کے سامنے اظہار علم کا حق نہیں ہے اور اسے یہی کہنا چاہیے کہ تو سب کچھ جانتا ہے اور ہم کچھ نہیں جانتے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۹) ایک مسلمان اور دو عیسائی سفر میں نکلے۔ راستہ میں مسلمان کا وقت احتضار آ گیا تو اس نے وصیت نامہ لکھ کر سامان کے اندر رکھ دیا اور ساتھیوں سے کہہ دیا کہ میرے بعد میرا سامان میرے ورثہ تک پہنچا دینا۔ ان لوگوں نے سامان کو پہنچایا لیکن کچھ قیمتی سامان نکال لیا۔ ورثہ نے فہرست دیکھ کر مطالبہ کیا لیکن ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ سامان ایک شخص کے پاس نظر آیا تو دریافت کیا گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے زندگی میں خرید کیا تھا تو آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ اگر ان دونوں کی گواہی میں شک ہے تو اب ورثہ قسم کھائیں کہ ان کی شہادت زیادہ صحیح اور سچی ہے اور اپنی قسم میں اس بات کا اعلان کریں کہ ہم نے حق سے تجاوز نہیں کیا ہے ورنہ ہمارا شمار بھی ظالمین میں ہو جائے گا۔

بِرُوْحِ الْقُدُسِ قف تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ج وَاِذْ

روح القدس کے ذریعے آپ کی تائید کی۔ آپ گہوارے (۱۰) میں اور بڑے ہو کر

عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ج وَاِذْ

لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور جب میں نے آپ کو کتاب، حکمت، توریت اور انجیل کی تعلیم دی اور جب

تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ (13) فَتَنْفُخُ فِيْهَا

آپ میرے حکم سے مٹی سے پرندے کا پتلا بناتے تھے پھر آپ اس میں پھونک مارتے تھے تو

فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ج

وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور آپ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے صحت یاب کرتے تھے

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ج وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

آپ میرے حکم سے مردوں کو (زندہ کر کے) نکال کھڑا کرتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل کو

عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اس وقت آپ سے روک رکھا جب آپ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے تو ان میں سے کفر

مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ (14) اِلَى

اختیار کرنے والوں نے کہا تھا: یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔ (110) اور جب میں نے

الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ج قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ

حواریوں پر الہام کیا کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لے آئیں تو وہ کہنے لگے: ہم ایمان لے آئے

بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى

اور گواہ رہیے کہ ہم مسلمان ہیں۔ (111) (وہ وقت بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ



### عربی حاشیہ

13- جناب عیسیٰ نے اپنے معجزہ کے ہر مرحلہ پر اذن پروردگار کا حوالہ دیا ہے تاکہ کسی شخص کو ان کی خدائی کا عقیدہ قائم کرنے کا جواز نہ مل جائے۔

14- وحی کا ایک طریقہ قلبی الہام بھی ہے جو اس مقام پر مقصود ہے کہ حوارئین منزل وحی رسالت نہیں تھے۔

### اردو حاشیہ

(۱۰) اس مقام پر یہ بات قابلِ غور ہے کہ جناب عیسیٰ ؑ بچپنے میں رسول تھے یا نبی...... نبوت کے بارے میں انہوں نے خود اعلان کیا ہے کہ خدا نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے لیکن نبی پیغمبر نہیں ہوتا ہے۔

بعض لوگوں نے ان کے تکلم سے استدلال کیا ہے کہ وہ انتہائی کمسنی میں بھی قوم کے رہنما اور اللہ کے رسول تھے۔ حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اس کلام کا تعلق تعلیمات الٰہی اور پیغاماتِ شریعت سے نہیں تھا، وہ کلام صرف جناب مریم ؑ کی عصمت و عفت کے اظہار سے متعلق تھا اور اسے رسالت نہیں کہا جا سکتا ہے۔ بنابریں یہ تصور کہ جناب عیسیٰ ؑ بچپنے ہی سے رسول تھے اور رسول اکرم ؐ ۴۰ سال کے بعد رسول قرار دیئے گئے ایک بے بنیاد تصور ہے جیسا کہ بخیلوں میں خود اس بات کا اعتراف موجود ہے کہ جناب عیسیٰ ؑ نے ۳۰ سال کی عمر میں تبلیغ شروع کی ہے اور کار رسالت کا آغاز کیا ہے۔

جناب عیسیٰ ؑ کے صاحبِ کمالات و معجزات ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کی صراحت خود قرآن مجید میں موجود ہے لیکن کمالات کی دنیا اور ہوتی ہے اور رسالت و پیغمبری کی دنیا اور۔

ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ[15] رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا

بن مریم! کیا آپ کا رب ہمارے لیے آسمان سے

مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

کھانے (۱۱) کا خوان اتار سکتا ہے؟ تو عیسیٰ نے کہا: اگر تم مومن ہو تو

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ

اللہ سے ڈرو۔ (112) انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ اس دسترخوان میں سے

قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ

کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور یہ جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور اس پر

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ[16] رَبَّنَآ اَنْزِلْ

ہم گواہ رہیں۔ (113) تب عیسیٰ بن مریم نے دعا کی: اے اللہ! اے ہمارے پروردگار!

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا

آسمان سے ہمارے لیے کھانے کا ایک خوان نازل فرما کہ ہمارے اگلوں (۱۲) اور پچھلوں کے لیے وہ دن عید

وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

اور تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق دے کہ تو بہترین رزق دینے والا ہے۔ (114)

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ

اللہ نے فرمایا: میں یہ خوان تم پر نازل کرنے والا ہوں لیکن اگر اس کے بعد تم میں سے کوئی کفر اختیار کرے گا تو

اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَاِذْ قَالَ

اسے میں ایسا عذاب دوں گا کہ اس جیسا عذاب عالمین میں کسی کو نہ دیا ہوگا۔ (115) اور (وہ وقت یاد کرو)

ع ۱۵ / ۷ / ۵



## عربی حاشیہ

15-اس لفظ سے اظہار ہوتا ہے کہ دسترخوان کا مطالبہ کرنے والوں کو مکمل ایمان حاصل نہ تھا اگرچہ انھوں نے اپنے ایمان کا اعلان کر دیا تھا اور دسترخوان کے ذریعہ اطمینان قلب کا مطالبہ کرنا چاہتے تھے۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ ان کا ایمان بالکل مکمل تھا اور وہ اہلِ یستطیع کے ذریعہ قدرتِ خدا میں شک نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ ان کا منشا یہ تھا کہ خدا اپنی حکمت و مصلحت کے اعتبار سے دسترخوان نازل کر سکتا ہے کہ یہ بات اس کے مصالح ربوبیت کے مناسب اور شایان شان ہو اور اس کا راز یہ تھا کہ وہ جناب موسیٰ کے دور میں من وسلویٰ کے نزول کا انجام دیکھ چکے تھے اور انھیں خطرہ تھا کہ پروردگار اس کے بعد کوئی دسترخوان نازل نہیں کرے گا۔

16- جناب عیسیٰؑ نے دعا کرکے اس توہم کی تردید کر دی کہ آسمان کے معاملات میں میرا کوئی عمل دخل ہے یا میں بھی خدائی کا کوئی

## اردو حاشیہ

(۱۱) اس دستر خوان کے بارے میں مفسرین نے بڑے بڑے تفصیلات بیان کئے ہیں اور اس کے تمام کھانوں کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان کا مدرک اسرائیلیات کے علاوہ کچھ نہیں ہے لہٰذا اجمالی ایمان ہی کافی ہے۔

امیر المومنینؑ نے اپنے خطبہ میں جناب عیسیٰؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عیسیٰؑ پتھر کا تکیہ بناتے تھے موٹا لباس پہنتے تھے معمولی غذا کھاتے تھے۔ بھوک ان کی غذا نور ماہتاب ان کا چراغ مشرق و مغرب ان کا سائبان اور زمین سے اگنے والی گھاس ان کا پھل تھی۔ نہ کوئی زوجہ جو فتنوں میں مبتلا کر سکے۔ نہ اولاد جس کا رنج ہو۔ نہ مال جو اپنی طرف متوجہ کر سکے۔ نہ طمع جو باعثِ ذلت ہو۔ دونوں پیر ان کی سواری اور دونوں ہاتھ ان کے خادم تھے لیکن اس کے باوجود قوم نے انہیں الزامات سے معاف نہیں کیا اور جادوگر کہہ دیا تو دوسروں کا کیا ذکر ہے۔

(۱۲) جناب عیسیٰؑ کا مطالبہ قوم کے تقاضے کی ترجمانی اور اپنی طرف سے اتمامِ حجت کی بنا پر تھا ورنہ نبی خدا کو ان مادی غذاؤں کی پرواہ نہیں ہوتی ہے وہ راہِ خدا میں ہر طرح کی مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار رہتا ہے اور یہیں سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریین اور سرکار دو عالمؐ کے مخلص اصحاب میں کس قدر فرق تھا کہ حواریین نے طرح طرح کی غذاؤں کا مطالبہ کر دیا اور اصحاب مخلصین نے طرح طرح کی مصیبتوں کا سامنا کیا اور اف تک نہیں کی۔ اور اسی معیار پر امام حسین کو کہنے کا حق تھا کہ جیسے اصحاب مجھے ملے ہیں ان کی نظیر کہیں بھی نہیں پیدا ہوئی ہے کہ تین دن کی بھوک اور پیاس کے باوجود

اللّٰهُ يٰعِيْسَى [17] ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ

جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور

اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ

میری والدہ کو خدا بناؤ؟ عیسیٰ نے عرض کی: تو پاک ہے میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں

اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ

(وقف النبی)

جس کا مجھے کوئی حق ہی نہیں؟ اگر میں نے ایسا کچھ کہا ہوتا تو تجھے علم ہوتا کیونکہ تو

تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

میرے دل کی بات جانتا ہے لیکن میں تیرے اسرار نہیں جانتا۔ یقیناً تو ہی غیب کی باتیں

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ

خوب جاننے والا ہے۔ (116) میں نے تو ان سے صرف وہی کہا جس کا تو نے

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا

مجھے حکم دیا تھا کہ اس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ جب تک میں

دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ

ان کے درمیان رہا میں ان پر گواہ رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو خود ہی ان پر نگران ہے

وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ

اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔ (117) اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے (۱۳) ہی بندے ہیں

عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو ہی غالب آنے والا اور حکمت والا ہے۔ (118)



## عربی حاشیہ

شریک یا حصہ دار ہوں اور پروردگار نے بھی یہ واضح کردیا کہ یہ دسترخوان صرف امتحان اور اتمام حجت کے لئے ہے ورنہ بنی اسرائیل میرے کوئی چہیتے بندے نہیں ہیں اور جن کے ایمان و اخلاص وکردار کی بناپر دسترخوان نازل کردیا جاتا ہے۔ وہ اور ہوتے ہیں اور ان سے اس لہجہ میں گفتگو نہیں کی جاتی ہے بلکہ وہ خود کہتے ہیں لانریدمنکم جزاءً ولاشکورا۔

17- جناب عیسیٰ پر اتنی نعمتیں نازل کرنے کے بعد اوران کے ہاتھوں سے اس قدر کرامات کا اظہار کرنے کے بعد پھر یہ چاہا کہ ان کی خدائی کا تصور ذہنوں سے نکال دیا جائے اور اس مرتبہ خود انھیں کو مخاطب بنایا گیا تا کہ اس نکتہ کا اظہار کیا جاسکے کہ جس بات کا دعویٰ وہ خود نہیں کرتے ہیں اس کا عقیدہ پیدا کرنے کا کیا حق ہے کیا ارادتمندوں کو نبی سے آگے بڑھ جانے کا حق ہے اور ان کے پاس نبی سے بھی زیادہ علم ہے۔

## اردو حاشیہ

سماوی دسترخوان یا ارضی غذاؤں کا مطالبہ نہیں کر رہے ہیں اور جہاد راہِ خدا کے لئے کمر باندھے ہوئے ہیں۔

(۱۳) اس فقرہ سے نبوت کے جن جذبات کی ترجمانی ہوتی ہے ان کا اظہار لفظوں کے ذریعہ ناممکن ہے۔ ایسے سخت ترین حالات میں بھی نبی یہ نہیں چاہتا کہ اس کی قوم پر عذاب نازل ہوجائے اور خدائی معاملات میں دخل بھی نہیں دے سکتا ہے تو انتہائی حسین لہجہ میں گذارش کرتا ہے کہ بالآخر یہ سب تیرے ہی بندے ہیں۔

امام سجاد نے بھی کس حسین انداز سے مناجات کی ہے اور یہ فقرات عرض کئے ہیں کہ پروردگار تو ہمیں جنت میں جگہ دے گا اور تیرا رسول خوش ہوگا کہ میرا امتی جنت میں آ گیا اور جہنم میں ڈال دے گا تو تیرے دشمن خوش ہوں گے کہ تیرا کلمہ گو جہنم میں چلا گیا اور مجھے یقین ہے کہ تو رسول کے مقابلہ میں دشمن کی خوشی کو مقدم نہ کرے گا۔

اللہ! قربان جایئے اس حسن طلب پر۔ ایسی معرفت ہو تو انسان امام کہا جائے اور ایسی مناجات کرے تو کلیم بھی رشک کریں۔

## عربی حاشیہ

واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۱۸ میں مشرکین کے بارے میں سفارش نہیں ہے بلکہ اپنی بے بسی کا اعلان ہے ورنہ سفارش مقصود ہوتی عزیز حکیم کے بجائے غفور رحیم کا لفظ استعمال کیا جاتا۔

1-اس لفظ کا مادہ عدول ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ حق سے باطل کی طرف عدول کرتے ہیں اور عدل ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دوسروں کو اللہ کے برابر قرار دیتے ہیں۔

2- بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ پہلی مدت پیدائش سے موت تک ہے اور دوسری موت سے قیامت تک ہے اور بعض کا خیال ہے کہ دوسری مدت حساب وکتاب سے الی ماشاء اللہ ہے۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ

اللہ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی فائدہ دے گی۔ ان کے لیے ایسی جنتیں ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے وہ اللہ سے راضی ہوں گے

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ

اور اللہ بھی ان سے راضی ہوگا۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (119) آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

اور جو کچھ ان کے درمیان موجود ہے سب پر اللہ کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔(120)

اٰیاتھا ۱٦۵ ۞ ٦ سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ ۵۵ ۞ رکوعاتھا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

ثنائے کامل [1] اللہ کے لیے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیااور تاریکیوں اور روشنی کو بنایا

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾

پھر بھی یہ کافر(دوسرے دیوتاؤں کو) اپنے رب کے برابر لاتے ہیں۔ (1)

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى

اسی نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت کا تعین کیا اور ایک مقررہ مدت اس کے



## اردو حاشیہ

(۱) سورہ مبارکہ کا آغاز عظمتِ پروردگار کے تذکرے سے کیا گیا ہے جس میں آسمان و زمین کی خلقت اور نور وظلمت کی تخلیق و تقدیر بھی شامل ہے جو کسی غیر خدا کے بس کی بات نہیں ہے اور جس کے بعد شرک یا خدا سے انحراف کا کوئی عقلی جواز نہیں رہ جاتا ہے۔

اور اسی لئے کفر اختیار کرنے والوں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ خدا قدرت کے اعتبار سے خالق ہے عظمت کے اعتبار سے زمین وآسمان کا معبود ہے علم کے اعتبار سے تمہارے ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے اور قوموں کے ساتھ سلوک کے اعتبار سے منحرفین کو صفحہ ہستی سے مٹا کر دوسری قوموں کو آباد کرنے والا ہے۔

عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲ وَهُوَ اللّٰهُ فِي [3] السَّمٰوٰتِ وَفِي

پاس ہے پھر بھی تم تردد میں مبتلا ہو۔ (2) اور آسمانوں میں اور زمین میں وہی ایک اللہ ہے۔

الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳

وہ تمہاری پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو جانتا ہے اور تمہارے اعمال کو بھی جانتا ہے۔ (3)

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا

اور اللہ کی نشانیوں میں سے جو نشانی بھی ان کے پاس آتی ہے یہ اس سے

مُعْرِضِيْنَ ۝۴ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ

منہ موڑ لیتے ہیں۔ (4) چنانچہ جب حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے بھی جھٹلا دیا پس جس چیز کا

يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ

یہ لوگ مذاق اڑاتے رہے ہیں اس کی خبر عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گی۔ (5) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ [4] مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ

ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو نابود کیا جنہیں ہم نے زمین میں

نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ [5] عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ

وہ اقتدار دیا تھا جو ہم نے تمہیں نہیں دیا؟ اور ہم نے ان پر آسمان سے موسلا دھار بارشیں برسائیں اور

جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

ان کے نیچے نہریں جاری کر دیں پھر ہم نے ان کے گناہوں کے سبب انہیں ہلاک کر دیا

وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۶ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ (6) اور (اے رسول) اگر ہم کاغذوں پر



## عربی حاشیہ

3- حرف فی علامت ہے کہ اللہ معنی معبود استعمال ہوا ہے ورنہ وہ آسمان وزمین کا خدا ہے آسمان وزمین میں خدا نہیں ہے۔

4- قرن کے معنی فخر رازی کے بیان کے مطابق ۴۰ سال یا ۸۰ سال کے ہوتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے اور یہاں اہل قرن یعنی ایک نسل مراد ہے۔

5- لفظ سماء بارش کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ بارش آسمان ہی سے ہوتی ہے۔

## اردو حاشیہ

كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

لکھی (۲) ہوئی کوئی کتاب بھی آپ پر نازل کرتے اور یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے اسے چھو بھی لیتے تب بھی کافر یہی کہتے کہ

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

یہ ایک صریح جادو کے سوا کچھ نہیں۔ (7) اور کہتے ہیں: اس (پیغمبر) پر فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا

مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝۸

اور اگر ہم نے فرشتہ نازل کر دیا ہوتا تو (اب تک) فیصلہ بھی ہو چکا ہوتا پھر انہیں (ذرا) مہلت نہ دی جاتی۔ (8)

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا

اور اگر ہم اسے فرشتہ قرار دیتے بھی تو مردانہ (۳) شکل میں قرار دیتے اور ہم انہیں اسی شبہ میں مبتلا کرتے جس میں

يَلْبِسُوْنَ ۝۹ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

وہ اب مبتلا ہیں۔ (9) اور آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر ہوتا رہا ہے۔

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ ع

آخر کار تمسخر کرنے والوں کو اسی بات نے گرفت میں لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ (10)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ان سے کہہ دیجئے: زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا

الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ

کیا انجام ہوا ہے؟ (11) ان سے پوچھ لیجئے: آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ کہہ دیجئے:

لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ

(سب کچھ) اللہ ہی کا ہے۔ اس نے رحمت کو اپنے ذمے لیا ہے۔ وہ تم سب کو قیامت کے دن



## عربی حاشیہ

6- قرطاس۔ (قاف پر تینوں حرکتیں جائز ہیں) وہ چیز جس پر لکھا جائے۔

واضح رہے کہ اس سورہ کے آغاز میں تین طرح کے لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو لوگ خدا کو خالق ارض وسما نہیں تسلیم کرتے ہیں۔

7- جو لوگ نور اور ظلمت کے لئے الگ الگ خالق کے قائل ہیں۔

8- جو لوگ دیگر اشیاء کو پروردگار کے برابر قرار دیتے ہیں اور اس کی عظمت وجلالت کا احساس نہیں رکھتے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۲) بعض لوگوں کی ہر دَور میں یہ خواہش رہی ہے کہ ہماری فرمائش کے مطابق معجزات کا ظہور ہوا اور جو ہم کہیں وہ پروردگار کرے۔ یہ بے چارے یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ بندوں پر خدا کے احکام کی تعمیل واجب ہے خدا پر ان کے خواہشات کی تکمیل واجب نہیں ہے کہ یہ جس طرح کے معجزات کا مطالبہ کریں اس کا اظہار کر دیا جائے۔

پھر ان کا حال بھی معلوم ہے کہ اگر ان کی فرمائش کے مطابق مرتب کتاب بھی نازل کر دی جائے تو یہ اسے بھی جادو ہی سے تعبیر کریں گے اور پھر فرشتوں کے نزول اور ان کے مشاہدہ کا مطالبہ کریں گے حالانکہ فرشتہ ان کے سامنے پیش کر دیا گیا تو ہر طرح کی حجت تمام ہو جائے گی اور عذاب کے نازل ہونے میں کوئی تاخیر نہ رہ جائے گی۔

(۳) کفار کے احمقانہ مطالبات میں ایک یہ مطالبہ بھی شامل تھا کہ انسان کے بجائے فرشتے کو رسول ہونا چاہئے تھے اور ہم اپنے جیسے انسان پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

مالک کائنات نے اتمام حجت کے آخری مرحلہ کے طور پر انہیں سمجھایا کہ اگر فرشتہ بھی بھیجا ہوتا تو فرشتے کی شکل میں نہ ہوتا کہ فرشتہ نہ انسان کے باعثِ انس

الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ

جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ضرور بالضرور جمع کرے گا جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ

نہیں لائیں گے۔ (12) اور جو (مخلوق) رات اور دن میں بستی ہے وہ سب اللہ کی ہے اور وہ بڑا

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ

سننے والا، جاننے والا ہے۔ (13) کہہ دیجئے: کیا میں آسمانوں اور زمین کے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ

خالق اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا آقا بناؤں؟ (۴) جب کہ وہی کھلاتا ہے اور اسے کھلایا نہیں جاتا۔ کہہ دیجئے:

اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

مجھے یہی حکم ہے کہ سب سے پہلے اس کے آگے سر تسلیم خم کروں اور یہ (بھی کہا گیا ہے) کہ تم ہرگز

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ

مشرکین میں سے نہ ہونا۔ (14) (یہ بھی) کہہ دیجئے: اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ

عذاب کا خوف ہے۔ (15) جس شخص سے اس روز یہ (عذاب) ٹال دیا گیا اس پر اللہ نے (بڑا ہی) رحم کیا

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا

اور یہی نمایاں کامیابی ہے۔ (16) اور اگر اللہ تمہیں کوئی ضرر پہنچائے تو

كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى

خود اس کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ تمہیں کوئی نعمت عطا کرے تو وہ



### عربی حاشیہ

9- حاق۔ احاطہ کے معنی میں ہے یعنی جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے اس نے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔
یہ بھی ایک رحمتِ الٰہی ہے کہ اس نے رحمت کو اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے۔
10- خسارہ نفس یہ ہے کہ انسان اپنے وجود کے مادی یا معنوی تقاضوں سے غافل ہو جائے اور اسے ہلاکت کی راہ پر لگا دے۔ ایسا آدمی صاحبِ ایمان نہیں ہو سکتا ہے۔

### اردو حاشیہ

ہوسکتا ہے اور نہ قابل تقلید۔ وہ بھی بشر ہی کی شکل میں ہوتا اور ویسے ہی لباس میں ملبوس ہوتا۔ جس میں انسان ہوتا ہے...... تو اب کے بعد کیا کسر باقی رہ جاتی ہے۔ جو خدا تمہارے خیال میں ملک کو بشر سے بہتر بنا سکتا ہے وہی بشر کو ملک سے افضل بھی قرار دے سکتا ہے اور اس طرح تمہارے مطالبہ کی بھی تکمیل ہو سکتی ہے۔

(۴) کفار کو ان کی غلطی پر متوجہ کرنے کے لئے یہ بہترین طریقہ استدلال اختیار کیا گیا ہے کہ پہلا سوال یہ ہے کہ جب خدا ہی زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے تو دوسرے کو ولی اور سرپرست کیسے بنایا جائے گا۔
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب سارے اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں تو اس کی نافرمانی میں عذاب کا بھی خطرہ ہے اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے علاوہ بھی کسی کے پاس کوئی اختیار ہے۔
تیسری بات یہ ہے کہ مصیبت ٹال بھی دی جائے تو یہ بھی اس کا رحم و کرم ہے اور مصیبت نازل بھی ہو جائے تو اس کا ہٹانا بھی اسی کے اختیار میں ہے تو جب سارا اختیار اسی کے ہاتھ میں ہے اور اس کے علاوہ کوئی صاحب اختیار و اقتدار نہیں ہے تو کس طرح اس کی نافرمانی کی جائے اور کس طرح دوسروں کو اس کے برابر قرار دیا جائے یا اسے چھوڑ کر دوسروں کی طرف رجوع کیا جائے۔

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ

ہر چیز پر قادر ہے۔ (17) اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی بڑا حکمت والا،

الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿١٨﴾ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ (11)

باخبر ہے۔ (18) ان سے پوچھیے کہ کس کی گواہی سب سے بڑی ہے؟ کہہ دیجئے:

اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ

اللہ ہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی نازل کیا گیا ہے

لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ (12) ۚ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ

تا کہ میں تمہیں اور جس تک یہ پیغام (۵) پہنچے سب کو تنبیہ کروں۔ کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کوئی

اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ ۚ قُل لَّا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

اور معبود ہے؟ کہہ دیجئے: میں تو ایسی گواہی نہیں دیتا۔ کہہ دیجئے: معبود تو صرف وہی ایک ہے

وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ

اور میں اس سے بیزار ہوں جو شرک تم کرتے ہو۔ (19) جنہیں ہم نے کتاب دی ہے

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ ۘ الَّذِينَ خَسِرُوا

وہ اس (رسول) کو ایسے پہچانتے ہیں۔ جیسے اپنے بیٹوں (۶) کو پہچانتے ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں

أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ

ڈال رکھا ہے پس وہی ایمان نہیں لاتے۔ (20) اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٢١﴾

جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے یا اس کی آیات کو جھٹلائے؟ یقیناً ایسے ظالم کبھی نجات نہیں پائیں گے۔ (21)



## عربی حاشیہ

11-فطر کے معنی شق کرنے کے ہیں یہاں مراد وہ شان ایجاد ہے جس کی پہلے سے کوئی مثال نہ رہی ہو۔

12-ایک ہی فرد کی طرف سے سوال و جواب علامت ہے کہ حزبِ مخالف کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب نہیں ہے جس طرح پروردگار لمن الملک کہہ کر خود ہی جواب دیتا ہے۔

فائدہ

رحمتِ الٰہی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ جب اپنے کرم کا اظہار کیا تو صاف کہا کہ تمھارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لکھ لیا ہے اور جب روزے کے وجوب کا ذکر کیا تو فرمایا کہ تم پر روزے لکھ دیئے گئے ہیں کہ یہ کام مشقت کا ہے اور اسے اپنی طرف براہِ راست منسوب نہیں کرنا چاہتا ہے۔

آیت کریمہ سے ایک اور وجوب کا پتہ چلتا ہے جس کی بنیاد کسی مولا کے حکم پر نہیں ہوتی ہے بلکہ خود اپنی رحمت اور حکمت پر ہوتی ہے جیسے

## اردو حاشیہ

(۵) قرآن مجید ابدی تعلیمات کا مجموعہ ہے اور اس کے احکام کا تعلق ایک دور، ایک ملک یا ایک قوم سے نہیں ہے اور سرکار دو عالمؐ بھی اس کے ذریعہ ہر قوم کو عذاب خدا سے ڈرانے والے ہیں کہ جہاں تک قرآن پہنچتا رہے گا اپنے ساتھ پیغمبر اسلام کی رسالت بھی لے کر جائے گا اور اس طرح آپ کی رسالت بھی ہمہ گیر، آفاقی، دائمی اور ابدی حیثیت رکھتی ہے۔

(۶) اگرچہ بظاہر عظمت پیغمبرؐ کے اظہار کے لئے اولاد کے بجائے باپ دادا کا ذکر ہونا چاہئے تھا لیکن یہ بلاغت قرآنی ہے کہ اس نے اولاد کا ذکر کیا ہے تا کہ دنیا کو متوجہ کیا جا سکے کہ باپ دادا کا معاملہ اتنا یقینی نہیں ہوتا ہے جس قدر اولاد کا مسئلہ یقینی ہوتا ہے اور کفار بھی اولاد کے معاملہ میں زیادہ یقین رکھنے والے تھے چاہے انہیں اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں کوئی علم نہ رہا ہو۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا

اور جس دن ہم تمام لوگوں کو جمع کریں گے پھر ہم مشرکوں سے پوچھیں گے:

أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ

تمہارے وہ شریک اب کہاں ہیں جن کا تمہیں زعم تھا؟ (22) تو ان سے

فِتْنَتُهُمْ [13] إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿٢٣﴾

اور کوئی عذر بن نہ سکے گا سوائے اس کے کہ وہ کہیں: اپنے رب اللہ کی قسم ہم مشرک نہیں تھے۔ (23)

انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا

دیکھیں: انہوں نے اپنے آپ پر کیسا جھوٹ بولا اور جو کچھ وہ افترا کرتے تھے کس طرح بے حقیقت

يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۖ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ

ثابت ہوا؟ (24) اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کان لگا کر آپ کی باتیں سنتے ہیں

قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً [14] أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِنْ يَرَوْا

لیکن ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ انہیں سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی (بہرہ پن) ہے

كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ

اور وہ تمام نشانیاں (۷) دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ جب یہ کافر آپ کے پاس

يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ [15] الْأَوَّلِينَ ﴿٢٥﴾

آپ سے جھگڑنے کے لیے آتے ہیں تو کفار کہتے ہیں: یہ تو بس قصہ ہائے پارینہ ہیں۔ (25)

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ ۖ وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا

اور یہ لوگوں کو (اس سے) روکتے ہیں اور (خود بھی) اس سے دور رہتے ہیں اور وہ صرف اپنے آپ کو



## عربی حاشیہ

وجوب حکمتی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

13- یہ علامت ہے کہ قرآن کسی ایک دور کے لئے نہیں ہے اور نہ رسالت رسول اعظمؐ کسی ایک زمانہ یا علاقہ تک محدود ہے۔

14- فتنہ کے معنی امتحان، مصیبت، کفر، گناہ، گمراہی، بلا اور معذرت کے ہیں۔ اس مقام پر آخری معنی زیادہ مناسب ہیں۔

15- یہ کفر کا اثر ہے کہ گویا دل پر پردے پڑ گئے ہیں اور کان بہرے ہو گئے ہیں ورنہ پروردگار کسی کے ہدایت قبول کرنے سے مانع نہیں ہوتا ہے اور نہ یہ اس کی حکمت بالغہ کے شایانِ شان ہے۔

## اردو حاشیہ

(۷) شرارت اور شیطنیت کے حربے کس قدر لامحدود ہیں اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کفار و مشرکین قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا جواب نہ لا سکے تو یہ الزام لگانے لگے کہ اس میں کیا۔ یہ تو صرف کہانیوں کی ایک کتاب ہے۔ ظالموں نے یہ بھی سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ کہانیوں کا انداز اور ہوتا ہے اور قرآن کریم کا انداز اور ہے۔ اسے کسی رخ سے کہانی کا نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ یہ عبرت، درس اور موعظت کا ایک بہترین مرقع ہے۔ جس سے انسان اپنی زندگی میں انقلاب عظیم پیدا کر سکتا ہے۔

اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ

ہلاکت میں ڈال رہے ہیں مگر اس کا شعور نہیں رکھتے۔(26) اور اگر آپ (وہ منظر) دیکھیں جب وہ جہنم کے کنارے کھڑے

فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ

کیے جائیں گے تو کہیں گے: کاش ہم پھر (دنیا میں) لوٹا دیے جائیں اور ہم اپنے رب کی آیات کی تکذیب نہ کریں اور ہم ایمان والوں

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ[16] مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ

میں شامل ہو جائیں۔ (27) بلکہ ان پر وہ سب کچھ واضح ہو گیا جسے یہ پہلے چھپا رکھتے تھے

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ

اور اگر انہیں واپس بھیج بھی دیا جائے تو یہ پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا ہے اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔(28)

قَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور کہتے ہیں: ہماری اس دنیاوی (۸) زندگی کے سوا کچھ بھی نہیں اور ہم (مرنے کے بعد) دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے۔(29)

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا

اور اگر آپ (وہ منظر) دیکھ لیں جب یہ لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے تو وہ فرمائے گا:

بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ[17] قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا

کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) حق نہیں ہے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں؟ ہمارے رب کی قسم (یہ حق ہے) وہ فرمائے گا: پھر اپنے

كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ

کفر کے بدلے عذاب چکھو۔ (30) وہ لوگ گھاٹے میں رہ گئے جو اللہ سے ملاقات کو جھٹلاتے ہیں

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً[18] قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا

یہاں تک کہ جب اچانک ان پر قیامت آجائے گی تو یہی لوگ کہیں گے: افسوس ہم نے

ع ۳ / ۱۰ / ۹



## عربی حاشیہ

16- اسطور کی جمع ہے یعنی بے بنیاد قصے اور کہانیاں اور بعض لوگوں کے خیال میں مثل ابابیل کے واحد ہی ہے۔

واضح رہے کہ آیت ۲۶ بھی تسلسل کے ساتھ مشرکین ہی کے بارے میں ہے اگرچہ بعض بنی امیہ کے نمک خوار مفسرین نے اسے سلسلہ سے الگ کر کے جناب ابوطالبؑ کی طرف موڑ دیا ہے کہ وہ لوگوں کو رسول اکرمؐ سے روکتے تھے اور خود ان سے دور بھاگتے تھے جو بات تاریخی حقائق کے سراسر خلاف اور اموی فتنہ کا کھلا ہوا اعلان ہے۔

17- ما سے عذاب آخرت مراد ہے جس کا اخفاء یعنی انکار کر رہے تھے اور دوبارہ واپس کر دیئے جائیں تو پھر انکار کریں گے۔

18- یہ علامت ہے کہ روز قیامت بولنے کا موقع دیا جائے گا لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کہ یہ وہاں بھی جھوٹی قسم ہی کھائیں گے۔

## اردو حاشیہ

(۸) کفار نے زندگانی دنیا کو اہمیت دی اور آخرت کا انکار کر دیا تو پروردگار نے آخرت کی اہمیت اور اس کے دردناک عذاب کی طرف متوجہ کیا اور پھر اس زندگانی دنیا کی حقیقت کو بے نقاب کر دیا کہ یہ کھیل تماشے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اصل آخرت ہے جس کی بھلائی صاحبانِ تقویٰ کو ملنے والی ہے۔ غیر متقی افراد کا انجام بہرحال بہت برا ہوگا۔

فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ

اس میں کتنی کوتاہی کی اور اس وقت وہ اپنے گناہوں کا بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے ہوں گے۔ دیکھو کتنا برا ہے

اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ

یہ بوجھ جو یہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ (31) اور دنیا کی زندگی ایک کھیل

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

اور تماشے کے سوا کچھ نہیں اور اہل تقویٰ کے لیے دار آخرت ہی بہترین ہے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (32)

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا

ہمیں علم ہے کہ ان کی باتیں (۹) یقیناً آپ کے لیے رنج کا باعث ہیں پس یہ صرف آپ کی

يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ

تکذیب نہیں کرتے بلکہ یہ ظالم لوگ در حقیقت اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ (33)

لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا

اور بتحقیق آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جاتے رہے اور تکذیب و ایذاء پر

وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ

صبر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچ گئی اور اللہ کے کلمات تو کوئی نہیں بدل سکتا

وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ

چنانچہ سابقہ پیغمبروں کی خبریں آپ تک پہنچ چکی ہیں۔ (34) اور ان لوگوں کی

كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا

بے رخی اگر آپ پر گراں گزرتی ہے تو آپ سے (۱۰) ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ



## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۸ میں تمنا کے ساتھ کذب کا لفظ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ تمنا انشاء کی قسموں میں ہے اور کذب کا تعلق خبر سے ہوتا ہے لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اس تمنا کے ساتھ مستقبل میں نیک عمل کرنے کی خبر بھی ہے اور اس خبر کے اعتبار سے ان ظالموں کو جھوٹا کہا گیا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۹) ظاہر ہے کہ کسی بھی انسان کو جھٹلایا جائے گا تو اسے دکھ ہو گا لیکن پروردگار نے پیغمبرؐ کے غم کو ہلکا کرنے کے لئے بات کا رخ اپنی طرف موڑ دیا کہ آپ خود کچھ نہیں ہیں۔ آپ تو ہمارے رسول ہیں آپ کی تکذیب ہماری تکذیب ہے تو جب ہم اس تکذیب کو برداشت کر رہے ہیں تو آپ کیوں نہیں کریں گے پھر آپ سے پہلے والے انبیاء نے بھی برداشت کیا ہے اور اس برداشت کے بعد ہی ہم نے مدد نازل کی ہے۔ ہم صبر کا امتحان کئے بغیر معیت کا مظاہرہ نہیں کرتے ہیں۔

(۱۰) یہ انداز خطاب بتا رہا ہے کہ کفار کا مطالبہ نہایت سنگین ہے اور پیغمبر کو ہرگز زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ ان کی باتوں کو اہمیت دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ پیغمبرؐ اسلام سے متعلق بات نہیں ہے اور نہ وہ کفار کی فرمائش کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اہلِ دنیا کو تنبیہ کرنے کا بہترین طریقہ ہے کہ خبردار ان سے کوئی مطالبہ نہ کرنا۔ ان کے بس میں اپنا کوئی معجزہ نہیں ہے۔ معجزات ہم دیتے ہیں اور ہمارے اوپر کسی کی حکومت نہیں چل سکتی ہے۔

فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ
یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کریں پھر ان کے پاس کوئی نشانی لے کر آئیں اور اگر اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۟
تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس آپ ہر گز نادانوں میں سے نہ ہوں۔ (35)

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔؕ وَالْمَوْتٰى[19] يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ
یقیناً مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو تو اللہ (قبروں سے) اٹھائے گا پھر وہ اسی کی طرف

ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۟ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ
پلٹائے جائیں گے۔ (36) اور وہ کہتے ہیں: اس نبی پر اس کے رب کی طرف سے کوئی

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
معجزہ نازل کیوں نہیں ہوا؟ کہہ دیجیے: اللہ معجزہ نازل کرنے پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ

يَعْلَمُوْنَ ۟ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ
نہیں جانتے۔ (37) اور زمین پر چلنے والے تمام جانور اورہوا میں اپنے دو پروں سے اڑنے والے

بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ[20] اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ[21] مِنْ شَيْءٍ
سارے پرندے بس تمہاری طرح کی امتیں ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۟ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ
پھر سب اپنے رب کی طرف جمع کیے جائیں گے۔ (38) اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے

وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ
اور گونگے ہیں جو تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے



وقف غفران

## عربی حاشیہ

19- بغتۃ۔ اچانک اور ناگہانی اور ساعۃ قیامت کا نام ہے جو اگر چہ ایک دن ہے لیکن خدا کے سریع الحساب ہونے کے اعتبار سے اسے ایک ساعت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اوزار۔ ورز کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بوجھ..... یعنی ان لوگوں کا حال جانوروں جیسا ہوگا۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ سامان کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور یہ گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے۔

20- لعب ولہو دونوں بے مقصد کام ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ لعب میں وقتی مسرت اور خوشی کا خیال ہوتا ہے اور لہو میں یہ بھی نہیں ہوتا ہے اور انسان ہر طرف سے غافل رہتا ہے۔

21- جو لوگ دعوت الٰہی قبول نہیں کرتے انھیں مردوں سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اصل زندگی بندگی ہی کا نام ہے۔ باقی تو صرف حیوانی زندگی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۱) آیات کریمہ میں قدرت خدا کے اعلان کے بعد انسان کو اس کی فطرت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ ہم نے اس کی فطرت میں اپنی توحید اور عظمت کے دلائل ودیعت کر دے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اگر مصیبت پڑ جاتی ہے تو سب کو ہم یاد آتے ہیں کسی کو اس کا اپنا خدا یاد نہیں آتا ہے اس لئے کہ یہ بات اس کی فطرت میں محفوظ ہے کہ کائنات کا اختیار رب العالمین کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کوئی صاحب اختیار نہیں ہے۔ باطل پرستوں کا یہ انداز کار ہر مرحلہ پر دیکھا گیا ہے کہ پہلے اپنے خود ساختہ رہبروں کے پیچھے چلتے ہیں اور حق کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس کے بعد جب مصیبت پڑ جاتی ہے تو اپنے والے یاد نہیں آتے ہیں بلکہ ہر مصیبت میں اہلِ حق ہی کو آواز دیتے ہیں۔

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ

سیدھے راستے پر لے آتا ہے۔ (39) کہہ دیجئے: کیا تم نے غور کیا کہ اگر تم لوگوں پر اللہ کا عذاب

اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ

آجائے یا قیامت آ جائے تو کیا تم (اس وقت) اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ (بتاؤ)

صٰدِقِیْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِیَّاهُ تَدْعُوْنَ فَیَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ

اگر تم سچے ہو۔ (40) بلکہ تم (اس وقت) اللہ ہی کو پکارو گے اور اگر اللہ چاہے تو یہ مصیبت تم سے ٹال دے گا جس کے لیے

اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی

تم اسے پکارتے تھے اور جنہیں تم نے شریک بنا رکھا ہے انہیں اس وقت تم بھول جاؤ گے۔ (41) اور آپ سے پہلے

اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ [22] بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

بھی بہت سی قوموں کی طرف ہم نے رسول بھیجے پھر انہیں سختیوں [۱۲] اور تکلیفوں میں مبتلا کیا تا کہ وہ عاجزی

یَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ

کا اظہار کریں۔ (42) پھر جب ہماری طرف سے سختیاں آئیں تو انہوں نے عاجزی کا اظہار کیوں نہ کیا؟

قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

بلکہ ان کے دل اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر کے دکھائے۔ (43)

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ

پھر جب انہوں نے وہ نصیحت فراموش کردی جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر طرح (کی خوشحالی)

شَیْءٍ ؕ حَتّٰٓی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً

کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ وہ ان بخششوں پر خوب خوش ہو گئے تو ہم نے اچانک انہیں



عربی حاشیہ

22۔ تمام مخلوقات میں ایک طرح کی قومیں اور جماعتیں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ کمالِ قدرت خدا ہے کہ اس نے عقل سے الگ رکھنے کے باوجود یہ سلیقہ عطا کر دیا ہے تو جو ایسی قدرت رکھنے والا ہے وہ کیا ایک نیا معجزہ نہیں پیش کر سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) یہ قدرت کا ایک نظامِ عقاب و عتاب ہے کہ وہ پہلے پیغام پہنچاتا ہے اس کے بعد مختلف مصیبتوں کے ذریعہ متوجہ کرتا ہے کہ بندہ ہوش میں آ جائے اور جب یہ سب تدبیریں بے اثر ہو جاتی ہیں تو رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے انسان جی بھر کر گناہ کر لے اور کوئی حسرت باقی نہ رہ جائے جیسا کہ گذشتہ اقوام کے حالات میں دیکھا گیا ہے۔
اس کے بعد جب ان میں غرور پیدا ہونے لگتا ہے کہ اتنی سرکشی اور بغاوت کے بعد بھی خدا کچھ نہیں کر سکا اور راحت و آرام کے دروازے کھلے ہوئے ہیں تو اچانک عذاب نازل ہو جاتا ہے اور سارا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور انسان یکسر مایوس ہو جاتا ہے کہ اب خدا کے علاوہ کسی دوسرے سہارے کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔

فَاِذَا هُمۡ مُّبۡلِسُوۡنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ[23] الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ

اپنی گرفت میں لے لیا پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔ (44) اس طرح ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی

ظَلَمُوۡا ؕ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۵﴾ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ

اور ثنائے کامل اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ (45) کہہ دیجئے: (کافرو) تم یہ تو دیکھو کہ

اِنۡ اَخَذَ اللّٰهُ سَمۡعَكُمۡ وَاَبۡصَارَكُمۡ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ

اگر اللہ تمہاری سماعت (۱۳) اور تمہاری بصارت تم سے چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو

مَّنۡ اِلٰـهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَاۡتِيۡكُمۡ بِهٖ ؕ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ نُصَرِّفُ[24] الۡاٰيٰتِ

اللہ کے سوا کونسا معبود ہے جو تمہیں یہ (چیزیں) عطا کرے؟ دیکھو ہم کس طرح اپنی آیات بیان کرتے ہیں

ثُمَّ هُمۡ يَصۡدِفُوۡنَ ﴿۴۶﴾ قُلۡ اَرَءَيۡتَكُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُ

پھر بھی یہ لوگ منہ موڑ لیتے ہیں۔ (46) کہہ دیجئے: بھلا تم یہ تو دیکھو کہ اگر اللہ کا عذاب

اللّٰهِ بَغۡتَةً اَوۡ جَهۡرَةً هَلۡ يُهۡلَكُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۷﴾

تم پر اچانک یا اعلانیہ طور پر آجائے تو کیا ظالموں کے سوا کوئی ہلاک ہوگا؟ (47)

وَمَا نُرۡسِلُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ ۚ فَمَنۡ

اور ہم تو رسولوں کو صرف بشارت دینے والے اور تنبیہ کرنے والے بنا کر بھیجتے ہیں پھر جو ایمان لے آئے

اٰمَنَ وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۴۸﴾

اور اصلاح کر لے تو ایسے لوگوں کے لیے نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ محزون ہوں گے۔ (48)

وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الۡعَذَابُ بِمَا كَانُوۡا

اور جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا وہ اپنے گناہوں کی پاداش میں عذاب میں



## عربی حاشیہ

23-اس سے لوحِ محفوظ یا قرآنِ حکیم مراد ہے جس میں تفصیلاً یا اجمالاً سارے تذکرے بقدرِ ضرورت موجود ہیں۔

24-یعنی ان کی نافرمانی کے بعد انھیں باساء (فقروفاقہ) یاضراء (امراض واسقام) میں مبتلا کر دیا گیا۔

فائدہ

آیت نمبر ۴۲ کا واضح اعلان ہے کہ پروردگار بغاوت کے ساتھ ہی عذاب کا سلسلہ شروع نہیں کرتا ہے بلکہ بعض اوقات اس کے برعکس نعمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور جب بندہ پوری طرح مطمئن ہوجاتا ہے تو اچانک عذاب نازل کر دیتا ہے اور اسے اس کی اوقات سے باخبر کر دیتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۳) پروردگارِ عالم نے پہلے اپنے اختیار و اقتدار کا تذکرہ کیا اس کے بعد دوسرے خداؤں کی بے کسی اور بے بسی کی طرف متوجہ کیا کہ یہ ہمارے مقابلہ میں کسی طرح کام آنے والے نہیں ہیں۔ ہماری اس قدر وضاحتوں کے بعد بھی تمہاری عقل میں بات کیوں نہیں آتی ہے۔ یہ ہمارا کرم ہے کہ ہم ان باتوں کے بعد بھی ظالمین کے علاوہ کسی پر عذاب نہیں کرتے اور مرسلینؑ کو صرف پیغام رسانی کا ذریعہ بنا کر بھیجتے ہیں کہ تمہارے دلوں میں ہمارا خوف پیدا کرائیں اور تمہیں راہِ راست پر لے آئیں۔

يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ
مبتلا ہوں گے۔ (49) کہہ دیجئے: میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا
اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف

يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا
اس حکم کی پیروی کرتا ہوں جس کی میری طرف وحی ہوتی ہے۔ کہہ دیجئے: کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا
غور نہیں کرتے؟ (50) اور آپ اس قرآن کے ذریعے ان لوگوں کو متنبہ کریں جو اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ وہ اپنے

اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ
رب کے سامنے ایسی حالت میں جمع کیے جائیں گے کہ اللہ کے سوا ان کا نہ کوئی کارساز ہوگا اور نہ شفاعت کنندہ شاید

يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ
وہ تقویٰ اختیار کریں۔ (51) اور جو لوگ صبح و شام اپنے رب سے دعا کرتے ہیں

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ
اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ کریں نہ آپ پر ان کا کوئی بار حساب ہے اور نہ ہی ان پر

مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ
آپ کا کوئی بار حساب ہے کہ آپ انہیں (اپنے سے) دور کردیں پس (اگر ایسا کیا تو)

فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
آپ ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔ (52) اور اسی طرح ہم نے ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعے



### عربی حاشیہ

25- مبلس مایوس کو کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے شیطان کو ابلیس کہا گیا ہے کہ وہ رحمتِ خدا سے مایوس ہو چکا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۵۲ واضح دلیل ہے کہ الٰہی اخلاق کی بنیاد اس بات پر ہے کہ صاحبانِ ایمان کو محفل سے الگ نہ کیا جائے اور ان کے ایمان کا احترام کیا جائے۔ اب اگر ایک طرف خدا صاحب خلق عظیم قرار دے اور دوسری طرف رسول قومواعنی کہتے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ بعض افراد اپنی جسارتوں کی بنا پر اپنی ایمانی صلاحیتوں کو برباد کر چکے تھے اور ان کا شمار اہلِ ایمان میں نہیں ہوسکتا تھا۔

### اردو حاشیہ

(۱۴) مذہب میں سودے بازی کا رواج بہت پرانا ہے اور ہر شخص اس میں اپنی ایک الگ حیثیت چاہتا ہے چنانچہ کفار نے بھی یہ مطالبہ کیا کہ ہم اسلام لانے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ غربا اور فقراء آپ کی محفل میں نہ آیا کریں ورنہ ہم ان کے برابر بیٹھ کر اپنی حیثیت خراب نہیں کر سکتے ہیں۔ پروردگارِ عالم نے اس مطالبہ کو شدت سے ٹھکرا دیا اور غربا و فقراء کی تعریف بھی کر دی...... تا کہ ان روسا پر واضح ہو جائے کہ تمہارے مطالبہ کی تکمیل کے بعد تم ایمان لے بھی آئے تو یہ رسولؐ اور دین خدا پر ایمان نہ ہوگا، یہ اپنی حیثیت اور شخصیت پر ایمان ہوگا اور اسلام اس طرح کے ایمان کا متحمل نہیں ہے جہاں شخصیت پرستی اور قوم پرستی کا جذبہ پایا جاتا ہو۔

لِّيَقُولُوٓا أَهَٰٓؤُلَآءِ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنۢ بَيْنِنَآ ۗ أَلَيْسَ ٱللَّهُ

یوں آزمائش میں ڈالا کہ وہ یہ کہہ دیں کہ کیا ہم میں سے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے فضل و کرم کیا ہے؟ کیا اللہ

بِأَعْلَمَ بِٱلشَّٰكِرِينَ ﴿٥٣﴾ وَإِذَا جَآءَكَ ٱلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

اپنے شکرگزار بندوں کو بہتر نہیں جانتا؟ (53) اور جب آپ کے پاس ہماری آیات پر ایمان لانے والے لوگ آجائیں

بِـَٔايَٰتِنَا فَقُلْ سَلَٰمٌ[26] عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ

تو ان سے کہیے: سلام علیکم تمہارے رب نے رحمت کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے کہ تم میں سے

ٱلرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُۥ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوٓءًۢا بِجَهَٰلَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنۢ

جو نادانی سے کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے

بَعْدِهِۦ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُۥ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ

اور اصلاح کرلے تو وہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (54) اور اسی طرح آیات کو

ٱلْـَٔايَٰتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٥٥﴾ قُلْ إِنِّى

ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں تا کہ مجرموں کا راستہ نمایاں ہو جائے۔ (55) کہہ دیجئے:

نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۚ

اللہ کے سوا تم جنہیں پکارتے ہو ان کی بندگی سے مجھے منع کیا گیا ہے۔ کہہ دیجئے: میں تمہاری

قُل لَّآ أَتَّبِعُ أَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَآ أَنَا۠ مِنَ

خواہشات کی اتباع نہیں کروں گا اور اگر ایسا کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ افراد میں شامل

ٱلْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ قُلْ إِنِّى عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّى وَكَذَّبْتُم

نہیں رہوں گا۔ (56) کہہ دیجئے: میں اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر قائم ہوں اور تم اس کی



عربی حاشیہ

26- آخر میں آنے والا دابر القوم کہا جاتا ہے یعنی نسل، سلسلہ، جڑ وغیرہ۔

اردو حاشیہ

بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا

تکذیب کر چکے ہو۔ جس چیز کی تمہیں جلدی ہے وہ میرے پاس نہیں ہے۔ فیصلہ تو صرف اللہ ہی کرتا ہے

لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ

وہ حقیقت بیان فرماتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ (57) کہہ دیجئے: جس چیز کی

عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ

تمہیں جلدی ہے اگر وہ میرے پاس موجود ہوتی تو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ (27) الْغَيْبِ لَا

اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔ (58) اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا

يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ

کوئی نہیں جانتا اوروہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز سے واقف ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا

مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا

مگر وہ اس سے آگاہ ہوتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ

رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٩﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اور کوئی خشک و تر ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین میں موجود نہ ہو۔ (59) اور وہی تو ہے

يَتَوَفّٰىكُمْ (28) بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ

جو رات کو تمہاری روحیں قبض (۱۵) کرتا ہے اوردن میں تم جو کچھ کرتے ہو اس کا علم رکھتا ہے پھر

يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ

وہ دن میں تمہیں اٹھا دیتا ہے تا کہ معینہ مدت پوری کی جائے پھرتم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر



## عربی حاشیہ

27- خدا اپنی آیات کومختلف انداز سے پیش کرتا ہے اور بندے ہمیشہ اعراض سے کام لیتے ہیں۔

28- کفار نے طرح طرح کے معجزات کا مطالبہ کیا۔ کبھی نعمتوں کے انبار طلب کئے ..... کبھی کھانے پینے کا مطالبہ کیا..... کبھی کھانے پینے پراعتراض کیا کہ یہ باتیں شان رسالت کے خلاف ہیں۔ پیغمبرؐ نے سب کی تردید کردی کہ میں نہ خدائی خزانوں کا مالک ہوں، نہ ذاتی طور پر عالم الغیب ہوں اور نہ کوئی فرشتہ ہوں۔ خدا کا رسول ہوں تبلیغ احکام کے لئے آیا ہوں۔ ماننا ہوتو مانو اور نہ ماننا تو عذابِ الٰہی کا انتظار کرو۔

## اردو حاشیہ

(۱۵) اس سورہ مبارکہ میں ابتدا ہی سے دشمنانِ دین کے اعتراضات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کے مسلسل جوابات دیئے گئے ہیں اور اسی لئے اکثر آیات کا سلسلہ قُل سے شروع ہوتا ہے جو قرآن مجید میں عام طورسے پر اعتراضات کے جوابات کے سلسلہ میں استعمال ہوتاہے اوراس کا مقصد اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا کوئی تعلق پیغمبرؐ کی ذات سے نہیں ہے بلکہ وہ ایک ترجمان کی حیثیت رکھتا ہے جس سے جو کہلوایا جاتا ہے وہ کہہ دیتا ہے تمہیں جو اعتراض کرنا ہے اس پروردگار پر کرو جو پس پردہ کام کر رہا ہے۔

ابتدا میں یہ اعتراض بیان کیا گیا کہ کھلم کھلا فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوا اور اس کا جواب دیا گیا۔

پھر استہزا کا ذکر کیا گیا اور اس کے مختلف جوابات دیئے گئے۔

پھر غیر خدا کو ولی بنانے کا مطالبہ دہرایا گیا اور اس کے جوابات دیئے گئے۔

پھر حسب خواہش معجزات کا مطالبہ کیا گیا اور اس کا جواب دیا گیا اور مختلف شکلوں میں دیا گیا۔

پھر عذاب کی عجلت کا سوال اٹھایا گیا کہ اگر آپ رسول برحق ہیں تو ہم تکذیب کرنے والوں پر جلدی عذاب نازل کر دیجئے اور اس کا جواب دیا گیا۔

يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ

وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ (60) اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اور تم پر نگہبانی کرنے والے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی ایک کو موت آ جائے تو ہمارے بھیجے ہوئے

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ

(فرشتے) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ (61) پھر وہ اپنے مالک حقیقی اللہ کی طرف

مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۚ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ﴿٦٢﴾

لوٹائے جائیں گے۔ آگاہ رہو فیصلہ کرنے کا حق صرف اسی کو حاصل ہے اور وہ نہایت سرعت سے حساب لینے والا ہے۔ (62)

قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا

کہہ دیجئے: کون ہے جو تمہیں صحراؤں اور دریاؤں کی تاریکیوں میں نجات دیتا ہے؟ جس سے تم گڑگڑا کر

وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٣﴾

اور چپکے چپکے التجا کرتے ہو اگر اس (بلا) سے ہمیں بچا لیا تو ہم شکر گزاروں میں سے ہوں گے۔ (63)

قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ

کہہ دیجئے: تمہیں اس سے اور ہر مصیبت سے اللہ ہی نجات دیتا ہے پھر بھی تم

تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ

شرک کرتے ہو۔ (64) کہہ دیجئے: اللہ اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ تمہارے اوپر سے یا

عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ

تمہارے قدموں کے نیچے سے تم پر کوئی عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقوں میں تقسیم کر کے ایک کو



## عربی حاشیہ

29-غدوہ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک اور عشی مغرب سے عشاء تک یا زوال سے غروب تک کا وقفہ ہے۔

30-اسلامی تہذیب کا شاہکار یہ سلام ہے جس میں اسلام کے پیغام سلامتی کی نشاندہی بھی ہے اور مخاطب کیلئے دعائے خیر بھی ہے کہ اسلام ہر شخص کو دوسرے کی سلامتی کی خواہش اور اس کے حق میں دعا کی تاکید کرتا ہے۔ دنیا کے سلاموں میں سلامتی اور خیریت کا ذکر آ بھی جائے تو دعا کا عنصر مفقود نظر آتا ہے اور یہ بہت بڑا مذہبی اور عقائدی نقص ہے۔

افسوس ہے کہ ایسے جامع اور پاکیزہ سلام کے ہوتے ہوئے رؤسا و امراء نے آداب عرض کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا جو مخاطب کی بزرگی کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اپنی حیثیت کا اعلان اور ہے اور دوسرے کے حق میں دعائے خیر اور ہے۔

ریاست اپنی شخصیت کا اظہار چاہتی ہے اور

## اردو حاشیہ

اور اس طرح دشمنان دین کے مسلسل اعتراضات کا تذکرہ اور ان کے جوابات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو ہر مکی سورہ کی شان ہے کہ اس میں اعمال سے زیادہ عقائد پر زور دیا گیا ہے اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات کی وضاحت کی گئی ہے۔

(۱۶) صدر اسلام کے اعتراضات میں ایک اہم اعتراض قیامت سے متعلق تھا جو کسی طرح کفار و مشرکین کی سمجھ میں آنے والی بات نہیں تھی۔ مالک کائنات نے اس مسئلہ کو محسوسات کے طور پر حل کیا ہے کہ جس طرح روزانہ تمہیں نیند آتی ہے اور تم موت کی طرح بے خبر سو جاتے ہو جہاں تمہیں خود اپنا ہوش نہیں رہ جاتا ہے کہ یہ کہہ سکو کہ دوبارہ ہم نے خود اپنے کو بیدار کیا ہے بلکہ یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کوئی دوسری بالاتر طاقت ہے جس نے دوبارہ اٹھا کر بٹھا دیا ہے۔ اسی طرح موت کے بعد بھی وہی طاقت قیامت کے دن بیدار کرنے والی ہے اور وہی ساری زندگی کے حرکات و سکنات کا حساب لینے والی ہے اور اس کے حساب میں کوئی زحمت نہیں ہے کہ وہ سریع الحساب اور بہت تیز حساب کرنے والا ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنے دیگر احسانات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ دنیا کے ہولناک مراحل اور مصائب سے نجات دلانے والا بھی اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

دوسرے کی طاقت کا ذائقہ چکھا دے۔ دیکھو ہم اپنی آیات کو کس طرح مختلف انداز میں

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ

بیان کرتے ہیں تا کہ وہ سمجھ جائیں۔ (65) اور آپ کی قوم نے اس (قرآن) کی تکذیب کی ہے

الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ

حالانکہ یہ حق ہے۔ کہہ دیجئے: میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔(66)اور عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ

وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ

ہر خبر کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ (67) اور جب آپ دیکھیں کہ لوگ ہماری آیات کے بارے (۱۷) میں

اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ

چہ میگوئیاں کر رہے ہیں تو آپ وہاں سے ہٹ جائیں یہاں تک کہ وہ کسی دوسری گفتگو میں لگ جائیں

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ

اور اگر کبھی شیطان آپ کو بھلا دے تو یاد آنے پر آپ ظالموں کے ساتھ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ

نہ بیٹھیں۔ (68) اور اہل تقویٰ پر ان (ظالموں) کا کچھ بار حساب نہیں

شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ

تاہم نصیحت کرنا چاہیے شاید وہ اپنے آپ کو بچالیں۔ (69) اور (اے رسول) جنہوں نے

اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ

اپنے دین کو کھیل اور تماشا (۱۸) بنایا ہوا ہے اوردنیا کی زندگی نے انہیں فریب دے رکھا ہے



## عربی حاشیہ

اسی لئے طلبگارِ سلام رہا کرتی ہے اور اسلام دعائے سلامتی دیتا ہے اور اسی لئے چھوٹے بڑے سب کو سلام کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

31-مفاتح مَفتح کی جمع ہے یعنی خزانہ اور مفاتیح مفتاح کی جمع ہے یعنی کنجی۔

32-وفات اور موت کے تقریباً ایک ہی معنی ہیں یعنی عدم الحیات اور یہ لفظ اکثر مجازاً نیند کے بارے میں بھی استعمال ہوتا ہے جہاں انسان کی مدتِ حیات ایک طرح سے پوری ہوجاتی ہے اور بیداری کے وقت ایک نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور اس طرح حشر ونشر کا ایک نمونہ روزانہ پیش کردیا جاتا ہے تا کہ قیامت کا عقیدہ کمزور نہ ہونے پائے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۲ میں قیامت کے اجتماع کو رحمت الٰہی قرار دیا گیا تھا اور آیت ۵۴ میں گناہوں کے بعد توبہ واصلاح کی بنیاد پر معافی کو رحمت بے پایاں کا نمونہ قرار دیا گیا ہے جو

## اردو حاشیہ

(۱۷) صاحبانِ ایمان کے لئے ایک بہترین نسخۂ ہدایت یہ ہے کہ دشمنانِ دین کی محفلوں سے اعراض کریں اور جس وقت وہ دین و دیانت کے خلاف باتیں کر رہے ہوں ان کی بزم میں نہ بیٹھیں اور اگر بے خیالی میں بیٹھ بھی گئے ہوں تو فوراً اٹھ جائیں اور اپنے بائیکاٹ سے اپنی بے زاری کا اعلان کریں اور جب تک کوئی دوسری معقول گفتگو نہ شروع ہوجائے ان کی محفلوں میں بیٹھنے کا ارادہ نہ کریں۔

(۱۸) دین کے معاملہ میں مختلف قسم کے افراد ہوتے ہیں۔بعض لوگ اپنے دین پر مکمل طور سے عمل کرتے ہیں اور بعض اس کو صرف غرض کے مواقع پر استعمال کرتے ہیں اور بعض اس کے احکام کو دو حصوں میں بانٹ دیتے ہیں......بعض احکام کو قابلِ عمل قرار دیتے ہیں اور بعض کو نظرانداز کر دیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنالیا ہے ورنہ ان کے ذہن میں قانون الٰہی ہوتا تو اس پر عمل درآمد کرنے میں اپنی ذاتی فکر اور رائے کو دخل نہ دیتے۔

ایسے افراد کے ساتھ ایک بڑا محتاط طرزِ عمل بتایا گیا ہے کہ عملاً ان سے کنارہ کشی بھی کی جائے تا کہ انسان ان کے جرم میں شریک نہ ہو سکے اور بالکل قطع تعلق بھی نہ کرلیا جائے کہ وہ اپنے جرائم میں مکمل طور پر آزاد ہو جائیں بلکہ قرآن کے ذریعہ ان کو برابر نصیحت کی جاتی رہے تا کہ راہِ راست پر آنے کے امکانات باقی رہیں۔

بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آپ انہیں چھوڑ دیں البتہ اس (قرآن) کے ذریعے انہیں نصیحت ضرور کریں مبادا کوئی شخص اپنے کیے کے بدلے

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ

پھنس جائے کہ اللہ کے سوا اس کا نہ کوئی کارساز ہو اور نہ ہی شفاعت کنندہ اور اگر وہ ہر ممکن معاوضہ دینا چاہے

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ

تب بھی اس سے قبول نہ ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی کرتوتوں کی وجہ سے گرفتار بلا ہوئے۔ ان کے کفر کے عوض

حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۷۰ۧ قُلْ اَنَدْعُوْا

ان کے لیے پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہے۔ (70) کہہ دیجئے: کیا ہم اللہ کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓي

چھوڑ کر انہیں پکاریں جو نہ ہمارا بھلا کر سکتے ہیں نہ برا؟ اور کیا اللہ کی طرف سے ہدایت ملنے کے بعد

اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ

ہم اس شخص کی طرح الٹے پاؤں پھر جائیں جسے شیاطین نے بیابانوں میں راستہ بھلا دیا ہو

فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۠ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى

اور وہ سرگرداں ہو؟ جب کہ اس کے ساتھی اسے بلا رہے ہوں کہ سیدھے راستے کی طرف ہمارے پاس چلا آ۔

ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰي ۭ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ

کہہ دیجئے: ہدایت تو صرف اللہ کی ہدایت ہے اور ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم رب العالمین کے آگے

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۷۱ۙ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَ

سر تسلیم خم کردیں۔ (71) اور یہ کہ نماز قائم کرو (۱۹) اور تقوائے الٰہی اختیار کرو اور



## عربی حاشیہ

واقعہ ایک انتہائی عظیم رحمت ہے ورنہ اسے معاف نہ کرنے کا اختیار بہرحال حاصل تھا۔

33- ہولناک مراحلِ حیات کو ظلمات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وہ خشکی میں ہوں یا دریاؤں میں اور خدا ہی دونوں سے نجات دلانے والا ہے اور اسی لئے اس کے وجود پر دریائی سفر ہی سے استدلال کیا گیا ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ٦٨ بہترین اخلاقی تعلیم ہے جو ہر دور میں کام آنے والی ہے اور اس میں یہ توازن رکھا گیا ہے کہ ابتداء میں پابندی بھی عائد کی گئی ہے اور پھر سہو ونسیان اور غفلت کی معنی بھی دی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ توجہ کے بعد ہی ہوش آجانا چاہیے ورنہ یہ خباثت نفس کی بہترین دلیل ہوگی۔

## اردو حاشیہ

انہیں عذابِ الٰہی سے باخبر کیا جائے، خدا کے اقتدار و اختیار کی باتیں بتائی جائیں۔ غیر اللہ کی بے کسی اور بے بسی کی طرف متوجہ کیا جائے۔ شیطان کے اتباع کی صورتِ حال کی طرف توجہ دلائی جائے کہ انسان کس طرح صحرائے حیات میں ٹھوکریں کھاتا ہے اور حیران و سرگرداں مارا مارا پھرتا ہے اور اسے کوئی راستہ نہیں ملتا ہے۔

(۱۹) ہدایت الٰہی کے ساتھ قیام نماز کا تذکرہ بتاتا ہے کہ اصل ہدایت نماز کا قیام اور تقویٰ الٰہی ہے ان دونوں باتوں سے الگ رہنے والے کبھی ہدایت یافتہ نہیں کہے جاسکتے ہیں۔ نماز ہی پر سارے اعمال کا دار و مدار ہے اور تقویٰ ہی ایمان کی واقعی علامت ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ

وہی تو ہے جس کی بارگاہ میں تم جمع کیے جاؤ گے۔ (72) اوروہی ہے جس نے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ

اور زمین کو برحق پیدا کیا اور جس دن وہ کہے گا ہو جا! تو ہو جائے گا۔اس کا قول حق پر مبنی ہے

فَیَكُوْنُ ۚ۬ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ

اور اس دن بادشاہی اسی کی ہوگی جس دن صور پھونکا جائے گا۔ وہ پوشیدہ

عٰلِمُ الْغَیْبِ[34] وَ الشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۷۳﴾ وَ اِذْ

اور ظاہری باتوں کا جاننے والاہے اوروہی با حکمت خوب باخبر ہے۔ (73) اور جب

قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ[35] اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ

ابراہیم نے اپنے باپ [۲۰] (چچا) آزر سے کہا: کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو؟ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو

وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۴﴾ وَ كَذٰلِكَ[36] نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ

صحیح گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔ (74) اور اس طرح ہم ابراہیم کو

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ

آسمانوں اور زمین کی حکومت دکھاتے تھے تا کہ وہ اہل یقین میں سے ہو جائیں۔ (75) چنانچہ جب

عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ[37] هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ

ابراہیم پر رات کی تاریکی چھائی تو ایک ستارہ دیکھا کہنے لگے: یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہنے لگے:

قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ

میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (76) پھر جب چمکتا چاند دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے



## عربی حاشیہ

34- اوپر سے آنے والا عذاب بجلی یا طوفان وغیرہ اور زیر قدم عذاب زلزلہ وغیرہ ہے۔

35- خدائی خبروں کی صداقت کا معیار یہ نہیں ہے کہ جب کوئی چاہے ان کا ظہور ہوجائے۔ ہر خبر کا ایک وقت اور اس کی ایک جگہ معین ہے جس کے آجانے کے بعد اس کا ظہور بہرحال ہوجائے گا۔

36- یہ علامت ہے کہ بے دین افراد سے ترک معاشرت ضروری ہے لیکن انھیں بالکل نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا ہے اور یاددہانی بہرحال ضروری رہے گی۔

37- بسل۔ منع کرنے کو کہتے ہیں اور اسی لئے جو شخص دشمنوں کو روک لیتا ہے اسے شجاع باسل کہا جاتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۰) آزر کے بارے میں یہ اختلاف کہ وہ جناب ابراہیمؑ کا باپ تھا یا چچا، اس اختلاف کا نتیجہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے آبا و اجداد میں کوئی کافر و مشرک ہوسکتا ہے یا نہیں۔ جو مسلمان اس امکان کے قائل ہیں وہ ظاہری الفاظ پر ایمان رکھتے ہیں اور آذر کو باپ ہی تسلیم کرتے ہیں اور جن کی نگاہ میں یہ امکان نہیں ہے کہ خود سرکار دوعالمؐ نے اپنے نور کا اصلاب وارحام مطہرہ سے گزرنا بیان کیا ہے تو وہ آزر کو چچا تسلیم کرتے ہیں اور باپ کی صرف تربیت کے اعتبار سے قرار دیتے ہیں۔ بہرحال حق یہی ہے کہ آبا و اجدادِ پیغمبر کو موحد ہونا ہی چاہئے اور مشرک نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن یہ مسئلہ اسلام کا ایسا مسلم مسئلہ نہیں ہے کہ اس کے انکار کرنے والے کو کافر قرار دے دیا جائے۔

هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ

اور جب چاند چھپ گیا تو بولے: اگر میرا رب میری راہنمائی نہ فرماتا تو میں بھی

مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا

ضرور گمراہوں میں سے ہو جاتا۔ (77) پھر جب سورج کو جگمگاتے ہوئے دیکھا تو بولے: یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے

رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّمَّا

پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے: اے قوم جن چیزوں کو تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے

تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ

بیزار ہوں۔ (78) میں نے تو اپنا رخ پوری یکسوئی سے اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے آسمانوں اور

الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ ۚ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ

زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (79) اور ابراہیم کی قوم نے ان سے بحث کی تو انہوں نے کہا:

قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا

کیا تم مجھ سے اس اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہو جس نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا ہے؟ اور جن چیزوں کو

تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ

تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو ان سے مجھے کوئی خوف نہیں مگر یہ کہ میرا پروردگار کوئی امر چاہے میرے پروردگار کے علم نے

شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ

ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ کیا تم سوچتے نہیں ہو؟ (80) اور میں تمہارے بنائے ہوئے شریکوں سے

وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ

کیونکر ڈروں جب کہ تم ان چیزوں کو اللہ کا شریک بناتے ہوئے نہیں ڈرتے جن کی کوئی دلیل



## عربی حاشیہ

**فائدہ**

آیت نمبر ۷۰ میں ولی وشفیع کا انکار اور آیت نمبر ۷۱ میں غیر مفید اور غیر مضر یعنی بیکار قسم کے افراد کی دعوت و عبادت میں ''مِن دون اللہ'' کی قید اس امر کی نشاندہی ہے کہ خدا سے قطع نظر کر کے نہ کوئی ولی ہے اور نہ شفیع اور نہ کسی کا پکارنا صحیح ہے لیکن خدا کی دی ہوئی طاقت اور صلاحیت کے بھروسہ پکارنے پر کسی طرح کی پابندی بھی نہیں ہے۔

**فائدہ**

آیت نمبر ۸۱ بہترین طرزِ گفتگو ہے کہ جب اہل باطل اصل خدا کا خوف نہیں رکھتے اور اس کا شریک قرار دیتے ہیں تو اہلِ حق کو باطل کے خداؤں کا خوف کیا ہوسکتا ہے اور ان کی کیا حقیقت وحیثیت ہے۔

## اردو حاشیہ

اس انداز استدلال سے ہرگز یہ غلط فہمی نہ ہو کہ جناب ابراہیمؑ نے ستارہ یا چاند یا سورج کو خدا تسلیم کر لیا ہے اور نہ یہ ایک نشست کا مناظرہ ہے۔ یہ تو کائنات کی صورتِ حال ہے جس سے جناب ابراہیمؑ نے وجود خدا پر اسدتدلال کر کے یہ بھی واضح کر دیا کہ بغیر دلیل کا مذہب کوئی قیمت نہیں رکھتا ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ دلیل کے لئے منطق و فلسفہ کے الجھاؤ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صرف آسمان کے چاند تارے کا دیکھ لینا ہی توحید پروردگار کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔

(۲۱) باطل جب دلائل کے میدان میں شکست خوردہ ہو جاتا ہے تو تخویف وترہیب کا سہارا لیتا ہے۔ جناب ابراہیمؑ نے اس مسئلہ کو بھی حل کر دیا کہ خدائے برحق کے ماننے والے باطل سے ہرگز نہیں ڈرا کرتے اور جب بے جان خداؤں سے کس طرح خوفزدہ ہو جائیں گے کاش امتِ اسلامیہ بھی اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جاتی۔

سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾

اس نے تم پر نازل نہیں کی؟ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو تو بتاؤ کہ کونسا فریق امن و اطمینان کا زیادہ مستحق ہے؟ (81)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ

جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (۲۲) سے ملوث نہیں کیا یہی لوگ امن میں ہیں اور

وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَتِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَیْنٰهَاۤ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ

یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ (82) اور یہ ہماری وہ دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلے میں عنایت فرمائی۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ (38) مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۸۳﴾ وَ

جس کے ہم چاہتے ہیں درجات بلند کرتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا، خوب علم والا ہے۔ (83) اور

وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ (39) وَیَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَیْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَیْنَا

ہم نے ابراہیم کو اسحاق (۲۳) اور یعقوب عنایت کیے، سب کی راہنمائی بھی کی

مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَ

اور اس سے قبل ہم نے نوح کی راہنمائی کی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف،

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِیَّا

موسیٰ اور ہارون کی بھی اور نیک لوگوں کو ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ (84) اور زکریا،

وَیَحْیٰى وَعِیْسٰى وَاِلْیَاسَ (40) ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِیْلَ

یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس سب صالحین میں سے تھے۔ (85) اور اسماعیل،

وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا (41) ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ

یسع، یونس اور لوط سب کو عالمین پر فضیلت ہم نے عطا کی۔ (86) اور اسی



## عربی حاشیہ

38- عذاب کی یہ کیفیت کہ نہ کوئی مددگار ہو، نہ سفارش کرنے والا اور نہ کسی طرح کا فدیہ قبول کیا جائے۔ کھولتا ہوا پانی پلایا جائے اور دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ انسان اس کا تصور بھی کرلے تو معصیت کرنے کی جرأت نہ پیدا ہوسکے۔

39- یہ تقسیم بندوں کے اعتبار سے ہوتی ہے کہ بعض چیزیں ان کی نگاہوں کے سامنے ہیں اور بعض نگاہوں سے اوجھل ہیں ورنہ خدا کے اعتبار سے کل کائنات حضور وشہود ہے اس کے یہاں غیب کا تصور بھی نہیں ہے۔

40- لفظ آزر قواعد کے اعتبار سے وزن فعل اور عجمیت یا علمیت کی بنا پر غیر منصرف ہے اور آزر حقیقت کے اعتبار سے جناب ابراہیمؑ کا چچایا نانا تھا۔ آپ کے والد محترم کا نام تارخ تھا۔ اگرچہ بعض مفسرین نے ظاہر قرآن ہی پر زور دیا ہے اور اُسے باپ ہی تسلیم کیا ہے۔

41- جس طرح خدا نے جناب ابراہیمؑ

## اردو حاشیہ

(۲۲) قدرت کی نگاہ میں تنہا ایمان کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ انسان کا ایمان ظلم سے آلودہ نہ ہو اور ظلم کا نہ ہونا ہی امن و اطمینان کا ذریعہ ہے ورنہ ظلم کے ساتھ امن وسکون کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے۔ اس مقام پر ظلم سے کفر و شرک بھی مراد ہو تو بھی ظلم کی تعبیر میں عمومیت پائی جاتی ہے اور اس پر توجہ دینا ضروری ہے۔

(۲۳) اس مقام پر ۱۸ انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے بارے میں ہدایت یافتہ نیک کردار، افضل و برتر، منتخب اور صاحبانِ کتاب وحکم و نبوت ہونے کا اعلان کیا گیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ نگاہِ قدرت میں قابل اتباع افراد ایسے ہی ہوتے ہیں جو اس کی طرف سے منتخب اور اس کے نزدیک صاحبِ کردار اور ہدایت یافتہ ہوں۔ ہر کس و ناکس ہدایت کا حق دار اور اتباع کا سزاوار نہیں ہوسکتا ہے۔

اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ
طرح ان کے آباء اور ان کی اولاد اوران کے بھائیوں کو بھی (فضیلت دی) اور ہم نے انہیں منتخب کر لیا اور ہم نے

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ
راہ راست کی طرف ان کی راہنمائی کی۔ (87) یہ ہے اللہ کی ہدایت جس سے وہ اپنے بندوں میں سے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
جسے چاہے نوازے اوراگر وہ لوگ شرک کرتے تو ان کے کیے ہوئے تمام اعمال

يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ
برباد ہو جاتے۔ (88) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی۔

وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا
اب اگر یہ لوگ ان کاانکار کریں تو ہم نے ان پر ایسے لوگ مقرر کر رکھے ہیں [۲۴] جو ان کے

بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ
منکر نہیں ہیں۔ (89) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے تو آپ بھی انہی کی ہدایت کی اقتدا کریں۔

اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى
کہہ دیجئے: میں اس (تبلیغ قرآن) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہ تو عالمین کے لیے فقط

لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ [42]
ایک نصیحت ہے۔ (90) اور انہوں نے اللہ کو ایسے نہیں پہچانا جیسے اسے پہچاننے کا حق تھا جب انہوں نے کہا: [۲۵]

اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ
اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا ان سے پوچھیں: پھر وہ کتاب جو موسیٰ لے کر آئے تھے کس نے نازل کی



## عربی حاشیہ

پربتوں کی حقیقت واضح کر دی اِسی طرح انھیں زمین وآسمان کی خلقت کے کرشمے بھی دکھلا دیئے۔

42-یہ استدلال کا بہترین طریقہ ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے تنقید اور اعتراض کرنے کے بجائے پہلے دشمن کے عقیدہ کو بظاہر تسلیم کرلیا جائے اس کے بعد اس کے نتائج پر بحث کی جائے تاکہ اسے بھی یہ سوچنے کا موقع ملے کہ ہمارے عقیدہ کے اثرات ناقابلِ فہم اور ناقابل قبول ہیں۔

فائدہ

آیت نمبر ۸۹ دلیل ہے کہ کفر اختیار کرنے والے افراد کے مقابلہ میں ہر دور میں ایسے افراد رکھے جاتے ہیں جن کے کردار میں اس طرح کی کمزوریوں کا گزر نہیں ہوتا ہے اور وقت پر دین خدا کے وہی کام آتے ہیں۔ خیبر کے موقع پر رسول اکرمؐ نے اسی حقیقت کا مظاہرہ فرمایا تھا اور خدا نے ''ومن یرتد منکم عن دینہ'' کے ذیل

## اردو حاشیہ

(۲۴) یہ قدرت کا ایک ابدی اعلان ہے کہ دین خدا کفار و منکرین کے انکار سے فنا ہونے والا نہیں ہے اور اس کے لئے ہر دور میں ایک قوم کو معین کر دیا گیا ہے جن کے کردار میں کفر و انکار کا گذر نہیں ہے اور یہی دین کی حفاظت کرنے والی قوم ہے جس کی طرف گذشتہ آیات میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر کوئی مرتد بھی ہو جائے تو خدا ایک قوم کو لے آئے گا جو اس کی محبوب و محبّ اور مومنین کے مقابلہ میں متواضع اور کفار کے مقابلہ میں سختی کرنے والی ہوگی اور پھر جنگ خیبر کے موقع پر سرکار دو عالمؐ نے ایسے ہی اوصاف مولائے کائنات کے بارے میں بیان کر کے اس قوم کی فرد اول و اکمل کی نشاندہی بھی کر دی تھی۔

(۲۵) اگر چہ ان کلمات کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کے کہنے والے مشرکین عرب تھے یا یہودی لیکن یہ بہرحال مسلم ہے کہ یہ کسی مسلمان کی آواز نہیں ہوسکتی اور اس کا کہنے والا کوئی کافر ہی ہوسکتا ہے اور یہیں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ امام حسینؑ کے اہل حرم کی موجودگی میں جب نشہ حکومت میں چور یزید یہ اعلان کر رہا تھا کہ ''فلا خبر جاء ولا وحی نزل''......تو یہ اسلام کا نعرہ نہیں تھا بلکہ کفر کا نعرہ تھا...... یا خلافتِ عثمان کے موقع پر جب ابوسفیان نے مشورہ دیا تھا کہ خلافت کو گیند کی طرح نچاؤ نہ کوئی جنت ہے اور نہ جہنم تو یہ بھی جاہلی فکر کی ترجمانی تھی اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا اور اس پر خلیفۃ المسلمین کا ٹوکنا واجب تھا کہ خلیفہ اسلام کا ذمہ دار ہوتا ہے اور وہ کافرانہ مشورے برداشت نہیں کرسکتا ہے۔

بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا

جو لوگوں کے لیے روشنی اور ہدایت تھی؟ اس کا کچھ حصہ تم ورق ورق کر کے دکھاتے ہو اور بہت کچھ چھپا لیتے ہو

وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ

اور تمہیں وہ علم سکھایا گیا تھا جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا کہہ دیجئے: اللہ ہی نے

اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

(اسے نازل کیا تھا) پھر انہیں ان کی بیہودگیوں میں کھیلتے چھوڑ دیں۔ (91) اور یہ کتاب بھی جو بڑی بابرکت ہے

مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ

ہم نے نازل کی ہے اور جو اس سے پہلے آنے والی کی تصدیق کرتی ہے تاکہ آپ (ام القری) اہل مکہ اور اس کے اطراف

مَنْ حَوْلَهَا ؕ [43] وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ

میں رہنے والوں کو تنبیہ کریں اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہی اس (قرآن) پر بھی ایمان لاتے ہیں اور وہ

عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ (92) اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ

كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ

پر جھوٹ بہتان باندھے یا یہ دعویٰ کرے کہ مجھے پر وحی ہوئی ہے حالانکہ اس پر کوئی وحی نہیں ہوئی اور جو یہ کہے کہ

مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ

جیسا اللہ نے نازل کیا ہے ویسا میں بھی نازل کرسکتا ہوں اور کاش آپ ظالموں کو سکرات موت کی حالت میں

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

دیکھ لیتے جب فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوئے کہہ رہے ہوں: نکالو اپنی جان کہ آج تمہیں ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا



## عربی حاشیہ

میں جس قوم کا وعدہ کیا تھا رسول اکرمؐ ان کی فرد اعلیٰ کو منظر عام پر لے آئے تھے۔

43-اسلام میں بلندی کا معیار ایمان اور عمل صالح ہے اور دونوں کے درجات ہیں لہٰذا انسانوں میں درجات کا ہونا ناگزیر ہے۔

فائدہ

آیت نمبر ۹۱ دلیل ہے کہ کفار کا انبیاء کرام کے مقابلہ میں سب سے بڑا حربہ یہی رہا ہے کہ خدا کی طرف سے تنزیل کا انکار کر دیا جائے اور اس طرح اعتراف نبوت سے نجات مل جائے۔

قرآن کریم نے اس طرزِ عمل کی تردید کر کے واضح کر دیا کہ فلاخبر جاء ولاوحی نزل ....اسلام کی آواز نہیں ہے۔ کفار کا نعرہ ہے جسے مسلمان کی زبان سے ادا کرایا جارہا تھا اور جس کا مقابلہ انتہائی ضروری تھا۔

## اردو حاشیہ

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ

کیونکہ تم اللہ پر ناحق باتوں کی تہمت لگایا کرتے تھے اور اللہ کی نشانیوں کے مقابلے میں سرکشی

عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ (44)

کیا کرتے تھے۔ (93) اور لو آج تم ہمارے پاس اسی طرح تنہا(۲۶) آ گئے ہو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ مَا نَرٰى

اور جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا تھا وہ سب اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو اور تمہارے ساتھ ہم تمہارے

مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ

وہ سفارشی نہیں دیکھ رہے ہیں جن کے بارے میں تمہارا یہ خیال تھا کہ وہ تمہارے کام بنانے میں شریک ہوں گے۔

تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ

آج تمہارے باہمی تعلقات منقطع ہو گئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے وہ سب ناپید ہو گئے۔ (94) بے شک

اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى ؕ (45) يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ

اللہ نے دانے اور گٹھلی کا شگافتہ کرنے والا ہے وہی مردے سے زندہ کو اور زندہ سے

الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ

مردے کو نکالنے والا ہے۔ یہ ہے اللہ پھر تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟ (95) وہ صبح کا

الْاِصْبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ

شگافتہ کرنے والا ہے اور اس نے رات کو باعث سکون اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنایا ہے۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

یہ سب غالب آنے والے، دانا کی بنائی ہوئی تقدیر ہے۔ (96) اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے



### عربی حاشیہ

44- واضح رہے کہ جناب اسحاقؑ جناب ابراہیمؑ کے براہِ راست فرزند ہیں جن کی والدہ سارہ تھیں اور جناب یعقوبؑ ان کے فرزند تھے لیکن قرآن مجید نے بیٹے کے بیٹے کو بھی بیٹا ہی قرار دیا ہے۔

45- جناب عیسیٰؑ کے کوئی باپ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود ماں کے رشتہ سے جناب ابراہیمؑ کی ذریت میں شمار کر لئے گئے جو امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے اولادِ رسولؐ ہونے کی بہترین دلیل ہے جیسا کہ امامؑ نے حاکمِ وقت کے سامنے بطور استدلال پیش کیا تھا۔

46- یہ مِن تبعیض کے لئے ہے کہ ان انبیاء میں سے بعض کے آباء واولاد واخوان کو منتخب قرار دیا گیا ہے ورنہ بعض کی اولاد تو کافر تک تھی اور بعض کے یہاں اولاد ہی نہیں تھی۔

47- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ ان افراد سے کفار ومشرکین مراد ہیں حالانکہ جواب میں جناب موسیٰ اور توریت وغیرہ کا حوالہ دیا گیا ہے

### اردو حاشیہ

(۲۶) انسان کے لئے کیا عبرت ناک موقع ہے کہ جانکنی کا عالم ہے۔ فرشتے ہاتھ بڑھائے جان نکالنے کی فکر میں ہیں اور کافر سے کہہ رہے ہیں کہ اب اپنی جان نکالو اور اپنے اختیارات کا مظاہرہ کرو۔ دیکھو کس طرح خدا کی بارگاہ میں خالی ہاتھ جا رہے ہو نہ سامان دنیا کام آ رہا ہے اور نہ وہ خدا کام آ رہے ہیں جن کا کلمہ پڑھا کرتے تھے اور آج انتہا ابتدا ہی جیسی ہوتی تو کم از کم سوال و جواب ہی سے محفوظ رہتے لیکن یہاں تو قیامت یہ ہے کہ تنہائی ابتدا جیسی ہے اور حساب و کتاب انتہائی درجہ کا ہے۔

(۲۷) ان آیات میں پروردگار نے منکرین کے مقابلہ میں اپنی مختلف نشانیوں کا ذکر کیا ہے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ وہ دانہ کو شگافتہ کرنے والا ہے اور یہ اس کی قدرت ہے کہ دانہ دونوں طرف سے شگافتہ ہوتا ہے ایک سے جڑ تیاری ہوتی ہے اور دوسرے سے تنا بنتا ہے۔

۲۔ وہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے جس کا ایک مصداق یہی ہے کہ سڑ گل جانے والے دانے سے درخت نکال دیتا ہے اور اچھے خاصے ہرے بھرے درخت سے بیجان بیج پیدا کر دیتا ہے۔

۳۔ وہ نور سحر کا اجاگر کرنے والا ہے اور رات کے اندھیرے کو شگافتہ کر کے اجالے کو سامنے لانے والا ہے۔

لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ

ستارے بنائے تا کہ تم ان کے ذریعے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرو۔ اہل علم کے لیے

فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ

ہم نے اپنی آیات کھول کر بیان کی ہیں۔ (97) اور وہی ہے جس نے تم سب کو ایک ہی ذات سے پیدا کیا

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ [46] وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

پھر ایک جائے استقرار ہے اور ایک جائے ودیعت۔ ہم نے صاحبان فہم کے لیے آیات کو کھول کر

لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا

بیان کر دیا ہے۔ (98) اور وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس سے ہم نے ہر طرح کی

بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا

روئیدگی نکالی پھر اس سے ہم نے سبزہ نکالا جس سے ہم تہہ بہ تہہ گتھے ہوئے دانے نکالتے ہیں

مُّتَرَاكِبًا [47] ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ

اور کھجور کے شگوفوں سے آویزاں گچھے اور انگور، زیتون اور انار کے باغات

مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ

(جن کے پھل) ایک دوسرے سے مشابہ اور (ذائقے میں) جدا جدا ہیں۔ذرا اس کے

مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ [48] ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ

پھل کو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو۔اہل ایمان کے لیے یقیناً

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ

ان میں نشانیاں ہیں۔ (99) اور ان لوگوں نے جنات کو اللہ کا شریک بنایا حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے



## عربی حاشیہ

جواس بات کی علامت ہے کہ یہ اشارہ یہودیوں کی طرف ہے مشرکین کی طرف نہیں ہے۔

48- یہ ابتدائے تبلیغ کی طرف اشارہ ہے ورنہ رسول عالمین کا رسول ہے اوراس کے پیغام کا تعلق صرف مکہ اور اس کے اطراف سے نہیں ہے اور شاید کہ اسی عمومیت کی طرف من حولہا سے اشارہ کیا گیا ہے ورنہ ام القریٰ کے ساتھ کسی لفظ کا ذکر نہ ہوتا۔

49- یہ معادجسمانی کی طرف اشارہ ہے کہ پہلی خلقت کا تعلق بہرحال صرف روح سے نہیں تھا اوراس میں جسم بھی شامل تھا۔

50-پروردگار اپنی قدرت کاملہ سے دانہ کو شگافتہ کر کے اس میں سے درخت پیدا کر دیتا ہے تو گویا بیجان بیج اچھا خاصا درخت نکال دیتا ہے اور جاندارحیوان سے بیجان نطفہ پیدا کر دیتا ہے۔

**فائدہ**

آیت نمبر ۱۰۱ کفار کی بے عقلی پر بہترین اورحسین ترین طنز ہے کہ ان احمقوں کو اولاد بنانا

## اردو حاشیہ

۴۔ اس نے رات کوسکون اور شمس وقمر کو حساب کا ذریعہ بنایا ہے جس سے انسان زندگی کا کاروبار کرسکتا ہے۔

۵۔ اس نے ستاروں کو رہنمائی کا مرتب نظام بنا دیا ہے جس سے بے سہارا مسافروں کو صحراؤں میں راستہ مل جاتا ہے۔

۶۔ اس نے کل عالم بشریت کو ایک آدم سے پیدا کر دیا ہے اور سب کے لئے الگ الگ مرکز بنا دیتے ہیں۔

۷۔ اس نے پانی برسا کر مردہ زمینوں کو زندہ کر دیا ہے۔

۸۔ اس نے بالیاں اور گچھے پیدا کئے ہیں جن کی ساخت بتاتی ہے کہ کسی مدبر نے سجا کر رکھا ہے۔

۹۔ اس نے کھجور کے درخت اونچے بنائے تو گچھے نیچے کر دیئے تا کہ استفادہ میں آسانی ہو۔

۱۰۔ اس نے پھلوں کو آپس میں مشابہ بھی بنایا ور مختلف بھی بنایا جوخود ایک مستقل قدرت کی دلیل ہے۔

۱۱۔ اس نے پھلوں کو پیدا کر کے پکا دیا ہے۔ پکانے میں لذت کا اضافہ ہو گیا ہے اور انتہائی کمزور کو طاقت ور بنانے کا منظر بھی شامل ہے۔اس کے بعد بھی انسان ایمان نہ لائے تو یقیناً انتہائی نالائقی ہے۔

وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
اور نادانی سے اللہ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ ڈالیں۔ جو باتیں یہ لوگ کہتے ہیں وہ ان سے پاک اور
يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ
بالاتر ہے۔ (100) وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اس کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ
وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۚ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ
اس کی کوئی شریک زندگی نہیں ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کیا ہے اوروہ ہر چیز کا خوب
عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
علم رکھتا ہے۔ (101) یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہر چیز کا خالق ہے
فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ
لہٰذا اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر نگران ہے۔ (102) نگاہیں اسے (۲۸) پا نہیں سکتیں جب کہ
وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ [49] ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ
وہ نگاہوں کو پالیتا ہے اور وہ نہایت باریک بین، بڑا باخبر ہے۔ (103) تمہارے رب کی طرف سے
بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ
تمہارے پاس بصیرت افروز دلائل آ گئے ہیں۔ اب جس نے آنکھ کھول کر دیکھا اس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بن گیا
وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ
اس نے اپنا نقصان کیا اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ (104) اور ہم اس طرح آیات مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں جس سے وہ یہ کہیں گے
وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ [50] وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ
کہ آپ نے (کسی سے قرآن) پڑھا ہے اور اس لیے بھی کہ ہم یہ بات اہل علم پر واضح کر دیں۔ (105) آپ کے پروردگار کی طرف سے



## عربی حاشیہ

تھی تو زوجہ بھی ایجاد کی ہوتی اور کم از کم اتنی عقل تو استعمال کرتے کہ جس کے زوجہ نہ ہو اس کی اولاد کس طرح ہو سکتی ہے۔

51- عام طور سے مفسرین نے اس سے صلب پدر اور رحم مادر مراد لیا ہے لیکن اس کا کوئی قرینہ نہیں ہے ایک احتمال یہ ہے کہ خلقت کے بعد ایمان کی طرف اشارہ ہو کہ بعض کا ایمان مستقر اور ثابت ہوتا ہے اور بعض کا متزلزل۔

52- تہ بہ تہ یعنی ایسی بالیاں پیدا کرتا ہے جن میں دانے تہ بہ تہ ہوتے ہیں۔

53- پھل کا نکلنا ایک قدرت خدا ہے اور اس کا پکنا دوسری قدرت کا کرشمہ ہے۔

54- یہ کمال بلاغت ہے کہ لفظ لطیف سے پہلے جملہ کی دلیل بیان کی گئی ہے اور لفظ خبیر سے دوسرے جملہ کی۔

55- کفار کا الزام تھا کہ قرآن وحی نہیں ہے بلکہ رسولؐ نے کسی کے پاس پڑھ لیا ہے۔ پروردگار نے اتمام حجت کے لئے طرح طرح

## اردو حاشیہ

(۲۸) پروردگار کی رویت کے بارے میں جناب موسیٰؑ کے دور سے ایک اختلاف چلا آ رہا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے کفار کہا کرتے تھے کہ خدا کو دکھائی دینا چاہئے اور اب بعض مسلمان اسی سبق کو دہرانے لگے ہیں۔
مالک کائنات نے مسئلہ کو بالکل واضح کر دیا کہ اس کی لطافت رویت کے لئے سازگار نہیں ہے اور وہ بصارت کی زد میں نہیں آ سکتا ہے اور پھر اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ کر دیا کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے کہ تم اس کی زد سے بچ کر نہیں جا سکتے ہو۔

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾

آپ پر جو وحی ہوئی ہے اس کا اتباع کریں، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور مشرکین سے کنارہ کش ہو جائیں۔ (106)

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ

اور اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو یہ لوگ شرک کر ہی نہیں سکتے تھے اور ہم نے آپ کو ان پر نگہبان مقرر نہیں کیا اور نہ ہی

اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

آپ ان کے ذمہ دار ہیں۔ (107) اور اللہ کو چھوڑ کر جنہیں یہ پکارتے ہیں انہیں برا نہ کہو۔ مبادا وہ عداوت

اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ

اور نادانی میں اللہ کو برا کہنے لگے۔ اس طرح ہم نے ہر قوم کے لیے ان کے اپنے کردار کو دیدہ زیب بنایا ہے

عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٨﴾

پھر انہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے پس وہ انہیں بتا دے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔ (108)

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ

اور یہ لوگ اللہ کی پکی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی معجزہ آئے تو یہ اس پر ضرور ایمان لائیں گے۔

بِهَا ۗ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا

کہہ دیجئے: اللہ کے پاس یقیناً معجزے بہت ہیں، لیکن (مسلمانو!) تمہیں کیا معلوم کہ معجزے آبھی جائیں تب بھی یہ

جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ

لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ (109) اور ہم ان کے دل ونگاہ کو اس طرح پھیر دیں گے جس طرح یہ

يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١٠﴾ ع

پہلی مرتبہ اس پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں سرگرداں چھوڑے رکھیں گے۔ (110)

ع ۱۳/۱۰/۱۹



## عربی حاشیہ

کی آیتیں بیان کر دیں کہ اب بھی کہنا چاہیں تو کہیں کہ کسی کے پاس پڑھ لیا ہے۔ کم از کم جاننے والوں پر تو واضح ہوگیا ہے۔

56- یعنی خدا نے انسان کا مزاج ایسا بنایا ہے کہ ہر قوم اپنے عمل کو اچھا سمجھتی ہے ورنہ وہ باطل کو آراستہ کر کے پیش کرے۔ یہ اس کے علم وحکمت کے سراسر خلاف ہے۔

57- یعنی خدا ان کی حقیقت سے باخبر ہے کہ یہ معجزہ کے آنے کے بعد بھی اسی طرح ایمان نہ لائیں گے جس طرح پہلے لائے تھے۔

فائدہ

آیت نمبر ۱۰۸ اسلام کی عظیم ترین سیاسی اور اخلاقی تعلیم ہے کہ اولاً تو سب وشتم کا اثر کبھی بھی اچھا نہیں ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس طرح جاہل افراد پروردگار کو بُرا بھلا کہنے لگتے ہیں اور مسلمان اس جسارت کا سبب بنتا ہے جو کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۹) یہ اسلام کا عظیم اخلاقی نقطہ ہے جس سے اس کی عملی سیاست کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ انسان کی اس کمزوری پر نگاہ رکھتا ہے کہ جب اس کے معبودوں کو برا کہا جائے گا تو وہ بھی تمہارے معبود کو برا کہے گا اور اس طرح خدا کو برا بھلا کہلانے کے مجرم تم خود قرار پاؤ گے۔

(۳۰) کفار آئے دن جدید ترین معجزات کے مطالبات کیا کرتے تھے کہ ہماری پسند کے معجزات دکھلاؤ دو تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے۔ پروردگار نے رسول کی رسالت کی شان کو واضح کر دیا کہ رسولؐ کا کام صرف پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔ وہ مالکِ اختیار نہیں ہے۔ معجزات سب ہمارے اختیار میں ہیں لیکن ہم بھی ان معجزات کو پیش نہ کریں گے کہ ہم تمہارے انجام سے باخبر ہیں اور تمہاری خواہش کا اتباع نہیں کر سکتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى

اور اگر ہم ان پر فرشتے (۱) بھی نازل کردیں اور مردے بھی ان سے باتیں کرنے لگیں

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ

اور ہر چیز کو ہم ان کے سامنے جمع کر دیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے ہاں اگر

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿١١١﴾ وَكَذٰلِكَ

اللہ چاہے (تو اور بات ہے) لیکن ان میں سے اکثر لوگ جہالت میں ہیں۔ (111) اور اسی طرح

جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ

جن وانس کے شیطانوں کو ہر نبی کے لیے ہم نے دشمن قرار (۲) دیا ہے جو ایک دوسرے کو

بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ

فریب کے طور پر ملمع آمیز باتیں سکھایا کرتے ہیں اوراگر آپ کا رب چاہتا تو یہ ایسا نہ کر سکتے

رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ

پس انہیں بہتان تراشی کی حالت میں چھوڑ دیں۔ (112)اور (انہیں یہ مہلت اس لیے ملی ہے) تا کہ

اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا

جوآخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ملمع آمیز باتوں کی طرف مائل رہیں اوروہ اس سے راضی رہیں اور جن حرکتوں میں یہ

مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ [1] ﴿١١٣﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ

لوگ لگے ہوئے ہیں انہی میں مصروف رہیں۔ (113) کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو منصف بناؤں؟ حالانکہ اس نے

اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

آپ کی طرف مفصل کتاب نازل کی ہے اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ قرآن



### عربی حاشیہ

1-ابوحیان اندلسی کا بیان ہے کہ آیت کا انداز بلاغت کا شاہکار ہے کہ پہلے شیاطین کی سرگوشیوں کا ذکر کیا گیا پھران کی طرف دلوں کا جھکاؤ بیان ہوا پھران کی خوشی کا تذکرہ ہوا اور آخر میں ان کے بھی افترااور گناہ میں مبتلا ہوجانے کا ذکر کیا گیا اور حقیقت یہ ہے کہ گمراہی کا کام اس ترتیب سے انجام پاتا ہے۔

### اردو حاشیہ

(۱) کفار کے طرح طرح کے مطالبات کا اجمالی جواب دینے کے بعد تفصیلی معجزات کی طرف اشارہ کیا گیا اور آخر میں یہ کہہ دیا گیا کہ کل کائنات جن وانس وحوش وطیور سب مل کر بھی گواہی دینے لگیں تو بھی یہ ظالم ایمان نہ لائیں گے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بے ایمانوں کا مزاج ہی الگ ہوتا ہے۔تو اگر یہ کل کائنات کی گواہی کا انکار کر سکتے ہیں تو غدیر کے تقریباً سوالاکھ کے مجمع کا انکار کرنے میں کیا زحمت ہے۔

(۲) یہ ایک محاورہ ہے جو ہمیشہ کمال عطا کرنے پر استعمال کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو کمال عطا کیا جاتا ہے تو قہراًاس کے حاسد اور دشمن پیدا ہو جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ نہ کمال دیا ہوتا اور نہ حاسد پیدا ہوتے تو گویا کہ حاسد کمال دینے والے ہی نے پیدا کئے ہیں حالانکہ اس نے کمال پیدا کیا ہے حاسد تو اپنے نفس کی خباثت سے پیدا ہوتے ہیں۔

يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

آپ کے رب کی طرف سے برحق نازل ہوا ہے لہٰذا آپ ہر گز شک کرنے والوں میں سے

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا

نہ ہوں۔ (114) اور آپ کے رب کا کلمہ سچائی اور عدل کے اعتبار سے کامل ہے۔ اس کے کلمات کو تبدیل

مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ

کرنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (115) اور اگر آپ زمین پر

مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

بسنے والے لوگوں کی اکثریت کے کہنے پرچلیں گے تو وہ راہ خدا سے آپ کو بہکا دیں گے

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

یہ لوگ تو صرف ظن پر چلتے ہیں (۳) اور یہ صرف قیاس آرائیاں ہی کیا کرتے ہیں۔ (116) بے شک آپ کا رب

اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ج وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بھٹک گیا اور ہدایت پانے والوں سے بھی وہ خوب آگاہ ہے۔ (117)

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

لہٰذا اگر تم اللہ کی نشانیوں پر ایمان رکھتے ہو تو وہ (ذبیحہ) کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ (118)

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ

اور کیا وجہ ہے کہ تم وہ (ذبیحہ) نہیں کھاتے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے؟ حالانکہ اللہ نے جن چیزوں کو

لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ط وَاِنَّ كَثِيْرًا

اضطراری حالت کے سوا تم پر حرام قرار دیا ہے ان کی تفصیل اس نے تمہیں بتا دی ہے اور بے شک اکثر لوگ



## عربی حاشیہ

2-صداقت وعدالت قول وعمل کے اعتبار سے واقعی بنیادیں ہیں۔لہٰذا ان میں تبدیلی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

3-اگرچہ نبی کے بارے میں غیر خدا کی اطاعت کا تصور نہیں ہے لیکن خدا کو اس لہجہ میں بات کرنے کا حق ہے تا کہ مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ ہوجائے۔

4-واضح رہے کہ گوشت کھانا شرط ایمان نہیں ہے۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صاحبان ایمان صرف وہ گوشت استعمال کرتے ہیں جسے نام خدا لے کر ذبح کیا گیا ہو۔

5- کفار مسلمانوں کو یہ کہہ کر بہکایا کرتے تھے کہ جب انسانوں کے مارے ہوئے کو کھا لیتے ہو تو جسے خدا نے مار دیا ہے اسے کیوں نہیں کھاتے ہو۔ خداوند عالم نے اس کے دونوں پہلوؤں کا جواب دیا کہ نام خدا لیا جائے تو کھانا چاہیے کہ وہ محرمات میں شامل نہیں ہے اور نام خدا نہ لیا جائے تو ہرگز نہ کھایا جائے کہ یہ

## اردو حاشیہ

(۳) اگر دنیا کے تمام مختلف عقائد کا جائزہ لیا جائے اور سب کی مردم شماری کی جائے تو اندازہ ہو گا کہ کائنات کی اکثریت گمراہی کے راستے پر ہے اور اس کے پاس ظن و تخمین کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اکثریت کے فلسفہ کو رد کر دیا ہے اور حق و صدق کے اتباع کا حکم دیا ہے ورنہ اکثریت کے اتباع میں ضلالت اور گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

لَيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

اپنی خواہشات کی بناء پر نادانی میں گمراہ ہوتے ہیں۔ آپ کا رب حد سے تجاوز کرنے والوں کو

بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

یقیناً خوب جانتا ہے۔ (119) اور تم ظاہری اور پوشیدہ گناہوں کو ترک کر دو۔ جو لوگ گناہ کا

يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا

ارتکاب کرتے ہیں بے شک وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔ (120) اور جس

تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ

(ذبیحہ) پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اسے مت کھاؤ کیونکہ یہ سنگین گناہ ہے اور

اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ

شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں یقیناً شکوک پیدا کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے بحث کریں اور اگر آپ نے ان کی

اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا

اطاعت کی تو آپ بھی مشرک بن جائیں گے۔ (121) کیا وہ شخص (۴) جو مردہ تھا پھر ہم نے

فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ

اسے زندہ کر دیا اور اسے روشنی بخشی جس کی بدولت وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے

مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ

اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پھنسا ہوا ہو اور اس سے نکل نہ سکتا ہو؟

لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ

یوں کافروں کے لیے ان کے کرتوت خوشنما بنا دیے گئے ہیں۔ (122) اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں



## عربی حاشیہ

فسق اور نافرمانی ہے اور اس سے نامِ خدا کی عظمت کا انکار لازم آتا ہے۔

ف: لفظ شیاطین شیطان کی جمع ہے اور شیطان ہر باغی، سرکش اور موذی کو کہا جاتا ہے چاہے اس کا تعلق انسان سے ہو یا جنات سے البتہ ابلیس اس ناری مخلوق کا نام ہے جس نے جناب آدمؑ کے سجدہ سے انکار کیا تھا گویا شیطان اسم جنس ہے اور ابلیس اسم خاص۔

ف: آیت نمبر ۱۲۰ میں گناہ کے ساتھ کسب کا لفظ علامت ہے کہ بعض لوگ سرمایۂ حیات کو صرف کر کے گناہوں کا سودا کرتے ہیں۔ اور یہ انتہائی ذلت اور خسارہ کی بات ہے۔

6- شیاطین کا ہر دور میں یہ طریقہ رہا ہے کہ سادہ لوح افراد کے دلوں میں وسوسہ پیدا کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور وہ اہل حق وحقیقت سے لڑتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اسی خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے واضح کر دیا ہے کہ ایسا کرنے والا خود بھی مجرمین ہی میں شمار

## اردو حاشیہ

(۴) یہ اسلام وکفر کی حسین ترین تمثیل ہے کہ انسان گویا مردہ تھا اسلام نے اسے زندہ بنا دیا اور پھر ایک نورانیت عطا کر دی ہے جس کے سہارے لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے یعنی اپنی زندگی کے جملہ مسائل اسی اسلام سے حل کرتا ہے اور ہر مسئلہ میں اسی سے روشنی حاصل کرتا ہے...... اور کافر اسی موت کی تاریکی میں پڑا ہوا ہے جس سے نکلنا نصیب نہیں ہوا اور شیاطین نے کفار کی نگاہ میں اس تاریکی اور موت کی کیفیت ہی کو آراستہ کر دیا ہے کہ وہ اس سے نکلنے کا ارادہ بھی نہیں کر رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ آیات شریفہ جناب حمزہؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں لیکن مضمون بہرحال جامع اور عام ہے جو ہر دور اور ہر جگہ صادق آتا رہتا ہے۔

قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ

وہاں کے بڑے [۵] بڑے مجرموں کو مسلط کر دیا کہ وہاں پر برے منصوبے بناتے رہیں (درحقیقت) وہ غیر شعوری طور پر

اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ

اپنے ہی خلاف منصوبے بناتے ہیں۔ (123) اور جب کوئی آیت ان کے پاس آتی ہے تو کہتے ہیں:

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ

ہم اس وقت تک نہیں مانیں گے جب تک ہمیں بھی وہ چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔ جن لوگوں نے جرم کا ارتکاب کیا ہے انہیں ان کی مکاریوں کی

صَغَارٌ [7] عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

پاداش میں اللہ کے ہاں عنقریب ذلت اورشدید عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔(124)

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ

پس جسے اللہ ہدایت بخشنا [۶] چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا

اور جسے گمراہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو ایسا تنگ گھٹا ہوا کر دیتا ہے

كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ [8] فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى

گویا وہ آسمان کی طرف چڑھ رہا ہو۔ ایمان نہ لانے والوں پر اللہ اس طرح

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ

ناپاکی مسلط کرتا ہے۔ (125) اور یہ آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے



## عربی حاشیہ

ہوتا ہے۔

7-یہ اسلام کا قانونِ جرم وسزا ہے کہ غرور سے کام لیا ہے تو ذلیل ہونا پڑے گا اور مکاری کی ہے تو عذابِ شدید کا سامنا کرنا پڑے گا۔

8-دور قدیم میں یہ مشکل کام کے لئے محاورہ تھا کہ گویا آسمان پر چڑھنے کا مطالبہ کر دیا گیا ہے لیکن آج اس بلاغت کا بھی اندازہ ہو گیا کہ انسان جب فضا میں بلند ہوتا ہے تو سینہ میں ایک مخصوص قسم کی تنگی کا احساس کرتا ہے اور یہ قرآنِ مجید کی عظیم ترین بلاغت اور معنویت ہے۔

## اردو حاشیہ

(۵) سرکار دوعالم کی تسکین قلب کا بہترین سامان ہے کہ اشرار اور شیاطین صرف مکہ میں نہیں ہیں۔ ہر دور میں اور ہر جگہ ایسے مجرمین پیدا ہوتے رہے ہیں اور ان کی پیدائش قوانین فطرت کے عین مطابق ہے لہٰذا اس صورتِ حال کو ہماری طرف بھی منسوب کیا جا سکتا ہے اور ہم نے بھی یہ موقع صرف اس لئے دے دیا ہے کہ ان کی مکاری کا نقصان انہیں کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں ہے اور یہ عقل وشعور سے اتنی دور چلے گئے ہیں کہ انہیں اس نقصان کا اندازہ بھی نہیں ہو رہا ہے۔

(۶) فخر رازی نے اپنے مسلک کی بنا پر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہدایت اور ضلالت دونوں کا ذمہ دار خدا ہے۔ وہی کسی کو ہدایت دیتا ہے اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے حالانکہ آیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ آیت میں صرف دونوں کی کیفیت کا ذکر کیا گیا ہے کہ ہدایت دینے میں دل کشادہ ہوتا ہے اور گمراہی میں دل تنگ ہو جاتا ہے۔ اب ہدایت کہاں سے آتی ہے اور ضلالت کا سرچشمہ کیا ہے یہ مسئلہ اس آیت میں نہیں چھیڑا گیا ہے اور نہ آیت کا اس سے کوئی تعلق ہے۔ یہ مسئلہ قرآن مجید میں بار بار بیان ہو گیا ہے کہ انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ

غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں واضح کر دی ہیں۔ (126) ان کے پروردگار کے ہاں

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ

ان کے اعمال کے عوض ان کے لیے سلامتی کا گھر ہے اور وہی ان کا کارساز ہے۔ (127) اور اس دن

يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ[9] الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ

اللہ سب کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا) اے گروہ جنات! تم نے انسانوں (کی گمراہی) میں بڑا حصہ لیا۔

الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ

انسانوں میں سے جنات کے ہمنوا کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہم نے ایک دوسرے (ے) سے خوب استفادہ کیا ہے

بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ

اور اب ہم اس وقت کو پہنچ گئے ہیں جو وقت تو نے ہمارے لیے مقرر کر رکھا تھا۔ اللہ فرمائے گا: اب آتش جہنم ہی

مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ

تمہارا ٹھکانہ ہے جس میں تم ہمیشہ رہو گے سوائے اس کے جسے اللہ (نجات دینا) چاہے۔ آپ کا رب یقیناً بڑا حکمت والا،

عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا

علم والا ہے۔ (128) اور اس طرح ہم ظالموں کو ان کے ان کرتوتوں کی وجہ سے جو وہ کرتے رہے ہیں

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

ایک دوسرے پر مسلط کریں گے۔ (129) اے گروہ جن وانس! کیا تمہارے پاس

رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ

خود تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو میری آیات تمہیں سناتے تھے



### عربی حاشیہ

9- معشر جمع یا اسم جمع ہے جس کا کوئی واحد نہیں ہے۔ یہاں مراد شیاطین کا گروہ ہے۔

ف: سرکارؐ دوعالم سے دریافت کیا گیا کہ شرح صدر کے معنی کیا ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ایک نور ہے جسے رب العالمین انسان کے قلب میں پیدا کر دیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کا ذہن کشادہ ہو جاتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ انسان اس دارِ فریب سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور دار الخلود کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور وقت گذر جانے سے پہلے ہی موت کے سلسلہ کی مکمل تیاری کر لیتا ہے۔

### اردو حاشیہ

(ے) انسان و جنات دونوں کے شیاطین آپس میں ایسا اتحاد رکھتے ہیں کہ انہیں اُن سے فائدہ ہوتا ہے اور انہیں ان سے۔ انسان جنات کی اطاعت کرتے ہیں تو انہیں ریاست کا درجہ مل جاتا ہے اور جنات انسانوں کے لئے خواہشات ولذات کے نئے نئے راستے کھولتے ہیں تو انہیں فائدہ ہو جاتا ہے انجام کار دونوں ایک دوسرے سے بے زاری کریں گے اور دونوں ہی کو جہنم میں رہنا پڑے گا۔ صدر اسلام میں بلکہ ہر دور میں بعض مسلمان عوام اور حکام کے طرزِ عمل کو دیکھا جائے تو شیاطین کا نقشہ مجسم ہو کر سامنے آ جاتا ہے کہ وہ بیعت لے کر ریاست چلاتے ہیں اور یہ بیعت کر کے بیت المال کی دولت سمیٹتے ہیں اور پھر دونوں کا انجام ایک ہی جیسا ہونے والا ہے۔

لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا ؕ قَالُوۡا شَهِدۡنَا عَلٰۤى اَنۡفُسِنَا وَ

اور آج کے دن کے وقوع کے بارے میں تمہیں متنبہ کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم اپنے خلاف گواہی

غَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وَشَهِدُوۡا عَلٰۤى اَنۡفُسِهِمۡ اَنَّهُمۡ

دیتے ہیں اور دنیاوی زندگی نے انہیں دھوکہ دے رکھا تھا اور آج وہ اپنے خلاف گواہی دے رہے ہیں

كَانُوۡا كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ [10] اَنۡ لَّمۡ يَكُنۡ رَّبُّكَ مُهۡلِكَ

کہ وہ کافر تھے۔ (130) وہ اس لیے کہ آپ کا رب بستیوں کو ظلم سے

الۡقُرٰى بِظُلۡمٍ وَّ اَهۡلُهَا غٰفِلُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ [11]

تباہ نہیں کرتا کہ اس کے باشندے بے خبر ہوں۔ (131) اور ہر شخص کے لیے اس کے

مِّمَّا عَمِلُوۡا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾

اعمال کے مطابق درجات ہوں گے اور آپ کا رب لوگوں کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ (132)

وَرَبُّكَ الۡغَنِىُّ ذُو الرَّحۡمَةِ ؕ اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَ

اور آپ کا رب بے (٨) نیاز، رحمت کا مالک ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں

يَسۡتَخۡلِفۡ مِنۡۢ بَعۡدِكُمۡ مَّا يَشَآءُ كَمَاۤ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنۡ

ختم کر کے تمہاری جگہ جسے چاہے جانشین بنا دے جیسا کہ خود تمہیں

ذُرِّيَّةِ قَوۡمٍ اٰخَرِيۡنَ ﴿۱۳۳﴾ؕ اِنَّ مَا تُوۡعَدُوۡنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَاۤ

دوسروں کی نسل سے پیدا کیا ہے۔ (133) جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے بے شک وہ واقع ہونے ہی والا ہے اور

اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلۡ يٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ

تم اللہ کو مغلوب نہیں کر سکتے۔ (134) کہہ دیجئے: لوگو! تم اپنی جگہ عمل کرتے جاؤ



## عربی حاشیہ

10- یہ اشارہ ہے رسولوں کے بھیجنے کی طرف کہ انھیں اتمام حجت کے لئے بھیجا گیا ہے اور خدا اتمام حجت کے بغیر عذاب نہیں کرتا ہے۔

11- بیشک ہر قسم کے اعمال کے درجات ہیں۔ برائیوں میں ایک انسان کی غلامی سے قوموں کے استحصال تک اور ایک بیٹی کے قتل سے ایٹم بم کی تباہ کاری تک اور نیکیوں میں ایک غریب کی امداد سے قوموں کی زندگی تک اور ایک ظالم کے قتل سے استعمار کے استیصال تک یہ سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

## اردو حاشیہ

(٨) اس نکتہ کے ذریعہ کفار و مشرکین کو توجہ دلائی گئی ہے کہ ہمیں تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہم نے پچھلی قوموں کو ہٹا کر ان کی جگہ پر تمہیں رکھا ہے تو تمہیں بھی فنا کر کے دوسری قومیں آباد کر سکتے ہیں لیکن یہ ہمارا کرم ہے کہ ہم نے تم کو تباہ و برباد نہیں کیا اور راہِ راست پر آنے کا موقع دیا ہے اور اس طرح ہم صرف بے نیاز ہی نہیں ہیں بلکہ قابل حمد بھی ہیں۔ بے نیازی کا تقاضا تھا کہ تمہیں نیست و نابود کر دیتے لیکن یہ حسین وجمیل اعمال کے اختیار کرنے کا تقاضا ہے کہ ہم نے تم کو چھوٹ دے رکھی ہے۔

اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ

میں بھی عمل کرتا ہوں۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کا انجام کار اچھا ہوتا ہے۔ (بہرحال)

الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا

ظالموں کے لئے فلاح کی کوئی گنجائش نہیں۔ (135) اور یہ لوگ اللہ کی

ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ

پیدا کردہ چیزوں مثلاً کھیتی اور چوپاؤں میں اللہ کا ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور اپنے زعم میں

بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ

کہتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ کا اور یہ ہمارے شریکوں (بتوں) کا ہے تو جو (حصہ) ان کے

فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى

شریکوں کے لیے مخصوص ہے وہ اللہ کو نہیں پہنچتا مگر جو (حصہ) اللہ کے لیے متعین ہے

شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ

وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے یہ لوگ کتنے برے فیصلے کرتے ہیں۔ (136) اور اسی طرح

لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

ان کے شریکوں نے اکثر مشرکوں کی نظر میں انہی کے بچوں کے قتل کو ایک اچھے عمل کے طور پر جلوہ گر کیا ہے

لِيُرْدُوْهُمْ [12] وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ [13] شَآءَ

تا کہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر مشتبہ بنا دیں اور اگر اللہ چاہتا

اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَقَالُوْا

تووہ ایسا نہ کر سکتے پس آپ انہیں چھوڑ دیں کہ وہ بہتان تراشی کرتے رہیں۔ (137) اور یہ



## عربی حاشیہ

12- یہ لام لامِ عاقبت کہا جاتا ہے کہ شرکاء نے قتل اولاد کا مشورہ تباہی اور بربادی کی غرض سے نہیں دیا تھا۔ وہ تو اپنے بتوں کی عظمت اور ان کی تقدیس کا اظہار کرنا چاہتے تھے لیکن انجام کار یہی ہوا کہ انسان تباہ ہوتے رہے اور افراد کی آبادی میں نمایاں کمی ہوتی رہی۔

13- یہ لہجہ بار بار پیغمبرؐ اسلام کی تسکین خاطر کے لئے استعمال کیا گیا ہے کہ آپ قوم کے حالات سے رنجیدہ نہ ہوں اور اپنا کام کئے جائیں۔ جب ہم قادر مطلق ہوکر ان کی گمراہی کو برداشت کررہے ہیں تو آپ تو ہماری مشیت کے پابند ہیں۔

ف: بتوں کی طرف سے قتل اولاد کے آراستہ کردینے میں یہ احتمال ہے کہ ان کے نام پر قربانیاں دیتے ہیں یا لڑکیوں کو زندہ دفن کردیتے ہیں یا جانور کا گوشت بڑے پجاریوں پر صرف کرنے کے بعد جب فاقوں کی نوبت آجاتی ہے۔ اپنے ہی بچوں کو ذبح کردیتے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۹) قیامت ہے کہ کل کائنات کو خدا نے پیدا کیا ہے اور بتوں کا اس تخلیق میں کوئی دخل نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بت پرستوں نے یہ نظام بنایا ہے کہ ایک حصہ بتوں کا قرار دے کر خواص کے حوالے کردیا اور ایک معمولی حصہ خدا کے حوالے کردیا۔ پھر اگر دونوں مخلوط ہو گئے تو بتوں کا حصہ خدا کے حصہ سے نکال لیا اور خدا کا حصہ ضائع ہو جانے دیا...... حالانکہ اصولی طور پر دونوں ہی بے نیاز تھے۔ خدا کو کوئی ضرورت نہ تھی اور بتوں کے لئے کوئی مصرف نہ تھا وہ کسی حصہ کو بھی نہ لے سکتے تھے لیکن اس کے باوجود ایسی تقسیم کی گئی جو خدا کی عظمت کی تنقیص اور بتوں کی تقدیس کا ذریعہ تھی اور یہ بدترین فیصلہ تھا جسے کوئی صاحبِ عقل برداشت نہیں کرسکتا۔ واضح رہے کہ گمراہ کرنے میں شرکاء (بتوں) کا ہاتھ نہیں ہوتا ہے۔ وہ تو بالکل بے کس و بے بس ہوتے ہیں۔ یہ کاروبار ان کے نام کے پجاری کیا کرتے ہیں جو ہر ایسی قوم میں ہوتا ہے جہاں ساکت وصامت کو اہمیت دی جاتی ہے اور ناطق کو نظرانداز کردیا جاتا ہے۔

هٰذِهٖٓ اَنۡعَامٌ وَّحَرۡثٌ حِجۡرٌ[14] لَّا يَطۡعَمُهَآ اِلَّا مَنۡ

اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے اپنے زعم میں کہتے ہیں: یہ جانور اور کھیتی ممنوع (۱۰) ہیں

نَّشَآءُ بِزَعۡمِهِمۡ وَاَنۡعَامٌ حُرِّمَتۡ ظُهُوۡرُهَا وَاَنۡعَامٌ

انہیں صرف وہی کھا سکتے ہیں جنہیں ہم کھلانا چاہیں اور کچھ جانور ایسے ہیں جن کی پیٹھ

لَّا يَذۡكُرُوۡنَ اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهَا افۡتِرَآءً عَلَيۡهِ ؕ سَيَجۡزِيۡهِمۡ

(پر سواری یا بار برداری) حرام ہے اور کچھ جانور ایسے ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے۔ اللہ عنقریب انہیں ان کی

بِمَا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوۡا مَا فِىۡ بُطُوۡنِ هٰذِهِ الۡاَنۡعَامِ

بہتان تراشیوں کا بدلہ دے گا۔ (138)اور کہتے ہیں: جو بچہ ان جانوروں کے شکم میں ہے

خَالِصَةٌ لِّذُكُوۡرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزۡوَاجِنَا ۚ وَاِنۡ يَّكُنۡ

وہ صرف ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری بیویوں پر حرام ہے اور اگر وہ بچہ

مَّيۡتَةً فَهُمۡ فِيۡهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجۡزِيۡهِمۡ وَصۡفَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ

مرا ہوا ہو تو وہ سب اس میں شریک ہیں۔ اللہ ان کے اس بیان پر انہیں عنقریب سزا دے گا۔ یقیناً وہ

حَكِيۡمٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدۡ خَسِرَ الَّذِيۡنَ قَتَلُوۡۤا اَوۡلَادَهُمۡ

بڑا حکمت والا، دانا ہے۔ (139)وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے بیوقوفی سے

سَفَهًۢا بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّحَرَّمُوۡا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ[15] افۡتِرَآءً عَلَى

جہالت کی بناء پر اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ نے جو رزق انہیں عطا کیا ہے اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے اسے حرام کر دیا۔

اللّٰهِ ؕ قَدۡ ضَلُّوۡا وَمَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ[16] ﴿۱۴۰﴾ ع وَهُوَ الَّذِىۡۤ

ع ۱۱/۳

بے شک یہ لوگ گمراہ ہو گئے اور ہدایت پانے والے نہ تھے۔ (140)اور وہی ہے



عربی حاشیہ

14-جن جانوروں پر پابندی لگا دی جائے اور مخصوص افراد کے علاوہ کوئی استعمال نہ کر سکے۔

15- خدا نے جن جانوروں کو حلال رزق بنادیا تھا ان لوگوں نے اپنی تقسیم کے ذریعہ انھیں بھی حرام کرلیا اور پھر شیاطین کے چکر میں آکر اور اولاد کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح دنیا و آخرت دونوں کے خسارہ میں رہے۔

16- آیت میں کفار و مشرکین کے سات عیوب کا ذکر کیا گیا ہے اور سب قابل مذمت ہیں۔ خسارہ، سفاہت ، جہالت تحریم حلال، افترا، ضلالت، عدم ہدایت۔ گویا بقول فخر رازی اولاد کا قتل کرنا اور حلال خدا کو حرام کرنا ان سات دفعات کے تحت جرم عظیم ہے۔ کاش امام رازی متعہ کو حرام کرنے والوں کے بارے میں بھی یہی فیصلہ کرتے کہ اس طرح نسلوں کا خون بھی ہوا ہے اور حلال خدا کو حرام بھی بنایا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) اقوامِ عالم میں استحصال کی بیماری ہر دَور میں رہی ہے۔ چنانچہ کفار نے بھی زراعت اور حیوانات کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا۔ کچھ تو مذہب کے ٹھیکیداروں کے لئے مخصوص کیا۔ کچھ کو صرف مردوں کے لئے رکھا۔ کچھ میں دوسرے انداز کا استحصال کیا اور اس طرح عوام الناس کو رزق خدا سے محروم کر دیا۔ جب کہ پروردگار عالم سب کا پالنے والا ہے اور اس نے ان منافع کو سب کے لئے مشترکہ طور پر پیدا کیا تھا اسی لئے اس نے ان حرکات کو مختلف قسم کے عیوب سے تعبیر کیا ہے اور انہیں متوجہ کیا ہے کہ اولاً تو یہ تقسیم ہی غلط ہے پھر اس کا خدا کی طرف منسوب کرنا قیامت بالائے قیامت ہے لیکن استحصال گروں کا طریقہ یہی رہا ہے کہ اپنے سارے خیالات و مزعومات کو مذہب کا نام دے کر خدا کے نام پر رواج دیتے ہیں اور اس طرح اپنے منافع کا انتظام کرتے ہیں۔

فرضی محرمات پر تنقید کرنے کے بعد حلال اشیاء کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے اور اس میں نباتات، حیوانات سب کو شامل کر کے اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ہمارے اس مفصل بیان کے بعد کسی کو اپنی طرف سے حلال و حرام میں دخل اندازی کرنے کا حق نہیں ہے۔ اے کاش امت اسلامیہ بھی اس نکتہ کی طرف متوجہ رہتی اور استحصال پسند عناصر سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی فکر کرتی۔

أَنْشَأَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ

جس نے مختلف باغات پیدا کیے کچھ چھتریوں چڑھے ہوئے بیلوں کی شکل میں اور کچھ بغیر چڑھے

وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ

نیز کھجور اور کھیتوں کی مختلف ماکولات اور زیتون اور انار جو باہم مشابہ بھی ہیں اور غیر مشابہ بھی

مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ

پیدا کئے تیار ہونے پر ان کے پھلوں کو کھاؤ البتہ ان کی فصل کاٹنے کے دن

اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ

اس (اللہ) کا حق ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو بتحقیق اللہ

لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٤١﴾ وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ

فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (141) اور مویشیوں میں کچھ بوجھ اٹھانے والے (پیدا کیے)

فَرْشًا [17] ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

اور کچھ بچھانے (کے وسائل فراہم کرنے) والے۔ اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٢﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ [18] ۚ

اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو؟ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (142) آٹھ جوڑے (۱۱) ہیں

مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

دو بھیڑ کے اور دو بکری کے آپ ان سے پوچھ لیجیے: کیا اللہ نے

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادائیں؟ یا وہ (بچے) جو دونوں ماداؤں



## عربی حاشیہ

17- جن کو لٹا کر ذبح کیا جاتا ہے یا جن کے اون وغیرہ سے فرش بنائے جاتے ہیں۔

18- زوج۔ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کا کوئی جوڑا بھی ہو۔

ضان۔ بھیڑ کے لئے مخصوص ہے اور بکری پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔

معز۔ بکری کو کہتے ہیں جس کا واحد ماعز ہے جو نر اور مادہ دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ابل۔ اونٹ ہے چاہے نر ہو یا مادہ۔ الگ الگ نر کو جمل اور مادہ کو ناقہ کہا جاتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ حق یوم الحصاد سے مراد زکوٰۃ نہیں ہے کہ زکوٰۃ کا حکم مدینہ میں ہجرت کے بعد نازل ہوا ہے اور یہ سورہ مکی ہے یہ حق زکوٰۃ کے علاوہ ہے جو فقراء و مساکین کو محصول لیتے وقت بغور کار خیر دیا جاتا ہے اور دیا جانا چاہیے۔

## اردو حاشیہ

(۱۱) آیات کریمہ میں حلال جانوروں کی تمام قسموں کا تفصیلی تذکرہ کرنے کے بعد ان کفار سے سوال کیا گیا ہے کہ یہ سب تو حلال ہیں۔ اب جن کو تم نے حرام قرار دیا ہے ان کے حرام ہونے کی دلیل کیا ہے۔ کیا تم خدائی قانون سازی کے وقت موجود تھے یا تم نے خود یہ احکام وضع کر لئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ تمہارے موجود ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے افتراء کیا ہے اور احکام خدا میں دخل اندازی ہی سب سے بڑا جرم ہے۔

اس کے بعد اس حرام سازی کی سزا کا اعلان کیا گیا ہے کہ جن چیزوں کو انہوں نے حرام کیا ہے وہ حرام نہیں ہیں البتہ اس کی سزا میں ہم نے ناخن دار جانور اور گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی ہے اور یہ صرف ان کی بغاوتوں کی سزا ہے ورنہ عام حالات میں یہ چیزیں جائز ہیں۔

الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ۙ وَ

(بھیڑ یا بکری) کے پیٹ میں ہیں؟ اگر تم لوگ سچے ہوتو مجھے کسی علمی حوالے سے بتاؤ۔ (143)

مِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ

اور دو اونٹوں میں سے اوردو گایوں میں سے (یہ بھی) پوچھ لیں کہ کیا اس نے دونوں کے

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ

نرحرام کیے ہیں یا دونوں کی مادائیں؟ یا وہ (بچے) جو دونوں ماداؤں کے پیٹ میں ہیں؟

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ

کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ تمہیں یہ حکم دے رہا تھا؟ پس اس سے بڑھ کر

مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ

ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے تا کہ لوگوں کو بغیر کسی علم کے گمراہ کرے؟

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ؑ قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ

بتحقیق اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ (144) کہہ دیجئے: جو وحی [۱۲] میرے پاس آئی ہے۔

مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ

اس میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کھانے والے پر حرام ہو مگر یہ کہ مردار ہو

یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ

یا بہتا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت کیونکہ یہ ناپاک ہیں یا ناجائز ذبیحہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو

رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ

پس اگر کوئی مجبور ہوتا ہے (اور ان میں سے کوئی چیز کھا لیتا ہے) نہ (قانون کا) باغی ہو کر اور نہ (ہی ضرورت سے)



### عربی حاشیہ

19-وہ ناخن دار جانور جن کی انگلیاں الگ الگ نہ ہوں جیسے اونٹ شترمرغ ، بطخ وغیرہ۔

### اردو حاشیہ

(۱۲) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام میں ان چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز کا کھانا حرام نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اب تک جو وحی نازل ہو چکی ہے اس میں اس کے علاوہ کسی اور چیز کا ذکر نہیں ہے یا ان محرمات کا تعلق حیوانیات سے ہے اور حیوانیات کے علاوہ دوسری چیزوں میں اور چیزیں بھی حرام ہو سکتی ہیں لیکن وہ جانوروں کے موضوعِ بیان سے خارج ہیں۔

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ

تجاوز کا مرتکب ہو کر تو آپ کا رب یقیناً بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (145)اور ہم نے

هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ [20] ج وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا

یہود پر ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا تھا اور بکری اور گائے کی چربی حرام کر دی تھی

عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ [21] اَوِ

سوائے اس چربی کے جو ان کی پشت پر یا آنتوں میں

الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ط ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ز صلے

یا ہڈی کے ساتھ لگی ہوئی ہو، ایسا ہم نے ان کی سر کشی کی سزا کے طور پر کیا

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿١٤٦﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ

اور ہم صادق القول ہیں۔ (146) اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ کہہ دیں: کہ تمہارا پروردگار

ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ج وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾

وسیع رحمتوں کا مالک ہے تا ہم مجرموں سے اس کا عذاب ٹالا بھی نہیں جا سکتا۔ (147)

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ

عنقریب (۱۳)مشرکین کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہی ہم

اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ط كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ

کسی چیز کو حرام کرتے۔ اسی طرح ان سے پہلے والوں نے بھی تکذیب کی تھی یہاں تک کہ

مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ط قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ

انہوں نے ہمارا عذاب چکھ لیا۔ کہہ دیجئے: کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے



## عربی حاشیہ

20-پیٹھ کی چربی آنتوں کی چربی۔ حوایا۔ حاویہ کی جمع ہے۔ ہڈیوں سے مخلوط چربی اور دُم کی چربی کو کہا جاتا ہے۔ یعنی ایک ایسی چیز ہے جس میں شکم کے اندر کی تمام چیزیں شامل ہیں۔

21- حجۃ بالغہ ایسی دلیل کو کہا جاتا ہے جو قوت کے اعتبار سے اتنی مضبوط ہو کہ بدی کو بالکل ثابت کردے اور عذر کے تمام راستے بند کردے۔

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید نے مردار، خون اور سور کے گوشت کو رجس سے تعبیر کیا ہے اور بغیر نام خدا کے ذبح ہونے والے جانور کو فسق کہا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ ابتدائی تینوں چیزوں میں ذاتی طور پر کثافت اور نجاست پائی جاتی ہے اور بغیر نام خدا کے ذبح ہونے والے جانور میں کوئی طبی یا طبیعی عیب نہیں ہے بلکہ اس کا عیب صرف اخلاقی اور مذہبی ہے کہ اس کے ذبح کرنے میں اس خدا کو نظر انداز کردیا گیا ہے

## اردو حاشیہ

(۱۳) بے ایمان انسان کی فطرت ہے کہ پہلے اپنے عیب کو حسن ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے بعد جب اس مہم میں ناکام ہو جاتا ہے تو دوسروں کے سر ذمہ داری ڈال دیتا ہے چنانچہ مشرکین نے بھی یہی کیا ہے کہ پہلے اپنے کو حلال وحرام کا ٹھکیدار بنایا۔ پھر جب اس کا اثبات نہ کر سکے تو خدا کو اس کا ذمہ دار بنا دیا

حالانکہ ہرصاحبِ عقل جانتا ہے کہ خدا جبر نہیں کرتا ہے اور وہ جبر کرتا تو ایمان لانے پر کرتا نہ کہ خرافات بکنے پر۔

مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ

جسے ہمارے سامنے لا سکو؟ تم تو صرف گمان کے پیچھے چلتے ہو اور یہ کہ

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ (22) ۚ

تم فقط قیاس آرائیاں کرتے ہو۔ (148) کہہ دیجئے: اللہ کے پاس نتیجہ خیز دلائل ہیں

فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ

پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو (جبراً) ہدایت دے دیتا۔(149)(ان سے) کہہ دیجئے: اپنے گواہوں کو

الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

لے آؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے اس چیز کو حرام کیا ہے پھر اگر وہ (خود ساختہ)

فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

شہادت دیں بھی تو آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی

بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ

پیروی (۱۴) نہ کریں جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور دوسروں کو اپنے رب کے

يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ع قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ

برابر سمجھتے ہیں۔(150) کہہ دیجئے: آؤ میں تمہیں وہ چیزیں بتا دوں جو تمہارے رب نے تم پر

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا

حرام کر دی ہیں وہ یہ کہ تم لوگ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین پر

تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ (23) ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ

احسان کرو اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں

ع ۱۸ / ۶ / ۵



## عربی حاشیہ

جس نے اسے پیدا کر کے انسانوں کے حلال بنا دیا ہے۔

22-املاق۔افلاس ہے کہ تملق اسی سے نکلا ہے کہ غریب آدمی ارباب دولت کی خوشامد کرتا ہے تاکہ ان سے مال حاصل کر سکے۔ اس آیت میں موجود غربت کا ذکر ہے اور دوسرے مقام پر غربت کے خوف کا ذکر ہے اسی لئے یہاں حاضرین کے رزق کا ذکر مقدم کیا گیا ہے اور وہاں اولاد کے رزق کے ذکر کو مقدم کیا گیا ہے۔

23-جاہلیت میں علانیہ زنا حرام تھا اور خفیہ طریقہ سے جائز تھا جس طرح کہ آج کی جاہلیت میں بالجبر حرام ہے اور رضا مندی کے ساتھ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۴) پیغمبرؐ یوں بھی کسی کے خواہشات کا اتباع نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن پروردگار نے تین اسباب بھی بیان کر دیئے ہیں تاکہ مسئلہ عام قانون کی شکل اختیار کر لے۔

۱۔ یہ ہماری آیات کی تکذیب کرنے والے ہیں۔

۲۔ ان کا ایمان روز آخرت پر نہیں ہے۔

۳۔ یہ دوسرے افراد کو پروردگار کے برابر قرار دیتے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ کسی قیمت پر قابل اتباع نہیں ہوتے ہیں۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (24) ج وَلَا

اور انہیں بھی اور علانیہ اور پوشیدہ کسی طور بھی بے حیائی (۱۵) کے قریب نہ جاؤ اور

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ

جس جان کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے

بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا

تا کہ تم عقل سے کام لو۔ (151) اور یتیم کے مال (۱۶) کے نزدیک نہ جانا مگر ایسے طریقے سے جو (یتیم کے لیے)

بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ (25) ج وَاَوْفُوا الْكَيْلَ

بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنے رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا کرو۔

وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ج لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ج وَاِذَا

ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمے داری نہیں ڈالتے اور جب بات کرو

قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ج وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ط

تو عدل کے ساتھ اگرچہ اپنے قریب ترین رشتے داروں کیخلاف ہی کیوں نہ جائے اور اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کرو۔

ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ لا وَاَنَّ هٰذَا

یہ وہ ہدایات ہیں جو اللہ نے تمہیں دی ہیں شاید تم یاد رکھو۔ (152) اور بتحقیق یہی

صِرَاطِيْ (26) مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ

میرا سیدھا راستہ ہے۔ اسی پر چلو اور مختلف راستوں پر نہ چلو ورنہ یہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا کر

بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

پراگندہ کر دیں گے۔ اللہ نے تمہیں یہ ہدایات (اس لیے) دی ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ (153)



## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۵۱ میں دس احکامِ الٰہیہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

24- کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا۔ ۲۔ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ ۳۔اولاد کو قتل نہ کرنا۔ ۴۔بداعمالیوں کے قریب بھی نہ جانا۔ ۵۔کسی بے گناہ کو قتل نہ کرنا۔ ۶۔مالِ یتیم پر غلط تصرف نہ کرنا۔ ۷۔ناپ تول میں انصاف سے کام لینا۔ ۸۔گفتگو میں عدالت کا لحاظ رکھنا۔ ۹۔عہد الٰہی کو پورا کرنا۔ ۱۰۔راہ خدا کا اتباع کرنا اور مختلف راستوں کی طرف نہ جانا۔

سارے احکام دوامی حیثیت رکھتے ہیں اور ان سے بہتر حیات کا کوئی پروگرام ممکن نہیں ہے۔

25- یہ شدت، قوت اور بلندی کے معنی میں ہے کہ بلوغ کی عمر جوانی کی توانائی اور طاقت کی بلندی کے شباب کی عمر ہوتی ہے۔

26- کہا جاتا ہے کہ سرکار دو عالمؐ نے

## اردو حاشیہ

(۱۵) بدکاریوں کا دائرہ بہت وسیع ہے جس میں ہر برا کام شامل ہو جاتا ہے جیسے زنا، لواطہ، ظلم، بے حیائی، جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، شرک، عقوق والدین، قتل نفس محترم، اکلِ مالِ یتیم وغیرہ بعض کو پروردگار نے الگ سے بھی بیان کیا ہے تا کہ اس کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکے اور بعض کو اسی عمومی دائرہ میں شامل رکھا ہے۔

(۱۶) یتیم اسے کہا جاتا ہے جس کا باپ مر گیا ہو لیکن یہ قانون ہر اس شخص کے لئے ہے جو ذاتی طور پر تصرفات کے قابل نہ ہو چاہے بالغ ہی کیوں نہ ہو جیسے دیوانہ اور احمق وغیرہ...... اولیاء کی ذمہ داری ہے کہ ان کے اموال میں تصرف کرنے کے لئے احسن طریقہ اختیار کریں اور جب تک ان کا فائدہ نہ ہو مال کو ہاتھ نہ لگائیں۔

ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ (27) تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا

پھر (١٧) ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تا کہ نیکی کرنے والے پر اپنی نعمت پوری کر دیں اور اس میں ہر چیز کی تفصیل

لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٤﴾ ع

بیان ہو اور ہدایت اور رحمت (کا باعث) ہو تا کہ وہ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لے آئیں۔ (154)

وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ

اور یہ ایک مبارک کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو شاید تم پر

تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ أَن تَقُولُوا إِنَّمَا أُنزِلَ الْكِتَابُ عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ

رحم کیا جائے۔ (155) تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو (١٨) کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر

مِن قَبْلِنَا وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ ﴿١٥٦﴾ أَوْ تَقُولُوا

نازل ہوئی تھی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے۔ (156) یا تم یوں کہتے کہ

لَوْ أَنَّا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ج

اگر ہم پر بھی کتاب نازل ہو جاتی تو ہم ان سے بہتر ہدایت لیتے پس اب تمہارے

فَقَدْ جَاءَكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ج

پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ (28) عَنْهَا ط

اس کے بعد اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کی آیات کی تکذیب کرے

سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ

اور ان سے منہ موڑے؟ جو لوگ ہماری آیات سے منہ موڑ لیتے ہیں انہیں ہم



### عربی حاشیہ

زمین پر ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ یہ شیاطین کے گمراہ کرنے کے راستے ہیں

27- مفسرین نے اس بات پر طویل بحث کی ہے کہ ''ثم'' بعد کے لئے آتا ہے اور توریت قرآن سے پہلے نازل ہوئی ہے حالانکہ واضح سی بات ہے کہ اس کا نزول پہلے ہوا ہے لیکن حوالہ تو بعد ہی میں دیا جا رہا ہے۔

28- صدف۔خود اعراض کرنے اور دوسروں کو منع کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

### اردو حاشیہ

(١٧) اس تذکرہ سے یہودیوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ ہم نے توریت میں تمام احکام تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں تو اب تمہیں ہمارے قانون میں دخل اندازی کرنے کا کیا حق ہے اور یہودیوں کی سرشت کا لحاظ کر کے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ شاید یہ آخرت پر ایمان لے ہی آئیں۔

(١٨) مشرکین کے دو طرح کے اعتراضات تھے۔ ایک تو یہ کہ توریت و انجیل دوسری قوموں پر یعنی دوسری زبانوں میں نازل ہوئی ہیں اور ہم اس کی تعلیم سے بے خبر ہیں لہٰذا ہم سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ تو یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابیں ہیں ہم سے ان کا کیا تعلق ہے۔

پروردگار عالم نے دونوں کا بیک وقت جواب دیا کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اور ایک عرب پر اسی لئے نازل کیا ہے کہ تمہیں کسی طرح کا عذر اور بہانہ کرنے کا موقع نہ ملے اور ہماری حجت تم سب پر تمام رہے۔

بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

اس روگردانی پر بد ترین سزا دیں گے۔ (157) کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ

فرشتے آئیں (۱۹) یا آپ کا رب خود آئے یا آپ کے رب کی کچھ نشانیاں آ جائیں؟ جس روز آپ کے رب کی

يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

بعض نشانیاں آ جائیں گی تو پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا جو (نشانی کے آنے سے)

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا

پہلے ایمان نہ لا چکا ہو یا حالت ایمان میں اس نے کوئی کار خیر انجام نہ دیا ہو۔ کہہ دیجئے:

اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا [29]

انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں۔ (158) جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہوں میں بٹ گئے

لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ

بے شک آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا معاملہ یقیناً اللہ کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتائے گا کہ

بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ

وہ کیا کرتے رہے ہیں۔ (159) جو اللہ کے پاس ایک نیکی لے کر آئے گا اسے دس گنا (۲۰) اجر ملے گا

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

اور جو برائی لے کر آئے گا اسے صرف اسی برائی جتنا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (160)

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ۬ دِيْنًا قِيَمًا

کہہ دیجئے: میرے پروردگار نے مجھے صراط مستقیم دکھائی ہے جو ایک استوار دین ہے۔



## عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ کتاب موسیٰ کے تمام وکامل ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کے بعد کسی کتاب اور شریعت کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ ہر قانون اپنے دور کے لئے کامل ہوتا ہے اس کے بعد دوسرے قانون کی بہرحال ضرورت ہوتی ہے۔ اور شاید یہی راز ہے کہ توریت کو کتاب کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور قرآن مجید کو بینہ کہا گیا ہے کہ اس کے تعلیمات اس قدر واضح اور روشن ہیں کہ اب کسی انکار کی گنجائش نہیں ہے اور نہ کسی دوسری کتاب اور شریعت کی احتیاج ہے۔

29- شیع۔ جمع ہے جس کا واحد ہے شیعہ یعنی گروہ۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مذہب میں گروہ گروہ ہوگئے ہیں لیکن وہ فرقہ جو باطل کے مقابلہ میں ہمیشہ ایک رہا وہ مراد نہیں ہوسکتا ہے۔ صاحب تفسیر المنار کا کہنا ہے کہ اس سے اہلِ کتاب مراد ہیں کہ اگر مسلمان بھی ایسے ہی ہوگئے تو رسول ان سے بھی برأت اور

## اردو حاشیہ

(۱۹) مفسرین کا کہنا ہے کہ ملائکہ سے مراد ملائکہ موت، پروردگار سے مراد کا عذاب اور نشانیوں سے مراد علامات قیامت ہیں کہ ان کے ظہور کے بعد سوائے ایمان اور عمل صالح کے اور کچھ کام نہ آئے گا۔

(۲۰) یہ پروردگار کا نظام مرحمت ہے جس کے بارے میں سرکار دوؐ عالم نے فرمایا ہے کہ نیکیوں کا ثواب دس گناہ اور برائیوں کا عذاب ایک گناہ ہے اور حیرت ہے ان لوگوں پر جو ایک گناہ کو دس گناہ پر مقدم کر دیتے ہیں یعنی دنیا داری کرنا ہے تب بھی یہ سوچنا چاہئے کہ نیکی میں معاوضہ زیادہ ہے اور دین دار ہیں تو یہ احساس کرنا چاہئے کہ ثواب اختیار کرنے کے لائق ہوتا ہے نہ کہ عذاب۔

مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ

یہی ملت ابراہیم (اور توحید کی طرف) یکسوئی کا دین ہے اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ (161) کہہ دیجئے:

صَلَاتِيْ[30] وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ ۙ

میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب یقیناً اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ (162)

لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾

جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ (163)

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ

کہہ دیجئے: کیا میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا رب بناؤں؟ حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور ہر شخص

كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى

اپنے کیے کا خود ذمے دار ہے اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف

رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

لوٹ کر جانا ہے پھر (وہاں) وہ تمہیں بتائے گا جس چیز کے بارے میں تم لوگ اختلاف کرتے تھے۔ (164)

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب [۲۱] بنایا ہے اور تم میں سے بعض پر بعض کے درجات بلند کیے تا کہ

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں وہ تمہیں آزمائے۔ بے شک آپ کا رب (جہاں)

سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع

جلد عذاب دینے والا ہے (وہاں) وہ یقیناً بڑا غفور، رحیم بھی ہے۔ (165)

ع ۲۰ / ۱۱ / ۷ النصف



## عربی حاشیہ

بیزاری کا اعلان کریں گے اور یہ بات یقیناً درست ہے مگر افسوس کہ مسلمان بھی بعد رسول مستحق تبرا ہوگئے۔

30- پہلے والی آیت میں عقیدہ کا ذکر کیا گیا ہے اور اس آیت میں اعمال کا تذکرہ ہے کہ انسانی زندگی کے یہی دونوں جوہر ہیں۔

31- یہ صرف سزا کے بارے میں ہے ورنہ جزا کی منزل میں ہر انسان دوسرے کے عمل سے استفادہ کرسکتا ہے جو بات مطابق عقل بھی ہے اور مطابق شرع بھی۔

ف: جاء بالحسنہ علامت ہے کہ ہر شخص قیامت میں اپنے اعمال کے ساتھ آئے گا اور دس گنا کم سے کم ثواب ہے ورنہ اس سے زیادہ بھی ہوسکتا ہے جس طرح سزا میں مثل باعتبار مقدار عمل نہیں ہے بلکہ اس میں عمل کی کیفیت اور دیگر خصوصیات کا لحاظ بھی شامل ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۱) قرآن مجید نے بار بار اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ روئے زمین میں انسان کی ملکیت مطلق العنانی اور آزادی کے معنی میں نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی نیابت و خلافت ہے جس میں انسان مالک حقیقی کی طرف سے اشیاء پر تصرف کرتا ہے اور اس کی مرضی کے بغیر تصرف کرنا حرام ہے۔ اس نے ظاہری ملکیت بھی دی ہے اور صلاحیتوں کا فرق بھی رکھا ہے اور درجات بھی قائم کئے ہیں لیکن یہ سب امتحان اور آزمائش کے لئے ہے کہ ہم سے کیا لیا ہے اور ہماری راہ میں کیا خرچ کیا ہے یا ہماری دی ہوئی دولت کو کس کی راہ میں خرچ کر دیا ہے اور امانت داری کا پاس ولحاظ کیوں نہیں رکھا ہے۔
رب العالمین ہر مومن کو اس امانت داری کا لحاظ رکھنے کی توفیق کرامت فرمائے۔

اٰیاتہا ۲۰۶ ۷ سُوْرَۃُ الْاَعْرَافِ مَکِّیَّۃٌ ۳۹ رکوعاتہا ۲۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

الٓمّٓصٓ ۝۱ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

الف لام میم صاد۔ (1) یہ کتاب آپ پر (اس لیے) نازل کی گئی ہے کہ آپ اس سے لوگوں کو تنبیہ کریں اور اہل ایمان

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اتَّبِعُوْا مَآ

کے لیے نصیحت ہو پس آپ کو اس سے کسی قسم کی دل تنگی محسوس نہیں ہونی چاہیے۔ (2) اس کتاب کی

اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ط

پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور اس کے سوا دوسرے آقاؤں کا اتباع نہ کرو

قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا

مگر تم نصیحت کم قبول کرتے ہو۔ (3) اور کتنی ایسی بستیاں [1] ہیں جنہیں ہم نے تباہ کیا ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آیا

بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝۴ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ

یا ایسے وقت جب وہ دوپہر کو سو رہے تھے۔ (4) پس جب ہمارا عذاب ان پر آیا

بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۵ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ

تو وہ صرف یہی کہہ سکے: واقعی ہم ظالم تھے۔ (5) پس جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ہر صورت میں

اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۶ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

ان سے سوال کریں گے اور خود پیغمبروں سے بھی ہم ضرور پوچھیں گے۔ (6) پھر ہم پورے علم و آگہی سے



## عربی حاشیہ

1- یہ سورہ مکی ہے۔ اس کی سات آیتیں ۱۶۳ سے ۱۷۰ تک مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور اس کی کل آیتیں ۲۰۶ ہیں۔

2- پہلے نبی کو تبلیغ کا حکم دیا گیا اور پھر قوم کو اطاعت کا..... کہ علماء کی ذمہ داری پہلے ہے اور عوام کی ذمہ داری بعد میں ہوتی ہے۔

3- کہا جاتا ہے کہ قوم لوط پر عذاب رات کے وقت نازل ہوا ہے اور قوم شعیب پر دن کے وقت۔

4- باس شدت و قوت و شجاعت کے معنی میں بھی ہے اور حرج و نقصان کے معنی میں بھی ہے اور اس لئے لاباس کہا جاتا ہے لیکن یہاں پر عذاب الٰہی مراد ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱) آیت میں بیان کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے رسولؐ اکرم کو تبلیغ کا حکم دیا گیا اور یہ اشارہ دیا گیا کہ عوام کے انکار اور ان کے طرزِ عمل سے بددل نہ ہوں۔ اس کے بعد لوگوں کو اطاعت اور اتباع پر آمادہ کیا گیا اور آخرت میں اطاعت نہ کرنے کے انجام کے طور پر اس تباہی کا تذکرہ کیا گیا جس میں گذشتہ قومیں مبتلا ہو چکی ہیں تا کہ انسان کو ہوش آ جائے اور حکمِ الٰہی سے بغاوت نہ کرے۔

بِعِلۡمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيۡنَ ۝٧ وَالۡوَزۡنُ يَوۡمَئِذِ ۨالۡحَقُّ ۚ فَمَنۡ

ان سے سرگزشت بیان کریں گے اور ہم غائب (۲) تو نہیں تھے۔ (7) اور اس دن (اعمال کا) تولنا برحق ہوگا،

ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝٨ وَمَنۡ خَفَّتۡ

پھر جن (کے اعمال) کا پلہ بھاری ہو گا پس وہی فلاح پائیں گے۔ (8) اور جن کا پلہ

مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ بِمَا كَانُوۡا

ہلکا ہوگا وہ لوگ ہماری آیات سے زیادتی کے سبب

بِاٰيٰتِنَا يَظۡلِمُوۡنَ ۝٩ وَلَقَدۡ مَكَّنّٰكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا

خود گھاٹے میں رہے۔ (9) اور ہم نے تمہیں زمین میں بسایا (۳) اور اس میں

لَكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ۝١٠ ع وَلَقَدۡ خَلَقۡنٰكُمۡ

تمہارے لیے سامان زیست فراہم کیا مگر تم کم ہی شکر کرتے ہو۔ (10) بتحقیق ہم نے تمہیں خلق (۴) کیا

ثُمَّ صَوَّرۡنٰكُمۡ ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوۡۤا

پھر تمہیں شکل و صورت دی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے لیے سجدہ کرو پس سب نے

اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ لَمۡ يَكُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ ۝١١ قَالَ مَا مَنَعَكَ

سجدہ کیا صرف ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ تھا۔ (11) فرمایا: تجھے کس چیز نے

اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ ۚ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ

سجدہ کرنے سے باز رکھا جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا؟ بولا: میں آدم سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے

نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ۝١٢ قَالَ فَاهۡبِطۡ مِنۡهَا فَمَا يَكُوۡنُ

پیدا کیا (۵) ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (12) فرمایا: یہاں سے اتر جا! تجھے حق نہیں کہ



## عربی حاشیہ

5- مفسرین نے قیامت کے ترازو کے بہت سے اوصاف بیان کئے ہیں حالانکہ ظاہر یہی ہے کہ میزان ہراس شئے کا نام ہے جس سے نیک وبد کا حساب لگالیاجائے چاہے وہ انسان ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ حضرت علیؑ کو ''میزان الاعمال'' کہا گیا ہے۔

6- یہ لا زائدہ ہے اس لئے کہ شیطان سجدہ کرنے سے رکا تھا نہ کرنے سے نہیں لیکن یہ حرف زائد عین بلاغت ہے جیسا کہ ترجمہ سے اندازہ ہو گیا ہوگا۔

7- یہ دلیل ہے کہ آگ میں بھی صلاحیت حیات پائی جاتی ہے اور ہر مخلوق کا حساب الگ الگ ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۶ میں سوال کی تاکید ان آیات کے منافی نہیں ہے جن میں سوال کرنے کی نفی کی گئی ہے اس لئے کہ قیامت کے مختلف مراحل ہیں بعض میں منہ پر مہر لگی ہوگی۔ بعض میں سوال وجواب ہوگا اور بعض

## اردو حاشیہ

(۲) محاسبہ کا صحیح انداز یہی ہے کہ پہلے قوموں سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے تعلیمات پر کس حد تک عمل کیا ہے۔ پھران کے رسولوں سے ان کے بیانات کے بارے میں دریافت کیا جائے اور آخر میں متوجہ کر دیا جائے کہ ہمارے یہاں غلط بیان کا امکان نہیں ہے کہ ہم خود بھی ہر واقعہ میں حاضر تھے اور کسی منزل پر غائب نہیں تھے۔

(۳) بعض مفسرین نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ یہ پروردگار کا سب سے بڑا کرم ہے کہ اس نے انسان کو تسخیر طبیعت کی طاقت دے دی ہے ورنہ انسان کو اس کی کمزوری کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو وہ کائنات کے کسی ذرّہ سے استفادہ کرنے کے لائق نہ ہوتا۔

(۴) اولاد آدم پر تخلیق اور تصویر کا احسان جتانے کے بعد اس کرامت کی طرف متوجہ کیا گیا جو اسے نسلی طور پر حاصل ہوئی ہے کہ اس کے باپ کے سامنے ملائکہ سے سجدہ کرا دیا گیا تھا۔

(۵) شیطان نے حکم خدا کے مقابلہ میں اپنے قیاس کا سہارا لیا اور قابل لعنت ہو گیا جو اس بات کی علامت ہے کہ احکام خدا میں قیاس کی گنجائش نہیں ہے اور قیاس انسان کو قابل لعنت بنا دیتا ہے۔.....لیکن شیطان نے اتنا ضرور واضح کر دیا کہ افضل کو غیر افضل کے سامنے نہیں جھکایا جا سکتا اور یہی وہ نکتہ ہے جسے صدر

لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿١٣﴾ قَالَ

یہاں تکبر کرے پس نکل جا! تیرا شمار ذلیلوں میں ہے۔ (13) بولا:

اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٥﴾

مجھے روز قیامت تک مہلت دے۔ (14) فرمایا: بے شک تجھے مہلت دی گئی۔ (15)

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ[8] الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٦﴾ لا

بولا: جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی تیرے سیدھے راستے پر ان کی گھات میں ضرور بیٹھا رہوں گا۔ (16)

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ

پھر ان کے آگے پیچھے[٦] دائیں بائیں (ہر طرف) سے ضرور

اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾

انہیں گھیر لوں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ (17)

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

فرمایا: تو یہاں سے ذلیل و مردود ہو کر نکل جا! ان میں سے جو بھی تیرا اتباع کرے گا

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ

تو میں تم سب سے جہنم کو ضرور بھر دوں گا۔ (18) اور اے آدم! آپ اور آپ کی زوجہ

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ

اس جنت میں سکونت اختیار کریں اور دونوں جہاں سے چاہیں کھائیں مگر اس درخت کے نزدیک نہ جانا

الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ

ورنہ آپ دونوں ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔ (19) پھر شیطان نے انہیں بہکایا



## عربی حاشیہ

مراحل میں اعضاء وجوارح سے حقائق کا اظہار ہوگا یعنی سوال وجواب الفاظ میں نہ ہوگا بلکہ فطری اعتبار سے جواب نمایاں ہوجائے گا۔

8- یہ علامت ہے کہ شیطان صراط مستقیم کے آس پاس ہی ملتا ہے ورنہ بہکانے کے لئے افراد کہاں سے لائے گا۔

## اردو حاشیہ

اسلام کے مسلمان نہ سمجھ سکے اور نفس پیغمبرؐ سے بیعت لینے کے لئے تیار ہو گئے۔

(٦) جب شیطان نے چاروں سمتوں پر قبضہ کرلیا تو قدرت نے فوق وتحت کے دوراستے کھول دیئے کہ آسمان سے رحمت نازل ہو گی اور زمین سے رحمت کے چشمے پھوٹیں گے اور انسان شیطانی بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔

لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا

تا کہ اس طرح ان دونوں کے شرم کے مقامات جو ان سے چھپائے رکھے گئے تھے ان کے لیے نمایاں ہو جائیں

رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا

اور کہا: تمہارے رب نے اس درخت سے تمہیں صرف اسے لیے منع کیا ہے کہ مبادا تم فرشتے بن جاؤ

مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ[9] اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾

یا زندہ جاوید بن جاؤ۔ (20) اور اس نے قسم کھا کر دونوں (۷) سے کہا: میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ (21)

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا

پھر فریب سے انہیں (اس طرف) مائل کر دیا۔ جب انہوں نے درخت کو چکھ لیا تو ان پر

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ[10] عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ

ان کے شرم کے مقامات نمایاں ہو گئے اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر جوڑنے لگے اور ان کے رب نے

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

انہیں پکارا: کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟ اور تمہیں بتایا نہیں تھا کہ شیطان

لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ سکتة وَاِنْ لَّمْ

یقیناً تمہارا کھلا دشمن ہے؟ (22) دونوں نے کہا: پروردگارا! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف

تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا[11]

نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (23) فرمایا: ایک دوسرے کے

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ

دشمن بن کر نیچے اتر جاؤ اور زمین میں ایک مدت تک تمہارا قیام اور سامان



## عربی حاشیہ

9- منافقین نے اس نسخہ کو سیکھ لیا تھا کہ نبی کی نظر میں اعتبار پیدا کرنے کے لئے قسم کا سہارا لینا چاہیے۔

10- جناب آدم وحوا کو جنت جیسی جگہ پر ستر پوشی کا خیال تھا۔ یہ ان کے کمال نفس کی علامت ہے ورنہ اولاد آدم تو دنیا میں بھی لباس سے بے نیاز ہوتی جا رہی ہے۔

11- جناب آدم، حوا اور ابلیس سب مخاطب ہیں اور اولاد آدم کا فرض ہے کہ شیطان کو اپنا دشمن سمجھے اور اس سے ہوشیار رہے کہ سب سے خطرناک دشمن وہی ہوتا ہے جو نظر نہیں آتا ہے۔ شیطان انسان کو دیکھ رہا ہے اور انسان شیطان کو دیکھنے سے قاصر ہے۔

ف: واضح رہے کہ جناب آدم کے لئے شجرہ کے قریب جانے کی ممانعت اگرچہ بطریق ترک اولیٰ تھی لیکن خلیفہ اللہ کے لئے ترک اولیٰ بھی اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ اسے اس قسم کے نتائج سے دوچار ہونا پڑے جن سے جناب آدم کو

## اردو حاشیہ

(۷) شیطان نے اکثریت کا ذکر کے کے واضح کر دیا کہ ایک اقلیت پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا۔ وہ صرف اکثریت ہی کو گمراہ کر سکتا ہے۔

(۸) شیطان نے جناب آدمؑ کو جنت سے نکالنے کے لئے تقریر بھی کی، قسم بھی کھائی، تدبیر بھی بتائی اور بہت سے جتن کئے حالانکہ جناب آدمؑ خلیفہ ارض تھے اور انہیں دنیا میں آنا ہی تھا۔ شیطان نے وہ راستہ نکال دیا جس کے ذریعہ وہ دنیا میں آ گئے۔ صرف وہ راستہ شیطان کے بیان پر اپنانے کی بناء پر ترک اولیٰ کے مرتکب ہو گئے اور قرآن مجید نے یہ مرقع عبرت محفوظ کر لیا کہ خبردار شیطان کوئی کام کی بات بھی بتائے تو اس کے کہنے پر اعتماد نہ کرنا۔ وہ کسی کا دوست نہیں ہے۔ اس کا کاروبار گمراہ کرنے کا ہے اور وہ اس سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ جناب آدمؑ جنت سے باہر آئے تو لباس ساتھ نہ آ سکا۔ اب ان بندوں کا کیا مرتبہ ہوگا جن کے واسطے اس دنیا میں رہ کر جنت سے لباس آیا ہو۔

اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيۡهَا تَحۡيَوۡنَ وَفِيۡهَا تَمُوۡتُوۡنَ وَمِنۡهَا

زیست ہوگا۔(24)فرمایا: زمین ہی میں تمہیں جینا اور وہی تمہیں مرنا ہوگا اور (آخرکار) اسی میں سے

تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۲۵﴾ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسًا يُّوَارِىۡ

تمہیں نکالا جائے گا۔(25)اے فرزندان آدم!(۹)ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا جو تمہارے شرم کے مقامات کو

سَوۡاٰتِكُمۡ وَرِيۡشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقۡوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيۡرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنۡ

چھپائے اور تمہارے لیے آرائش بھی ہو اور سب سے بہترین تو لباس تقویٰ ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے

اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ الشَّيۡطٰنُ

شاید یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ (26)اے اولاد آدم! شیطان تمہیں کہیں اس طرح نہ بہکادے

كَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَيۡكُمۡ مِّنَ الۡجَنَّةِ يَنۡزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا

جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا (۱۰) اور انہیں بے لباس کیا تا کہ ان کے

سَوۡاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰٮكُمۡ هُوَ وَقَبِيۡلُهٗ مِنۡ حَيۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡ ؕ

شرم کے مقامات انہیں دکھائے۔ بیشک شیطان اور اس کے رفیق کار تمہیں ایسی جگہ سے دیکھ رہے ہوتے ہیں

اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّيٰطِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا

جہاں سے انہیں تم نہیں دیکھ سکتے ہم نے شیاطین کو ان لوگوں کا آقا بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔(27)اور جب

فَعَلُوۡا فَاحِشَةً قَالُوۡا وَجَدۡنَا عَلَيۡهَاۤ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا

یہ لوگ کسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے پایا ہے اور اللہ نے

بِهَا ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ ؕ اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ

ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ کہہ دیجئے: اللہ یقیناً بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہو



## عربی حاشیہ

دوچار ہونا پڑا۔

اور ان نتائج کا راز بھی شاید یہ تھا کہ جناب آدم کے لئے وہ دور مستقبل کی تیاری کا دور تھا تو انھیں شیطان کی کسی بات کو قبول کرنے پر اتنے سنگین نتائج سے دوچار ہونا پڑا کہ آئندہ پر آگاہ رہیں اور اپنی اولاد کو آگاہ کرتے رہیں۔

12-سوءا ۃ۔ ہروہ چیز جس کا تذکرہ برا سمجھا جاتا ہو۔ یہاں شرمگاہ مراد ہے۔ خدانے تین طرح کے لباس قرار دیئے ہیں۔ لباس ستر جس سے شرمگاہ کا پردہ ہوتا ہے۔ لباس ریش جس سے زینت و آرائش کا انتظام کیا جاتا ہے اور لباس تقویٰ جس سے گناہوں کی گرمی اور سردی سے حفاظت کی جاتی ہے اور سب سے بہتر یہی لباس ہے جو دنیا اور آخرت دونوں مقامات پر کام کرتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۹) جناب آدمؑ و حواؑ کا قصہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے لیکن اس کا مقصد عالم انسانیت کو پرانے واقعات سے باخبر رکھنا یا کہانیاں سنانا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آدمؑ کی اولاد ان واقعات سے عبرت حاصل کرے جیسا کہ خود آیات میں اشارہ کیا گیا ہے اور بار بار شیطان کو دشمن کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اولاد آدم کا دشمن کہا گیا ہے حالانکہ اس کی دشمنی براہِ راست جناب آدمؑ سے تھی لیکن اس نے انتقام کا عہد کرلیا ہے لہٰذا تحفظ کا انتظام ضروری ہے۔

(۱۰) بعض واعظین کرام نے نہایت حسین نکتہ بیان کیا ہے کہ جنت میں رہ جانا آسان ہے اور باہر سے جانا مشکل ہے لیکن جب شیطان اپنی اس مکاری میں ''بظاہر'' کامیاب ہوگیا کہ جو جنت میں تھے انہیں باہر نکال لایا تو اولاد آدمؑ اپنے بارے میں کیا سوچ رہی ہے اور اس نے اپنے کو کیوں کر مطمئن بنالیا ہے جب کہ جنت میں معصیت کا امکان نہ تھا اور جناب آدمؑ معصوم بندے تھے اور دنیا دار تکلیف ہے۔ یہاں گناہ کا بھی امکان ہے اور اولاد آدم معصوم بھی نہیں ہے۔

مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸﴾ قُلۡ اَمَرَ رَبِّیۡ بِالۡقِسۡطِ ۟ وَ اَقِیۡمُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ

جن کا تمہیں علم ہی نہیں؟ (28) کہہ دیجئے: میرے رب نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ

عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ [13] وَّ ادۡعُوۡهُ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ ۬ؕ

ہر عبادت کے وقت تم اپنی توجہ مرکوز رکھو اور اس کے مخلص فرمانبردار بن کر اسے پکارو۔ جس طرح اس نے تمہیں ابتدا میں

كَمَا بَدَاَكُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ ﴿ؕ۲۹﴾ فَرِیۡقًا هَدٰی وَ فَرِیۡقًا

پیدا کیا ہے اسی طرح پھر پیدا کیے جاؤ گے۔ (29) اس نے ایک گروہ کو ہدایت دے دی ہے اور دوسرے

حَقَّ عَلَیۡهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ

گروہ پر گمراہی پیوست ہو چکی ہے ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیاطین (۱۱) کو

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ

اپنا آقا بنا لیا ہے اور بزعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ ہدایت یافتہ ہیں۔ (30) اے بنی آدم!

خُذُوۡا زِیۡنَتَكُمۡ عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ [14] وَّ كُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا

ہر عبادت کے وقت اپنی زینت (۱۲) (لباس) کے ساتھ رہو اور کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو۔

تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّهُ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿ع۳۱﴾ قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَةَ [15]

(ع ۳ / ۶ / ۱۰)

اللہ اسراف کرنے والوں کو یقیناً دوست نہیں رکھتا۔ (31) کہہ دیجئے: اللہ کی اس زینت کو

اللّٰهِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ قُلۡ هِیَ

جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی کس نے حرام کیا اور پاک رزق کو؟ کہہ دیجئے:

لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا خَالِصَةً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ

یہ چیزیں دنیاوی زندگی میں بھی ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن تو خالصتاً انہی کے لیے ہوں گی



## عربی حاشیہ

13- اقامۂ وجہ سے مراد عبادت ہے اور ''کل مسجد'' سے مراد کوئی ایک مسجد ہے ورنہ ایک انسان ہر مسجد میں عبادت نہیں کرسکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عبادت مسجد ہی میں ہو چاہے کہیں بھی ہو۔

14- مسجد اسم ظرف ہے جس کے معنی مکان سجدہ یا زمان سجدہ کے ہیں۔

15- زینت کو اپنی طرف منسوب کر کے اس کی حلیت کا بھی اعلان کیا ہے اور یہ بھی واضح کردیا ہے کہ زینت وہی ہے جسے خدا اپنا بنا سکے۔

## اردو حاشیہ

(۱۱) قرآن مجید نے مسجدوں میں عبادت نہ کرنے والوں کو گمراہ قرار دیا ہے اور گمراہی کا راز شیطانوں کی دوستی کو قرار دیا ہے۔ لہٰذا صاحبانِ ایمان کا فرض ہے کہ مساجد میں عبادت کریں اور اخلاص کے ساتھ عبادت کریں۔ اس میں ریاکاری کو شامل نہ ہونے دیں کہ خدا سب کو روزِ قیامت اپنی بارگاہ میں حاضر کرنے والا اور ان کے اعمال کا محاسبہ کرنے والا ہے۔

(۱۲) جاہلیت کے دور میں عربوں کا خیال تھا کہ جن کپڑوں میں گناہ کئے ہیں ان میں طواف نہیں ہوسکتا اور جن میں طواف ہوتا ہے وہ استعمال نہیں ہو سکتے اور اس بنا پر برہنہ طواف کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اس کی سختی سے ممانعت کی۔ پہلے وقت عبادت زینت کا حکم دیا پھر طیبات اور زینت کو حرام کرنے والوں کی تنبیہہ کی تا کہ کسی کو اپنی طرف سے حلال وحرام تیار کرنے کا موقع نہ ملے اور پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ طیبات صاحبانِ ایمان ہی کا حصہ ہیں لہٰذا ان سے پرہیز نہیں کرنا چاہئے البتہ اسراف سے محفوظ رہنا چاہئے کہ پروردگار اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا

ہم اہل علم کے لیے آیات کو اس طرح کھول کر بیان کرتے ہیں۔(32) کہہ دیجئے:

حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ[16] مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَ

میرے رب نے علانیہ اور پوشیدہ بے حیائی کے ارتکاب، گناہ، ناحق زیادتی اور

الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

اس بات کو حرام کیا ہے کہ تم اللہ کے ساتھ اسے شریک ٹھہراؤ جس کے لیے اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری

سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ

اور یہ کہ تم اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرو جنھیں تم نہیں جانتے۔ (33)اور ہر قوم کے لیے

اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ

ایک وقت مقرر ہے پس جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو نہ ایک گھڑی

لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

تاخیر کر سکتے ہیں اور نہ جلدی۔ (34)اے اولاد آدم! اگر تمہارے پاس خود تم ہی میں سے رسول آئیں

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا

جو تمھیں میری آیات سنایا کریں تو (اس کے بعد) جو تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

پس انہیں نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ محزون ہوں گے۔ (35)اور جو لوگ ہماری آیات کی

بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

تکذیب کرتے ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں وہی اہل جہنم ہیں جہاں وہ



## عربی حاشیہ

16-فواحش تمام برے قسم کے اعمال ہیں چاہے ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے۔
اثم۔ ہر خلاف حکم پروردگار بات جسے گناہ کہا جاتا ہے۔
بغی بغیر الحق۔ یعنی ظلم۔

## اردو حاشیہ

خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

ہمیشہ رہیں گے۔ (36)اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر

كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ [17] ؕ

جھوٹ (۱۳) بہتان باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے؟ ایسے لوگوں کو وہ حصہ ملتا رہے گا

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا

جوان کی قسمت میں لکھا ہے چنانچہ جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کی قبض روح کے لیے آئیں گےتو کہیں گے:

كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟ وہ کہیں گے: وہ ہم سے غائب ہو گئے

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ

اور اب وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ واقعی کافر تھے۔ (37) اللہ فرمائے گا: تم لوگ

خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا

جن و انس کی ان قوموں کے ہمراہ جہنم میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جا چکی ہیں۔

دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا

جب بھی کوئی جماعت جہنم میں داخل ہو گی اپنی ہم خیال جماعت پر لعنت بھیجے گی

جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ [18] لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ

یہاں تک کہ جب وہاں سب جمع ہو جائیں گے تو بعد والی جماعت پہلی کے بارے میں کہے گی: ہمارے رب!

عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا

انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا لہٰذا انہیں آتش جہنم کا دوگنا عذاب دے اللہ فرمائے گا: سب کو دوگنا عذاب ملے گا لیکن تم



## عربی حاشیہ

17- کتاب سے مراد قسمت کا لکھا ہوا۔ جوجس کے حصہ میں رزق یا عمر کا حصہ طے ہوگیا ہے وہ اُسے بہرحال ملے گا چاہے مومن ہو یا کافر۔

18-اولیٰ اور اخریٰ سے مراد فقط قبل و بعد کے زمانے والے نہیں ہیں بلکہ پیر اور ان کے مرید بھی ہیں اور اسی لئے بعد والوں نے کہا کہ انھوں نے ہمیں گمراہ کیا ہے۔

ف: واضح رہے کہ بعض مفسرین نے ''لکل امتہ اجل'' میں امت سے مذہب مرادلیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام کا بھی خاتمہ ہوجائے گا اور اس کے بعد دوسرے دین کی ضرورت پڑے گے۔ حالانکہ قرآن مجید میں ۶۴ مقامات پر لفظ امت استعمال ہوا ہے اور ہر مقام پر گروہ کے معنی میں ہے کسی مقام پر مذہب کے معنی میں نہیں ہے۔

اسی طرح بعض افراد نے ''امایاتینکم'' کا مخاطب مسلمانوں کوقرار دے کر یہ نتیجہ بھی نکالا

## اردو حاشیہ

(۱۳) آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ الزام لگانے والوں نے خدا کو بھی معاف نہیں کیا اور اس کے خلاف الزام تراشتے رہے ہیں اور اس کی اپنی آیتوں کی بھی تکذیب کرتے رہے ہیں۔

یہ تو پروردگار کا کرم تھا کہ اس نے دار دنیا میں نہ روزی بند کی اور نہ زندگی کم کر دی بلکہ جس قدر طے کر دیا تھا وہ سب دے دیا اور اصل حساب کو آخرت کے حوالے کر دیا۔ جب اہلِ تقویٰ اور صلاح والوں کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا نہ حزن اور کفار ومشرکین اور تکذیب کرنے والوں کا نہ کوئی ٹھکانہ ہوگا نہ سہارا اور ان کا انجام بہت برا ہوگا۔

(۱۴) اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کے نفسیات کا بنیادفرق یہ ہے کہ اہلِ جنت میں ایک دوسرے سے ہمدردی ہوگی اور اہلِ جہنم میں ایک دوسرے کے بارے میں بدترین عذاب کا تقاضا کرے گا اور ایک دوسرے کے اعمال کی طرف اشارہ کر کے یہ کہے گا کہ اس کے عذاب میں اضافہ کر دیا جائے۔

یہ صورتِ حال اس بات کی علامت ہے کہ انسان کو اپنے اعمال وافعال کے بارے میں خود اپنی عقل سے فیصلہ کرنا چاہئے اور دوسروں کے بہکانے میں نہیں آنا چاہئے۔

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا

نہیں جانتے۔ (38) ان کی پہلی جماعت دوسری جماعت سے کہے گی:

مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ

تمہیں ہم پر کون سی بڑائی حاصل ہے؟ پس تم اپنے کیے کے بدلے عذاب چکھو۔ (39)

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ

جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور ان سے تکبر کیا ہے ان کے لیے آسمان کے

اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ

دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور ان کا جنت میں جانا اس طرح محال ہے جس طرح سوئی کے ناکے سے

سَمِّ[19] الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ

اونٹ کا گزرنا اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔ (40)ان کے لیے جہنم ہی

مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

اوڑھنا اور بچھونا [۱۵] ہو گی اور ہم ظالموں کو ایسا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ (41)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا

اور ایمان لانے والے اور نیک اعمال بجا لانے والے اہل جنت ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وُسْعَهَآ ۡ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ

ہم کسی شخص کو (نیک اعمال کی بجا آوری میں) اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ دار نہیں ٹھہراتے۔(42)اور

نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ[20] تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ

ہم ان کے دلوں میں موجود کینے نکال دیں گے۔ان کے (محلات کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی



## عربی حاشیہ

ہے کہ اس کے بعد بھی رسول آنے والے ہیں حالانکہ آیت کا تسلسل گواہ ہے کہ مخاطب دورِ آدم سے دور خاتم تک کا عالم بشریت ہے اور ان کے سامنے مرسلین برابر آتے رہے ہیں اس کا بالخصوص امت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

19- سم الخیاط۔ سوئی کے ناکہ کا نام ہے اور یہ مثل اس وقت استعمال ہوتی ہے جب کہ عمل کے ناممکن ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے۔

20- یہ علامت ہے کہ اہل بغض وحسد جنت میں نہیں جاسکتے ہیں اور جنت میں جانے والوں کی شان یہ ہے کہ ان میں بغض وحسد نہ ہوگا اور نہ اس کی کوئی وجہ ہے اس لئے کہ بغض وحسد وہاں ہوتا ہے جہاں غربت و دولت اور شہرت وگمنامی جیسے عناصر پائے جاتے ہیں۔

ف: جنت کے وراثت ہونے کی ایک توجیہہ روایات میں یہ وارد ہوئی ہے کہ فطری طور پر ہرانسان میں جنت وجہنم دونوں کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور گویا اس کی جگہ دونوں جگہ موجود

## اردو حاشیہ

(۱۵) جہنم کے عذاب کا یہ مختصر ترین نقشہ ہے کہ نیچے آگ کا فرش ہوگا اور اوپر آگ کا اوڑھنا ہوگا۔ آسمان کے دروازے بند ہوں گے اور جنت میں جانے کا کوئی امکان نہ ہوگا...... یہ مادی اور معنوی تکلیف انسان کے لئے ناقابل تصور ہے اور انسان تصور کرلے تو گناہ کرنے کی جرات بھی نہ پیدا ہوسکے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

اور وہ کہیں گے: ثنائے کامل ہے اس اللہ کی جس نے ہمیں یہ راستہ دکھایا اور اگر اللہ ہماری راہنمائی نہ فرماتا

لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ

تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ یقیناً ہمارے رب کے پیغمبر حق لے کر آئے اور اس وقت ان (مومنین) کو یہ ندا آئے گی

وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾

کہ یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے صلے میں ہے جنہیں تم بجا لاتے رہے ہو۔ (43)

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا

اور اہل جنت اہل جہنم سے پکار کر کہیں گے: ہم نے وہ تمام وعدے سچے پائے جو ہمارے پروردگار نے

وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا

ہم سے کیے تھے۔ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدوں کو سچا پایا؟ وہ جواب دیں گے:

نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ۙ

ہاں تو ان (دونوں) کے درمیان میں سے ایک پکارنے والا پکارے گا: ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (44)

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ[21] عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ

جو لوگوں کو راہ خدا سے روکتے اور اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور

هُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ[22]

وہ آخرت کے منکر ہیں۔(45) اور (اہل جنت اور اہل جہنم) دونوں کے درمیان ایک حجاب ہو گا

رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

اور بلندیوں (۱۷) پر کچھ ایسے افراد ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی شکلوں سے پہچان لیں گے اور اہل جنت سے پکار کر کہیں گے:



## عربی حاشیہ

ہے۔ اب اس کے بعد مومن نیک عمل کر کے جنت میں کافر کو ملنے والی جگہ حاصل کر لیتا ہے اور کافر اپنی بداعمالیوں سے جہنم میں مومن کو ملنے والی جگہ لے لیتا ہے اور دونوں ایک طرح کے وارث ہو جاتے ہیں۔

لیکن ایک توجیہ یہ بھی ممکن ہے کہ وراثت بلا زحمت ملکیت کا نام ہے اور اہل جنت کو جنت اگرچہ اعمال خیر کے نتیجہ میں ملی ہے لیکن ان اعمال کا مقصد جنت کا حصول نہیں تھا بلکہ رضائے خدا کا حصول تھا۔

21-لعنت کے حقدار تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

۱۔ راہ خدا سے روکنے والے

۲۔ اخلاص کے بجائے کجی پیدا کرنے والے۔

۳۔ آخرت کا انکار کرنے والے۔

22- اعراف عرف کی جمع ہے یعنی بلند مقامات۔

## اردو حاشیہ

(۱۶) اہلِ جنت کی یہی خصوصیت ہے کہ ان کے سینوں میں بغض و حسد کا گذر نہیں ہے اور انہوں نے ہمیشہ دوسروں کا خیال رکھا ہے اور اسی لئے پروردگار نے انہیں جنت کا وارث قرار دے دیا ہے اور وارثت سے ان کے استحقاق اور اختیار کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۱۷) یہ بات مسلمات میں ہے کہ جنت و جہنم کے درمیان ایک طبقہ ہے جسے اعراف کہا جاتا ہے اور اس میں وہ تمام افراد رکھے جائیں گے جو جنت یا جہنم کے مستحق نہ ہوں گے۔

چاہے ان کے نیک و بداعمال برابر ہوں یا وہ کسی وجہ سے جنت میں یا جہنم میں جانے کے قابل نہ ہوں کہ بہت سے افراد ایسے ہیں جن کے پاس نہ ایسی نیکیاں ہوں گی جن سے جنت کا استحقاق پیدا کر سکیں اور نہ ایسی برائیاں ہوں گی جن کی بنا پر جہنم میں ڈالے جا سکیں۔ مثال کے طور پر عقلی اعتبار سے دیوانے رہے ہیں یا معاشرتی طور پر ایسے علاقہ میں رہے سہے ہیں جہاں بظاہر دین کا پیغام نہیں پہنچا۔ اگرچہ ان کے بارے میں بھی یہ روایت ہے کہ انہیں جہنم کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ تیار ہو گئے تو جنت میں بھیج دیا جائے گا کہ ان میں جذبہ اطاعت پایا جاتا ہے۔ اور اگر بحث کرنے لگے کہ بلاقصور کیوں جہنم میں جائیں تو جہنم میں ڈال دیا جائے گا کہ میدانِ حشر میں بھی بغاوت کا جذبہ سلامت ہے اور عذاب کا منظر دیکھنے کے بعد بھی اطاعت کے لئے تیار نہیں ہوئے تو دنیا میں کیا عالم ہوتا۔

سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ ۟ قف لَمۡ يَدۡخُلُوۡهَا وَهُمۡ يَطۡمَعُوۡنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتۡ

تم پر سلامتی ہو، یہ لوگ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے مگر امیدوار ہوں گے۔ (46) اور جب

اَبۡصَارُهُمۡ تِلۡقَآءَ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوۡا رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا

ان کی نگاہیں اہل جہنم کی طرف پلٹائی جائیں گی تو وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار!

مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۷﴾ ع وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا

ع ۵ ۸ ۱۲

ہمیں ظالموں کے ساتھ شامل نہ کرنا۔ (47)اور اصحاب اعراف کچھ ایسے لوگوں کو بھی پکاریں گے

يَّعۡرِفُوۡنَهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ [23] قَالُوۡا مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡكُمۡ جَمۡعُكُمۡ وَمَا

جنہیں وہ ان کی شکلوں سے پہچانتے ہوں گے اور کہیں گے: آج نہ تو تمہاری جماعت تمہارے کام آئی

كُنۡتُمۡ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰۤؤُلَاۤءِ الَّذِيۡنَ اَقۡسَمۡتُمۡ لَا يَنَالُهُمُ

اور نہ تمہارا تکبر۔ (48) اور کیا یہ (اہل جنت) وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ

اللّٰهُ بِرَحۡمَةٍ ؕ اُدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡكُمۡ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ

ان تک اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی؟ (آج انہی لوگوں سے کہا جارہا ہے کہ) جنت میں داخل ہو جاؤ جہاں نہ تمہیں کوئی خوف ہوگا

تَحۡزَنُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ اَنۡ

اور نہ تم محزون ہو گے۔ (49)اور اہل جہنم اہل جنت کو پکاریں گے: تھوڑا پانی ہم پر انڈیل دو

اَفِيۡضُوۡا عَلَيۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوۡۤا

یا جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ ہمیں دے دو۔ وہ جواب دیں گے: بے شک اللہ نے

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۵۰﴾ ۙ الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَهُمۡ

جنت کا پانی اور رزق کافروں پر حرام کیا ہے۔(50) جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا دیا تھا



## عربی حاشیہ

23- یہ کچھ مخصوص علامات ہوں گی ورنہ عام علامات سے تو ہر شخص پہچان سکتا ہے۔

ف: لفظ موذن کے بارے میں روایات میں وراد ہوا ہے کہ اس سے حضرت علیؑ مراد ہیں اور وہ قیامت کے دن اسی طرح لعنت کی آواز بلند کریں گے جس طرح روز حج اکبر برأت مشرکین کی آواز بلند کی تھی۔

رجال اعراف کے بارے میں بھی بعض روایات میں ضعفاء مومنین کا ذکر ہے اور بعض میں انبیاء کرام اور ائمہ طاہرینؑ کا.....اور شاید اس کا راز یہ ہے کہ ضعیف العمل افراد اپنے اعمال کی وجہ سے رکے رہیں گے اور ائمہ طاہرینؑ اپنی شفاعت کے لئے ٹھہرے رہیں گے کہ پورا قافلہ گزر جائے تو میر کارواں جنت کی طرف قدم آگے بڑھائے۔

## اردو حاشیہ

(۱۸) پیٹ ایسا ظالم ہے کہ جہنم میں جانے کے بعد بھی کھانے پینے کی فکر ختم نہیں ہوئی اور وہاں بھی مطالبہ برقرار ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ نعمتیں ان کے لئے ہیں جنہوں نے یہاں حلال وحرام کا خیال رکھا ہے ورنہ جن لوگوں نے دنیا کو کھیل تماشہ بنا لیا تھا ان کے لئے وہاں کی نعمتیں حرام کر دی جائیں گی اور اس حرمت پر قہراً اور جبراً عمل کرنا پڑے گا۔

لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ[24] كَمَا

اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈالا تھا۔ پس آج ہم انہیں اسی طرح بھلا دیں گے

نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٥١﴾

جس طرح وہ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے تھے اور ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے۔ (51)

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً

اور ہم ان کے پاس ایک کتاب لا چکے ہیں جسے ہم نے از روئے علم واضح بنایا ہے جو ایمان لانے والوں کے لیے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ[25] ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ

ہدایت و رحمت ہے۔ (52) کیا یہ لوگ اس کتاب کے صرف مصداق کے منتظر ہیں؟ جس روز

تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ

وہ مصداق سامنے آئے گا جو لوگ اس سے پہلے اسے بھولے ہوئے تھے وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار کے پیغمبر

رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ

حق لے کر آئے تھے۔ کیا ہمارے لیے کچھ سفارشی ہیں جو ہماری شفاعت کریں یا ہمیں (دنیا میں) واپس کر دیا جائے

فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ

تاکہ جو عمل (بد) ہم کرتے تھے اس کا غیر (عمل صالح) بجا لائیں؟ انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور

ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٥٣﴾ ع اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

جو جھوٹ وہ گھڑتے رہتے تھے ان سے ناپید ہوگئے۔ (53) تمہارا رب یقیناً وہ اللہ ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں (۱۹) میں پیدا کیا پھر عرش پر متمکن ہوا۔ وہ رات سے



## عربی حاشیہ

24- خدا کے نسیان کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ واقعاً بھول جاتا ہے۔ جب اس نے ایسے بندے بنا دیئے ہیں جن پر سہو و نسیان طاری نہیں ہوتا ہے تو اس کی شان تو بہرحال بلند و بالا ہے۔ اس کے نسیان کے معنی نظر انداز کر دینے کے ہیں کہ وہ انہیں قابل توجہ بھی نہ قرار دے گا۔

25- تاویل کے اصل معنی بازگشت کے ہیں اور اسی بنا پر قیامت کو تاویل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تاویل قرآن بھی الفاظ کے معنی کا نام نہیں ہے ان حقائق کا نام ہے جن کی طرف ان الفاظ اور معانی کی بازگشت ہوتی ہے اور جن کے اظہار کے لئے یہ الفاظ نازل ہوئے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۱۹) مفسرین کے درمیان چھ دن کی تفسیر میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں بعض حضرات کی نظر میں چھ خدائی دن مراد ہیں اور بعض کی نظر میں تخلیق کے چھ مراحلے مراد ہیں اور بعض کے نزدیک تخلیق کی چھ صورتیں مراد ہیں جن کی آخری صورت ہماری موجودہ دنیا ہے۔ آیات و روایات میں اس مسئلہ کی مکمل تشریح نہیں ہے لہٰذا ہمیں بھی اس کی فکر سے بے نیاز رہنا چاہئے اور ایک اجمالی ایمان پر اکتفا کرنا چاہئے۔

الْعَرْشِ ⁽²⁶⁾ قف يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ

دن کو ڈھانپ دیتا ہے جو اس کے پیچھے دوڑتی چلی آتی ہے اور سورج

وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ⁽²⁷⁾ ؕ

اور چاند اور ستارے سب اس کے تابع فرمان ہیں۔ آگاہ رہو! آفرینش اسی کی اور امر بھی اسی کا ہے۔

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ⁽²⁸⁾ ؕ

بڑا بابرکت ہے اللہ جو عالمین کا رب ہے۔ (54) اپنے رب کو عاجزی اور خاموشی سے پکارو۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ ۚ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ

بے شک وہ تجاوز [۲۰] کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (55) اور تم زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اس میں

اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

اصلاح [۲۱] ہونے کے بعد اور اللہ کو خوف اور امید کے ساتھ پکارو۔ اللہ کی رحمت یقیناً

مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ

نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔ (56) اور وہی تو ہے جو ہواؤں کو خوش خبری کے طور اپنی رحمت کے

يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰى اِذَا اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ

آگے آگے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ ابر گراں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم انہیں کسی مردہ زمین [۲۲] کی طرف

مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ

ہانک دیتے ہیں پھر بادل سے مینہ برسا کر اس سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ

مردوں کو بھی (زمین سے) نکالیں گے شاید تم نصیحت حاصل کرو۔ (57) اور پاکیزہ زمین



## عربی حاشیہ

26-عرش کا ذکر اکیس آیات میں ہوا ہے اور سات مقامات پر استواء کا ذکر آیا ہے اور اس کا مدعا کائنات پر اقتدار کا اظہار ہے گویا ساری کائنات اس کے تحت حکومت کے نیچے ہے اور وہ صاحب عرش ہے۔

27- خَلق پیدا کرنے کا نام ہے اور امر تدبیر وتصرف کا نام ہے یعنی وہی پیدا بھی کرتا ہے اور وہی انتظام وانصرام بھی کرتا ہے۔

28-بعض روایات میں ہے کہ سرکارِ دوعالمؐ نے بلند آواز سے دعا کرنے والوں کو ٹوکا کہ تمھارا خدا بہرا نہیں ہے اور تم سے دور بھی نہیں ہے۔

ف: ستّة ایام کے بارے میں بعض مفسرین کا بیان ہے کہ ایام ادوار کے معنی میں ہے اور وہ چھ دور یہ ہیں: ا۔یہ سارا زمانہ ایک گیس کا مجموعہ تھا جو تیز چکر لگانے کی بنا پر منتشر ہوگیا اور کروات وجود میں آگئے۔

۲۔کروات ٹھنڈے ہوکر قابلِ سکوت

## اردو حاشیہ

(۲۰) دعاؤں میں زیادتی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انسان بہت دعائیں کرے۔ یہ بات تو محبوب کردگار ہے۔ زیادتی کے معنی یہ ہیں کہ اس کے آداب کا لحاظ نہ کرے اور گڑگڑائے تو ریاکاری کے لئے یا آہستہ دعا کرے تو نفسانیت کی بنیاد پر کہ کوئی دوسرا شریک اجر وثواب نہ ہونے پائے۔ دعا میں تضرع وزاری کے ساتھ اخلاص اور راز داری کے لئے مومنین کی حاجت برآری کا جذبہ ضروری ہے۔

(۲۱) پروردگار عالم نے اس زمین کو اس قدر باصلاحیت بنایا ہے کہ انسان اس کی صلاحیتوں کا حساب نہیں کرسکتا ہے۔ کھانا، پینا، لباس، مکان، راحت، آرام سب اسی زمین کی صلاحیتوں کا نتیجہ ہے یہاں تک کہ بعض علماء طبیعات نے لکھا ہے کہ ایک پٹرول سے تین ہزار قسم کی مصنوعات تیار ہوتی ہیں مگر افسوس کہ ظالموں نے ان صلاحیتوں کو بھی ضائع کردیا اور زمین میں فساد پیدا کرکے ہر خیر کو شر کے راستے پر لگا دیا۔

(۲۲) ایک ہوا اور بادل کے عمل کا جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ بظاہر بے جان ہوا اور بادل مل کر کس طرح مردہ زمینوں کو زندہ کردیتے ہیں تو یہ اندازہ ہوجائے گا کہ ایک خالق ومالک کس طرح مردہ کو زندہ کرسکتا ہے۔

يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا

اپنا سبزہ اپنے رب کے حکم سے نکالتی ہے اور خراب زمین کی پیداوار بھی ناقص ہوتی ہے۔

نَكِدًا[29] ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ؀۵۸ ۧ لَقَدْ

ع ۵ ۱۴

یوں ہم شکر گزاروں کے لیے اپنی آیات کو مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں۔(58)ہم نے

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

نوح کوان کی قوم کی طرف بھیجا پس انہوں نے کہا: اے قوم! تم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ؀۵۹

کوئی معبود نہیں ہے۔ مجھے تمہارے بارے میں ایک عظیم دن کے عذاب کا ڈر ہے۔(59)

قَالَ الْمَلَاُ[30] مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ؀۶۰

ان کی قوم کے سرداروں نے کہا: ہم تو تمہیں صریح گمراہی میں مبتلا دیکھتے ہیں۔ (60)

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ

کہا: اے میری قوم! میں گمراہ نہیں ہوں بلکہ عالمین کے پروردگار کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ؀۶۱ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ

ایک رسول ہوں۔(61) میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے

مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؀۶۲ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَاۗءَكُمْ

وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (62) کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ خود تم میں سے ایک شخص کے پاس

ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَ

تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے نصیحت آئی تا کہ وہ تمہیں تنبیہ کرے؟ اور تم تقویٰ اختیار کرو اور شاید تم



## عربی حاشیہ

ہوگئے۔

۳۔ایک نظامِ شمسی بنا اور زمین سورج سے الگ ہوگئی۔

۴۔زمین سرد ہوکر قابل سکونت ہوگئی۔

۵۔زمین میں سبزہ اور درخت پیدا ہوگئے۔

۶۔زمین میں انسان اور حیوان نمودار ہوگئے۔

ف:اخاف علیکم اشارہ ہے کہ اگر تمہیں اس کے بیان عذاب کا یقین نہیں بھی ہے تو کم سے کم اس کا خوف تو ہوگا اور مرد عاقل کا فریضہ ہے کہ جہاں خوف پیدا ہوجائے وہاں اپنے بچاؤ کی فکر کرے اور بلاسبب اپنے کو مبتلائے عذاب نہ کردے۔

29- نکد۔ وہ شے ہے جو زحمت اور مشقت سے پیدا ہو یعنی مشقت زیادہ ہے اور پیداوار کم۔

30- ملاء۔ کسی قوم کے رؤسا اور اشراف

## اردو حاشیہ

(۲۴) جناب نوحؑ کا نام عبدالاعلیٰ یا عبدالملک تھا۔ان کا شجرہ نسب نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ ہے۔ جناب ادریسؑ کے بعد یہ پہلے نبی تھے۔ جناب آدمؑ کی وفات کے ۱۲۶ برس بعد پیدا ہوئے۔ اڑھائی ہزار سال عمر پائی۔ ۹۵۰ برس تبلیغ کی۔ خوفِ خدا میں پر شدت گریہ سے نوح لقب پایا۔ آدم ثانی اور شیخ الانبیاء بھی کہے جاتے ہیں۔

آپ کا اندازِ گفتگو بتا رہا ہے کہ نبی خدا مقامِ ہدایت میں غصہ اور غیظ سے کام نہیں لیتا ہے۔قوم نے انہیں گمراہ کہہ دیا لیکن انہوں نے پلٹ کر گمراہ کہنے کے بجائے اپنی رسالت، نصیحت اور علمیت کا اعلان فرمایا اور اس تعجب کا ازالہ فرمایا کہ خدا کسی بھی بندے کو پیغمبر بنا سکتا ہے۔ پیغمبری کے لئے ملک یا جن ہونا ضروری نہیں ہے۔

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي

اس طرح رحم کے مستحق بن جاؤ۔ (63) مگر ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں اور کشتی میں

الْفُلْكِ [31] وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

سوار ان کے ساتھیوں کو بچا لیا اور جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی تھی انہیں غرق کر دیا کیونکہ وہ

قَوْمًا عَمِيْنَ [32] ﴿۶۴﴾ ع وَاِلٰى عَادٍ [33] اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

اندھے لوگ تھے۔ (64) اور قوم عاد کی طرف ہم نے انہی کی برادری کے ایک فرد ہود (۲۴) کو بھیجا انہوں نے کہا: اے قوم!

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ

اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا تم (ہلاکت سے) بچنا نہیں چاہتے؟ (65) ان کی

الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ

قوم کے کافر سرداروں نے کہا: تو تم ہمیں تو احمق لگتے ہو

وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ

اور ہمارا گمان یہ ہے کہ تم جھوٹے بھی ہو۔ (66) انہوں نے کہا: اے قوم! میں احمق نہیں ہوں

سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ [34] اُبَلِّغُكُمْ

بلکہ میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔ (67) میں تمہیں اپنے رب کے

رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ

پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا ناصح اور امین ہوں۔ (68) کیا تمہیں اس بات پر

جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَ

تعجب ہوا کہ خود تم میں سے ایک شخص کے پاس تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے نصیحت آئی



## عربی حاشیہ

کو کہا جاتا ہے۔ یہی قوم کے ٹھیکیدار ہوتے ہیں اور گمراہی پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔ ان کی انانیت ہدایت کے راستہ کو روک کر ساری قوم کو برباد کر دیتی ہے۔

31-یہ واحد جمع دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی کشتی کے بھی ہیں اور کشتیوں کے بھی۔

32-اعمٰی بصارت کے اندھے کو کہا جاتا ہے۔

33-یہ قوم یمن میں احقاف میں عمان اور حضرموت کے درمیان آباد تھی۔

34-جناب نوح اور جناب ہود کا سارا واقعہ ایک جیسا ہے صرف چار طرح کے فرق پائے جاتے ہیں۔

ا۔جناب نوح نے عذاب عظیم کی بات کی تھی اور جناب ہود نے صرف ڈرنے کی بات کہی ہے کہ اب قوم عذاب کے حالت سے باخبر ہو چکی تھی۔

## اردو حاشیہ

(۲۴) جناب ہود پہلے شخص ہیں جنہوں نے عربی زبان میں کلام کیا۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ قحطان، مقحط، قاحط، فالغ۔ آپ کی قوم اولاد جناب نوح میں تھی جسے شیطان نے گمراہ کر کے راستے سے ہٹا دیا تھا اور ان لوگوں نے بت پرستی اور فساد فی الارض کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ آپ نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے تبلیغ فرمائی لیکن قوم اپنی جہالت اور حماقت سے باز نہیں آئی۔

اذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ

تا کہ وہ تمہیں تنبیہ کرے؟ اور یاد کرو جب اس نے قوم نوح کے بعد تمہیں (۲۵) جانشین بنایا اور تمہاری جسمانی ساخت

فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

میں وسعت دی (تنو مند کیا) پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ شاید تم فلاح پاؤ۔ (69)

قَالُوٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ

انہوں نے کہا: کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم تنہا اللہ کی عبادت کریں اور جن کی ہمارے باپ دادا پرستش

اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾

کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں؟ پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے لیے وہ (عذاب) لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو۔ (70)

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ

ہود نے کہا: تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب مقرر ہو چکا ہے۔

اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے

مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

رکھ لیے ہیں؟ اللہ نے تو اس بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے پس تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

انتظار کرتا ہوں۔ (71) ہم نے اپنی رحمت سے ہود اور ان کے ساتھیوں کو بچا لیا

مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع

اور جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی (کیونکہ) وہ تو ایمان لانے والے ہی نہ تھے۔ (72)



### عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ انبیاء کرام کو قوم کا بھائی یا قرابت داری کی بنا۔ پر کہا گیا ہے یا انسانی ہمدردی کی بناء پر.... ورنہ مذہبی اعتبار سے ان کی برادری قوم سے بالکل مختلف تھی۔ وہ توحید کے علمبردار تھے اور قوم شرک کی پرستار!

35-قوم نوح نے ضلالت کی بات کہی اور قوم ہود نے سفاہت کا الزام لگایا کہ جناب نوح بغیر پانی کے کشتی بنا رہے تھے تو انھیں گمراہ کہا گیا اور جناب ہود نے قوم کو ان کی حماقت پر متنبہ کیا تو انھوں نے اسی بات کو دہرا دیا۔

36-جناب نوح نے لعلکم ترحمون کہا اور جناب ہود نے لعلکم تفلحون کہا انھوں نے عذاب کی خبر دی تھی اور انھوں نے صرف نجات کی بات بتائی ہے۔ جناب ہود کی قوم نے عذاب پر چیلنج کیا تھا لیکن جناب نوح کے بارے میں ایسا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

37-واضح رہے کہ حضرت ہود حضرت نوح کی آٹھویں پشت میں تھے۔ ہود بن عبداللہ

### اردو حاشیہ

(۲۵) قوم عادؑ انتہائی خوش حال قوم تھی۔ ساری دنیا میں ان کے برابر آرام و آسائش میں کوئی قوم نہ تھی لیکن بت پرستی کو شعار بنائے ہوئے تھے۔ انبیاء کی بات پر توجہ نہ دیتے تھے۔ پروردگار نے ابتداء میں قحط کے ذریعہ ان کی تنبیہ کی۔ جب راستہ پر نہ آئے اور عذاب الٰہی کو چیلنج کرنے لگے تو ایک سیاہ ابر آیا۔ یہ پانی کے تراشے ہوئے اس کے نیچے جمع ہو گئے اور اس میں سے آگ برسنے لگی اور تیز آندھی بھی شروع ہو گئی اور اس طرح سب اڑنے اور جلنے لگے۔ یہاں تک کہ چارشنبہ سے چارشنبہ تک سات دن کے اندر پوری قوم کا خاتمہ ہو گیا۔

شاید اسی لئے بعض روایات میں چہارشنبہ کے دن کو منحوس قرار دیا گیا ہے اگرچہ وہ صرف قوم عاد کے لئے منحوس ثابت ہوا تھا اور عذاب کا سلسلہ پورے ہفتہ برقرار رہا تھا۔

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا (38) ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

اور قوم ثمود کی طرف ہم نے انہی کی برادری کے ایک فرد صالح (۲۶) کو بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے قوم!

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ

واضح دلیل آچکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لیے ایک نشانی ہے۔ اسے اللہ کی زمین میں چرنے دینا

اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ وَ اذْكُرُوْٓا

اور اسے برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک درد ناک عذاب تمہیں آلے گا۔ (73) اور (وہ وقت)

اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ (39) مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ

یاد کرو جب اللہ نے قوم عاد کے بعد تمہیں جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں آباد کیا۔

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا (40) وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ

آج تم میدانوں میں محلات تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر

بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

مکانات بناتے ہو پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد

مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

کرتے نہ پھرو۔(74)ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کمزور طبقہ اہل ایمان سے کہا:

لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا

کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے گئے (رسول) ہیں؟



## عربی حاشیہ

بن ریاح بن حلوث بن عاد بن عوص بن سام بن نوح۔

38- ثمود عرب کا ایک قبیلہ تھا جو اپنے جد ثمود بن عامر کے نام سے مشہور ہوا اور اس کا مرکز حجاز اور شام کے درمیان مقام حجر میں تھا۔

39- قوم عاد کی تباہی کے بعد روئے زمین پر قوم ثمود کا قبضہ ہوا اور وہ ان کی جانشین قرار پائی جو اللہ کا ایک احسان عظیم تھا لیکن انھوں نے اس احسان کی قدر نہیں کی اور تباہ و برباد ہوگئے۔

40- اس اشارہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ قوم ثمود ایک ترقی یافتہ تمدن کی مالک تھی اور باقاعدہ زندگی گزار رہی تھی اور بقول بعض مفسرین اسی آرام و آسائش نے اسے بغاوت اور سرکشی پر آمادہ کردیا تھا۔

## اردو حاشیہ

(۲۶) جناب صالحؑ، جناب نوحؑ کی نویں پشت میں تھے۔ صالح بن عبید بن آصف بن ناسخ بن عبید بن عاذر بن ثمود بن عامر بن سام بن نوح۔

مُّرۡسَلٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلَ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۵﴾
انہوں نے جواب دیا: جس پیغام کے ساتھ انہیں بھیجا گیا ہے ہم اس پر ایمان (۲۷) لاتے ہیں۔ (75)

قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا بِالَّذِىۡۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۷۶﴾
متکبرین نے کہا: جس پر تمہارا ایمان ہے ہم تو اس کے منکر ہیں۔ (76)

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ وَقَالُوۡا يٰصٰلِحُ
آخر انہوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ دیے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے: اے صالح!

ائۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتۡهُمُ
اگر تم واقعی پیغمبر ہو تو ہمارے لیے وہ (عذاب) لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو۔ (77) چنانچہ انہیں

الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ
زلزلے نے گرفت میں لے لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ (78) پس صالح

وَقَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّىۡ وَنَصَحۡتُ
اس بستی سے نکل پڑے اور کہا: اے میری قوم! میں نے تو اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا

لَـكُمۡ وَلٰكِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النّٰصِحِيۡنَ ﴿۷۹﴾ وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ
اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔ (79) اور لوط (۲۸) (کا ذکر کرو)

لِقَوۡمِهٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمۡ بِهَا مِنۡ اَحَدٍ
جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ایسی بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا میں

مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَهۡوَةً مِّنۡ
کسی نے اس کا ارتکاب نہیں کیا؟ (80) تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے



### عربی حاشیہ

41- قوم ثمود پہاڑوں کی تسخیر کی بنا پر جناب صالحؑ سے یہ مطالبہ کررہی تھی کہ پہاڑ ہی سے ناقہ نکالا جائے چنانچہ انھوں نے نکال دیا اور ایسا بابرکت بنایا کہ اس کے دودھ سے ساری قوم سیراب ہوتی تھی لیکن ظالموں نے اسے بھی ختم کردیا جو علامت ہے کہ شیاطین بابرکت وجود کو بھی برداشت نہیں کرسکتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۵ میں قرآن مجید نے رؤسا وقوم کو مستکبرین اور ضعفاء قوم کو مستضعفین سے تعبیر کیا ہے۔ گویا نہ بڑے لوگ واقعی بڑے تھے اور نہ کمزور لوگ واقعی کمزور۔ یہ حالات کی ستم ظریفی تھی کہ کچھ افراد نے اپنے کو بڑا بنالیا اور دوسروں کو ظلم وستم کے ذریعہ کمزور بنایا۔

آیت نمبر ۷۹ میں یہ احتمال بھی ہے کہ جناب صالح کی گفتگو عذاب سے پہلے بطور اتمام حجت ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ عذاب کے نازل ہونے کے بعد ارواح سے خطاب کیا گیا ہو۔

### اردو حاشیہ

(۲۷) صاحبانِ ایمان کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ مستکبرین کے جاہ وجلال سے مرعوب نہیں ہوتے اور ان کے روبرو اپنے ایمان و ایقان کا اعلان کرتے ہیں۔

مستکبرین کا انجام ہمیشہ تباہی اور بربادی ہوتا ہے اور اللہ والے ہمیشہ سربلند اور سرفراز رہتے ہیں۔

سرکار دوؐ عالم کا ارشاد ہے کہ اولین میں بدترین شخص ناقہ صالح کا ظالم تھا اور آخرین میں بدترین شخص علیؑ ابن ابی طالب کا قاتل ہے...... تفسیر ثعلبی، تفسیر رازی۔

(۲۸) جناب لوطؑ، جناب ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ بابل میں پیدا ہوئے اور وہاں اشوری حکومت کے مرکز کی طرف ہجرت کر گئے اور شرق اردن میں آباد ہو گئے۔
بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ جناب لوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ انہیں موتفکات کی ہدایت پر مامور کیا گیا تھا۔ یہ لوگ خوشحال اور بخیل تھے۔
مہمانوں سے گھبراتے تھے۔ مہمانوں کو روکنے کا راستہ اغلام میں تلاش کیا اور دھیرے دھیرے عورتوں کو چھوڑ بیٹھے۔
قرآن مجید نے اغلام کو اسراف سے تعبیر کیا ہے جو انتہائی حسین اور بلیغ تعبیر ہے۔

دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝٨١ وَمَا كَانَ

اپنی خواہش پوری کرتے ہو، بلکہ تم تو تجاوز کار ہو۔ (81) اور ان کی قوم

جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ

کے پاس کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ کہیں: انہیں اپنی بستی سے نکال دو۔

قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝٨٢ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ

یہ بڑے پاکیزہ بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ (۲۹) (82) چنانچہ ہم نے لوط اور

اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڮ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ [42] ۝٨٣ وَاَمْطَرْنَا

ان کے گھر والوں کو نجات دی سوائے ان کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔ (83) اور ہم نے

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا [43] ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝٨٤ ع

اس قوم پر ایک بارش برسائی پھر دیکھو ان مجرموں کا کیا انجام ہوا۔ (84)

وَاِلٰي مَدْيَنَ [44] اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

اور اہل مدین کی طرف ہم نے انہی کی برادری کے ایک فرد شعیب کو بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے قوم!

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ

اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تمہارے پاس

مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا

تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے لہٰذا تم ناپ اور تول پورا کرو

النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ

اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین میں اصلاح ہو چکی ہو تو



رشتہ داریوں پر ناز کرنے والے قرآن مجید کے ان بیانات پر غور کریں اور ایمان و کردار کی فکر کریں۔

## عربی حاشیہ

ف: لفظ اہل میں اگرچہ عمومیت پائی جاتی ہے لیکن دیگر آیات سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب لوط پر ان کے خاندان والوں کے علاوہ کوئی ایمان نہیں لے آیا لہٰذا اہل اپنے اصلی معنی میں ہے۔

42-غابر گزر جانے والے کو بھی کہتے ہیں اور رہ جانے والے کو بھی۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں کہ زوجہ لوط عذاب والوں کے درمیان رہ گئی۔

43-یہ بارش کی ایک خاص قسم تھی کہ آسمان سے پتھر برس رہے تھے۔ اسلام نے اگر بدکاری کی ایک سزا سنگساری قرار دی ہے تو قدرت نے بھی قوم لوط کے ساتھ یہی سلوک بہت پہلے کیا تھا۔

44-اہل مدین عرب ہیں اور ان کا مسکن شام کے اطراف میں تھا ان کا تعلق نسل ابراہیمؑ سے تھا اور جناب شعیبؑ بھی عرب پیغمبروں میں سے تھے۔

## اردو حاشیہ

(۲۹) یہ ہر بدکار قوم کا خاصہ ہوتا ہے کہ وہ نیک کرداروں کو برداشت نہیں کرتی ہے اور ان پر پاکبازی کا الزام لگاتی ہے اور اس طرح ان کا مذاق اڑاتی ہے۔

جناب لوطؑ کی قوم میں زوجہ کا ہلاک ہو جانا علامت ہے کہ کردار کی خرابی اور خیانت کے بعد نبی کی زوجیت بھی کارآمد نہیں ہوا کرتی ہے۔

اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اس میں فساد نہ پھیلاؤ، اگر تم واقعی مومن ہو تو اس میں خود تمہاری

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ

بھلائی ہے۔ (85) اور اللہ پر ایمان لانے والوں کو خوف زدہ (۳۰) کرنے،

تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ

انہیں اللہ کے راستے سے روکنے اور اس میں کجی پیدا کرنے کے لیے ہر راستے پر

اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ

(راہزن بن کر) مت بیٹھا کرو اور یہ بھی یاد کرو کہ جب اللہ نے تمہیں

قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اقلیت سے اکثریت کر دیا اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا

کیا انجام ہوا۔ (86) اور اگر تم میں سے ایک گروہ میری رسالت پر ایمان لاتا ہے

بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

اور دوسرا ایمان نہیں لاتا تو صبر کر کے دیکھو یہاں تک کہ

فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَ هُوَ خَيْرُ

اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر

الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

فیصلہ کرنے والا ہے۔ (87)



### عربی حاشیہ

اصحاب مدین کا کام ناپ تول میں خیانت کرنا اور سرِ راہ بیٹھ کر لوگوں کو ڈرانا دھمکانا اور راہِ خدا سے روکنا تھا۔ جناب شعیبؑ نے انھیں امور کی اصلاح کی دعوت دی اور مفسدین کے انجام سے باخبر کیا۔

ف: کہا جاتا ہے کہ مدین جناب ابراہیمؑ کے ایک فرزند کا نام تھا اور یہ علاقہ آخر میں انھیں کے نام پر مدین کے نام سے موسوم ہوگیا۔

### اردو حاشیہ

(۳۰) ابن عباس کا بیان ہے کہ یہ لوگ ہر راستہ پر بیٹھ کر جناب شعیب کے پاس آنے والوں کو روکتے تھے۔ انہیں ڈراتے دھمکاتے تھے اور طرح طرح کی باتیں بناتے تھے جو آج تک تمام مفسدین کا کاروبار ہے کہ وہ قوم کو اہل حق سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور لوگوں کا راستہ روک کر انہیں دھوکہ میں رکھنا چاہتے ہیں۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ
ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا: اے شعیب! ہم تجھے

يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ
اور تیرے مؤمن ساتھیوں کو اپنی بستی سے ضرور نکال دیں گے یا تمہیں ہمارے مذہب (۱) میں واپس آنا ہوگا۔

فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۞ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى
شعیب نے کہا: اگر ہم بیزار ہوں تو بھی؟ (88) اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آ گئے

اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ
تو ہم اللہ پر بہتان باندھنے والے ہوں گے جب کہ اللہ نے ہمیں اس (باطل) سے نجات دے دی ہے

وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ
اور ہمارے لیے اس مذہب کی طرف پلٹنا کسی طرح ممکن نہیں مگر یہ کہ ہمارا رب اللہ چاہے۔

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ
ہمارے رب کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ ہم نے اللہ پر توکل کیا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے

بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۞
اور ہماری قوم کے درمیان برحق فیصلہ کر کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ (89)

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا
اور قوم شعیبؑ کے کافر سرداروں نے کہا: اگر تم لوگوں نے شعیبؑ کی پیروی کی تو

اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۞ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا
یقیناً تم بڑا نقصان اٹھاؤ گے۔ (90) چنانچہ انہیں زلزلے نے آ لیا اور وہ اپنے گھروں میں



## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۹۲ میں قوم کی دھمکیوں کا جواب ہے کہ وہ جناب شعیبؑ کو آبادی سے نکالنا چاہتے تھے انھیں خسارہ سے ڈرارہے تھے قدرت کے اعلان عذاب کے بعد وہ خود ہی فنا ہوئے دوسرے کو کیا نکالیں گے اور یہ بربادی ہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ اب اس سے بڑا خسارہ کیا ہوگا۔

1- یہ قوم کو تنبیہ کرنے کا لہجہ ہے کہ اُن کے مذہب سے علیحدگی ایک طرح کی نجات ہے اور اُس مذہب میں داخل ہو جانا خدا پر الزام ہے ورنہ جناب شعیبؑ کبھی ان کے مذہب پر نہیں تھے کہ نجات کا سوال پیدا ہوتا۔

2- فیصلہ میں مشکلات کی گرہیں کھل جاتی ہیں اس لئے فیصلہ کو فتح سے تعبیر کیا گیا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱) قبل بعثت جناب شعیبؑ کے سکوت سے قوم کو یہ خیال تھا کہ یہ ہمارے ہی مذہب پر ہیں اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے جب جناب شعیبؑ نے تبلیغ شروع کی تو قوم کے مستکبرین نے کہا کہ ہم اس تبلیغ کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ یا تو بستی سے باہر نکل جائیں یا پرانے طریقہ پر پلٹ آئیں کہ نہ ہمارے خداؤں کی تائید کریں اور نہ تردید...... لیکن جناب شعیبؑ نے حکم خدا کو مقدم رکھتے ہوئے تبلیغ کا کام جاری رکھا اور قوم برابر تکذیب کرتی رہی یہاں تک کہ عذاب نازل ہو گیا اور سب تباہ و برباد ہو گئے۔

فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ

اوندھے پڑے رہ گئے۔ (91) جنہوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی (ایسے تباہ ہوئے)

لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۛۚ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ

گویا وہ کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے۔ شعیبؑ کی تکذیب کرنے والے خود

الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

خسارے میں رہے۔ (92) شعیبؑ ان سے نکل آئے اور کہنے لگے: اے قوم!

رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰى [3] عَلٰى قَوْمٍ

میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچائے اور تمہیں نصیحت کی تو (آج) میں کافروں پر رنج و غم

كٰفِرِیْنَ ﴿۹۳﴾ ع وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّاۤ اَخَذْنَاۤ

کیوں کروں؟ (93) اور ہم نے جس بستی (۲) میں بھی نبی بھیجا وہاں کے رہنے والوں کو

اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ

تنگی اور سختی میں مبتلا کیا کہ شاید وہ تضرع کریں۔ (94) پھر

بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ

ہم نے تکلیف کو آسودگی میں بدل دیا یہاں تک کہ وہ خوشحال ہو گئے اور کہنے لگے:

مَسَّ [4] اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا

ہمارے باپ دادا پر بھی برے اور اچھے دن آتے رہے ہیں پھر ہم نے اچانک انہیں گرفت میں لیا اور انہیں خبر تک

یَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا

نہ ہوئی۔ (95) اوراگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے (۳)



## عربی حاشیہ

3- یہ علامت ہے کہ حقائق کا اتباع نہ کرنے والے اس قابل بھی نہیں ہوتے کہ ان کی تباہی پر افسوس کیا جائے۔

4- یعنی حالات کی تبدیلی ایک فطری امر ہے۔ اس میں کسی نبی کی حقانیت کا کوئی دخل نہیں ہے۔

ف: لفظ عفو کبھی کثرت اور زیادتی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی ترک کردینے اور روگردانی کر لینے کے معنی میں اور بعض اوقات کسی چیز کے آثار کے محو کردینے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس مقام پر مختلف اعتبارات سے تینوں معانی مراد لئے جاسکتے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۲) قوم نوحؑ، قوم ہودؑ، قوم صالحؑ کے عذاب کا تذکرہ کرنے کے بعد قدرت نے فلسفہ عذاب کو واضح کیا کہ دنیا میں عذاب کا مقصد کوئی انتقام یا تباہ کاری نہیں ہوتا ہے۔ مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگ راہِ راست پر آجائیں مگر وہ اس کے بعد بھی عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں تو انہیں تباہ و برباد کر دینا پڑتا ہے تا کہ دوسری قومیں مکمل طور پر عبرت حاصل کرسکیں اور یہ عذاب اچانک نازل ہوتا ہے اس کے لئے کوئی تمہید نہیں ہوتی ہے تا کہ دوسری قومیں وقت اور آثار کا انتظار نہ کریں اور ہر وقت صراطِ مستقیم کی تلاش میں رہیں۔

(۳) آیت کریمہ نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ ایمان اور تقویٰ کا اثر صرف آخرت میں نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور وہ اثرات مادی وسائل کا نتیجہ نہیں ہیں۔ مادی وسائل مشرق و مغرب اور جنوب و شمال میں کام کرتے ہیں اور قدرتی وسائل زمین و آسمان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ وہ صاحبانِ ایمان کو زمین و آسمان کی برکتوں سے نواز دیتا ہے اور انہیں کسی کا محتاج نہیں رکھتا ہے اور نہ ان کے حالات کو دنیا کی کوئی طاقت چیلنج کرسکتی ہے۔ ان کا مددگار خدا ہے جو زمین و آسمان دونوں کا خالق ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ صاحبانِ ایمان و تقویٰ کام کرنا چھوڑ دیں اس لئے کہ تقویٰ کے معنی ہی عمل کرنے کے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ منکرین اپنے عمل پر بھروسہ کرتے ہیں اور اللہ والے غیبی امداد پر بھی تکیہ رکھتے ہیں اور جانتے

عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ[5] مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا

تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو

فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى

ہم نے ان کے اعمال کے سبب انہیں گرفت میں لیا۔ (96) کیا ان بستیوں کے لوگ بے فکر ہیں کہ

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَ

ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آجائے جب وہ سو رہے ہوں؟ (97) یا کیا

اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ

ان بستیوں کے لوگ بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن کو آجائے جب وہ

يَلْعَبُوْنَ[6] ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ

کھیل رہے ہوں؟ (98) کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے خوف نہیں کرتے؟ اللہ کی تدبیر سے تو فقط خسارے میں

اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ

(ع ۱۲ ۶ ۲)

پڑنے والے لوگ بے خوف ہوتے ہیں۔ (99) جو لوگ اہل زمین (کی ہلاکت) کے بعد

يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ

زمین کے وارث ہوئے ہیں کیا ان پر یہ بات عیاں نہیں ہوئی کہ اگر ہم چاہیں تو

اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

ان کے جرائم پر انہیں گرفت میں لے سکتے ہیں؟ اور ہم ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں پھر

يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ

وہ کچھ نہیں سنتے۔ (100) یہ وہ بستیاں ہیں جن کے حالات ہم آپ کو سنا رہے ہیں



## عربی حاشیہ

5- برکات آسمان یعنی بارش وغیرہ برکات زمین یعنی پیداوار، سبزہ زار اور پٹرول وغیرہ۔

باس۔ یعنی عذاب بیات۔ رات کا وقت ضحیٰ۔ چاشت کا وقت

6- عذاب الٰہی کے سلسلہ میں سونے یا کھیلنے کا تذکرہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عذاب اچانک نازل ہوسکتا ہے جب انسان کو مطلق توجہ نہ ہو ورنہ عذاب الٰہی کو نہ بیدار افراد روک سکتے ہیں اور نہ ہوشیار لوگ۔ اس کی طرف سے اپنے کو محفوظ سمجھ لینے والے ہی خسارہ میں رہنے والے ہیں۔

## اردو حاشیہ

ہیں کہ عمل اور محنت کو بار آور بنانے والا وہی پروردگار ہے اور وہی ان کے عمل میں برکت عطا فرماتا ہے۔

أَنۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ ۚ فَمَا

اور ان کے پاس ان کے پیغمبر واضح دلائل لے کر آئے لیکن جس چیز کو

كَانُوا۟ لِيُؤْمِنُوا۟ بِمَا كَذَّبُوا۟ مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ [7]

وہ پہلے جھٹلا چکے تھے۔ وہ اس پر ایمان لانے کے لیے آمادہ نہ تھے۔

ٱللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا

اللہ اس طرح کافروں کے دلوں پرمہر لگا دیتا ہے۔ (101) اور ہم نے

لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَآ أَكْثَرَهُمْ

ان میں سے اکثر کو بد عہد پایا اور اکثر کو ان میں

لَفَٰسِقِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنۢ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَآ

فاسق پایا۔ (102) پھر ہم نے ان رسولوں کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِي۟هِۦ فَظَلَمُوا۟ بِهَا ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ

فرعون اور اس کے سرکردہ لوگوں کی طرف بھیجا تو انہوں نے ان نشانیوں کے ساتھ زیادتی کی پھر دیکھ لو

عَٰقِبَةُ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَٰفِرْعَوْنُ إِنِّى

مفسدوں کا کیا انجام ہوا۔ (103) اور موسیٰ نے کہا: اے فرعون!

رَسُولٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٤﴾ حَقِيقٌ عَلَىٰٓ أَن لَّآ

میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ (104) مجھ پر لازم ہے کہ

أَقُولَ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ

میں اللہ کے بارے میں صرف حق بات کروں۔ میں تیرے رب کی طرف سے واضح دلیل لے کر



## عربی حاشیہ

7- مہر لگا دینا بے توفیقی کی علامت ہے کہ انسان اپنی گمراہی پر قائم رہتا ہے تو خدا بھی اپنے توفیقات کو سلب کرلیتا ہے اور گویا انھیں ہدایت سے محروم کردیتا ہے۔ ورنہ وہ بہرحال اپنے بندوں سے یہی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ راہِ راست پر آجائیں اور تباہ وبرباد نہ ہوں۔

ف: آیت نمبر ۱۰۲ میں عہد سے مراد تکوینی عہد بھی ہوسکتا ہے جو خدا نے ہر مخلوق سے روز اوّل خلقت لے لیا ہے اور تشریعی عہد بھی ہوسکتا ہے جو انبیاء کرام دینداری کے سلسلہ میں اپنی امتوں سے لیا کرتے تھے اور جس کی پابندی اصل دین داری اور ایمان داری تھی۔

## اردو حاشیہ

فَاَرۡسِلۡ مَعِیَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ [8] اِنۡ كُنۡتَ جِئۡتَ

تیرے پاس آیا ہوں لہٰذا تو بنی اسرائیل [۴] کو میرے ساتھ جانے دے۔ (105) فرعون نے کہا: اگر تم سچے ہو

بِاٰیَةٍ فَاۡتِ بِهَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلۡقٰی

اور کوئی نشانی لے کر آئے ہوتو اسے پیش کرو۔ (106) موسیٰ نے

عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّ نَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ

اپنا عصا پھینکا تو وہ دفعتاً ایک سچ مچ کا اژدھا بن گیا۔ (107) اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ نکالا

بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ

تو وہ ناظرین کے سامنے یکایک چمکنے لگا۔ (108) قوم فرعون کے سرداروں نے کہا:

اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۰۹﴾ یُّرِیۡدُ اَنۡ یُّخۡرِجَكُمۡ مِّنۡ

یہ یقیناً بڑا ماہر جادوگر ہے۔ (109) یہ تمہیں تمہاری سر زمین سے نکالنا چاہتا ہے۔

اَرۡضِكُمۡ ۚ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَ اَخَاهُ وَ

بتاؤ اب تمہاری کیا صلاح ہے؟ (110) انہوں نے کہا: موسیٰ اور اس کے بھائی کو کچھ مہلت دو

اَرۡسِلۡ فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾ یَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیۡمٍ ﴿۱۱۲﴾

اور ہرکاروں کو شہروں میں روانہ کر دو۔ (111) وہ تمام ماہر جادو گروں کو تمہارے پاس لائیں۔ (112)

وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرۡعَوۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ كُنَّا

اور جادوگر فرعون کے پاس آئے کہنے لگے: اگر ہم غالب رہے تو

نَحۡنُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمۡ وَ اِنَّكُمۡ لَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ﴿۱۱۴﴾

ہمیں صلہ ضرور ملنا چاہیے۔ (113) فرعون نے کہا: ہاں یقیناً تم مقرب بارگاہ ہو جاؤ گے۔ (114)



## عربی حاشیہ

8-دور قدیم میں روم کے بادشاہوں کالقب قیصر، فارس کے بادشاہوں کا لقب کسریٰ، حبش کے بادشاہوں کا لقب نجاشی اور مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون ہوا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ کے دور کے فرعون کا نام منفتاح تھا جسے ولید بن مصعب بن ریان کہا جاتا ہے۔

فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ بنی اسرائیل پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے تو اللہ نے جناب موسیٰؑ اور جناب ہارونؑ کو ہدایت کے لئے بھیجا۔ وہ بے باکی سے دربار میں داخل ہوگئے اور اپنے عصا سے دروازہ کھول لیا۔ فرعون سے اپنی رسالت کا ذکر کیا۔ اس نے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے عصا اور ید بیضا کا مظاہرہ کیا۔ اس نے مقابلہ کا انتظام کیا اور بالآخر رسوا ہوا اور جادوگر ایمان لے آئے۔

ف: جناب موسیٰ کا پہلا کمال یہ تھا کہ فرعون کو براہِ راست فرعون کہہ کر مخاطب کیا اور کسی طرح کے خوف کا اظہار نہیں کیا۔ اس کے بعد ہزاروں

## اردو حاشیہ

(۴) جناب موسیٰ ؑ کا ارشاد گرامی اس بات کی دلیل ہے کہ نبی خدا قوم کو مصائب سے نجات دلانے اور ان کی دنیا و آخرت کا انتظام کرنے کے لئے اقدام کرتا ہے۔ اسے سلطنت اور حکومت کا کوئی شوق نہیں ہوتا ہے اور فرعون کا سارا فساد اس شاہانہ مزاج کا نتیجہ ہے کہ اپنا اقتدار سلامت رہے چاہے قوم کسی قدر تباہ ہو جائے اور حقائق کسی قدر پامال کیوں نہ ہو جائیں۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ

انہوں نے کہا: اے موسیٰ! پہلے تم پھینکتے ہو یا

الْمُلْقِيْنَ ﴿١١٥﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ

ہم پھینکیں؟ (115) موسیٰ نے فرمایا: تم پھینکو پس جب انہوں نے پھینکا تو لوگوں کی نگاہوں (٥) کو مسحور

وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿١١٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ

اور انہیں خوفزدہ کردیا اور انہوں نے بہت بڑا جادو پیش کیا۔ (116) اور ہم نے

اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا

موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا پھینک دیں چنانچہ اس نے یکایک ان کے خود ساختہ جادو کا

يَاْفِكُوْنَ ﴿١١٧﴾ ۚ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٨﴾ ۚ

نگلنا شروع کیا۔ (117) اس طرح حق ثابت ہوا اور ان لوگوں کا کیا دھرا باطل ہو کر رہ گیا۔ (118)

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿١١٩﴾ ۚ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ

پس وہ وہاں شکست کھا گئے اور ذلیل ہو کر لوٹ گئے۔ (119) اورسب جادوگر

سٰجِدِيْنَ ﴿١٢٠﴾ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢١﴾ ۙ رَبِّ

سجدے میں گر پڑے۔ (120) اور کہنے لگے: ہم رب العالمین پر ایمان (٦) لے آئے۔(121) جو

مُوْسٰى[9] وَهٰرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ[10]

موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔ (122) فرعون نے کہا: قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا

اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ

تم اس پر ایمان لے آئے یقیناً یہ تو ایک سازش ہے جو تم نے اس شہر میں کی ہے تا کہ



### عربی حاشیہ

جادوگروں کی آمد سے بھی متاثر نہیں ہوئے اور نہایت اطمینان کے ساتھ سب کا مقابلہ کیا۔

قدرت نے بھی جناب موسیٰ کو دو معجزات عطا فرمائے۔ عصا جو ان کے منذر ہونے کی علامت تھا اور یدِ بیضا جوان کے مبشر ہونے کی نشانی تھا اور ایک نبی کو انھیں دونوں حیثیتوں کا حامل ہونا چاہیے۔

9- یہ وضاحت اس لئے ضروری تھی کہ فرعون رب العالمین سے اپنی ذات مراد نہ لے لے کہ وہ خود بھی ربوبیت کا دعویدار تھا۔

10- یہ ہے باطل کا انداز فکر کہ اہل حق حق کو قبول کرنے کے لئے بھی باطل سے اجازت طلب کریں۔ استحصال کی اس سے بدتر مثال اور کیا ہوسکتی ہے۔

### اردو حاشیہ

(٥) قرآن مجید کا یہ فقرہ اور سورہ طٰہ کی آیت نمبر ٦٦ دلیل ہے کہ جادوگروں کے جادو کی کوئی حقیقت نہیں تھی اور انہوں نے صرف نظر بندی سے کام لیا تھا اور ان کا کاروبار فقط اس نظر بندی سے چل رہا تھا۔ انہیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ نبوت کی نگاہ میں جلوہ الوہیت ہوتا ہے اور اس کی نگاہ پر ان نظر بندیوں کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ جادوگر اپنے دور میں دین و مذہب کے ٹھیکیدار شمار کئے جاتے تھے اور انہوں نے تحفظ دین کے بارے میں بھی فرعون سے سودے بازی شروع کر دی تھی جو ہر دور کے خود ساختہ مذہبی ٹھیکیداروں کا حال ہوتا ہے کہ وہ مذہب کی حفاظت کے نام پر سودے بازی کرنے لگتے ہیں گویا مذہب کسی اور کا ہے اور یہ صرف کرائے کے کاریگر یا واقعاً بازی گر ہیں۔

(٦) اہلِ ایمان پر حق واضح ہو جاتا ہے تو وہ کسی طاقت اور جبروت کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اور برملا اپنے ایمان کا اعلان کر دیتے ہیں۔ فرعون نے لاکھ دھمکی دی کہ ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کا پاؤں کاٹ دوں گا سولی پر لٹکا دوں گا لیکن اہلِ ایمان کا ایک ہی جواب تھا کہ ہمیں بہرحال اللہ کی بارگاہ میں جانا ہے اور اس طرح جلدی حاضری کا شرف حاصل ہو جائے گا۔

لِتُخْرِجُوا مِنْهَآ أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿١٢٣﴾ لَأُقَطِّعَنَّ

اہل شہر کو یہاں سے بے دخل کرو پس عنقریب تمہیں (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔(123) میں تمہارے ہاتھ

أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ

اور پاؤں مخالف سمتوں سے ضرور کاٹوں گا پھر تم سب کو ضرور بالضرور سولی

أَجْمَعِينَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوٓا إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا

چڑھا دوں گا۔ (124) انہوں نے کہا: ہمیں تو اپنے رب کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ (125) اور تو

تَنقِمُ مِنَّآ إِلَّآ أَنْ ءَامَنَّا بِـَٔايَٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۚ

ہم سے صرف اس لیے انتقام لے رہا ہے کہ جب ہمارے رب کی نشانیاں ہمارے پاس آئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے۔

رَبَّنَآ أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿١٢٦﴾ وَقَالَ

اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان فرما اور ہمیں اس دنیا سے مسلمان اٹھا لے۔ (126) اور قوم

الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُۥ

فرعون کے سرداروں نے کہا: فرعون! کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو آزاد چھوڑے دے گا کہ

لِيُفْسِدُوا فِى الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَءَالِهَتَكَ [11] ۚ قَالَ

وہ زمین میں فساد پھیلائیں اوروہ تجھ سے اور تیرے معبودوں سے دست کش ہو جائیں؟

سَنُقَتِّلُ أَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْىِۦ [12] نِسَآءَهُمْ وَإِنَّا

فرعون بولا: ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیں گے اور ہمیں ان پر

فَوْقَهُمْ قَٰهِرُونَ ﴿١٢٧﴾ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا

بالادستی حاصل ہے۔ (127) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اللہ سے مدد طلب کرو



## عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے قتل کے بجائے جناب موسیٰ کے قتل کی بات کیوں نہیں کی۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو وہ مومن آل فرعون کی تقریر سے خوفزدہ ہوگیا تھا کہ اگر یہ نبی برحق ہیں تو عذاب بھی نازل ہوسکتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد ملک میں جناب موسیٰ کی حیثیت اس قدر بلند ہوگئی تھی کہ ان کا قتل کرنا عام بنی اسرائیل کی طرح آسان نہیں رہ گیا تھا۔

11- اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فرعون نے اپنے علاوہ بھی بہت سے خدا بنا رکھے تھے اور اسی مناسبت سے اپنے کو رب اعلیٰ سے تعبیر کیا کرتا تھا۔

12- لڑکیوں کے باقی رکھنے کا راز یہ تھا کہ ان سے کام لیا جائے اور ان کے وجود سے استفادہ کیا جائے۔

## اردو حاشیہ

(۷) وہ تھا فرعون کا اندازِ گفتگو اور یہ ہے نبی خدا کا طرزِ فکر...... نبی خدا ہمیشہ قوم کو خدا کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جناب موسیٰ کے ہاتھ میں بے پناہ خدائی طاقت موجود تھی جو ہر فرعون کے استیصال کے لئے کافی تھی لیکن انہوں نے اپنی کمک کا وعدہ نہیں کیا بلکہ خدا سے استعانت کا حوالہ دیا اور پھر صبر کی دعوت دی کہ صبر کے بغیر خدا بھی کسی کا ساتھ نہیں دیتا ہے۔ صبر ہر وسعتِ حال کے لئے کلید کی حیثیت رکھتا ہے اور صبر کے بغیر کوئی مشکل آسان نہیں ہوسکتی ہے۔

بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ يُوْرِثُهَا مَنْ

اور صبر کرو۔ بے شک یہ سر زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْۤا

جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور نیک انجام اہل تقویٰ کے لیے ہے۔ (128) (قوم موسیٰ نے)

اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ

کہا: آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں اذیت دی گئی اور آپ کے آنے کے بعد بھی۔

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ

موسیٰ نے کہا: تمہارا رب عنقریب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ؑ وَ لَقَدْ اَخَذْنَاۤ

اور زمین میں تمہیں خلیفہ بنا کر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ (129) اور بتحقیق ہم نے

اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ

آل فرعون کو قحط سالی اور پیداوار کی قلت میں مبتلا کیا شاید وہ نصیحت

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ [13] قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ

حاصل کریں۔ (130) پس جب انہیں آسائش حاصل ہوتی تو کہتے: ہم اس کے مستحق (۸) ہیں

وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ

اور اگر برا زمانہ آتا تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی بد شگونی ٹھہراتے۔

اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

آگاہ رہو! ان کی بدشگونی اللہ کے پاس ہے لیکن ان میں سے اکثر



### عربی حاشیہ

13-الحسنۃ پر الف لام ہے اور سیئۃ نکرہ ہے جو علامت ہے کہ نیکیاں برابر آتی رہیں اور مصیبتیں کبھی کبھی نازل ہوتی تھیں۔

### اردو حاشیہ

(۸) شرارت پسند عناصر اپنے کو خدا کا رشتہ دار تصور کرتے ہیں اور ہر نیکی پر اپنا حق سمجھتے ہیں۔ پھر جب مصیبت یا بلا نازل ہو جاتی ہے تو اس کی نسبت اللہ والوں کی طرف دے دیتے ہیں حالانکہ وہ تمام اسباب اور اسرار سے خوب باخبر ہے۔

يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣١﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا

نہیں جانتے۔ (131) اور کہنے لگے: اے موسیٰ! ہم پر جادو کرنے کے لیے خواہ کیسی نشانی لے آؤ

بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ

ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ (132) پھر ہم نے بطور

الطُّوْفَانَ (14) وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ

کھلی نشانیوں کے ان پر طوفان، ٹڈی دل، جوؤں، مینڈکوں

مُّفَصَّلٰتٍ ۟ قف فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿١٣٣﴾

اور خون کا عذاب نازل کیا مگر وہ تکبر کرتے رہے اور وہ جرائم پیشہ لوگ تھے۔ (133)

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا

اور جب ان پر کوئی بلا نازل ہو جاتی تو کہتے: اے موسیٰ! ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں جیسا کہ

رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ

اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے (کہ وہ آپ کی دعا سنے گا) اگر آپ نے ہم سے عذاب دور کر دیا تو

لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٣٤﴾ ج

ہم آپ پر ضرور ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی ضرور آپ کے ساتھ جانے دیں گے۔ (134)

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ

پھر جب ہم ایک مقررہ مدت کے لیے جس کو وہ پہنچنے والے تھے عذاب کو دور کر دیتے

اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿١٣٥﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

تو وہ عہد کو توڑ ڈالتے۔ (135) تب ہم نے ان سے انتقام (۹) لیا پھر انہیں دریا میں غرق کر دیا



## عربی حاشیہ

14- قوم فرعون پر پانچ طرح کے عذاب نازل ہوئے۔ پہلے طوفان آیا جو بستیوں کو بہا لے گیا۔

اس کے بعد ٹڈیاں آئیں جو کھیتوں کو چر گئیں۔ پھر جوئیں پیدا ہوئیں جنھوں نے انسانوں اور جانوروں کا جینا دوبھر کر دیا۔ پھر مینڈک آ گئے جو انسانوں کی ناک تک سے نکلنے لگے اور آخر میں سارا پانی خون ہو گیا اور یہ لوگ سیرابی تک کو ترسنے لگے لیکن اس کے بعد بھی ایمان نہیں لائے۔

ف: واضح رہے کہ حالات و حادثات سے نیک و بد فال حاصل کرنا دورِ قدیم سے چلا آ رہا ہے حالانکہ اس کا واقعی کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ صرف نفسیاتی اثر ضرور ہوتا ہے کہ فال نیک سے حوصلے بڑھ جاتے ہیں اور فال بد سے ہمتیں پست ہو جاتی ہیں اور شاید اسی لئے اسلام نے فالِ نیک کو جائز قرار دیا ہے اور فالِ بد کو ناجائز اور حرام کر دیا ہے کہ اس طرح انسان کی

## اردو حاشیہ

(۹) پہلے قوم کے حوصلے اس قدر بلند تھے کہ ہم کسی قیمت پر ایمان نہ لائیں گے۔ اس کے بعد عذاب کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر عذاب کے دور ہو جانے پر ایمان کا وعدہ کرنے لگے اور جب مسلسل کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا اور انہیں یہ زعم ہو گیا کہ ہم اس طرح نبی خدا کو دھوکہ دے کہ کام نکال لیتے ہیں تو خدا نے اتمام حجت کے تمام مراحل طے کرنے کے بعد انتقامی کارروائی شروع کر دی اور سب غرقاب ہو کر رہ گئے۔

اس کے بعد اس نے مستضعفین کو مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا تا کہ مستکبرین کو اندازہ ہو جائے کہ ''ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں......'' اور مستضعفین بھی مطمئن ہو جائیں کہ خالق کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔''

فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٣٦﴾

کیونکہ انہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور وہ ان سے لاپروائی برتتے تھے۔ (136)

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ

اور ہم نے ان لوگوں کو جو بے بس کر دیے گئے تھے اس سر زمین کے مشرق

الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ

و مغرب کا وارث بنایا جسے ہم نے برکتوں سے نوازا تھا اور بنی اسرائیل کے ساتھ

رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَ

آپ کے رب کا وعدہ خیر پورا ہو گیا کیونکہ انہوں نے صبر کیا تھا اور فرعون اور

دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا

اس کی قوم جو کچھ بنایا کرتے تھے اور جو اونچی عمارتیں تعمیر کرتے تھے وہ سب کچھ ہم نے

يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ[15] فَأَتَوْا

تباہ کر دیا۔ (137) اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار کرایا تو وہ ایسے لوگوں کے پاس پہنچ گئے

عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَهُمْ ۚ قَالُوا يَا مُوسَى

جو اپنے بتوں کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: اے موسیٰ!

اجْعَلْ لَنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ

ہمارے لیے بھی ایسا معبود بنا جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔ موسیٰ نے کہا: تم بڑی

تَجْهَلُونَ ﴿١٣٨﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ[16] مَا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ

نادان قوم ہو۔ (138) یہ قوم جس روش پر گامزن ہے یقیناً برباد ہونے والی ہے



## عربی حاشیہ

قوت عمل شل ہوجاتی ہے اور وہ ذہنی طور پر مفلوج ہوکر رہ جاتا ہے۔

ف: "قوم تجہلون" علامت ہے کہ یہ قوم مسلسل جہالت سے کام لے رہی ہے۔ پہلے عظمت خدا سے جہالت کا ثبوت دیا اس کے بعد حقیقت اصنام سے جہالت کا اظہار کیا اور آخر میں اس قدر جاہل ثابت ہوئے تمام عالم وجود کو محسوسات میں محدود کردیا اور بندہ سے خدا بنانے کا مطالبہ شروع کردیا۔

15- بحر سے بحر قلزم یعنی بحرِ احمر مراد ہے۔

16- تتبیر کے معنی ہلاکت اور بربادی کے ہیں یعنی بت پرستی کا سارا نظام اور سارے بت ہلاک اور برباد ہونے والے ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۱۰) پروردگار نے بنی اسرائیل پر کس قدر احسانات کئے ہیں۔ جناب موسیٰ نے ۲۳ سال فرعون سے جہاد کیا اور بالآخر قوم کو بچا کر لے گئے۔ فرعون غرق ہوگیا۔ قوم دریا کے پار ہوگئی اور اس کے بعد بھی بت پرستی کو دیکھ کر بتوں کا تقاضا کرنے لگی اور وہ بھی نبی خدا سے اس سے زیادہ جہالت کا کیا تصور ہوسکتا ہے۔

قدرت نے اپنے احسانات یاد دلائے اور بتایا کہ ان احسانات کے بعد بھی دوسرا خدا تلاش کررہے ہو۔ اس سے بڑا ظلم کیا ہوسکتا ہے۔

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا

اور جو اعمال یہ انجام دیتے ہیں وہ باطل ہیں۔ (139) موسیٰ نے کہا: کیا میں تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی

وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَ اِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ

اور معبود تلاش کروں؟ حالانکہ اس نے تمہیں عالمین پر فضیلت دی ہے۔ (140) اور (وہ وقت یاد کرو)

اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ

جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی جو تمہیں بد ترین عذاب میں مبتلا کرتے تھے

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ

تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ ۧ وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً

بہت بڑی آزمائش تھی۔ (141) اور ہم نے موسیٰ سے تیس (30) راتوں کا

وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ

وعدہ کیا اور دس دیگر راتوں سے اسے پورا کیا اس طرح ان کے رب کی

لَيْلَةً ۚ وَ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ

مقررہ میعاد چالیس راتیں پوری ہو گئی، اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا:

قَوْمِيْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور اصلاح کرتے رہنا اور مفسدوں کا راستہ اختیار نہ کرنا۔ (142)

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ [17] رَبُّهٗ ۙ قَالَ

اور جب موسیٰ ہماری مقررہ میعاد پر آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے:



### عربی حاشیہ

17- کلام الٰہی الفاظ کے ذریعہ ضرور ہوتا ہے لیکن ان الفاظ کے لئے وہ کام و دہن کا محتاج نہیں ہے بلکہ جس چیز میں چاہتا ہے کلام پیدا کر دیتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ جناب ہارونؑ خود بھی پیغمبر تھے لیکن جناب موسیٰؑ نے انھیں اپنا خلیفہ نامزد کیا۔ اس لئے کہ پیغمبری کے باوجود انھیں قیادت امت کا منصب حاصل نہیں تھا اور اسے جناب موسیٰؑ نے اپنی غیبت کے موقع پر عنایت فرمایا جو اس بات کی بھی علامت ہے کہ قیادت و امامت کا شرف اصل نبوت سے بھی بالاتر ہے جو بعض انبیاء کو حاصل ہوتا ہے اور بعض کو نہیں۔

### اردو حاشیہ

(۱۱) قوم نے جناب موسیٰؑ سے کتاب کا تقاضا کیا۔ قدرت نے ذی قعدہ بھر روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد دس دن نزول توریت کے مقرر کئے۔ جناب موسیٰؑ، جناب ہارونؑ کو خلیفہ بنا کر توریت کو لینے چلے گئے۔ قوم گمراہ ہو گئی اور وعدہ الٰہی کا انتظار نہ کر سکی۔

اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ نبی اپنا جانشین مقرر کئے بغیر قوم سے الگ نہیں ہو سکتا ہے۔

(۱۲) بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ بھی قوم کا تقاضا تھا جسے جناب موسیٰؑ نے دہرا دیا تھا ورنہ انہیں تو معلوم تھا کہ خدا قابلِ رویت نہیں ہے اور یہ بات بڑی حد تک معقول بھی ہے۔ اگرچہ یہ بھی امکان ہے کہ جناب موسیٰؑ نے خود ہی اتمام حجت کے لئے یہ مطالبہ کیا ہو کہ ہر نبی اپنی قوم کے حالات اور اس کے ذہنی کیفیات سے باخبر ہوتا ہے۔ اگرچہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ امت قرآن نے اس واقعہ سے بھی کوئی سبق نہیں لیا اور آج بھی صرف روایات کی بناء پر رویت خدا کا عقیدہ لئے بیٹھی ہے اور روز قیامت اس کے دیدار کا انتظار کر رہی ہے۔

رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ ؕ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰکِنِ

پروردگارا! مجھے (جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کروں۔ فرمایا: تم مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکو گے

انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ [18] مَکَانَہٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ ۚ

لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھو پس اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوۡسٰی

پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے

صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَکَ تُبۡتُ اِلَیۡکَ

پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کرنے لگے: پاک ہے تیری ذات میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں

وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اِنِّی اصۡطَفَیۡتُکَ

اور میں ایمان لانے میں سب سے پہلا ہوں۔ (143) فرمایا: اے موسیٰ! میں نے لوگوں میں سے آپ کو

عَلَی النَّاسِ [19] بِرِسٰلٰتِیۡ وَ بِکَلَامِیۡ ۫ۖ فَخُذۡ مَاۤ اٰتَیۡتُکَ

اپنے پیغامات اور ہمکلامی کے لیے منتخب [۱۳] کیا ہے لہٰذا جو کچھ میں نے آپ کو عطا کیا ہے

وَ کُنۡ مِّنَ الشّٰکِرِیۡنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ کَتَبۡنَا لَہٗ فِی الۡاَلۡوَاحِ

اسے اخذ کریں اور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں۔ (144) اور ہم نے موسیٰ کے لیے

مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ مَّوۡعِظَۃً وَّ تَفۡصِیۡلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ ۚ

(توریت کی) تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھی (اور حکم دیا)

فَخُذۡہَا بِقُوَّۃٍ وَّ اۡمُرۡ قَوۡمَکَ یَاۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِہَا ؕ

کہ اسے پوری قوت سے سنبھالیں اور اپنی قوم کو حکم دیں کہ اس میں سے شائستہ ترین باتوں کو



## عربی حاشیہ

18- پروردگار نے امکان رویت کو پہاڑ کے استقرار پر مبنی قرار دے دیا تھا اور جب پہاڑ باقی نہ رہ سکا تو اب رویت کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اور نہ اس مسئلہ میں کسی حدیث پر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

19- اس سے مراد اسی دور کے انسان ہیں اور اسی لئے تمام پیغامات کا ذکر کیا گیا ہے ورنہ جناب موسیٰ کے علاوہ بہت سے پیغمبر تھے۔

جناب موسیٰ کا اس وقت کلیم ہونا یقیناً ان کے لئے ایک شرف تھا لیکن سرکار دو عالمؐ کا مرتبہ اپنے مقام پر محفوظ ہے جنھیں منزل معراج میں شرف تکلم عطا کیا گیا ہے۔

ف: جناب موسیٰ کی کلیمیت کے ساتھ رسالت کا ذکر علامت ہے کہ یہ امتیاز عام انسانوں کے مقابلہ میں ہے ورنہ اس سے بالاتر کلیم بھی ہو سکتے ہیں۔

نیز یہ کہ توریت ''من کل شئی موعظہ'' ہے اور قرآن ''تبیانا لکل شیءٍ'' ہے لہٰذا اس کا

## اردو حاشیہ

(۱۳) یہ انتخاب اس امر کی علامت ہے کہ جناب موسیٰؑ کا مطالبہ دیدار کسی ضعف ایمان و عقیدہ کا نتیجہ نہیں تھا ورنہ ایسے اعمال پر تنبیہہ کی جاتی ہے عہدہ نہیں دیا جاتا ہے۔

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ

اپنا لو۔ عنقریب میں تمہیں نافرمانوں کا ٹھکانہ دکھا دوں گا۔ (145) میں انہیں اپنی آیات سے دور

الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ وَاِنْ

رکھوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں اور تمام نشانیاں دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہیں لاتے

يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ

اور اگر یہ راہ راست دیکھ بھی لیں تو اس راستے کو اختیار نہیں کرتے اور اگر انحراف کا

الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ

راستہ دیکھ لیں تو اس راستے کو اپنا لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا

ان لوگوں نے ہماری نشانیوں کی تکذیب کی اور ان سے غفلت

عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ

برتتے رہے۔ (146) اور جنہوں نے ہماری آیات اور آخرت کی پیشی کی تکذیب کی

الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔ کیا ان لوگوں کو اس کے سوا کوئی بدلہ مل سکتا ہے

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ

جو وہ کرتے رہے ہیں؟ (147) اور موسیٰ کے (کوہ طور پر جانے کے) بعد [14] ان کی قوم نے

حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۚ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا

اپنے زیورات سے ایک بچھڑا بنا لیا (یعنی) ایسا جسم جس میں بیل کی آواز تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ



### عربی حاشیہ

مرتبہ توریت سے یقیناً بالاتر ہے۔

20-یہ ایک محاورہ ہے کہ ہم عنقریب نافرمانوں کے گھر دکھلا دیں گے یعنی ان کے انجام کو بے نقاب کر دیں گے۔

21-سامری نے تصویر نہیں بلکہ مجسمہ بنایا تھا اور اس کی ترکیب اس انداز سے رکھی تھی کہ اس میں آواز پیدا ہو۔ (بقولے)

22-یہ شرمندگی کا محاورہ ہے کہ انسان شدت ندامت میں ہاتھ کاٹنے لگتا ہے اور اس طرح اس کا دہن ہاتھ پر گر پڑتا ہے۔

### اردو حاشیہ

(۱۴) جناب موسیٰؑ کے کوہ طور پر جانے کے بعد سامری نے موقع کو غنیمت سمجھا۔ اس نے بنی اسرائیل کی ذہنیت کو دیکھ لیا تھا کہ یہ ۲۳ سال جناب موسیٰؑ کے جہاد اور ان کی تبلیغی خدمات کے باوجود جب دریا پار بت پرستوں کو دیکھتے ہیں تو ایک مصنوعی خدا کا مطالبہ کر دیتے ہیں چنانچہ بنی اسرائیل کی اسی خواہش کا سہارا لے کر اس نے ایک مجسمہ تیار کیا اور قوم میں اعلان کر دیا کہ یہی تمہارا اور موسیٰؑ کا خدا ہے۔ قوم نے اپنی جہالت و حماقت کی بناء پر اس کی پرستش شروع کر دی اور جناب ہارونؑ کی ایک نہ سنی جس سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ گمراہ قوم نبی کے جانشین کی پرواہ نہیں کرتی ہے اور اپنے خود ساختہ کو ہر حق اور حقیقت پر مقدم کر دیتی ہے۔

قدرت نے اس خدا سازی کا ایک ہی جواب دیا کہ آواز کا پیدا ہو جانا کمال نہیں ہے۔ اتنا تو دیکھو کہ یہ نہ بات کر سکتا ہے اور نہ ہدایت دے سکتا ہے اور ایسا عاجز و مجبور خدا نہیں ہو سکتا ہے۔ سرکار دوؐ عالم کے بعد امت اسلامیہ میں ایسا ہی انقلاب آیا تھا جیسا کہ جناب موسیٰؑ کے کوہِ طور پر جانے کے بعد بنی اسرائیل میں آیا تھا۔ قوم نے صرف آواز کو ہنر بنا لیا اور ہدایت کی صلاحیت کو یکسر نظر انداز کر دیا۔

يُكَلِّمُهُمْ وَ لَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اِتَّخَذُوهُ وَ كَانُوا

یہ نہ تو ان سے بات کرسکتا ہے اور نہ ان کی راہنمائی کرسکتا ہے۔ ایسے کو انہوں نے معبود بنالیا اور وہ زیادتی کے

ظٰلِمِينَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيٓ اَيْدِيهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ

مرتکب تھے۔ (148) اور جب وہ سخت نادم ہوئے اور دیکھ لیا کہ گمراہ ہوگئے ہیں تو

ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَ يَغْفِرْلَنَا

کہنے لگے: اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمیں معاف نہ فرمائے تو ہم حتمی طور پر

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى

خسارے میں رہ جائیں گے۔ (149) اور جب موسیٰ نہایت غصے اور رنج کی حالت میں

قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا[23] ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ

اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو کہنے لگے: تم نے میرے بعد بہت بری جانشینی کی۔

بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ

تم نے اپنے رب کے حکم سے عجلت کیوں کی؟ اور (یہ کہہ کر) تختیاں پھینک دیں

بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ

اور اپنے بھائی کو سر کے بالوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ ہارون نے کہا:

اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۡ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ

اے ماں جائے! یقیناً قوم نے مجھے کمزور بنا دیا تھا اور وہ مجھے قتل کرنے والے تھے

الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ

لہٰذا آپ دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیں اور مجھے ان ظالموں میں شمار نہ کریں۔ (150) موسیٰ نے کہا:



### عربی حاشیہ

ف: سامری کا سونے کا خدا بنانا یہودی قوم کی زر پرستی کی بہترین علامت ہے اور بنی اسرائیل کے پاس اس قدر سونے کا راز یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کی عورتوں نے فرعونیوں سے زیورات عاریت لئے تھے اور جب فرعون والے سب غرق ہوگئے تو یہ ان کے پاس رہ گئے اور یہ بطور کفران نعمت خدا سازی میں صرف کردیا۔

ف: بظاہر جناب موسیٰ کا الواح توریت کو ڈال دینا اور جناب ہارونؑ کو سرزنش کرنا عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے بغیر بنی اسرائیل کو جرم کی سنگینی کا احساس نہیں دلایا جاسکتا تھا لہٰذا یہ عمل بے حد ضروری تھا۔

23-اسف۔شدت غضب کو بھی کہتے ہیں اور حزن والم کو بھی۔ جناب موسیٰ قوم کی حالت پر محزون بھی تھے کہ یہ گمراہ ہوگئے ہیں اور انھیں غصہ بھی تھا کہ انھوں نے میرا انتظار نہیں کیا اور اتنا بڑا اقدام کر بیٹھے۔

### اردو حاشیہ

(۱۵) جناب موسیٰؑ اور ہارون کے بارے میں یہ بات زبان زد ہے کہ جناب موسیٰؑ غصہ ور تھے اور جناب ہارون نرم مزاج۔ حالانکہ یہ بات انتہائی عجیب وغریب ہے۔ نبی خدا اور ذمہ دارِ دین مزاجی کمزوریوں کا شکار نہیں ہوتا ہے۔ جناب موسیٰؑ اس وقت ذمہ دار دین تھے۔ ان کی جگہ پر جناب ہارون ہوتے تو ان کا طرزِ عمل بھی یہی ہوتا جو موسیٰؑ نے اختیار کیا تھا۔

توریت کی تختیوں کو ڈال دینا اور ہارون کے بالوں کو کھینچنا صورتِ حال پر انتہائی غضب کی نشاندہی ہے جب اغیار پر غصہ نہیں اتارا جاسکتا ہے تو اپنوں ہی کو ذریعہ بنا کر غیظ وغضب کو اظہار کیا جاتا ہے اور اس لئے بعد میں ہارون کے حق میں دعا بھی کی اور تختیوں کو اٹھا لیا کہ وہ ٹوٹی نہیں تھیں اور نہ خراب ہی ہوئی تھیں۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ

اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب سے بڑھ کر

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ

رحم کرنے والا ہے۔ (151) جنہوں نے گو سالہ کو( معبود) بنایا بے شک ان پر عنقریب

غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ [24] ذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ

ان کے رب کا غضب واقع ہوگا اور دنیاوی زندگی میں ذلت اٹھانا پڑے گی اور بہتان پردازوں کو ہم

نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا

ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ (152) اور جنہوں نے گناہ کا ارتکاب کیا پھر اس کے بعد

مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۫ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ

توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو آپ کا رب اس (توبہ) کے بعد یقیناً بڑا معاف کرنے والا:

رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ

رحم کرنے والا ہے۔ (153) اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہو گیا تو انہوں نے (توریت کی) وہ تختیاں اٹھائیں

وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

جن کی تحریر میں ان لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت تھی جو اپنے پروردگار سے خائف رہتے ہیں۔ (154)

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ [25] رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ

اور موسیٰ نے ہماری مقررہ میعاد کے لیے اپنی قوم سے ستر افراد [۱۶] منتخب کیے پھر جب انہیں زلزلے نے

اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ

گرفت میں لیا (تو) موسیٰ نے عرض کی: پروردگارا! اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھے پہلے ہی



## عربی حاشیہ

24 یہ علامت ہے کہ گوسالہ پرست کبھی توبہ کرنے والے نہیں ہیں اور یہ ہمیشہ غضب الٰہی کے حقدار رہیں گے اور ذلیل رہیں گے۔

دورِ حاضر میں اسرائیل کی حکومت ذلت کے خاتمہ کی نشانی نہیں ہے بلکہ یہ خود ایک ذلت ہے کہ کوئی قوم ہر طرف سے موردِ لعنت ہو اور اس کے مددگار بھی اُسے صرف آلۂ کار کی حیثیت سے استعمال کرتے ہوں اور کوئی درجہ دینے کے لئے تیار نہ ہوں۔

25-واضح رہے کہ یہ میقات توبہ واستغفار کا ہے۔ اس کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے جب جناب موسیٰ ستر آدمیوں کو دیدار الٰہی کے نام پر کوہ طور پر لے گئے تھے۔

اگرچہ بعض روایات میں دونوں میقات کو ایک قرار دیا گیا ہے اور گویا ایک ہی واقعہ کے دو حصے بیان ہوئے ہیں اور اس کا شاہد رجفہ کو قرار دیا گیا ہے جس کا استغفار کے بعد کوئی امکان نہیں ہے۔!

## اردو حاشیہ

(۱۶) یہ توبہ کا مرحلہ ہے کہ جہاں پروردگار کا حکم ہوا تھا کہ قوم کے وہ افراد توبہ کرنے کے لئے آئیں جنہوں نے گوسالہ پرستی میں حصہ نہ لیا ہو۔

جناب موسیٰؑ نے اس طرح کے ستر افراد کا انتخاب کیا اور کوہِ طور پر لے گئے لیکن انہیں بھی زلزلہ کا سامنا کرنا پڑا اور جب یہ فریاد کی کہ ہم نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی تو ارشاد ہوا کہ تم نے روکا کیوں نہیں تھا۔ دینِ خدا میں خشک مقدسین کا گذر نہیں ہے۔ مجاہدین اور مبلغین کی ضرورت ہے۔ جو لوگ یہ کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں کہ قوم کی اصلاح ممکن نہیں ہے۔ وہ بھی ایک دن زلزلہ کے جھٹکوں کا شکار ہوں گے تو انہیں اپنے تقدس یا اعراض کا صحیح اندازہ ہوگا۔

قَبۡلُ وَ اِیَّایَ ؕ اَتُهۡلِکُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنۡ هِیَ

ہلاک کر دیتا کیا تو ہمارے کم عقل لوگوں کے اعمال کی سزا میں ہمیں ہلاک کر دے گا؟

اِلَّا فِتۡنَتُکَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنۡ تَشَآءُ وَ تَهۡدِیۡ مَنۡ تَشَآءُ ؕ

یہ تو تیری ایک آزمائش تھی جس سے تو جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَ ارۡحَمۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ ﴿۱۵۵﴾

تو ہی ہمارا آقا ہے پس ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم فرما اور تو معاف کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ (155)

وَ اکۡتُبۡ لَنَا فِیۡ هٰذِهِ الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ اِنَّا

اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بھلائی مقرر فرما۔

هُدۡنَاۤ اِلَیۡکَ ؕ قَالَ عَذَابِیۡۤ (26) اُصِیۡبُ بِهٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ وَ

ہم نے تیری طرف رجوع کر لیا ہے۔ ارشاد فرمایا: عذاب تو میں جسے چاہتاہوں دیتا ہوں اور

رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ فَسَاَکۡتُبُهَا لِلَّذِیۡنَ

میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔ پس اسے میں ان لوگوں کے لیے

یَتَّقُوۡنَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوةَ وَ الَّذِیۡنَ هُمۡ بِاٰیٰتِنَا

مقرر کردوں گا جو تقویٰ رکھتے ہیں اور زکٰوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیات پر

یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۵۶﴾ ۚ اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ (27)

ایمان لاتے ہیں۔ (156) (یہ رحمت ان مومنین کے شامل حال ہو گی) جو لوگ اس رسول کی

الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَهٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِی التَّوۡرٰىةِ

پیروی کرتے ہیں جو نبی امی کہلاتے ہیں جن کا ذکر وہ اپنے ہاں توریت



## عربی حاشیہ

26- عذابِ الٰہی صرف مستحقین کے لئے ہے اور رحمت کا دائرہ عام ہے پھر رحمت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک رحمت دنیا ہے جو ہر شے اور ہر شخص کو شامل ہے اور ایک رحمت آخرت ہے جو عنقریب صاحبانِ تقویٰ کے لئے لکھی جائے گی اور اسی لئے مستقبل کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

27- یہ رسول اکرمؐ کی خصوصیت ہے کہ آپ نے کسی شخص کے سامنے زانوے ادب تہ نہیں کیا اور کسی مدرسہ میں نہیں پڑھا۔ یہ لفظ اُمّی کی بار بار تکرار دشمنانِ اسلام کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ آپ نے کسی راہب سے اسلام سیکھ لیا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۷) اس مقام پر پروردگار عالم نے آخرت کی رحمت یعنی اجر و ثواب کے ذیل میں ایمان، تقویٰ اور زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے اور نماز کا تذکرہ نہیں کیا ہے جب کہ اکثر مقامات پر نماز کا تذکرہ مقدم رکھا گیا ہے۔ شاید اس کا راز یہ ہو کہ جن یہودیوں پر حجت تمام کی گئی ہے وہ نماز کی حد تک آسانی سے آ سکتے تھے لیکن دولت پرست ہونے کے اعتبار سے مال نہیں خرچ کر سکتے تھے۔ اس لئے انہیں متوجہ کیا گیا کہ تنہا ایمان کافی نہیں ہے۔ بندگانِ خدا سے مالی ہمدردی بھی کرنا ہو گی۔ اس کے بغیر نجات اور کامیابی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

اور پاکیزہ چیزیں ان کے لیے حلال اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ

اور ان پر لدے ہوئے بوجھ اور (گلے کے) طوق اتارتے ہیں،

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ

پس جو ان پر ایمان لاتے ہیں ان کی حمایت اور ان کی مدد اور اس نور کی

الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ [28] ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ١٥٧ قُلْ

پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (157) کہہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَۨا الَّذِيْ

دیجیے: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُـحْيٖ

جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگی

وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اور وہی موت دیتا ہے لہٰذا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آو، اس امی نبی پر

الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ

جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو شاید تم ہدایت



### عربی حاشیہ

28- اس لفظ سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ رسول اپنا اسلام اور قرآن ساتھ لے کر آئے تھے اور کبھی جاہل کتاب نہ تھے اور یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ جس طرح نور قرآن حضور پر نازل ہوا تھا ویسے ہی کوئی نور حضور کے ساتھ بھی نازل ہوا ہے۔

### اردو حاشیہ

(۱۸) بنی اسرائیل میں بعض احکام انتہائی سنگین تھے کہ طہارت کے لئے نجس جگہ کا گوشت کاٹ دیا جائے قصاص میں فقط قتل کیا جائے اور دیت کا امکان نہ ہو، توبہ کرنے کے لئے اپنے ہی کو قتل کر دیا جائے۔ ہفتہ کے دن شکار نہ کیا جائے۔ سرکار دوؐ عالم کے آنے کے بعد یہ احکام ختم ہو گئے اور یہ سنگین بوجھ اٹھا لیا گیا۔ پھر عالمِ انسانیت کو اس قید و بند سے بھی نجات مل گئی جس میں جاہلیت نے جکڑ رکھا تھا۔

زمانہ بعثت کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد اسلامی احکام کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کس قدر آسان ترین قانون کا نام ہے اور رحمۃ للعالمین نے کس طرح انسانوں کو بے شمار قید و بند سے نجات دلائی ہے۔

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ

حاصل کرلو۔ (158) اور قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی تھی جو حق کے مطابق راہنمائی

بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ

اور اسی کے مطابق عدل کرتی تھی۔ (159) اور ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ قبیلوں میں

اَسْبَاطًا[29] اُمَمًا ؕ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ

تقسیم کرکے جدا جدا جماعتیں بنائیں اور ہم نے موسیٰ کووحی کی

قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ

جب ان کی قوم نے ان سے پانی طلب کیا کہ اپناعصا پتھر پر مارو

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ

چنانچہ اسے سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر جماعت نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کرلیا

مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ

اور ہم نے ان کے سروں پر بادل کاسائبان بنایا اور ان پر من و سلویٰ نازل کیا

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ

جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عنایت کی ہیں انہیں کھاؤ اور (بعد میں نافرمانی کی وجہ سے)

مَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَ اِذْ

یہ لوگ ہمارے ساتھ نہیں (۱۹) بلکہ خود اپنے ساتھ ظلم کرتے تھے۔ (160) اور جب

قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ[30] الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ

ان سے کہا گیا کہ اس بستی میں سکونت اختیار کرو اور اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ



## عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ اس مقام پر "فانبجست" کہا گیا ہے اور سورہ بقرہ میں ''فانفجرت'' کہا گیا ہے جس میں بنیادی فرق یہ ہے کہ انجاس آہستہ آہستہ پانی نکلنے کو کہاجاتا ہے اور انفجار تیزی سے چشمہ جاری ہونے کو..... گویا یہ چشمے ابتدا میں آہستہ آہستہ شروع ہوئے اور بعد میں ان کی روانی تیز ہوگئی تاکہ قوم دہشت زدہ نہ ہوجائے۔

29-سبط عام طور سے نواسے کو اور حفید پوتے کو کہاجاتا ہے لیکن لغوی اعتبار سے سبط کا لفظ عام ہے۔ بنی اسرائیل جناب یعقوبؑ کی بارہ اولاد کی طرف منسوب ہیں لہٰذا انھیں اسباط کے بارہ گروہ کہاجاتا ہے۔

30- بیت المقدس یا قریہ اریحا، مراد ہے جہاں داخل ہونے کے لئے خاص آداب بتائے گئے تھے لیکن ظالموں نے حطہ کو حنطہ بنادیا۔

## اردو حاشیہ

(۱۹) احکام الٰہی کی مخالفت رب العالمین کے حق میں ظلم ہے لیکن آیت میں دوسرے نکتہ کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ اشرار کو یہ خیال ہے کہ ہم خدا پر ظلم کر رہے ہیں اور اس طرح اپنی فتوحات کا اعلان کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت یہ خدا کے اوپر نہیں بلکہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں اور انہیں اس کا احساس بھی نہیں ہے کہ اس کا احساس ہوجائے تو شاید یہ حرکتیں کرنا چھوڑ دیں۔

شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ

اور حطہ کہتے ہوئے اور دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوجاؤ ہم تمہاری خطائیں

خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

معاف کر دیں گے۔ نیکی کرنے والوں کو ہم عنقریب مزید عطا کریں گے۔ (161) مگر ان میں سے

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا

ظالم لوگوں نے وہ لفظ بدل ڈالا برخلاف اس کے جو انہیں کہا گیا تھا

عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع

پھر ان کے اس ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا۔ (162)

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ [31]

اور ان سے اس بستی (۲۰) کے بارے میں پوچھو جو سمندر کے کنارے واقع تھی۔

اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ

جب یہ لوگ ہفتہ کے دن خلاف ورزی کرتے تھے اور مچھلیاں ہفتہ کے دن

سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ

ان کے سامنے سطحِ آب پرا بھر آتی تھیں اور ہفتہ کے علاوہ باقی دنوں میں نہیں آتی تھیں۔

كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ

اس طرح ہم ان کی نافرمانی کی وجہ سے انہیں آزماتے تھے۔ (163) اور جب

اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ

ان میں سے ایک فرقے نے کہا: ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاکت یا شدید عذاب میں



### عربی حاشیہ

31-.بحراحمر کے کنارے سے ایلہ یا مدین مراد ہے جہاں کے لوگوں نے شنبہ کے معاملہ میں زیادتی سے کام لیا تھا۔

ف: آیت نمبر ۱۶۲ میں جرم کو ظلم کہا گیا ہے اور سورہ بقرہ میں فسق کہا گیا تھا گویا یہ جرم خدا کے اعتبار سے نافرمانی تھا اور اپنے نفس کے اعتبار سے ظلم۔

### اردو حاشیہ

(۲۰) اہلِ قریہ پر شنبہ کے دن شکار حرام کر دیا گیا تو انہوں نے دریا کے کنارے گڑھے کھود دیئے جن میں ہفتہ کے دن مچھلیاں جمع ہو جاتی تھیں اور وہ اتوار کے دن پکڑ لیا کرتے تھے۔ پروردگار عالم نے اس طرزِ عمل کو ظلم اور فسق سے تعبیر کیا ہے اور باعثِ عذاب قرار دیا ہے۔

اہلِ قریہ سے سوال کرنے کا فلسفہ یہ تھا کہ یہودیوں کو اندازہ ہو جائے کہ اپنی جس تاریخ سے تم خود باخبر نہیں ہو وہ تاریخ ہم جانتے ہیں اور اس طرح تم کو آگاہ کر رہے ہیں کہ ہماری نبوت میں شک نہ کرنا کہ یہ خلافِ عقل ہے۔ ہم نے تمہارے سامنے تمام دلائل و براہین واضح کر دیئے ہیں تو اس کے بعد شک وشبہ سے کام لینا بددیانتی اور جہالت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

مُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ قَالُوۡا مَعۡذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمۡ وَ
ڈالنے والا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: (ہم یہ نصیحت) تمہارے رب کی بارگاہ میں عذر پیش کرنے کے لیے کرتے ہیں اور

لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُكِّرُوۡا بِهٖۤ اَنۡجَيۡنَا
(اس لیے بھی کہ) شاید وہ تقویٰ اختیار کریں۔ (164) پس جب انہوں نے وہ باتیں

الَّذِيۡنَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ وَاَخَذۡنَا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا
فراموش کر دیں جن کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے برائی سے روکنے والوں کو نجات دی

بِعَذَابٍۢ بَـئِيۡسٍۢ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوۡا عَنۡ
اور ظالموں کو ان کی نافرانی [۲۱] کی وجہ سے برے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ (165) پھر جب انہوں نے

مَّا نُهُوۡا عَنۡهُ قُلۡنَا لَهُمۡ كُوۡنُوۡا قِرَدَةً خٰسِـِٕيۡنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِذۡ
اس امر میں سرکشی کی جس سے انہیں روکا گیا تھا تو ہم نے کہا: خوار ہو کر بندر [۲۲] بن جاؤ۔ (166) اور (یاد کریں)

تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبۡعَثَنَّ عَلَيۡهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ مَنۡ
جب آپ کے رب نے اعلان [۲۳] کیا کہ وہ ان (یہودیوں) پر قیامت تک

يَّسُوۡمُهُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيۡعُ الۡعِقَابِ ۖۚ
ایسے لوگوں کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو انہیں بدترین عذاب دیں گے آپ کا رب یقیناً جلد سزا دینے والا ہے

وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعۡنٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اُمَمًا ۚ
اور بلا شبہ وہ غفور، رحیم بھی ہے۔ (167) اور ہم نے انہیں زمین میں مختلف گروہوں میں تقسیم کیا۔

مِنۡهُمُ الصّٰلِحُوۡنَ وَمِنۡهُمۡ دُوۡنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوۡنٰهُمۡ
ان میں کچھ لوگ نیک اور کچھ لوگ دوسری طرح کے تھے اور ہم نے آسائشوں



## عربی حاشیہ

ف: مسخ کے بارے میں بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ جنس اور نوع کی تبدیلی ممکن نہیں ہے لہٰذا اس سے صفات کی تبدیلی مراد ہے حالانکہ اس عدم امکان پر کوئی دلیل نہیں ہے لہٰذا مسخ حقیقی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ نوع کی تبدیلی میں صفات کا لحاظ رکھا گیا ہے اور بوڑھے بے حیاؤں کو سور کی شکل میں تبدیل کیا گیا ہے اور نقال نوجوانوں کو بندروں کی شکل میں۔

32- مفعول لہ ہے یعنی ہمارا مقصد یہ ہے کہ خدا کی بارگاہ میں عذر پیدا کرلیں کہ ہم نے اپنی جیسی کوشش کی ہے اور شاید اثر ہو ہی جائے۔

33- بار بار اتمام حجت کرنے کے بعد بھی اثر نہ ہوا تو خدا نے انہیں مسخ کردیا۔ وہ دنیا میں سزا نہیں دیتا ہے لیکن کبھی کبھی اتمام حجت کے لئے یہ کام بھی ضروری ہو جایا کرتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۱) ایسے نادان مخلصین ہر دَور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جو مصلحین کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ قوم کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور اپنے کو پریشانی میں نہ ڈالا جائے لیکن قرآن مجید کی ہدایت دلیل ہے کہ انسان بارگاہِ الٰہی میں معذور بننا چاہتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ ہدایت کرتا رہے کہ شاید قوم پر اثر ہو ہی جائے تو دہرا فائدہ ہوگا۔

(۲۲) کہا جاتا ہے کہ یہ جناب داؤد کی بددعا کا اثر ہے ورنہ یہودیوں کے آج کے مظالم اس دَور سے کہیں زیادہ ہیں لیکن اس کے باوجود آج کوئی عذاب نازل نہیں ہوتا ہے کہ آج بددعا کرنے والا کوئی پیغمبر موجود نہیں ہے۔

(۲۳) یہودیوں کی تاریخ ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کی تاریخ ہے۔ پہلے فراعنہ، بالطبیین، فارس، خلفاء اسکندر اور نصاریٰ کے زیر عتاب رہے۔ اس کے بعد خطہ عرب میں پناہ لی تو اسلام کے ہاتھوں ذلت برداشت کی اور جزیرۃ العرب سے نکالے گئے اور آج بھی استعمار کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں ورنہ ان کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے اور اگر چند مسلمان ان کو اہمیت دے رہے ہیں تو وہ بھی درحقیقت نسلاً یا مذہباً انہیں میں سے ہیں اور دنیا میں کوئی بھی حکومت یا جماعت انہیں مستقل حیثیت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اسرائیل برائے نام حکومت ہے ورنہ درحقیقت استعمار کی ایک کالونی ہے اور اس کے

بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ

اور تکلیفوں کے ذریعے انہیں آزمایا کہ شاید وہ باز آجائیں۔(168) پھر ان کے بعد

بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا

ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جو کتاب اللہ کے وارث بن کر اس ادنی زندگی کا

الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ [34] عَرَضٌ مِّثْلُهٗ

مال و متاع سمیٹتے تھے اور کہتے تھے: ہم جلد ہی بخش دیے جائیں گے اور اگر ایسی ہی

يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا

اور متاع ان کے سامنے آجائے تو اسے بھی اچک لیتے۔ کیا ان سے کتاب کا میثاق نہیں لیا گیا تھا کہ

يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ

وہ اللہ کے بارے میں حق بات کے سوا کچھ بھی نہ کہیں گے۔ اور جو کچھ کتاب کے اندر ہے اسے یہ لوگ پڑھ چکے ہیں

الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ

اور اہل تقویٰ کے لیے آخرت کی زندگی ہی بہترین زندگی ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ (169) اور جو لوگ

يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ

کتاب اللہ سے متمسک رہتے اور نماز قائم کرتے ہیں ہم ایسے مصلحین کا

اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ

اجر ضائع نہیں کرتے۔ (170) اور (یہ بات بھی یاد کرو) جب ہم نے پہاڑ کو ان کے اوپر اس طرح اٹھایا

ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ

گویا وہ سائبان ہو اور انہیں یہ گمان تھا کہ وہ ان پر گرنے ہی والا ہے۔ (ہم نے ان سے کہا) جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے پوری قوت



### عربی حاشیہ

34- اس قوم پر تنبیہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور جب مال دنیا ہاتھ آجاتا ہے تو فوراً اس کی طرف دوڑ پڑتی ہے جب کہ توریت میں اس حرکت کے خلاف ہدایت موجود ہے اور آخرت دنیا سے بہرحال بہتر ہے۔

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید کی نگاہ میں مصلح صرف وہ افراد ہیں جو کتاب الٰہی سے باقاعدہ تمسک رکھتے ہیں اور عملی طور پر نماز قائم کرکے عبد و معبود کے رشتہ کو استوار رکھتے ہیں اور ہر وقت پروردگار کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھتے ہیں۔ ایسے افراد کے علاوہ کسی شخص کو بھی مصلح قرار دینے کا کوئی قرآنی جواز نہیں ہے۔

### اردو حاشیہ

علاوہ کچھ نہیں ہے اور کالونی بن جانا خود ہی ایک ذلت اور رسوائی ہے۔

بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع وَ اِذْ اَخَذَ

کے ساتھ اس سے متمسک رہو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو شاید کہ تم تقویٰ والے بن جاؤ۔ (171) اور جب

رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشتوں [۲۴] سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور ان پر خود انہیں گواہ بنا کر پوچھا تھا:

اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ج اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالُوْا بَلٰى [35] ج شَهِدْنَا ج

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا تھا: ہاں! (تو ہمارا رب ہے) ہم اس کی گواہی دیتے ہیں۔

اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ لا

(یہ اس لیے ہوا تھا کہ) قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔ (172)

اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً

یا یہ کہو کہ شرک تو ہم سے پہلے ہمارے باپ دادانے کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد کی اولاد ہیں

مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ج اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَ

تو کیا اہل باطل کے قصور کے بدلے میں ہمیں ہلاکت میں ڈالو گے؟ (173) اور

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَ

اس طرح ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں شاید کہ یہ لوٹ آئیں۔ (174) اور

اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

انہیں اس شخص کا حال سنا دیجیے [۲۵] جسے ہم نے اپنی آیات دیں مگر وہ انہیں چھوڑ نکلا پھر شیطان نے

فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ [36] فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا

اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ (175) اور اگر ہم چاہتے



## عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ پہاڑ کے سائبان کی طرح بلند ہوجانے کے بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں بعض اسے ایک قسم کا معجزہ قرار دیتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ پہاڑ ٹیڑھا ہوگیا اور وہ سر پر محسوس ہونے لگا بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ پہاڑ کا ایک ٹکڑا الگ ہوکر سر پر سے گزر گیا۔

35- بلیٰ حرف جواب ہے جو نفی کے انکار کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی خدا کا پروردگار نہ ہونا محل انکار ہے تو وہ پروردگار ہے ورنہ اگر بلیٰ کی جگہ پر نعم کہہ دیتے تو اسی نفی کا اقرار ہوجاتا اور یہ کفر ہوجاتا۔

36- شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور اسے اپنا مرشد بنالیا۔ یہ بھی شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ وہ حیثیت اور شخصیت والوں کو مرید نہیں بناتا کہ وہ متنفر ہوجائیں بلکہ انھیں مرشد قرار دے لیتا ہے تاکہ ان کی انانیت اور خود پسندی پر قرار رہے اور اسے گمراہ کرنے کا موقع مل جائے۔

## اردو حاشیہ

(۲۴) یہ مسئلہ علماء اسلام کے سامنے معرکہ آرا رہا ہے کہ روز الست آدمؑ کی پشت سے تمام ذریت کو نکال کر ان سے باقاعدہ سوال و جواب کیا گیا تھا یا یہ صرف ایک تمثیل ہے کہ قدرت نے تمام اولاد آدمؑ کو اس فطرت اور مزاج کا حامل بنا کر پیدا کیا ہے کہ اگر ان سے یہ سوال کیا جائے کہ تمہارا خدا کون ہے تو پروردگار کے علاوہ کسی کا نام نہ لیں گے۔ عالم ذر کے بارے میں روایات بھی پائی جاتی ہیں اور بعض علماء اعلام نے انکار بھی کیا ہے لیکن مسئلہ اس قدر واضح اور ضروری نہیں ہے کہ اس کے منکر علماء کو خارج از اسلام قرار دے دی جائے۔ اگرچہ اس کے اقرار میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔

(۲۵) کہا جاتا ہے کہ اس کا نام بلعم بن باعور تھا جسے آیاتِ الٰہی کا علم تھا اور اس کا درجہ بہت بلند تھا لیکن فرعون نے اسے خرید لیا اور جناب موسیٰؑ کے حق میں بددعا کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ یہ اور بات ہے کہ جب چلنے لگا تو گدھے نے ساتھ نہیں دیا اور زبان حال سے بول اٹھا کہ میں نبی خدا کے خلاف قدم نہیں اٹھا سکتا اور اسی لئے مثل مشہور ہوگئی کہ بلعم بن باعور کا گدھا اس سے زیادہ سمجھ دار تھا۔

لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ

تو ان آیات کے طفیل اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن یہ شخص تو زمین بوس ہو گیا تھا

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ

اور اپنی نفسانی خواہش کا تابعدار بن گیا تھا لہٰذا (۲۶) اس کی مثال اس کتے کی سی ہو گئی کہ

يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

اگر تم اس پر حملہ کرو تو بھی زبان لٹکائے رکھے۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ

جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں پس آپ انہیں یہ حکایت سنا دیجئے کہ شاید وہ فکر کریں۔ (176) بدترین

مَثَلَاْ ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا

مثال ہے جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں اور خود اپنے نفسوں پر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ

ظلم کرتے ہیں۔ (177) راہ راست وہ پاتا ہے جسے اللہ ہدایت عطا کرے اور جنہیں

يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا[37] لِجَهَنَّمَ

اللہ گمراہ کرے وہ خسارے میں ہیں۔ (178) اور بتحقیق ہم نے

كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ز

جن و انس کی ایک کثیر تعداد کو (گویا) جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے ۔ ان کے پاس دل تو ہیں

وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ز وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ

مگر وہ ان سے سوچتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے



## عربی حاشیہ

ف: عالم ذر کے بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ آدم کی پشت یا آدم کو الگ کر کے انھیں شعور دے کر ان سے سوال و جواب کیا گیا اور اس کے ذریعہ اتمام حجت کیا گیا لیکن یہ بات زیادہ قابلِ اعتماد نہیں ہے کہ آیت میں ذریت آدمؑ کا ذکر ہے آدمؑ کا نہیں۔

پھر اس سلسلہ کی روایات بھی بے حد اختلاف رکھتی ہیں اور مجموعی طور پر فطری استعداد کے علاوہ کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔

37- یہ لام عاقبت ہے یعنی ان لوگوں کی تخلیق کا آخری انجام جہنم ہے۔ گویا انھیں جہنم ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

ف: واضح رہے کہ نفس واحدہ سے مراد واحد شخص یعنی حضرت آدمؑ نہیں ہیں کہ ان کے اور حوا کے بارے میں باقی تذکروں کا تصور کبھی نہیں ہوسکتا ہے بلکہ اس سے مراد واحد نوعی ہے جس کا انطباق ہر شخص پر ہوسکتا ہے اور قرینہ بھی یہ ہے کہ اس کے بعد کے تمام صیغے جمع کے ہیں

## اردو حاشیہ

(۲۶) دنیا میں ہر لالچی کا یہی حال ہوتا ہے کہ اسے قریب آنے دو یا نکال باہر کرو۔ اس کی زبان بہرحال نکلی رہے گی اور وہ اپنے طمع اور تشنگی کا اظہار کرتا ہی رہے گا۔

(۲۷) آیات الٰہی سے انکار کرنے والوں کا آخری انجام جہنم ہے اور ان کی علامت یہ ہے کہ یہ خدائی صلاحیت کو بروئے کار لا کر حق کی معرفت حاصل نہیں کرتے۔ رب العالمین نے اتمام حجت کے لئے آنکھ، کان اور دل تینوں کا حوالہ دیا ہے اور رسول اکرمؐ نے بھی غدیر خم میں حضرت علیؑ کو ہاتھوں پر بلند کر کے فرمایا تھا کہ "من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ" تاکہ آنکھیں دیکھ لیں، کان سن لیں اور دل سمجھ لیں کہ علیؑ مولا اور حاکم ہو گئے۔

شریعت اسلام نے بھی تین اشیاء کو سند قرار دیا ہے۔ قول معصوم، فعل معصوم اور تقریر معصوم۔ قول کا تعلق سننے سے ہے، فعل کا تعلق دیکھنے سے ہے اور تقریر و سکوت کا تعلق سمجھنے سے ہے۔ انسان نے ان تینوں صلاحیتوں سے کام نہ لیا تو اس کا انجام جہنم ہے اور گویا اسے جہنم ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ یہی لوگ تو (حق سے) غافل ہیں۔ (179)

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ

اور زیبا ترین نام اللہ ہی کے لیے ہیں پس تم اسے (۲۸) انہی (اسمائے حسنی) سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو

يُلْحِدُوْنَ (38) فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

جو اللہ کے اسماء میں کج روی کرتے ہیں۔ وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔ (180)

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع

ع ۲۲ ۱۰ ۱۲

اور جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے ان میں ایک جماعت ایسی ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتی ہے اور اسی کے مطابق عدل کرتی ہے۔ (181)

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ (39) مِّنْ حَيْثُ لَا

اور جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں ہم انہیں بتدریج اس طرح گرفت میں لیں گے کہ انہیں خبر تک

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ ښ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ قف اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ

نہ ہوگی۔ (182) اور میں انہیں ڈھیل دوں گا۔ یقیناً میری تدبیر نہایت مضبوط ہے۔ (183) کیا ان

يَتَفَكَّرُوْا ۫ سکتة مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ

لوگوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی (محمد ﷺ) میں کسی قسم کا جنون نہیں ہے؟ وہ تو بس صاف صاف تنبیہ

مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ (40) السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کرنے والے ہیں۔ (184) کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی سلطنت

وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓي اَنْ يَّكُوْنَ

اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں ان میں غور نہیں کیا اور یہ نہیں سوچا کہ



## عربی حاشیہ

تثنیہ کے نہیں ہیں۔

38-اسماء الٰہی میں بے دینی کی ایک صورت یہ ہے کہ نامِ خدا سے بتوں کے نام نکالے جائیں جیسے آلہ سے لات، عزیز سے عزّیٰ، منان سے منات وغیرہ اور دوسری صورت یہ ہے کہ نامناسب ناموں کا خدا پر اطلاق کیا جائے۔

39-استدراج خدائی عتاب کا سنگین ترین طریقہ ہے جہاں انسان بظاہر اپنے کو راحت و آرام میں دیکھ کر خوش ہوجاتا ہے اور ایک مرتبہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔

40-ملکوت ملک عظیم کا نام ہے جس میں واو اور ت مبالغہ کیلئے شامل کی گئی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۸) اللہ کے تمام نام احسن اور اعظم ہیں۔ ناموں کی عظمت ذات اور مفہوم کے اعتبار سے ہوتی ہے اور خدا کی عظمت اور اس کے صفات کی عظمت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اسے اس کے ناموں ہی سے پکارنا چاہئے اور اس میں کسی طرح کی بیدینی نہ کرنی چاہئے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہے کہ انسان ۹۹ اسماء کے اندر محدود ہو جائے یا جوشن کبیر کے ایک ہزار اسماء اوصاف کے اندر محدود ہو جائے اس لئے کہ تمام علماء اعلام نے ہر دور میں مختلف زبانوں کے ناموں کا اطلاق کیا ہے جب کہ ان میں سے کوئی نام شریعت میں وارد نہیں ہوا ہے۔

قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

شاید ان کی موت کا وقت نزدیک ہو رہا ہو؟ آخر اس (قرآن) کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔ (185)

مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ وَ یَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ

جسے اللہ گمراہ کرے کوئی اس کی ہدایت کرنے والا نہیں اور اللہ ایسے لوگوں کو ان کی اپنی سرکشی میں بھٹکتا ہوا

یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ

چھوڑ دیتا ہے۔ (186) یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ قیامت واقع

اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔؕ ثَقُلَتْ

ہونے کا وقت کب ہے؟ کہہ دیجئے: اس کا علم صرف میرے رب کے پاس ہے۔

فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ یَسْــٴَـلُوْنَكَ

وہی اسے وقت آنے پر ظاہر کر دے گا۔ (قیامت کا واقع ہونا) آسمانوں اور زمین کا بڑا بھاری حادثہ ہوگا

كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ

جو ناگہاں پوچھتے ہیں گویا آپ اس کی کھوج میں ہوں۔ کہہ دیجئے: اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے لیکن

النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا

اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (187) کہہ دیجئے: میں خود بھی اپنے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں

ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ

البتہ اللہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور اگر میں غیب کی خبریں جانتا ہوتا

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ

تو بہت سے فائدے حاصل کرلیتا اور مجھے کوئی تکلیف بھی نہ پہنچتی۔ میں تو بس



وقف لازم / وقف منزل

معانقة ۱۸

## عربی حاشیہ

ف: علم قیامت کے اپنی ذات تک محدود رکھنے کا منشاء یہ ہے کہ ہر شخص خود سازی میں مصروف رہے اور کسی آن اپنی اصلاح سے غافل نہ ہونے پائے کہ قیامت کسی وقت بھی اچانک آسکتی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۹) بعض مفسرین نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے کہ رسول بالکل بے بس اور ایک عام بشر جیسا ہوتا ہے کہ اسے نہ غیب کا علم ہوتا ہے اور نہ نفع و نقصان کا اختیار...... اور یہ بات اس حد تک صحیح ہے کہ نبی و رسول ایک انسان ہوتا ہے اور ذاتی طور سے رب العالمین کا محتاج اور بے بس ہوتا ہے لیکن اس کے بعد وہ عام انسانوں کی طرح مرحمت الٰہی سے محروم رہ جائے یہ بات قابلِ قبول نہیں ہے۔ جو خدا اسے رسالت و نبوت عطا کرتا ہے وہی علم اور اختیار بھی دیتا ہے اور اس طرح ساری کائنات سے ممتاز بنا دیتا ہے۔ ذاتی اعتبار سے وہ نہ صاحب علم غیب ہوتا ہے نہ صاحب قدرت و اختیار لیکن خدا کی عطا اور کرم کے اعتبار سے وہ تمام کمالات کا مالک ہوتا ہے۔

اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِيْ

ایمان والوں کو تنبیہ کرنے اور بشارت دینے والا ہوں۔ (188) وہی تو ہے

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے سکون حاصل کرو پھر اس کے بعد

لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا[41] حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ

جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا (مقاربت کی) تو عورت کو ہلکا سا حمل ہو گیا جس کے ساتھ وہ چلتی پھرتی رہی

بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا

پھر جب وہ حمل بھاری ہوا تو دونوں (میاں بیوی) نے اپنے رب اللہ سے دعا کی کہ اگر تو نے ہمیں سالم بچہ دیا تو

لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ

ہم ضرور تیرے شکرگزار ہوں گے۔ (189) پس اس کے (بعد)[۳۰] جب اللہ نے انہیں سالم بچہ عطا کیا تو وہ دونوں اللہ کی

شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾

اس عطا میں (دوسروں کو) اللہ کے شریک ٹھہرانے لگے۔ اللہ ان کی مشرکانہ باتوں سے بالاتر ہے۔ (190)

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ[42] ﴿۱۹۱﴾ وَ لَا

کیا یہ لوگ ایسوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں جو کوئی خلق نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہوتے ہیں؟ (191) اور جو

يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَ

نہ تو ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی خود اپنی مدد کرنے پر قادر ہیں۔ (192) اور

اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ

اگر تم انہیں راہ راست کی طرف بلاؤ تو وہ تمہاری اطاعت نہیں کریں گے۔ تمہارے لیے یکساں ہے



## عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ خدا کے تمام اسماء حسنیٰ ہیں اور ان میں قبح کا کوئی پہلو نہیں ہے اور ان کی تعداد بھی محصور نہیں کی جا سکتی ہے کہ صاحبِ اسماء کے کمالات غیر محدود ہیں اور ہر کمال کے اظہار کے لئے ایک لفظ درکار ہے البتہ اہم شے ان الفاظ کا واسطہ دینا نہیں ہے بلکہ ان کے معانی کا اپنے اندر جذب کر لینا ہے جس کے بعد دعا کی قبولیت تقریباً یقینی ہو جاتی ہے۔

41- تغشّی ڈھانپ لینا ہے اور یہ ہم بستری کے لئے بہترین کنایہ ہے۔ حمل کو لئے پھرنا اسقاط نہ کرنے کی طرف اشارہ ہے اور اس کی گرانی قرب ولادت کا استعارہ ہے۔

42- بتوں کے بارے میں سارے الفاظ ذوی العقول والے استعمال ہوئے ہیں کہ کفار انہیں خدا کا درجہ دیتے تھے اور پھر یہ بھی اظہار کرنا تھا کہ اگر یہ خدا ہیں تو کس قدر بے بس ہیں اور کیا اس طرح کا بے بس بھی خدا ہو سکتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۳۰) بعض مفسرین نے اس بات کو جناب آدمؑ اور جناب حواؑ پر منطبق کیا ہے کہ انہوں نے خدا سے دعا کی اور جب اس نے فرزند دے دیا تو شیطان کے بہکانے سے اس کا نام عبدالحارث رکھ دیا اور خدا نے اس طرزِ عمل پر تنقید کی کہ یہ کمال ناشکری ہے جو آدمؑ کو زیب نہیں دیتا...... لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے تصورات نبی خدا کے بارے میں انتہائی مہمل اور بے بنیاد ہیں۔ یہ ایک تمثیل ہے جو ہر انسان کے حال پر منطبق ہوتی ہے اور ہر انسان ولادت کے موقع پر طرح طرح کی دعائیں کرتا ہے اور عہد و پیمان کرتا ہے اس کے بعد جب کام نکل جاتا ہے تو خدائی دین کو مختلف افراد و اشخاص کی طرف منسوب کر کے ان کا کارنامہ قرار دے دیتا ہے اور خدائی فضل و احسان کی طرف سے یکسر غافل ہو جاتا ہے۔

أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُونَ ﴿۱۹۳﴾ إِنَّ الَّذِينَ

خواہ تم انہیں دعوت دو یا تم خاموشی اختیار کرو۔ (193) اللہ کے سوا

تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ

تم جنہیں پکارتے ہو بے شک وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں پس اگر تم سچے ہو تو تم انہیں ذرا پکار کر تو دیکھو۔

فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۱۹۴﴾ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ

انہیں چاہیے کہ تمہیں (تمہاری دعاؤں کا) جواب دیں۔ (194) کیا ان کے پاس

يَمْشُونَ بِهَا ۙ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ۙ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ

چلنے کے لیے پاؤں پکڑنے کے لیے ہاتھ دیکھنے کے لیے آنکھیں

يُبْصِرُونَ بِهَا ۙ أَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوا

اور سننے کے لیے کان ہیں؟ کہہ دیجئے: تم اپنے شریکوں کو بلاؤ پھر میرے خلاف (جو) تدبیریں

شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنْظِرُونِ ﴿۱۹۵﴾ إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ

(کر سکتے ہو) کرو اور مجھے مہلت تک نہ دو۔(195) بے شک میرا آقا تو

الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ (44) ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِينَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِينَ

وہ اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور جو صالحین کا کارساز ہے۔ (196) اور اللہ کے

تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا

سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ نہ تو تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی

أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿۱۹۷﴾ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدٰى لَا

خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔ (197) اور اگر تم انہیں ہدایت کے لیے بلاؤ تو وہ تمہاری بات بھی

## عربی حاشیہ

43- ایک بندۂ خدا کی طرف سے تمام خداؤں کو اس طرح کا چیلنج دلیل ہے کہ باطل خدا بن کر بھی بے بس ہی رہتا ہے اور بندہ حق بندہ ہو کر بھی سارے باطل خداؤں سے مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ کاش مسلمان اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

44- یہ مشرکین کو ایک اور تنبیہ ہے کہ ہمارا خدا صاحبِ کتاب بھی ہے اور صالحین کا حامی و مددگار بھی اور تمھارے بت کسی قابل نہیں ہیں اور اس بات کی تکرار اس لئے کی گئی ہے کہ باطل عقائد سے نجات صرف دو لفظوں سے حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے بار بار تکرار کی ضرورت پڑتی ہے اور طرح طرح سے تنبیہ کرنا پڑتی ہے۔

## اردو حاشیہ

يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾

نہیں سن سکتے اور بظاہر تمہیں ایسا لگتا ہے کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں مگر وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ (198)

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

(اے محمد صلی اللہ) درگزر [۳۱] سے کام لیں، نیک کاموں کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔ (199)

وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ [45] مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ

اور اگر شیطا ن آپ کو اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگیں۔ یقیناً وہ بڑا سننے والا،

اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ

جاننے والاہے۔ (200) بے شک جو لوگ اہل تقویٰ ہیں انہیں جب کبھی شیطان کی طرف سے

طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ ج

کسی خطرے کا احساس ہوتاہے تو وہ چوکنے ہو جاتے ہیں اور انہیں اسی وقت سوجھ آجاتی ہے۔ (201)

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَاِذَا

اور ان کے (شیطانی) بھائی بند انہیں گمراہی میں کھینچتے لیے جاتے ہیں پھر وہ (انہیں گمراہ کرنے میں) کوتاہی بھی نہیں کرتے۔ (202) اور جب

لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ

آپ ان کے سامنے کوئی معجزہ نہیں لاتے تو کہتے ہیں: تم نے خود اپنے لیے کسی نشانی کا انتخاب کیوں نہ [۳۲] کیا؟ کہہ دیجئے:

مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ج هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

میں یقیناً اس وحی کا پابند ہوں جو میرے رب کی جانب سے میری طرف بھیجی جاتی ہے۔ یہ (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَ اِذَا قُرِئَ

تمہارے لیے باعث بصیرت اور مومنوں کے لیے ہدایات ورحمت ہے۔ (203) اور جب



## عربی حاشیہ

45- شیطان کی طرف سے بہکانے کی کوشش ہر شخص کے لئے ہوتی ہے اور کوئی بھی انسان بشری حیثیت سے اس کے چکر میں آسکتا ہے اگر رحمت الٰہی شامل حال نہ ہو اور اسی لئے استفادہ کی تعلیم دی گئی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۳۱) امام جعفر صادقؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس سے زیادہ اخلاقیات کے لئے جامع کوئی فقرہ نہیں ہے کہ انسان وہ راستہ اختیار کرے جس میں دوسروں کو زحمت و مشقت نہ ہو۔ نیکیوں کا حکم دیتا رہے تاکہ معاشرہ گمراہ نہ ہونے پائے اور کوئی جہالت اور نادانی کی بات کرے تو اس سے مقابلہ کرنے کے بجائے کنارہ کشی اختیار کرے اور شیطان دخل اندازی کرنا چاہے تو خدا کی پناہ مانگے کہ اس سے بہتر پناہ دینے والا کوئی نہیں ہے۔

(۳۲) کفار رسول اکرمؐ پر طرح طرح کے طنز کرتے تھے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اگر خدا ہماری خواہش کے مطابق معجزہ نہیں دیتا تو آپ بھی تو رسول ہیں، خود معجزہ کا انتخاب کرلیں۔ پروردگار عالم نے کہا کہ آپ انہیں سمجھا دیں کہ رسولؐ کا کام حکم خدا کا اتباع کرنا ہوتا ہے وہ اپنی طرف سے کوئی اقدام نہیں کرسکتا ورنہ رسول ہی نہ رہ جائے گا۔

پھر قرآن میں ہر طرح کی ہدایت اور دلیل موجود ہے۔ انہیں ایمان لانا ہوگا تو انہیں آیات کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے دیگر دلائل اور معجزات کی ضرورت ہی نہیں ہے اور نہ ماننا ہوگا تو کوئی معجزہ کارآمد ثابت نہ ہوگا۔

الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ[46] ﴿۲۰۴﴾

قرآن پڑھا جائے تو پوری توجہ کے ساتھ اسے سنا کرو اور خاموش رہا کرو، شاید تم پر رحم کیا جائے۔ (204)

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ

(اے رسول) اپنے رب کو تضرع اور خوف کے ساتھ دل ہی دل میں

الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ

اور زبان سے دھیمی آواز میں صبح و شام یاد کیا کرو اور غافل لوگوں

الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

میں سے نہ ہونا۔ (205) جو لوگ آپ کے رب کے حضور میں مقرب [۳۳] ہوتے ہیں وہ یقیناً اس کی عبادت کرنے سے

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ السجدة

نہیں اکڑتے اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز رہتے ہیں۔ (206)

ع ۲۴ / ۱۸

ایاتها ۷۵ — ۸ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ ۸۸ — رکوعاتها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ[1] قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

(اے رسول) لوگ آپ سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں۔ [۱] کہہ دیجئے: یہ انفال اللہ اور رسول کے ہیں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

پس تم لوگ اللہ کا خوف کرو اور باہمی تعلقات مصالحانہ رکھو اور اگر تم مومن ہو تو اللہ



## عربی حاشیہ

46- تلاوت قرآن کے وقت خاموشی سے سننا ایک امر مستحب ہے۔ صرف نماز کی حالت میں یہ ضروری ہے کہ ماموم امام کی تلاوت کو غور سے سنے اور خود تلاوت نہ کرے۔

1- انفال نَفَل کی جمع ہے۔ نفل کے معنی زیادتی اور فضل کے ہیں۔ علماء تفسیر میں بحث ہے کہ اس سے مراد عام مالِ غنیمت ہے یا صرف جنگ بدر کا مال غنیمت ہے لیکن روایات کی بنا پر انفال ان چیزوں کا نام ہے جن میں کسی بشر کا دخل نہ ہو جیسے بغیر جنگ کے حاصل ہونے والی زمینیں، بنجر زمینیں، رہن زمینوں کے مالک فنا ہو جائیں، پہاڑوں کی بلندیاں، دامنِ کوہ، نیستان، معادن، بادشاہوں کے مخصوص اموال۔

## اردو حاشیہ

(۳۳) یہ لفظ صرف ملائکہ کے لئے نہیں ہے بلکہ ہر وہ بندۂ خدا جو مقامِ تقرب میں خدا کی بارگاہ میں حضور حاصل کر لے اسی کو ''عند ربک'' کہا جا سکتا ہے جیسا کہ شہداء راہِ خدا کے بارے میں کہا گیا ہے۔

(۱) مسلمانوں میں مالِ غنیمت کے بارے میں اختلاف ہوا کہ یہ صرف مجاہدین کا حصہ ہے یا غنیمت جمع کرنے والوں کا بھی حصہ ہے۔ رب العالمین نے واضح کر دیا کہ یہ مسئلہ جہاد سے متعلق ہے۔ انفال کا حق ف خدا و رسول کو ہے۔ وہ جسے چاہیں دے سکتے ہیں اس میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔

وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ (1) مومن توصرف وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتاہے

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ

تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ② ۚ

ان کے ایمان میں اضافہ ہوتاہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (2)

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ ۗ

جو نماز قائم کرتے ہیں اورجو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (3)

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ

یہی لوگ حقیقی مومن ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے پاس درجات ہیں

رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ ۚ كَمَآ اَخْرَجَكَ

اور مغفرت اور باعزت روزی ہے۔ (4) (انفال کے بارے میں صورت حال ویسے ہی ہے) جیسے

رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

آپ کے رب نے آپ کو (۲)حق کے ساتھ گھر سے (جنگ کے لیے) نکالا جب کہ (یہ امر) مومنوں کی ایک جماعت پر

لَكٰرِهُوْنَ ⑤ ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا

سخت گراں گزرا تھا۔ (5) حق ظاہر ہو چکنے کے بعد یہ لوگ آپ سے الجھ رہے تھے گویا

يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑥ ۭ وَاِذْ يَعِدُكُمُ

وہ سامنے نظر آنے والی موت کی طرف ہانکے جارہے ہیں۔ (6) اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ



## عربی حاشیہ

2- توکل کے معنی بیکاری اور رحمت خدا کے انتظار کے نہیں ہیں۔ توکل کے معنی یہ ہیں کہ عمل اور محنت کے ساتھ نتیجہ کے بارے میں مالک پر اعتماد کیا جائے کہ نتائج عمل سب اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ چاہے تو ہر سعی رائیگاں ہی رہے گی۔

## اردو حاشیہ

(۲) یہاں سے جنگ بدر کا تذکرہ شروع ہوتا ہے۔ ۱۳ سال مکہ میں زحمتیں برداشت کرنے کے بعد جب حضور اکرمؐ مدینہ میں آئے تو کفار نے اذیتوں کا سلسلہ پھر شروع کر دیا۔ سرکار نے اسلامی ہیبت قائم کرنے کے لئے چاروں طرف مسلمانوں کی طاقت پھیلانا شروع کی۔ اس دوران ابوسفیان مال تجارت لے کر شام سے واپس آ رہا تھا جس میں وہ اموال بھی تھے جو مہاجرین مکہ میں چھوڑ کر آئے تھے۔ آپ نے اصحاب کو حکم دیا کہ راستہ روک کر اپنے اموال واپس لے لیں۔ بعض اصحاب نے کمزوری کا مظاہرہ کیا اور بالآخر تیار ہو کر نکلے۔ ادھر مدینہ کے یہودیوں نے مخبری کر دی اور ابوسفیان نے مکہ سے کمک طلب کر لی اور خود سمندری راستہ سے نکل گیا۔ کمک کی فوج ایک ہزار کے قریب تھی جس میں ۴۰۰ گھوڑے تھے۔ مسلمانوں نے معذرت کی کہ اس طاقت سے مقابلہ ممکن نہیں ہے۔ آپ نے سمجھایا کہ یا مالِ قافلہ ملے گا یا فتح جنگ۔ لوگوں نے کہا کہ مال ہی بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جہاد کی کامیابی زیادہ بہتر ہے۔ بالآ کر جنگ ہوئی اور ادھر سے عتبہ، شیبہ اور ولید نکلے اور ادھر سے عبیدہ، حمزہؓ اور حضرت علیؑ برآمد ہوئے۔ حضرت علیؑ نے ولید کو فنا کیا۔ حمزہ اور شیبہ میں جنگ جاری رہی۔ حضرت علیؑ نے شیبہ کو بھی ختم کیا۔ عبیدہ اور عتبہ کا مقابلہ سخت تھا آپ نے عتبہ کو بھی فنا کیا اور اس طرح ستر کفار قتل ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے اور مسلمانوں میں سے صرف چودہ قتل ہوئے اور اسیر ایک بھی نہیں ہوا۔ اصحاب کی یہ بحث خلافِ شان ایمان وصحابیت تھی لیکن سب برابر نہیں ہوتے۔

اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ [3]

تم لوگوں سے وعدہ فرما رہا تھا کہ دو گروہوں میں سے ایک تمہارے ہاتھ آجائے گا

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ

اور تم چاہتے تھے کہ کمزور گروہ تمہارے ہاتھ آجائے جب کہ اللہ چاہتا تھا کہ حق کو

الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ

اپنے فرامین کے ذریعے ثبات بخشے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ (7) تاکہ حق کو

وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ﴿۸﴾ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ

ثبات مل جائے اور باطل نابود ہو جائے خواہ مجرموں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ (8) (یاد کرو) جب تم

رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ [4]

اپنے پروردگار سے فریاد کررہے تھے تو اس نے تمہاری سن لی اور فرمایا: میں یکے بعد دیگرے آنے والے ایک ہزار فرشتوں

مُرْدِفِيْنَ ﴿۹﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ [5]

سے تمہاری مدد کروں گا۔ (9) اور اس مدد کو اللہ نے بس تمہارے لیے بشارت اور اطمینان قلب کا باعث بنایا

قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

اور (یہ باور کرایا کہ) نصرت تو صرف اللہ کی جانب سے ہے۔ بے شک اللہ بڑا غالب آنے والا،

حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ع اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ يُنَزِّلُ

ع ۱۵ / ۱۰ / ۱

حکمت والا ہے۔ (10) (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ امن دینے کے لیے

عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ يُذْهِبَ [6]

تم پر غنودگی طاری کررہا تھا اور آسمان سے تمہارے لیے پانی برسا رہا تھا تا کہ اس سے



### عربی حاشیہ

3- ماقبل کی آیت میں حق سے مراد خدائی وعدہ نصرت ہے اور اس آیت میں حق سے مراد اسلام اور باطل سے مراد کفر ہے۔

مجرمین۔ اسلام کے دشمنوں کا لقب ہے۔

4- قدرت نے مسلمانوں کے اطمینان کے لئے بالترتیب ایک ہزار تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کی امداد کا وعدہ کیا ہے۔

5- آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ملائکہ کی امداد بشارت فتح اور اطمینانِ قلب کے لئے تھی ورنہ جہاد مسلمانوں ہی کو کرنا تھا۔ مسلمانوں کا کام تھا کہ جہاد کریں اور ملائکہ کا کام تھا کہ ان کے دلوں کو مطمئن اور قدموں کو ثابت رکھیں۔

6- بارش کا ایک فائدہ طہارت تھا اور دوسرا فائدہ شیطانی وسوسہ کا علاج کہ تالاب پر دشمن کا قبضہ ہے۔ اب تم سب پیاسے مرجاؤ گے۔ اور تیسرا فائدہ زمین کا جم جانا ہوا جس کے بعد قدم ثابت رہ سکیں ورنہ ریت میں قدم جمانا بہت

### اردو حاشیہ

(۳) جنگ بدر میں ۳۱۳ مسلمان اور وہ بھی بے سروسامانی کے عالم میں کہ صرف ایک یا دو گھوڑے تھے اور دشمن ہزار کی تعداد میں مسلح...... ظاہر ہے کہ مسلمانوں پر ہراس طاری ہونا ہی چاہئے تھا۔ پھر جب کہ پانی پر بھی دشمن کا قبضہ ہو چکا تھا۔

قدرت نے ایسے ماحول میں مسلمانوں کی مختلف انداز سے غیبی امداد کی اور قیامت تک کے لئے امت قرآن کو متوجہ کر دیا کہ راہِ خدا میں اخلاص کے ساتھ جہاد کرو گے تو غیبی امداد کا دروازہ کھلا رہے گا لیکن مکاری اور لفظی بازی گری یا شخصیت پرستی کا کوئی علاج نہیں ہے۔

بدر میں قدرت کی غیبی امداد کے مظاہر حسب ذیل تھے:

۱۔ اطمینان قلب کے لئے ملائکہ بھیج دیئے گئے۔
۲۔ تھکن دور کرنے کے لئے نیند غالب کر دی گئی۔
۳۔ طہارت کے لئے بارش کر دی گئی۔
۴۔ غسل یا وسوسہ شیطانی کے علاج کے لئے پانی فراہم کر دیا گیا۔
۵۔ زمین کو بارش سے سخت بنا دیا گیا اور کفار کی طرف کیچڑ ہوگئی۔
۶۔ ملائکہ کو ثبات قدم کے انتظام پر مامور کر دیا گیا۔
۷۔ دشمن کے دلوں میں رعب پیدا کر دیا گیا جس سے ان کے حوصلے پست ہوگئے۔

عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ

تمہیں پاک کرے اور تم سے شیطانی نجاست دور کرے اور تمہارے دلوں کو مضبوط بنائے

بِهِ الْاَقْدَامَ ؕ ﴿۱۱﴾ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ

اور تمہارے قدم جمائے رکھے۔ (11) (وہ وقت بھی یاد کرو) جب آپ کا رب فرشتوں کو وحی کر رہا تھا کہ

فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو میں تمہارے ساتھ ہوں، عنقریب میں کافروں کے

الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا [7] فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ

دلوں میں رعب ڈالوں گا لہٰذا تم ان کی گردنوں کے اوپر ضرب لگاؤ اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کے

كُلَّ بَنَانٍ ؕ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ

پوروں پر وار کرو۔ (12) یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

اورجو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو اللہ یقیناً سخت عذاب

الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ

دینے والا ہے۔ (13) یہ ہے تمہاری سزا پس اسے چکھو اور بتحقیق کافروں کے لیے دوزخ کا

النَّارِ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ

عذاب ہے۔ (14) اے ایمان والو! جب میدان جنگ میں کافروں سے

كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۚ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ

تمہارا سامنا ہو جائے تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ (15) اور جس نے اس روز



## عربی حاشیہ

مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔

ف: آیت نمبر ے میں قافلہ تجارت کو غیر ذات الشوکہ کہا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ لشکر ذات الشوکہ ہے اور یہ اس بناء پر ہے کہ شوک کاٹنے کو کہتے ہیں اور یہ لفظ نیزوں کی انیوں اور پھر ہر طرح کے اسلحہ کے بارے میں استعمال ہونے لگا۔

7- بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ حکم ملائکہ کے لئے ہے کہ اس سے پہلے کا حکم انھیں کے لئے تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ حکم مسلمانوں کے لئے ہے کہ جہاد اصل میں انھیں کا فریضہ ہے۔

ف: جہنم کے لئے لفظ ماویٰ اور پناہ گاہ دلیل ہے کہ فرار کرنے والے ہمیشہ پناہ گاہ کی تلاش میں رہتے ہیں اور انھیں اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ ان کی واقعی پناہ گاہ صرف جہنم ہے اور بس!

## اردو حاشیہ

رحمت کے دروازے آج بھی کھلے ہوئے ہیں بشرطیکہ فلسطین، افغانستان اور دیگر مقامات کے مسلمان راہِ خدا میں جہاد کا حوصلہ پیدا کر لیں اور صرف قیامت ملت کا شوق نہ رکھیں اور دشمنوں کے ہاتھ خودفروشی کا عمل انجام نہ دیں۔

يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى

پیٹھ پھیری مگر یہ کہ جنگی چال کے طور پر ہو یا کسی فوجی دستے سے

فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ

جا ملنے کے لیے تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٦﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠

اور بہت بری جگہ ہے۔ (16) پس انہیں تم نے قتل (۴) نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ 8

اور (اے محمدؐ) جب آپ کنکریاں پھینک رہے تھے اس وقت آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے کنکریاں پھینکی تھیں

الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٧﴾

تا کہ اپنی طرف سے مومنوں کو بہتر آزمائش سے گزارے۔ بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ (17)

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٨﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا

یہ بھی تمہاری بات اور رہی کافروں کی بات تو اللہ ان کی مکاری کا زور توڑ دینے والا ہے۔ (18) (کافروں سے کہہ دو کہ)

فَقَدْ جَاۗءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ

اگر تم فیصلہ چاہتے ہو (۵) تو فیصلہ تمہارے سامنے آ گیا۔ اب اگر تم باز آجاؤ تو تمہارے لیے بہتر ہے

تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْــــًٔا وَّلَوْ

اور اگر تم نے (اس جرم کا) اعادہ کیا تو ہم بھی (اس سزا کا) اعادہ کریں گے اور تمہاری جماعت کثیر

كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ع

ہو بھی تو تمہارے کسی کام نہ آئے گی اور اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔ (19) اے ایمان والو!



## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۹ کے بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کا تعلق مشرکین سے ہے اور انھیں تنبیہ کی گئی ہے لیکن بعض حضرات نے سیاق آیات سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کا تعلق بھی ضعیف عقیدہ قسم کے مسلمانوں سے ہے جن کی امید فتح پوری ہوگئی لیکن اس کے بعد بھی رسول اکرمؐ سے مالِ غنیمت کے بارے میں اختلاف کررہے تھے ان پر اعتماد نہیں کررہے ہیں۔

8-بلاامتحان کے معنی میں بھی ہے اور احسان کے معنی میں بھی اور یہاں احسان ہی مراد ہے کہ خدا اپنے احسانات کومکمل کرنا چاہتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۴) آیت شریفہ کے ایک فقرہ میں مسلمانوں کی اصلاح ہے اور دوسرے میں رسول اکرمؐ کی عظمت کا اظہار......مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ اپنی فتح پر ناز نہ کرو۔ یہ تمہارا کارنامہ نہیں ہے۔ یہ خدائی امداد کا نتیجہ ہے۔

اور رسولؐ کو بتایا گیا ہے کہ آپ کا عمل درحقیقت اللہ کا عمل ہے اور اس طرح پروردگار آپ کی امت پر اپنے احسانات کومکمل کرنا چاہتا ہے۔

(۵) مشرکین نے جنگ بدر میں نکلنے سے پہلے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر دعا کی تھی کہ جو بلند ترین گروہ ہے (یعنی ہم) اس کی فتح ہو۔ پروردگار نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تمہاری دعا قبول کر لی اور جو ہماری نگاہ میں بلند ترین تھا اسے فتح دے دی ہے۔

اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور تم حکم سننے کے بعد اس سے

تَسْمَعُوْنَ ۝۲۰ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ
روگردانی نہ کرو۔ (20) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے یہ تو کہہ دیا کہ ہم نے سن لیا مگر درحقیقت

هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۲۱ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ
وہ سنتے نہ تھے۔ (21) یقیناً اللہ کے نزدیک تمام جانداروں میں بد ترین

الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۲۲ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ
وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ (22)اور اگر اللہ ان میں بھلائی

فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۭ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا
(کا مادہ) دیکھ لیتا تو انہیں سننے کی توفیق دیتا اور اگر انہیں سنوا دیتا تووہ بے رخی

وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۲۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا
کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے۔ (23) اے ایمان والو! اللہ اور رسولؐ کی پکار پر

لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا
لبیک کہو جب وہ تمہیں حیات آفرین باتوں کی طرف بلائیں اور جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ
اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور یہ بھی کہ تم سب اسی کی طرف

تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
جمع کیے جاؤ گے۔ (24) اور اس فتنے سے بچو جس کی لپیٹ میں تم میں سے صرف ظلم (۷) کرنے والے



## عربی حاشیہ

9-بنی عبداللہ بن قصی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کا کہنا تھا کہ ہم لوگ محمدؐ کے پیغام کے بارے میں گونگے اور بہرے ہیں۔ خدا نے ان سب کو روزِ بدر فنا کردیا صرف دو نفر باقی بچے۔

10-یعنی انسان چاہتا کچھ اور ہے اور ہوتا کچھ اور ہے۔

11-خدا کی طرف سے کوئی ارضی یا سماوی مصیبت نازل ہوتی ہے تو اس میں مبتلا سب ہوجاتے ہیں چاہے اس کا سبب کچھ بھی رہا ہو۔

## اردو حاشیہ

(۶) حقیقت یہ ہے کہ خدا اور رسولؐ جس امر کی دعوت دیتے ہیں اس میں قلب ونظر کی زندگی ہوتی ہے اور انسان کی حیات جاودانی کا انتظام ہوتا ہے۔ حد یہ ہے کہ وہ میدانِ جہاد میں شہادت کی دعوت دیتے ہیں تو شہادت بھی ہلاکت اور فنا کا پیغام نہیں ہوتی ہے بلکہ اس میں بھی حیات ابدی کا پیغام ہوتا ہے اور انسان زندہ جاوید ہوجاتا ہے۔

(۷) تفسیر طبری اور تفسیر رازی میں ہے کہ زبیر رسول اکرمؐ سے محوِ گفتگو تھے کہ حضرت علیؑ کا گذر ہوگیا۔ آپ نے زبیر سے علیؑ کے بارے میں سوال کیا۔ زبیر نے کہا کہ اپنی اولاد سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا اس وقت سے بچو جب ان سے جنگ کے لئے جاؤ۔ خود زبیر کا بیان ہے کہ مدتوں مجھے یہ احساس نہیں ہوا کہ اس سے مراد ہم لوگ ہیں۔

مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

ہی نہیں (سب) آئیں گے اور یہ جان لو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (25)

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم تھوڑے تھے، تمہیں زمین میں کمزور سمجھا جاتا تھا

تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ

اور تمہیں خوف رہتا تھا کہ کہیں لوگ تمہیں ناپید نہ کردیں تو اللہ نے تمہیں پناہ دی

بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور اپنی نصرت سے تمہیں تقویت پہنچائی اور تمہیں پاکیزہ روزی عطا کی تا کہ تم شکر کرو۔ (26)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ [12] وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا

اے ایمان والو! اللہ اور رسول (۸) کے ساتھ خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں بھی

اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ

خیانت نہ کرو درحالیکہ تم جانتے ہو۔ (27) اور جان لو کہ تمہارے اموال

وَاَوْلَادُكُمْ [13] فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع

اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں اور بے شک اللہ ہی کے ہاں اجر عظیم ہے۔ (28)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہیں (حق و باطل میں) تمیز کرنے کی

فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ

طاقت عطا کرے گا اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ



### عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۹ میں تقویٰ اور قوت تفرقۂ حق و باطل کا رابطہ دلیل ہے کہ تقویٰ عملی ہونے کے علاوہ عقلی اور فکری بھی ہوتا ہے جہاں انسان ہر طرح کے تعصب اور تنگ نظری سے محفوظ ہوجاتا ہے اور اس کے لئے حق و باطل کا امتیاز آسان تر ہوجاتا ہے۔ ہدی للمتقین میں بھی بعض حضرات نے یہی تقویٰ مراد لیا ہے۔

12-خدا اور سول سے خیانت درحقیقت احکام دین سے خیانت کی حسین ترین تعبیر ہے۔ باہمی امانتوں میں خیانت اموال کی خیانت بھی ہے اور مقدسات و مقدرات کی خیانت بھی۔

ملک الٰہی پر غاصبانہ قبضہ اور کفار سے ساز باز خدا اور رسول کے ساتھ بدترین خیانت ہے۔

13-خیانت کے اسباب میں مال واولاد ہے اسی لئے اسے آزمائش قرار دیا گیا ہے اور اجر آخرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

### اردو حاشیہ

(۸) بنی قریظہ کے تقاضائے صلح پر پیغمبر اسلامؐ نے سعد بن معاذ کو حکم بنا دیا تو ابولبابہ نے یہودیوں کو قتل کی دھمکی دے دی جو ایک طرح کی خیانت تھی۔ پھر جب آیت نازل ہوگئی تو اپنے کو ستونِ مسجد سے باندھ کر سات دن تک استغفار کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے معاف کر دیا اور سرکار نے آ کر کھول دیا۔ یہ ستون آج بھی ''اسطوانہ ابی لبابہ'' کے نام سے موجود ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ خدا و رسولؐ کے معاملات میں ادنیٰ سی دخل اندازی بھی اس قدر طویل استغفار کی طلب گار ہوتی ہے چہ جائیکہ ان کی مرضی کے خلاف پورے اسلام کی سربراہی کا فیصلہ کرلیا جائے۔

ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بڑے فضل والا ہے۔ (29) اور (وہ وقت یاد کریں) جب یہ کفار آپ کے خلاف

لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط وَيَمْكُرُوْنَ وَ

تدبیر (۹) سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو قتل کر دیں یا آپ کو نکال دیں۔ وہ اپنی چال سوچ رہے تھے اور

يَمْكُرُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

اللہ اپنی تدبیر کررہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ (30) اور جب انہیں

اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ لا

ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں: ہم نے سن لیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو ایسی باتیں

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ

ہم بھی بنا سکتے ہیں یہ تو وہی داستان ہائے پارینہ ہیں۔ (31) اور (یہ بھی یاد کرو) جب انہوں نے کہا:

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ [14] عَلَيْنَا

اے اللہ! اگر یہ بات حق ہے تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے

حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا

پتھر برسایا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل کر۔ (32) اور اللہ ان پر

كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ

عذاب نازل نہیں کرے گا جب تک آپ ان کے درمیان موجود ہیں اور نہ ہی اللہ انہیں عذاب دینے والا ہے

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ

جب وہ استغفار کر رہے ہوں۔ (33) اور اللہ ان پر عذاب (۱۰)



عربی حاشیہ

14- یہ دیوانگی اور تعصب کی آخری حد ہے کہ انسان دشمنوں کے بارے میں عذاب طلب کرنے کے بجائے اپنے بارے میں عذاب کی دعا کرنے لگے ورنہ یہ دعا کرتے کہ اگر ان کا بیان غلط ہے تو ان پر عذاب نازل کردے۔

اردو حاشیہ

(۹) اہلِ مدینہ کے مکہ آ کر اسلام قبول کرنے پر کفار میں کھلبلی مچ گئی اور ''ندوہ'' میں اجتماع ہوگیا۔ ابوالخیر نے کہا کہ محمدؐ کو قید کر دیا جائے۔ ہشام بن عمرو بولا ملک بدر کر دیا جائے۔ ابوجہل نے کہا کہ سارے قبائل مل کر قتل کر دیں تاکہ بنی ہاشم انتقام نہ لے سکیں۔ ادھر خدا نے حکم ہجرت دے دیا اور رسول اکرمؐ حضرت علیؑ کو بستر پر لٹا کر امانتیں واپس کرنے کی ذمہ داری سپرد کر کے ہجرت فرما گئے۔ صبح کو انکشاف ہوا تو کفار ذلیل و رسوا ہوئے اور ان کی مکاری کے مقابلہ میں خدائی تدبیر کی عظمت کا راز واضح ہوگیا۔

(۱۰) جب کفار استغفار نہیں کر رہے ہیں اور عذاب رکا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی دل و جان پیغمبرؐ موجود ہے جس کے وجود کو قدرت نے اہلِ زمین کے لئے امن و امان کا سبب بنا دیا ہے جیسا کہ اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں روایات میں بھی وارد ہوا ہے۔

اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا

کیوں نہ نازل کرے جب کہ وہ مسجد الحرام کا راستہ روکتے ہیں

اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ

حالانکہ وہ اس مسجد کے متولی نہیں ہیں؟ اس کے متولی تو صرف تقویٰ والے ہیں لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ

ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (34) اور خانہ کعبہ کے پاس ان کی نماز (صرف) (۱۲)

عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا

سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔ پس اب اپنے

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

کفر کے بدلے عذاب چکھو۔ (35) جنھوں نے کفر اختیار کیا وہ اپنے اموال

كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ

(لوگوں کو) راہ خدا سے روکنے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ ابھی مزید

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ

خرچ کرتے رہیں گے پھر یہی بات ان کے لیے باعث ندامت بنے گی

حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ

پھر وہ مغلوب ہوں گے اورکفر کرنے والے جہنم کی طرف اکٹھے

يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ

کیے جائیں گے۔ (36) تاکہ اللہ ناپاک کو پاکیزہ سے الگ کر دے



## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۵ دلیل ہے کہ ہر طریقۂ عبادت عبادت کہے جانے کے قابل نہیں ہے بلکہ اس کے لئے مالک کی بارگاہ میں قابلِ قبول ہونے کی شرط ہے جس طرح کہ دورِ حاضر میں وجدوجذب وحال وقال کو نعت رسولؐ یا منقبت اولیاء کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے اور مزخرف حرکات کو مذہب کا ایک حصہ نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔

15-یہ اشارہ ہے کہ مقدسات مذہب کا ولی وسرپرست اور ذمہ دار صرف متقی افراد کو ہونا چاہیے۔ غیر متقی افراد کو متولی بننے کا حق نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ یہ قانون ہر دور میں پامال کیا گیا ہے اور مذہبی عمارتوں کے متولی عام طور سے خائن اور بددیانت افراد ہوتے رہے ہیں جنھوں نے مساجد کو برباد کیا ہے اور اوقات کو بیچ کھایا ہے۔

16-مکاء سیٹی اور تصدیہ تالی ہے کہ کفار کی عبادت انھیں طریقوں میں منحصر تھی۔

## اردو حاشیہ

(۱۱) کفار پر بطور نمونہ کچھ عذاب دنیا میں بھی نازل ہوتا ہے تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو سکے جس طرح کہ جنگ بدر کی شکست کے سلسلہ میں ہوا کہ امیہ بن خلف جس نے جناب بلال کو ان کے اسلام لانے پر اس قدر ستایا تھا کہ انہیں جلتی ریت پر لٹا دیا کرتا تھا اور طرح طرح کی اذیت دیا کرتا تھا۔ بدر کے دن اللہ نے اس کو سزا دی اور بلال ہی نے اسے قتل کیا اور تلوار کی نوک پر اس کا سر اٹھا لیا اور فرط مسرت سے جھومنے لگے۔

(۱۲) آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ کفار مسجد الحرام میں نماز کے نام پر جمع ہوتے تھے اور تالیاں اور سیٹیاں بجایا کرتے تھے اور قدرت واضح کرنا چاہتی ہے کہ ہر نماز عذاب سے بچانے کا ذریعہ نہیں ہے۔ اس کا جامع الشرائط اور با اخلاص ہونا ضروری ہے۔

وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ
اور ناپاکوں کو ایک دوسرے کے ساتھ باہم ملا کر یکجا کر دے پھر اس

جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ
ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے۔ (دراصل) یہی لوگ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ؑ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا
خسارے میں ہیں۔ (37) کفار سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ باز آ جائیں تو جو کچھ پہلے (ان سے سرزد)

يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ
ہو چکا اسے معاف کر دیا جائے گا اور اگر انہوں نے (پچھلے جرائم کا) اعادہ کیا تو گذشتہ اقوام کے ساتھ

مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا
جو کچھ ہوا وہ (ان کے بارے میں بھی )نافذ ہو گا۔ (38) اور تم لوگ کافروں سے جنگ کرو

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا
یہاں تک کہ فتنہ باقی (۱۳) نہ رہے اوردین سارا اللہ کے لیے خاص ہو جائے، پھر اگر وہ

فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ تَوَلَّوْا
باز آجائیں تو اللہ یقیناً ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (39) اور اگر وہ منہ پھیر لیں

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ
تو جان لو کہ اللہ تمہارا سر پرست ہے۔ جو بہترین سر پرست اور بہترین

النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾
مددگار ہے۔(40)



## عربی حاشیہ

17-سنت الاولین سے مراد خدا کا وہ برتاؤ ہے جو اس نے گذشتہ دور میں کفار اور معاندین کے ساتھ کیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۹ میں اگرچہ بعض مفسرین نے فتنہ سے صرف کفروشرک کو مراد لیا ہے لیکن بظاہر اس کا مفہوم عام ہے اور اسلامی جہاد کا مقصد سماج کو ہرطرح کے فتنہ وفساد سے پاک کر دینا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۳) ہر دَور میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جنہیں جہاد سے نفرت تھی یا طول جہاد سے اکتا جایا کرتے تھے اور پرسکون زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ قدرت نے واضح کر دیا کہ مسلمان کا فرض ہے کہ اس وقت تک جہاد جاری رکھے جبتک فتنہ کا خاتمہ نہ ہوجائے ور دنیا دینِ الٰہی پر متحد نہ ہو جائے۔ اسلامی جہاد کی آخری حد سنہ و سال سے معین نہیں کی جاسکتی ہے۔ اسلامی جہاد کی آخری حد فتنہ کے خاتمہ اور دین کی سرفرازی سے معین کی جاسکتی ہے۔

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ
اور جان لو کہ جو غنیمت تم نے حاصل کی ہے اس کا پانچواں (۱) حصہ اللہ،
وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ
اس کے رسول اور قریب ترین رشتے داروں اور یتیموں اور مساکین اور مسافروں کے لیے ہے۔
ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی
اگر تم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے فیصلے کے روز جس دن
عَبۡدِنَا یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی
دونوں لشکر آمنے سامنے ہو گئے تھے اپنے بندے پر نازل کی تھی اور اللہ
کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۴۱﴾ اِذۡ اَنۡتُمۡ بِالۡعُدۡوَۃِ الدُّنۡیَا وَ هُمۡ
ہر شے پر قادر ہے۔ (41) (وہ وقت یاد کرو) جب تم (وادی) (۲) قریبی ناکے پر اور وہ
بِالۡعُدۡوَۃِ الۡقُصۡوٰی وَ الرَّکۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡکُمۡ ؕ وَ لَوۡ
دور کے ناکے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے کی جانب تھا اور اگر تم باہمی مقابلے کا عہد کر چکے
تَوَاعَدۡتُّمۡ لَاخۡتَلَفۡتُمۡ فِی الۡمِیۡعٰدِ ۙ وَ لٰکِنۡ لِّیَقۡضِیَ
ہوتے تب بھی مقررہ وقت میں تم ضرور اختلاف کرتے لیکن (جو کچھ ہوا وہ) اس لیے تھا کہ
اللّٰهُ اَمۡرًا کَانَ مَفۡعُوۡلًا ۬ۙ لِّیَهۡلِکَ مَنۡ هَلَکَ عَنۡۢ
اللہ اس امر کو پورا کرے جس کا فیصلہ وہ کر چکا تھا تا کہ ہلاک ہونے والا
بَیِّنَۃٍ وَّ یَحۡیٰی مَنۡ حَیَّ عَنۡۢ بَیِّنَۃٍ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیۡعٌ
واضح دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور زندہ رہنے والا واضح دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور یقیناً اللہ خوب سننے والا،



## عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ خمس کا حق سادات کسی نسلی امتیاز کی بنا پر نہیں ہے بلکہ یہ صرف اس لئے ہے کہ انھیں زکوٰۃ سے الگ رکھا گیا ہے اور اس کا راز بھی یہ ہے کہ زکوٰۃ عوامی فائدہ کے لئے تھی تو رسول اکرمؐ نے اپنے خاندان کو اس سے الگ رکھنا چاہا تاکہ کسی قسم کی بدنامی کا امکان نہ پیدا ہوسکے۔

1-غنیمت لغوی اعتبار سے ہر فائدہ کو کہا جاتا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے میدانِ جنگ سے حاصل ہونے والے مال کو غنیمت کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کا اجتماعی فائدہ ہے اور غیر مقصود فائدہ ہے کہ جہاد مال غنیمت کے لئے نہیں ہوا کرتا ہے بلکہ بقاء دین کے لئے ہوتا ہے۔

2-عدوہ مثلث العین ہے اور اس کے معنی ہیں میدان کا کنارہ۔

## اردو حاشیہ

(۱) رب العالمین نے خمس کے وجوب کے سلسلہ میں جنگ بدر کی نصرت کا حوالہ دیا ہے تاکہ مسلمان مال کی کمی سے اسی طرح نہ گھبرائے جس طرح اصحاب بدر افراد کی کمی سے پریشان نہ تھے اور قدرت نے ان کی کمی کو پورا کر دیا تھا۔
خمس صاحبِ ایمان کا کام ہے اور جس کا نصرت الٰہی پر ایمان نہیں ہے وہ خمس ادا نہیں کر سکتا ہے۔
خمس کا تعلق صرف اصطلاحی غنیمت سے نہیں ہے بلکہ ہر فائدہ میں خمس واجب ہے جس کی تفصیل روایات اہلِ بیت میں موجود ہیں جو وارثِ قرآن بھی ہیں اور شریکِ قرآن بھی ہیں۔

(۲) جنگ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے طریقوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اولاً خدا نے تمہارا محلِ وقوع کفار سے بہتر رکھا۔
پھر قافلہ نشیب کی طرف چلا گیا کہ مالِ غنیمت کی لالچ جنگ سے مانع نہ ہو جائے۔ پھر اللہ نے دشمنوں کی تعداد کو مسلمانوں کی نظر میں کم کر دیا کہ ان کے حوصلے پست نہ ہونے پائیں...... اور کفار کی نظر میں مسلمانوں کی تعداد کم کر دی کہ وہ زیادہ انتظام نہ کرنے پائیں...... اور پھر ان سب وسائل سے اپنے فیصلہ کو بروئے کار لے آیا کہ تمام امور کی بازگشت بہرحال اللہ ہی کی طرف ہے۔

عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ
جاننے والا ہے۔ (42) (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ نے آپ کے خواب میں (کافروں کے لشکر کو)

اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ
تھوڑا دکھلایا اور اگر آپ کو ان کی مقدار زیادہ دکھلاتا تو (اے مسلمانو) تم ہمت ہار جاتے اور اس معاملے میں

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾
جھگڑا شروع کر دیتے لیکن اللہ نے (تمہیں) بچا لیا۔ بے شک وہ دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔ (43)

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا
اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب تم مقابلے پر آگئے تھے تو اللہ نے کافروں کو

وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ
تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھایا اور تمہیں بھی کافروں کی نظروں میں تھوڑا کر کے دکھایا تا کہ اللہ کو جو

مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
کام کرنا منظور تھا وہ کر ڈالے اور تمام معاملات کی بازگشت اللہ کی طرف ہے۔ (44) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
جب کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت (۳) سے یاد کرو

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ ج وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا
تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (45) اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرواور آپس میں

تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ
نزاع (۴) نہ کرو ورنہ ناکام رہو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر سے کام لو،



## عربی حاشیہ

3-بدر کا معرکہ بظاہر اچانک ہوا ہے کہ دشمن سے لڑائی کا عہدو پیمان نہیں ہوا تھا بلکہ مسلمان صرف قافلہ کا راستہ روکنے آئے تھے اور اسی لئے ہنگامی حالات میں جہاد پر آمادہ ہوگئے ورنہ شائد مدینہ ہی سے نکلنا جھگڑے میں پڑ جاتا۔

4- اختلاف نظر عیب نہیں ہے مگر وہ اختلاف عیب ہے جو کمزوری اور ساکھ اکھڑ جانے کا باعث بن جائے۔

ف: واضح رہے کہ نصفِ خمس سادات کے لئے کسی رشتہ کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ ان کے استحقاق کی بنا پر ہے اور اسی لئے صرف فقراء کے لئے ہے اور وہ بھی ایک سال کے مصارف کے برابر اس سے زیادہ بہرحال جائز نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۳) یہ اشارہ ہے کہ اسلام میں کامیابی کے دو ہی راز ہیں...... ثباعت قدم اور اخلاص...... یادِ خدا سے مراد زبانی ذکر نہیں ہے بلکہ ایسی یاد جو اس کی نصرت پر اعتماد پیدا کرائے اور اس کے احکام کی مکمل اسی پابندی پر آمادہ کرے۔

(۴) درحقیقت کامیابی کے یہ کل پانچ عناصر ہیں:

۱۔ ثباتِ قدم۔
۲۔ ذکرِ خدا۔
۳۔اطاعت خدا و رسولؐ۔
۴۔عدم اختلاف۔
۵۔صبر

صبر کے بغیر کوئی شے کام آنے والی نہیں ہے اور ہر کامیابی کی کنجی صبر ہی کو قرار دیا گیا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا

بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (46) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا

مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ (5) وَيَصُدُّوْنَ عَنْ

جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے نکلے ہیں اور اللہ کا راستہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ

روکتے ہیں اور اللہ ان کے اعمال پر خوب احاطہ رکھتا ہے۔ (47) اور جب شیطان نے

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ

ان کے اعمال آراستہ (۵) کرکے انہیں دکھائے اور کہا: آج لوگوں میں سے کوئی تم پر

مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ

فتح حاصل کر ہی نہیں سکتا اور میں تمہارے ساتھ ہوں پھر جب دونوں گروہوں کا مقابلہ ہوا تو

نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا

وہ الٹے پاؤں بھاگ گیا اور کہنے لگا: میں تم لوگوں سے بیزار ہوں۔ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں

لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ ع

جو تم نہیں دیکھ رہے۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ یقیناً سخت عذاب دینے والا ہے۔ (48)

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ (6) مَّرَضٌ

جب (ادھر) منافقین اور جن کے دلوں میں بیماری تھی کہہ رہے تھے: انہیں تو

غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ

ان کے دین نے دھوکہ دے رکھا ہے جب کہ اگر کوئی اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ یقیناً بڑا



### عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۶ میں ہوا کا حوالہ اس لئے دیا گیا ہے کہ ہوا کے مخالف ہوجانے کے بعد کشتیاں منزلِ مقصود تک نہیں پہنچتی ہیں اور ہوا ہی کے زور پر ہر قوم کا پرچم بھی لہراتا ہے ورنہ لپٹ کر رہ جائے گا۔

5-ابوجہل بدر کے لئے لشکر لے کر نکلا تو اس کا اعلان تھا کہ آج ہمارے برابر طاقت کسی کے پاس نہیں ہے ہم بدر میں رقص ورنگ کی محفل جمائیں گے اور مسلمانوں کا راستہ روک دیں گے۔ قرآن حکیم میں انھیں تینوں جذبات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

6-یہ وہ مسلمان ہیں جن کے عقائد کمزور تھے اور حالات کے رخ پر چل رہے تھے۔ حالات خراب دیکھ کر کہنے لگے کہ دین نے بڑا دھوکہ دیا ہے اور مفت میں قتل کرادیا ہے۔

### اردو حاشیہ

(۵) شیطان ہر دَور میں یہی کام انجام دیتا رہتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو ورغلا کر میدان تک لے آتا ہے اور پھر ساتھ چھوڑ دیتا ہے...... شیطان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کس طرح یہ کام انجام دیتا ہے یہ ایک راز ہے لیکن یہ مسلم ہے کہ اگر کل بدر میں سراقہ بن حارث کی شکل میں آیا تھا تو آج سارے عالمِ اسلام میں امریکہ اور روس کی شکل میں یہی کام انجام دے رہا ہے جس کا تجربہ برسوں سے ہو رہا ہے لیکن اس کے باوجود نادان مسلمان حکام اس کے وعدوں پر اعتبار کر کے اپنے کو مصائب میں مبتلا کرتے جارہے ہیں اور باہمی اختلافات کے نتائج کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں۔

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ

غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (49)اور کاش آپ (اس صورت حال کو) دیکھ لیتے جب فرشتے

كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ

(مقتول) کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے، ان کے چہروں (۶) اور پشتوں پر ضربیں لگا رہے تھے

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ

اور (کہتے جارہے تھے) اب جلنے کا عذاب چکھو۔ (50) یہ عذاب تمہارے اپنے ہاتھوں آگے بھیجے ہوئے

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

کا نتیجہ ہے ورنہ اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔(51)ان کا حال فرعونیوں اور ان سے

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

پہلوں کی طرح ہے۔انہوں نے اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کے باعث

بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ

انہیں پکڑ لیا بے شک اللہ قوت والا، سخت عذاب دینے والا ہے۔ (52) ایسا

بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ

اس لیے ہوا کہ اللہ جو نعمت کسی قوم کو عنایت فرماتا ہے اس وقت تک اسے نہیں بدلتا

حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ [7] ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ ۙ

جب تک وہ خود اسے نہیں بدلتے اور اللہ خوب سننے والا، اور جاننے والا ہے۔ (53)

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا

جیسے فرعون والوں اور ان سے پہلوں کا حال ہے۔ انہوں نے اپنے رب کی



## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۸ میں یہ احتمال بھی ہے کہ شیطان نے وسوسوں کے ذریعہ گمراہ کیا ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ کسی شخص کی شکل میں آیا ہو جس طرح کہ ہجرت کے موقع پر آیا تھا اور اس کے مجسم نہ ہو سکنے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

7- یہ علامت ہے کہ قوم فرعون پر عذاب ان کے انکار کی بنا پر ہوا تھا ورنہ خدا نعمت دے کر واپس نہیں لیا کرتا ہے اور اکثر تو کفر کے بعد بھی دیتا ہی رہتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۴ میں آل فرعون کا ذکر تکرار نہیں ہے بلکہ پہلے یہ ذکر نعمت کی تغیر کے بارے میں ہوا تھا اور اب غرقاب ہو جانے کے ذیل میں ہوا ہے یعنی ملی ہوئی نعمت کے چلے جانے اور نہ آئے ہوئے عذاب کے آجانے دونوں حالات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۶) یہ مادی سزا بھی ہو سکتی ہے جو ہمارے مشاہدہ سے بالاتر ہے اور معنوی بھی ہو سکتی ہے کہ عذاب ہر طرف سے انہیں گھیرے رہتا ہے اور اسی عالم میں ان کی روح قبض کی جاتی ہے۔

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ

نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کے گناہوں کے سبب انہیں ہلاکت میں ڈال دیا اور فرعونیوں کو

فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ [8]

غرق کر دیا کیونکہ وہ سب ظالم تھے۔ (54) یقیناً اللہ کے نزدیک زمین پر چلنے والوں میں

عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ ۖ اَلَّذِيْنَ

بد ترین وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ (55) جن سے

عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ

آپ نے عہد[ے] لیا پھر وہ اپنے عہد کو ہر بار توڑ ڈالتے ہیں

مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ

وہ ڈرتے نہیں ہیں۔ (56) اگر یہ لوگ لڑائی میں آپ کے ہاتھ آ جائیں تو (انہیں کڑی سزا دے کر)

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ [9] لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِمَّا

ان کے ذریعے بعد میں آنے والوں کو بھگا دیں اس طرح شاید یہ عبرت حاصل کریں۔ (57) اور اگر

تَخَافَنَّ [10] مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ

آپ کو کسی قوم سے خیانت کا خوف ہو تو ان کا عہد اسی طرح مسترد کر دیں جیسے انہوں نے کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

(ع ١٠/٣)

بے شک اللہ خیانت کاروں کو دوست نہیں رکھتا۔ (58) کفار یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ نکلے ہیں۔

كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ

وہ (ہمیں) عاجز نہ کر سکیں گے۔ (59) اور ان (کافروں) کے مقابلے کے لیے

## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۵۹ میں لفظ قوۃ اس قدر عام ہے کہ اس کا اطلاق ہر دور کے وسائل دفاع پر ہوسکتا ہے اور اس کی مزید تاکید اس امر سے کی گئی ہے کہ دشمن خدا تمھارا دشمن بھی ہے لہٰذا اس کے دفاع کی تیاری کرو اور اس کی طرف سے غافل نہ ہو جاؤ۔

8- دابہ ہر زمین پر رینگنے والے اور چلنے والے کو کہا جاتا ہے لیکن عام طور سے جانوروں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور شاید اسی لئے کفار کو جملہ دواب سے بدتر کہا گیا ہے۔

9- کفار کے حمایتی بھی مراد ہو سکتے ہیں اور بعد میں آنے والی قومیں بھی۔

10- وہ خوف جو یقین کی حدوں میں ہو۔ اس کے ساتھ یہ حق دیا گیا ہے کہ عہد شکن کے ساتھ علی الاعلان عہد شکنی کی جائے اور اس کے عہد کو اس کے منھ پر مار دیا جائے۔

## اردو حاشیہ

(ے) بنی قریظہ نے عہد کیا تھا کہ کفار کا ساتھ نہ دیں گے لیکن پہلے بدر میں ساتھ دیا، پھر معذرت کر لی اور پھر خندق میں ساتھ دیا تو آیت کے ان کی مراعات ختم کر دیں اور سزا کو ضروری قرار دے دیا کہ یہودیوں کی سرشت ہی میں عہد شکنی شامل ہے۔

مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

جہاں تک تم سے ہو سکے طاقت (۸) مہیا کرو اور پلے ہوئے

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ

گھوڑوں کو مستعد رکھو تا کہ تم اس سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں

دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا

نیز دوسرے دشمنوں کو خوفزدہ کرو جنہیں تم نہیں جانتے اللہ جانتا ہے

مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا

اور راہ خدا میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا تمہیں پورا ثواب ملے گا اور تم پر

تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ

زیادتی نہ ہوگی۔ (60) اور (اے رسول) اگر وہ صلح و آشتی کی طرف مائل (۹) ہو جائیں تو آپ بھی مائل ہو جایئے

عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾ وَ اِنْ يُّرِيْدُوْٓا

اور اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ یقیناً وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (61) اور اگر وہ آپ کو دھوکہ دینا چاہیں

اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ

تو آپ کے لیے یقیناً اللہ کافی ہے۔ وہی تو ہے جس نے اپنی نصرت اور مومنین کے ذریعے

بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ۙ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ

آپ کو قوت بخشی ہے۔ (62) اور اللہ نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کی ہے۔

اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ

آپ روئے زمین کی ساری دلت خرچ کرتے تو بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے



## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۶۲ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دشمنانِ اسلام عام طور پر صلح کی تحریک کے ذریعہ مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں لیکن اس کے باوجود اسلام نے اس تحریک کو رد نہیں کیا ہے بلکہ اس کے مقابلہ میں نصرت الٰہی کا حوالہ دیا ہے کہ اگر دشمن دھوکہ دینا جانتا ہے تو پروردگار مدد کرنا بھی جانتا ہے۔ تم کو چاہیے کہ صلح کی تحریک کو رد نہ کرو اور اس کے بعد معاملات کو خدا کے حوالے کردو۔

## اردو حاشیہ

(۸) یہ ایک اہم اسلامی فریضہ ہے کہ مسلمانوں کو ہر دَور میں کفار کے مقابلہ کے لئے طاقت کا انتظام رکھنا چاہئے کہ یہ دنیا ہمیشہ اہلِ قوت کے ہاتھ میں رہتی ہے اور وہی اس کے سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہیں۔ آج امریکہ اور روس کے بلاک کی بنیاد بھی ان کی مادی قوت ہی ہے تو اگر مسلمان مقابلہ کی قوت پیدا کرلیں تو یہ سارا طلسم ٹوٹ جائے گا اور دنیا اسلام کے زیرِ نگیں آ جائے گی۔ گھوڑوں کا ذکر بطور مثال کیا گیا ہے کہ اس کی صف بندی سے ہیبت پیدا ہوتی ہے ورنہ ہر طرح کے سامان حرب کا فراہم کرنا مسلمانوں کا فرض ہے جیسا کہ خود سرکار دوؐ عالم نے تیر اندازی کی تاکید کی تھی۔ اور پھر راہِ خدا میں خرچ کا مطالبہ کیا ہے کہ قوت کی فراہمی سرمایہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ مال بھی خرچ کریں اور طاقت بھی فراہم کریں تاکہ کفر کا جادو ختم ہو جائے۔

(۹) یہ اس وقت ممکن ہے جب واقعی سلامتی کے خواہاں ہوں ورنہ مکاری کا علاج الگ ہے اور عہد شکنی کی سزا پہلے بیان ہو چکی ہے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰۤاَيُّهَا

لیکن اللہ نے ان (کے دلوں) کو جوڑ دیا۔ یقیناً اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (63) اے نبی!

النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ ع

آپ کے لیے اور آپ کی اتباع کرنے والے مومنین کے لیے اللہ کافی ہے۔ (64)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ

اے نبی! مومنوں کو جنگ کی ترغیب دیں۔ اگر تم میں

يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ

بیس صابر (جنگجو) ہوں تو وہ دو سو (کافروں) پر غالب آجائیں گے

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ

اور اگر تم میں سو افراد ہوں تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے

كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ

کیونکہ وہ ایسے لوگ (۱۰) ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔ (65) اب اللہ نے تم لوگوں سے ہلکا کر دیا ہے

عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا [12] ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ

اور اللہ کو علم ہوا ہے کہ اب تم میں کمزوری آگئی ہے لہٰذا اب اگر تم میں

صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ

سو صابر افراد ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں ایک ہزار ہوں تو

يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾

دو ہزار پر باذن خدا غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (66)



## عربی حاشیہ

11- یہ آیت اور اس کے بعد کی آیت علامت ہے کہ نصرت الٰہی کے ساتھ بھی مومنین کی امداد کی ایک خاص اہمیت ہے اور اسی لئے روایات میں وارد ہوا ہے کہ عرش اعظم پر یہ فقرہ لکھا ہوا ہے کہ ہم نے نبی کی تائید علیؑ کے ذریعہ کی ہے۔

12- ضِعف دگنے کو کہتے ہیں اور ضُعف کمزوری کو۔ ضُعف عام طور سے عقل کی کمزوری کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۰) میدانِ جہاد میں ثبات قدم کے لئے صبر اور فہم درکار ہے اور صاحبانِ ایمان دونوں سے مسلح ہوتے ہیں اس لئے خدا ان کی تائید کرتا ہے اور دس گنا یا کم سے کم دوگنے پر بھی انہیں غالب بنا دیتا ہے۔

بعض علماء نے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ دگنے سے کم دشمن کے مقابلہ میں فرار کرنا حرام ہے۔ اس قدر جہاد تو کمزور مسلمانوں پر بھی واجب ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى [13] حَتّٰى يُثْخِنَ فِي

یہ کسی نبی کے شایان نہیں ہے کہ زمین میں دشمن کو کچل دینے سے پہلے

الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ

اس کے پاس قیدی ہوں۔ تم لوگ دنیاوی مفاد چاہتے ہو جبکہ اللہ (تمہارے لیے) آخرت چاہتا ہے

الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۷ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ

یقیناً اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (67) اگر اللہ کی طرف سے

اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۶۸

ایک بات لکھی نہ جا چکی ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کی تمہیں بڑی سزا ہو جاتی۔ (68)

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ

بہرحال اب تم نے جو مال حاصل کیا اسے حلال اور پاکیزہ طور پر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۹ ع يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ [14] فِيْٓ

یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (69) اے نبی! جو قیدی تمہارے قبضے میں ہیں

اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا

ان سے کہہ دیں کہ اگر اللہ کو علم ہوا کہ تمہارے دلوں میں کوئی اچھائی ہے تو

يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

جو تم سے لیا گیا ہے وہ تمہیں اس سے بہتر عطا کرے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا،

رَّحِيْمٌ ۝۷۰ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ

رحم کرنے والا ہے۔ (70) اور اگر یہ لوگ آپ سے خیانت کرنا چاہیں تو اس سے پہلے وہ اللہ کے ساتھ



## عربی حاشیہ

ف: قرآن مجید نے مسلمان اقلیت کی کامیابی کا راز صبر کو قرار دیا ہے اور اسی بنا پر صرف بیس کی مثال دی ہے جو صبر کے سہارے خدا کو ساتھ لے کر دس گنا لشکر پر غالب آسکتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۰ میں پہلا خیر اللہ کی نظر میں اسلام اور ایمان ہے اور دوسرا خیر دشمن کی نظر میں مال دینا ہے جو اسلام کی نگاہ میں عقیدہ کے مقابلہ میں کوئی خیر نہیں۔

13-اسریٰ اسیر کی جمع ہے۔ اثخان۔ شدت کے معنی میں ہے اور عرض وہ شے ہے جو باقی رہنے والی نہیں ہے۔

14- کہا جاتا ہے کہ پیغمبرؐ اسلام نے عباس سے فدیہ طلب کیا تو انھوں نے کہا کہ میں تو مسلمان تھا مجھے زبردستی میدان میں لایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح ہے تو تمھیں اس کا اجر مل جائے گا۔ کہا کہ میرے پاس مال بھی نہیں ہے۔ فرمایا جو اپنی بیٹی کے پاس رکھ کر آئے ہو۔

## اردو حاشیہ

(۱۱) اسلامی شوکت کے مکمل اور محفوظ ہو جانے سے پہلے کفار کا قتل عام ضروری ہے اور قیدی بنانے کا کوئی سوال نہیں ہے کہ وہ بعد میں خطرہ بن جائیں گے۔ شوکت اسلام کے محفوظ ہو جانے کے بعد قیدی بنانے کا حق ہے اور یہ اختیار پیغمبرؐ کو ہے کہ وہ بلا فدیہ کے آزاد کر دے یا فدیہ لے کر آزاد کر دے۔

بعض مسلمانوں نے بدر میں قیدی بنایا اور پھر مال لے کر آزاد کر دیا۔ رب العالمین نے اس امر کی مذمت کی ہے اور اسے باعثِ عذاب قرار دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس نے معاف کرنے کا فیصلہ بھی کر دیا تھا ورنہ عذاب نازل ہو جاتا اور اب مال لے لیا ہے تو اسے استعمال کرنے کی بھی اجازت دے دی ہے۔

مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ اِنَّ

خیانت کر چکے ہیں پس اس نے انہیں (آپ کے) قابو میں کر دیا اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔ (71) بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور انہوں نے اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ

راہ (۱۲) خدا میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے پناہ دی اور مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ [15] ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا

اور جو لوگ ایمان تو لائے مگر انہوں ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں ان کی ولایت سے

مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ

تمہارا کوئی تعلق نہیں البتہ اگر انہوں نے دینی معاملے میں تم لوگوں سے مدد مانگی تو

اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى

ان کی مددکرنا تم پر اس وقت فرض ہے جب یہ مدد کسی ایسی قوم کے خلاف نہ ہو

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

جس سے تمہارا معاہدہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال پر خوب نظر

بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

رکھتا ہے۔ (72) اور جنہوں نے کفر کیا ہے وہ ایک دوسرے (۱۳) کے مددگار ہیں۔

[16] اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ؕ ﴿٧٣﴾

اگر تم لوگ اس (دستور) پر عمل نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا۔ (73)



## عربی حاشیہ

کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا میرے خدا نے بتایا ہے۔

کہا کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ راز میرے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔

15-اس آیت میں ولایت نصرت اور سرپرستی ہے اور آخری آیت میں ولایت احقیت بالمیراث کے معنی میں ہے۔

16-یہ حرف مرکب ہے اِن اور لا سے یعنی اگر تم ایک دوسرے کی مدد نہ کرو گے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۷۲ میں مہاجرین اولین کی تعریف کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انھیں جملہ اسلامی احکام سے بالاتر بنا کر ان کا احترام کیا جائے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کا یہ عمل محترم ہے۔ اس کے بعد وہ کردار کا تحفظ کریں تو محترم رہیں گے ورنہ نہیں رہ جائیں گے۔

## اردو حاشیہ

(۱۲) آیت کریمہ کا صاف اعلان ہے کہ اسلام میں تنہا ایمان کی کوئی اہمیت نہیں ہے جب تک اس کے مطابق عمل نہ ہو اور یہ عمل روز اول مکہ میں ہجرت اور جہاد کی شکل میں تھا اور مدینہ میں نصرت اور پناہ دینے کی شکل میں ظاہر ہوا کہ ان اعمال کے بعد ایک کی نصرت دوسرے پر فرض تھی۔ جب تک ظلم کرنے والا مسلمانوں کے معاہدہ میں نہ ہو کہ عہد شکنی باعثِ بدنامی ہے اور وہ جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی آدمی ہجرت نہ کرے تو اسے نصرت کا کوئی حق نہیں ہے۔

سوال صرف یہ ہے کہ جب مسلمان بے سروسامان ہجرت کر رہے تھے تو مال سے جہاد کرنے کے کیا معنی تھے؟ اس کا ایک امکان یہ ہے کہ وہ جہاد مراد ہو جو مکہ میں ہجرت سے پہلے کیا تھا یا خود مکہ میں اموال کو چھوڑ کر راہِ خدا میں ہجرت کر جانا ہی جہاد شمار کیا گیا ہو۔

(۱۳) مقصد یہ ہے کہ کفار آپس میں کسی قدر اختلاف رکھتے ہوں اسلام کے مقابلہ میں سب ایک دوسرے کے مددگار ہیں لہٰذا تمہیں بھی ان کے مقابلہ میں متحد رہنا چاہئے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور جو لوگ ایمان لائے اور مہاجرت کی اور راہ خدا میں جہاد کیا

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

نیز جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) پناہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن [۱۴] ہیں۔

حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۷۴ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ان کے لیے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔(74)اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے

مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ

اور ہجرت کی اور تمہارے ہمراہ جہاد کیا وہ بھی تم میں شامل ہیں

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ

اور اللہ کی کتاب میں خونی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷۵ ع

بے شک اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(75)

ایاتہا ۱۲۹ ۔ ۹ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳ ۔ رکوعاتہا ۱۶

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ

اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے (اعلان ) بیزاری ہے ان مشرکوں کی طرف جن سے

الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱ ؕ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

تمہارا معاہدہ [۱] تھا۔ (1) پس تم لوگ اس ملک میں چار مہینے چل پھر لو



## عربی حاشیہ

## اردو حاشیہ

(۱۴) امام زین العابدینؑ نے صحیفہ سجادیہ میں ان اصحاب کی بے پناہ تعریف کی ہے جو اسبات کی دلیل ہے کہ مذہب اہل بیتؑ میں صحابہ کرام کے اخلاص کی بہترین قدر دانی کی جاتی ہے البتہ منافقین کی کسی فرق میں کوئی قیمت نہیں ہے۔
صحیفہ سجادیہ مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتاب ہے۔

(۱) ۸ھ میں مکہ کے فتح ہونے کے بعد اور شوکت اسلام کے مکمل ہو جانے کے بعد قدرت نے مشرکین سے عام بے زاری کا اعلان کر دیا جس کے لئے باتفاق مفسرین و مورخین حضرت علیؑ کا انتخاب کیا گیا اور انہوں نے ابوبکر کو معزول کر کے ۱۰ ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کے پاس یہ اعلان پڑھ کر سنا دیا اور کفار سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قطع تعلق کا اعلان ہو گیا لیکن اس کے بعد بھی جن لوگوں سے کسی خاص مدت کا معاہدہ تھا جیسے بنی کنانہ وغیرہ انہیں اس مدت تک چھوٹ دے دی گئی کہ اسلام عہد شکنی کا الزام نہیں لینا چاہتا تھا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي

اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا

الْكٰفِرِيْنَ ۝٢ وَاَذَانٌ [1] مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ

کرنے والا ہے۔ (2) اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن

الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْۗءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ڏ وَ

لوگوں کے لیے اعلان ہے کہ اللہ مشرکین سے بیزار ہے اور

رَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ

اس کا رسول بھی پس اگر تم توبہ کرلو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور اگر منہ پھیر لو گے تو جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور کافروں کو

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ (3) البتہ جن مشرکین سے تمہارا معاہدہ تھا

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا

پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی قصور نہیں کیا اور نہ ہی تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو

فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

ایسے لوگوں کے ساتھ جس مدت کے لیے معاہدہ ہوا ہے اسے پورا کرو، بتحقیق اللہ اہل تقویٰ کو

الْمُتَّقِيْنَ ۝٤ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ [2] الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

دوست رکھتا ہے۔ (4) پس جب حرمت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکن کو



## عربی حاشیہ

1- اذان اعلانِ عام ہے اور حج اکبر کا دن ۱۰ ذی الحجہ کا دن ہے جسے حج اکبر اس لئے کہا گیا ہے کہ اس سال مسلمان اور کفار سب جمع تھے۔ اس کے بعد پھر ایسا اجتماع نہیں ہو سکا۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے ایک سال کے بعد ۹ ھ میں ہوا ہے اور چار ماہ کی مدت ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۰/ ربیع الآخر تک ہے۔ واضح رہے کہ حج اکبر جمعہ یا جمعرات سے طے نہیں ہوتا ہے بلکہ جب عبادت میں سیاست کا پہلو شامل ہو جاتا ہے اور حج میں کفار سے بیزاری کا اعلان عام کیا جاتا ہے تب حج حج اکبر کہے جانے کے قابل ہوتا ہے۔

2- یہاں وہ چار مہینے مراد نہیں ہیں جن میں جہاد حرام ہے بلکہ یہ چار مہینے مراد ہیں جن میں چھوٹ دی گئی ہے۔

## اردو حاشیہ

حَيْثُ وَ جَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ

تم جہاں پاؤ قتل (۲) کرو اور انہیں پکڑو اور گھیرو اور ہر گھات پر

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا

ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ تو بہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ بڑا در گزر کرنے والا،

رَّحِيْمٌ ۝۵ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ

رحم کرنے والا ہے۔ (5) اور اگر مشرکین (۳) میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ مانگے

فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۗ

تو اسے پناہ دے دیں تا کہ وہ کلام اللہ کو سن لے پھر اسے اس کی امت کی جگہ پہنچا دیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ كَيْفَ يَكُوْنُ

ایسا اس لیے ہے کہ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔ (6) اللہ اور اس کے رسول

لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا

کے نزدیک کوئی عہد مشرکین کے لیے کیسے ہو سکتا ہے بجز ان لوگوں کے

الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا

جن سے تم نے مسجد الحرام کے پاس معاہدہ کیا ہے؟ پس جب تک وہ تمہارے ساتھ (اس عہد پر) قائم رہیں

لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷ كَيْفَ

تم بھی ان کے ساتھ قائم رہو۔ یقیناً اللہ اہل تقویٰ (۴) کو دوست رکھتا ہے۔ (7) (ان سے عہد)



## عربی حاشیہ

3-اسلام میں صرف توبہ کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ نماز اور زکوٰۃ ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ جب کفار کا اسلام نماز اور زکوٰۃ کے بغیر قابل قبول نہیں ہے تو مسلمان کا ایمان کس طرح قابل قبول ہوگا۔

4-رسول اکرمؐ نے نبی کنانہ سے مسجد الحرام کے پاس عہد و پیمان کیا تھا ورنہ جگہ کی شرط نہیں ہے۔

ف: واضح رہے کہ اعلان برأت یک طرفہ عہد شکنی نہیں ہے بلکہ اس صورتِ حال کے لئے حفظ ماتقدم ہے جو رسول اسلامؐ کے پیشِ نظر تھی کہ مشرکین نے عہد شکنی کا مکمل انتظام کر لیا تھا اور کسی وقت بھی اسلام پر حملہ کر سکتے تھے۔

ف: عہد شکن گروہ سے مراد وہ مشرکین ہیں جنھوں نے بظاہر مسلمانوں سے دشمنی ترک کر دینے کا معاہدہ کر رکھا تھا لیکن اندر اندر سازشیں بھی کر رہے تھے۔ ورنہ قریش تو ۸ھ ہی میں اظہارِ اسلام کر چکے تھے اور یہ سورہ ۹ھ میں

## اردو حاشیہ

(۲) یہ کفار کی بدعہدی، شرارت اور خانہ خدا کی بے حرمتی کی سزا ہے ورنہ اسلام لا اکراہ فی الدین کے عہد پر قائم ہے اور وہ دین میں کسی طرح کا جبر نہیں کرنا چاہتا لیکن اشرار کو آزاد بھی نہیں کرنا چاہتا بلکہ ان کی ناکہ بندی کو بھی ضروری قرار دیتا ہے کہ وہ روئے زمین پر فساد پھیلا سکیں اور اپنے حدود کے اندر رہ کر زندگی گزاریں۔

(۳) یہ اسلام کا بہترین اخلاقی اور تبلیغی پروگرام ہے کہ کوئی پناہ مانگے تو پناہ دے دو تا کہ اخلاقیات متاثر نہ ہوں اور پھر اسے کلام خدا سناتے رہو تا کہ مذہب سے باخبر ہوتا رہے اور آخر میں اس کے گھر پہنچا دو تا کہ وہ تمہارا پیغام اپنے علاقہ میں نقل کرے جہاں تمہارا نقل کرنا عام حالات میں ممکن نہیں ہے۔

(۴) دینِ اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ وہ ہر قدم پر تقویٰ کی دعوت دیتا ہے اور کسی مقام پر حکم الٰہی کی مخالفت کو جائز نہیں قرار دیتا۔ حد یہ ہے کہ کفار و مشرکین کے مقابلہ میں بھی تقویٰ الٰہی اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے تا کہ مسلمان جذبات و خواہشات کی پیروی نہ کرنے پائیں اور اسلام کے دامن پر ظلم و تعدی کا دھبہ نہ لگنے پائے۔

## عربی حاشیہ

نازل ہوا ہے۔

5- آل ہمسائگی یا قرابت داری ہے اور ذمہ عہد و پیمان اور قول و قرار ہے۔

6- یہ تکرار دلیل ہے کہ انھیں رسول اکرمؐ اور صحابہ ہی سے اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ ہر مومن کے دشمن ہیں اور انھیں اسلام و ایمان سے اختلاف اور عداوت ہے۔

7- سربراہوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے۔ عوام الناس کو جنگ پر وہی اکساتے ہیں اور انھیں کا خوف مسلمانوں کے دلوں سے نکل جانا چاہیے۔ کاش مسلمان سربراہوں میں بھی یہ حوصلہ پیدا ہوجائے۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ ائمہ کفر سے مراد سردار قریش نہیں ہیں کہ ان کی ایک جماعت بدر میں قتل ہوچکی تھی اور دوسری فتح مکہ میں اعلان اسلام کرچکی تھی۔ اس سے مراد مشرکین کے عام سربراہ اور لیڈر ہیں۔

## اردو حاشیہ

(۵) گذشتہ آیت میں توبہ کے بعد فقط راستہ چھوڑ دینے کی دعوت دی گئی تھی اور اس آیت میں برداری کی تعلیم بھی دی گئی ہے تاکہ مسلمان نومسلم افراد سے بالکل بے تعلق نہ ہو جائیں اور انہیں بھی اپنی برادری کا درجہ دیں۔

وَ اِنۡ یَّظۡهَرُوۡا عَلَیۡكُمۡ لَا یَرۡقُبُوۡا فِیۡكُمۡ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ (5)

کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اگر وہ تم پر غلبہ حاصل کر لیں تو وہ نہ تو قرابتداری کا لحاظ کریں گے

یُرۡضُوۡنَكُمۡ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَ تَاۡبٰی قُلُوۡبُهُمۡ ۚ وَ اَكۡثَرُهُمۡ

اور نہ عہد کا؟ وہ زبان سے تو تمہیں خوش کر دیتے ہیں مگر ان کے دل انکار پر تلے ہوئے ہیں اور ان میں

فٰسِقُوۡنَ ۚ ﴿۸﴾ اِشۡتَرَوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیۡلًا فَصَدُّوۡا

اکثر لوگ فاسق ہیں۔ (8) انہوں نے اللہ کی آیات کے عوض تھوڑی سی قیمت وصول کر لی ہے

عَنۡ سَبِیۡلِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹﴾ لَا

اور وہ اللہ کے راستے سے ہٹ گئے ہیں۔ یقیناً جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں وہ بہت برا ہے۔ (9) نہ

یَرۡقُبُوۡنَ فِیۡ مُؤۡمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ (6) وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

تو یہ کسی مومن کے حق میں قرابتداری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد کا اور یہی لوگ زیادتی کا ارتکاب

الۡمُعۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰﴾ فَاِنۡ تَابُوۡا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا

کرنے والے ہیں۔ (10) پس اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں

الزَّكٰوةَ فَاِخۡوَانُكُمۡ فِی الدِّیۡنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ

تو وہ تمہارے (۵) دینی بھائی ہیں اور علم رکھنے والوں کے لیے ہم آیات کو واضح کر کے

لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَ اِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَیۡمَانَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ

بیان کرتے ہیں۔ (11) اور اگر عہد کرنے کے بعد یہ لوگ اپنی قسمیں توڑ دیں

عَهۡدِهِمۡ وَ طَعَنُوۡا فِیۡ دِیۡنِكُمۡ فَقَاتِلُوۡۤا اَئِمَّةَ الۡكُفۡرِ ۙ (7)

اور تمہارے دین کی عیب جوئی کرنے لگ جائیں تو کفر کے اماموں سے جنگ کرو

إِنَّهُمْ لَآ أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ ﴿١٢﴾ أَلَا تُقَاتِلُونَ

کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ شاید وہ باز آجائیں۔ (12) کیا تم ایسے لوگوں سے

قَوْمًا نَّكَثُوٓا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَ

نہیں لڑو گے جو اپنی قسمیں توڑ دیتے ہیں اور جنہوں نے رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا تھا؟

هُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ

انہی لوگوں نے تم سے زیادتی میں پہل بھی انہوں نے کی تھی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟

أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ

اگر تم مومن ہو تو اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ (13) ان سے لڑو تا کہ

اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ

اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دے اور انہیں رسوا کرے اور ان پر تمہیں فتح دے

صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَ

اور مومنین کے دلوں کو ٹھنڈا کرے۔ (14) اور ان کے دِلوں کا غصّہ نکالے اور

يَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾ أَمْ

اللہ جسے چاہتا ہے توبہ نصیب کرتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔ (15) کیا تم

حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا

لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے؟ حالانکہ اللہ (۷) نے

مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا

ابھی یہ بھی نہیں دیکھاہے کہ تم میں سے کس نے جہاد کیا اور کس نے اللہ اس کے رسول



## عربی حاشیہ

ف: بعض مفسرین نے آیت نمبر ۱۴ سے عقیدہ جبر ثابت کرنا چاہا ہے جب کہ رب العالمین کا بایدیکم کہنا خود دلیل ہے کہ وہ مسلمانوں کے عمل کو اپنا قرار دے کر ان کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتا ہے اور اسی لئے ان کی نصرت اور ان کے دلوں کی تسکین کا بھی ذکر کیا ہے ورنہ عمل اجباری ہوتا تو تسکین قلب کا کیا سوال پیدا ہوتا تھا اور نصرت کے کیا معنی تھے۔

## اردو حاشیہ

(٦) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض مسلمان جہاد کے نام سے خوفزدہ تھے اور اسلام کے نام پر جہاد سے دلچسپی نہ رکھتے تھے تو انہیں کفار کے مظالم یاد دلائے گئے کہ ان لوگوں نے دس سالہ امن و امان کے معاہدہ کو توڑا ہے اور اس سے پہلے رسولؐ کے مکہ سے نکال دینے کی سازش کی ہے اور پھر بدر کے میدان میں جنگ کی ابتدا بھی کی ہے تو کیا ان مظالم کے بعد بھی تمہاری غیرت بیدار نہیں ہوتی ہے اور تم ان سے جہاد کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔

(٧) دین خدا میں دعویٰ کی کوئی اہمیت نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ دلیل نہ ہو۔ اہل ایمان کا ایمان بھی دو طریقوں سے پرکھا جاتا ہے:

١۔ راہِ خدا میں جہاد کریں۔

٢۔ دشمن اسلام سے ساز باز نہ کریں۔ ورنہ ان دونوں باتوں کے بغیر اسلام و ایمان بالکل بے قدر و قیمت ہو کر رہ جاتا ہے۔

الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا

اور مومنین کے سوا اور کسی کو اپنا بھیدی نہیں بنایا اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (16) مشرکین کو

كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ

یہ حق حاصل نہیں کہ مساجد کو آباد کریں درآنحالیکہ وہ خود اپنے کفر کی

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ

شہادت دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کے اعمال برباد ہو گئے

وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ

اور وہ آتش میں ہمیشہ رہیں گے۔ (17) اللہ کی مسجدوں کو یقیناً وہی لوگ آباد (۸) کر سکتے ہیں جو اللہ

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَ

اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز قائم کرتے ہوں نیز زکوٰۃ ادا کرتے ہوں

لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ

اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھاتے ہوں۔ امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے

الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ

ہو جائیں گے۔ (18) کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کی آباد کاری کو

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

اس شخص کے برابر قرار دیا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا اور

جٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

جس نے راہِ خدا میں جہاد کیا؟ اللہ کے نزدیک یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے



### عربی حاشیہ

8-ولیجہ قریب ترین دوست کو کہا جاتا ہے جو محرم اسرار بھی ہوتا ہے۔

9-عمارت کے معنی آباد کرنے کے بھی ہیں اور عبادت کرنے کے بھی ہیں۔ مشرکین سے نہ مساجد کی آبادی کی توقع ہے اور نہ عبادت الٰہی کی کہ خود اپنے کفر کا گواہ عبادت نہیں کر سکتا ہے۔

10-سقایہ اس آلہ کو بھی کہتے ہیں جس کے ذریعہ پانی پلایا جاتا ہے۔ اور خود پانی پلانے کو بھی کہتے ہیں اور یہاں یہی دوسرے معنی مراد ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۸ نے واضح کر دیا ہے کہ تعمیر مساجد کا کام کامل الایمان قسم کے افراد کے ہاتھوں میں ہونا چاہیے ورنہ اس کے بغیر مساجد کی آبادی ممکن نہیں ہے اور مسجدوں کے سیاسی اکھاڑے اور نفسانیت کے اڈے بن جانے کا خطرہ ہے۔

### اردو حاشیہ

(۸) صاحبانِ ایمان کو غیرت دلائی گئی ہے کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں اور بندگانِ خدا کا فرض ہے کہ اپنے گھروں سے زیادہ اللہ کے گھر کی آبادی کی فکریں کریں۔ یہ کام مشرکین کا نہیں ہے بلکہ یہ کام صاحبانِ ایمان کا ہے۔

مساجد کو آباد کرنے کے لئے پانچ شرائط ضروری ہیں:

۱۔ خدا پر ایمان ہو تاکہ خانہ خدا سے دلچسپی پیدا ہو۔

۲۔ آخرت پر ایمان ہو تاکہ دنیا کا فائدہ نہ تلاش کریں۔ نماز قائم کرے تاکہ آبادی کی فکر رکھے۔

۳۔ نماز قائم کرے تاکہ آبادی کی فکر رکھے۔

۴۔ زکوٰۃ ادا کرے تاکہ آبادی کی راہ میں خرچ کر سکے۔

۵۔ خدا کے علاوہ کسی کا خوف نہ رکھتا ہو تاکہ صرف چند افراد کے طعن وطنز کرنے سے مسجد چھوڑ نہ دے۔ مسجد کی تولیت اور اس کے انتظام کی ذمہ داری اس سے زیادہ شرائط کی متقاضی ہے۔

وقف لازم

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔ (19) جو لوگ ایمان لائے اور

هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ

ہجرت کی اور اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے راہِ خدا میں

اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک نہایت عظیم درجہ رکھتے ہیں اور وہی لوگ

الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ [11] مِّنْهُ وَ

کامیاب ہیں۔ (20) ان کا ربّ انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی کی اور

رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ ۙ

ان جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے دائمی نعمتیں ہیں۔ (21)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

ان میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔بیشک اللہ کے پاس عظیم ثواب ہے۔ (22)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ

اے ایمان والو! تمہارے آباء اور تمہارے بھائی اگر ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں

اَوْلِيَآءَ [12] اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ

تو انہیں اپنا ولی نہ بناؤ اور یاد رکھو کہ تم میں سے جو لوگ انہیں ولی بنائیں گے

يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ

وہ ظلم کا ارتکاب کرنے والے ہوں گے۔ (23) کہہ دیجئے:



## عربی حاشیہ

آیت نمبر ۱۹ میں اس سے بالاتر درجہ کا تذکرہ ہے جس کا مصداق باتفاق محدثین صرف حضرت علیؑ ہیں اور کوئی نہیں ہے۔

11- صاحبانِ ایمان سے تین چیزوں کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ایمان ہجرت اور جہاد تو تین ہی چیزوں کا وعدہ بھی کیا گیا ہے رحمت، رضائے الٰہی اور جنت۔

12-اسلام میں ماں باپ اور بھائیوں کی محبت مطلوب ومحبوب ہے لیکن اگر وہ کفر کو ایمان پر مقدم کریں تو یہ محبت حرام ہے اس لئے کہ اصل شے قرابت نہیں ہے اصل شے دین ومذہب ہے۔

## اردو حاشیہ

(۹) عباس بن عبدالمطلب کو حاجیوں کی سقایت پر ناز تھا طلحہ بن شیبہ کلید برداری پر ناز کر رہے تھے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں نے تم سب سے پہلے نماز ادا کی ہے اور ایمان کا اعلان کیا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت علیؑ کی افضلیت کا اعلان ہو گیا۔

كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَ

تمہارے آباء اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور

عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ

تمہاری برادری اور تمہاری وہ تجارت جس کے بند ہونے کا

تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ

تمہیں خوف ہے اور تمہاری پسند کے مکانات اگر تمہیں اللہ

اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ

اور اس کے رسول اور راہ خدا میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

ٹھہرو! یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسقوں کی

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ ع ۳/۸/۹ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىْ مَوَاطِنَ

راہنمائی نہیں کیا کرتا۔ (24) بتحقیق اللہ بہت سے مقامات پر تمہاری

كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ [13] ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ

مدد کر چکا ہے اور حنین (۱۰) کے دن بھی جب تمہاری کثرت نے

فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ

تمہیں غرور میں مبتلا کر دیا تھا مگر وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعتوں کے

بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ

باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ (25) پھر اللہ نے



## عربی حاشیہ

13- حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے جہاں کی جنگ کو غزوہ حنین، غزوہ اوطاس اور غزوہ ہوازن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مواطن کثیرہ سے مراد جنگ بدر جنگ بنی نضیر، بنی قریظہ اور فتح مکہ وغیرہ ہے۔

واضح رہے کہ حنین کی صورت حال اس قدر سنگین تھی کہ بارہ ہزار میں سے صرف دس افراد حضرت علیؑ کے ساتھ میدان میں رہ گئے تھے۔ باقی سب فرار کر گئے تھے جن میں حضرات خلفاء اسلام بھی شامل تھے اور قرآن نے بھی ایک مجموعی فرار کا ذکر کیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۴ نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ دنیاوی مفادات کو جہاد پر مقدم کرنے والوں کو شدید حالات اور بدترین مستقبل کا انتظار کرنا چاہیے۔ رب العالمین ایسے لوگوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے کہ انھوں نے دین کو سبک قرار دیا ہے اور اس کے حقائق کی توہین کی ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۰) فتح مکہ کے بعد بنی ہوازن و ثقیف نے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے ایک عظم لشکر تیار کیا۔ رسول اکرمؐ کو اطلاع دی گئی تو آپ بھی دس ہزار انصار و مہاجرین اور دو ہزار نو مسلم ابوسفیان اور معاویہ جیسے افراد کو لے کر روانہ ہو گئے۔ کفار نے درہ پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کے پہنچتے ہی تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف دس افراد باقی رہ گئے۔ علیؑ، عباسؓ، فضل بن عباس، مغیرہ بن الحارث، زید بن اسامہ، ایمن بن ام ایمن وغیرہ۔ عباس نے مسلمانوں کو آواز دی۔ اے بیعت شجرہ والو! اے سورہ بقرہ والو! واپس آ جاؤ۔ مسلمان واپس آ گئے اور گھمسان کا رن پڑا تو کفار مغلوب ہو گئے۔ کفار کا سربراہ ابوجرول تھا۔ حضرت علیؑ نے اسے قتل کر دیا تو کفار کے قدم اکھڑ گئے اور مسلمانوں کو کثیر مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ چھ ہزار عورتیں اور بچے قیدی بنے۔ ۲۴ ہزار اونٹ ملے اور تقریباً ۴۰ ہزار گائے اور بکریاں ہاتھ آئیں۔ علامہ شرقادی نے کتاب ''محمد رسول الحریۃ'' میں لکھا ہے کہ ابوسفیان وغیرہ جنگ کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کو فرار پر آمادہ کرنے کے لئے ساتھ لگ گئے تھے۔

فخر الدین رازی کا بیان ہے کہ کثرت پر ناز ابوبکرؓ کو پیدا ہوا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ اب ہم نہیں ہار سکتے ہیں۔

سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ
اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور تمہیں نظر نہ (۱۱) آنے والے

جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ
لشکر اتارے اور کفار کو عذاب میں مبتلا کر دیا اور کفر اختیار کرنے والوں کی

جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ
یہی سزا ہے۔ (26) پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہتا ہے توبہ نصیب فرماتا ہے

عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (27) اے ایمان والو!

آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ (14) فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ
مشرکین تو بلاشبہ ناپاک ہیں (۱۲) لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجدالحرام کے

الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ (15) هَٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ
قریب نہ آنے پائیں اور اگر (مشرکین کا داخلہ بند ہونے سے) تمہیں غربت (۱۳) کا خوف ہے تو

يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
(اس کی پروا نہ کرو) اگر اللہ چاہے تو تمہیں اپنے فضل سے بے نیاز کر دے گا۔ یقیناً اللہ بڑا جاننے والا،

حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ
حکمت والا ہے۔ (28) اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے خلاف جنگ کرو جو اللہ (۱۴) اور

الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا
روز آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ حرام کیا ہے



## عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ رب العالمین نے سکینہ نازل کرنے میں رسول اکرمؐ اور مومنین کا ذکر کیا ہے اور ''علیکم'' نہیں کہا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ سکون واطمینان کا تعلق منافقین اور میدان سے بھاگ جانے والوں سے نہیں ہے۔

14- نجس مصدر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ مشرکین مجسمہ نجاست اور نجس العین ہیں۔

مسجدالحرام فقط بطور مثال ہے ورنہ ہر مسجد کا نجاست سے محفوظ رکھنا واجب ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۱) اس لشکر سے ملائکہ بھی مراد ہو سکتے ہیں اور دوسری غیبی طاقتیں بھی مراد ہو سکتی ہیں کہ خدائی لشکر کا کوئی حساب نہیں کر سکتا ہے۔

(۱۲) مشرکین کے نجس العین ہونے کا اعلان اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا داخلہ ہر حالت میں اور ہر مسجد میں حرام ہے کہ مساجد بیوت خدا ہیں اور بیوت اللہ اپنے احترام میں مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگرچہ بعض احکام کے اعتبار سے آپس میں فرق ضرور پایا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ مشرکین کے اس تذکرہ کے بعد اہل کتاب کا تذکرہ اور سورہ بقرہ و بینہ میں اہل کتاب کا مشرکین کے مقابلہ میں تذکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں کے احکام الگ الگ ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ احترام مسجد کے اعتبار سے دونوں کی حیثیت ایک جیسی ہے اور دونوں کا داخلہ ممنوع ہے کہ دونوں کفر میں مشترک حیثیت کے مالک ہیں۔

(۱۳) یہ نکتہ ہر دَور کے مسلمانوں کے لئے اور بالخصوص آج کے مسلمان حکام کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اراضی اسلام میں کفار کا داخلہ صرف اس بنا پر کہ ان کے بغیر معاشی حالات خراب ہو جائیں گے خدائی وعدہ پر بے اعتمادی کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ کاش خدام حرمین اور مدعیان توحید اس نکتہ کو سمجھتے اور امریکہ اور روس کو بلاد اسلامیہ میں جگہ نہ دیتے۔

يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اسے حرام نہیں ٹھہراتے اور نہ ہی دین حق قبول کرتے ہیں (ان سے جنگ جاری رکھو)

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ [16] عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾ ع وَ

یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔ (29) اور

ع ٥ ٤ ١٠

قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ [17] ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى

یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ

یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں ان لوگوں کی باتوں کے مشابہ ہیں جو ان سے

قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ [18] قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى

پہلے کافر ہو چکے ہیں۔ اللہ انہیں غارت کرے، یہ کدھر بہکتے

يُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ

پھرتے ہیں؟ (30) انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور راہبوں کو

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَ مَاۤ

اپنا رب بنا لیا ہے اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ

اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ

خدائے واحد کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ذات

سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ

ان کے شرک سے پاک ہے۔ (31) یہ لوگ اپنی پھونکوں سے نور خدا کو



## عربی حاشیہ

15- اس سے مراد ۹ھ ہے جب حضرت علیؑ نے سورہ برائت کی تبلیغ کر کے یہ اعلان کیا تھا۔

16- جزیہ وہ ٹیکس ہے جو اراضی اور اموال کے بجائے اشخاص اور افراد پر لگایا جاتا ہے۔

17- یہودیوں کا یہ عقیدہ اگرچہ معروف نہیں ہے لیکن ان کا اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس دور میں ایسا عقیدہ رائج تھا۔

18- جس طرح کہ مشرکین ملائکہ کو بنات اللہ کہا کرتے تھے یا اور دوسرے مہمل عقائد کے حامل تھے۔

ف: عزیر یہودیوں کے ایک سر دار تھے جنھوں نے بخت النصر کی تباہی کے بعد ایران کے بادشاہ کورمش سے مل کر اپنی قوم کو آزادی دلوائی تھی اور دوبارہ توریت کی تدوین کی تھی جس کی بنا پر یہودی انھیں ابن اللہ کہنے لگے تھے اگرچہ حضرت موسیٰ کے خدمات ان سے بھی زیادہ تھیں۔

## اردو حاشیہ

(١٤) اہلِ کتاب اگرچہ اہلِ کتاب ہیں لیکن ان کے ایمان باللہ کا انکار کیا گیا ہے کہ اولاً تو یہ حرام و حلال خدا پر ایمان نہیں رکھتے ہیں دین حق کی پابندی نہیں کرتے ہیں، عالموں اور راہبوں کو رب بنائے ہوئے ہیں اور پھر خدا کا بیٹا بھی قرار دیتے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ ان کا ایمان نہ ہونے کے برابر ہے۔

اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ [19]

بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے کے علاوہ کوئی بات نہیں مانتا

كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٣٢﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرے۔ (32) اسی نے اپنے رسول کو ہدایت

بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ [20] عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَ

اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اسے ہر دین پر غالب کر دے

لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا

النصف

اگرچہ مشرکین کو براہی لگے۔ (33) اے ایمان والو! (اہل کتاب کے)

مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

بہت سے علماء اور راہب لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ [21]

اور انہیں راہِ خدا سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی

يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ

ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے راہِ خدا (۱۵) میں خرچ نہیں کرتے

اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٤﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ

انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ (34) جس روز وہ مال آتش جہنم میں

نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ

تپایا جائے گا اور اسی سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پشتیں داغی جائیں گی۔



## عربی حاشیہ

19- نور الٰہی سے مراد دین اسلام ہے جسے مشرکین اور اہلِ کتاب مٹا دینا چاہتے تھے اور خدا نے اس کی بقا کا وعدہ کیا ہے۔

20- اگرچہ حیاتِ پیغمبرؐ میں اسلام ساری طاقتوں پر غالب آچکا تھا لیکن دوسری طاقتوں کا خاتمہ اسی وقت ہوگا جب پیغمبرؐ کا آخری وارث آخری جہاد کرے گا جس کی خبر خود سرکار دو عالمؐ نے بھی دی ہے۔

21- درمنثور کی روایت ہے کہ عثمان نے اس واؤ کو نکال کر بات کو اہلِ کتاب کی طرف موڑ دینا چاہاتھا جو بات معاویہ نے حضرت ابوذر سے کہی کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے بارے میں نہیں ہے حالانکہ مسلمانوں کا اجماع دلیل ہے کہ آیت عام ہے اور سونا چاندی بھی صرف مثال ہے۔ ذخیرہ اندوزی کا انجام روز قیامت بہت برا ہونے والا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۵) یہ آیت دلیل ہے کہ صاحبانِ دولت پر خمس و زکوٰۃ کے علاوہ راہِ خدا میں انفاق کرنا بھی لازم ہے اور ذخیرہ اندوزی حرام ہے جیسا کہ جناب ابوذر نے معاویہ سے کہا تھا جس کی شکایت پر عثمان نے انہیں شہر سے باہر نکال دیا اور وہ ربذہ میں انتقال کر گئے۔ ابوذر کا اعلان عین اسلام تھا۔ ان کے اوپر اشتراکیت کی تہمت ظلم عظیم ہے۔ اشتراکیت پیداوار سے شروع ہوتی ہے اور ابوذر تقسیم کے مرحلہ پر بات کر رہے تھے۔

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ

یہ ہے وہ مال جو تم نے اپنے لیے ذخیرہ کر رکھا تھا لہٰذا اب اسے چکھو جسے تم

تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ

جمع کیا کرتے تھے۔ (35) کتاب خدا میں مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک

شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

یقیناً بارہ (۱۶) مہینے ہے جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔

مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا

ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں۔ یہی مستحکم دین ہے

تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً

لہٰذا ان چار مہینوں میں (۱۷) تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرو اور تم سب مل کر مشرکین سے

كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ

لڑو جیسا کہ وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تقویٰ والوں

الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾ إِنَّمَا النَّسِيءُ [22] زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ

کے ساتھ ہے۔ (36) (حرمت کے مہینوں میں) تقدیم وتاخیر بیشک کفر میں

بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ

اضافہ کرنا ہے جس سے کافروں کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ وہ کسی سال ایک مہینے کو حلال

عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ

اور کسی سال اسے حرام قرار دیتے ہیں تا کہ وہ مقدار بھی پوری کر لیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے



## عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ چار ماہ کی جنگ بندی دور جناب ابراہیمؑ سے رائج تھی اور یہ جنگ کے انجام کے بارے میں سوچنے کا بہترین موقع تھا اور اس طرح سپاہیوں کی ذہنی تربیت بھی ہوجاتی۔

22-نسئی کے معنی تاخیر کے ہیں۔ کفار محترم مہینوں کا خیال تو کرتے تھے لیکن اپنے مفادات کے مطابق اسے آگے پیچھے کردیا کرتے تھے۔ اس سال محرم کو محترم قرار دیا اور اگلے سال محرم میں جنگ کر کے صفر کو محترم بنادیا۔ خدا نے اسے کفر میں اضافہ قرار دے کر واضح کردیا کہ محترم وہ ہے جسے ہم محترم قرار دیں نہ کہ ہمارے بندے۔

## اردو حاشیہ

(۱۶) یہ عالم طبیعت کا خاصہ ہے کہ اس کی تخلیق ہی اس انداز سے ہوئی ہے کہ مہینے بارہ ہوں اور یہ دلیل ہے کہ مہینوں کا معیار چاند ہے سورج نہیں ہے کہ سورج ہمیشہ ایک جیسا رہتا ہے۔ چاند گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور ایک دن گم ہو جاتا ہے پھر ظہور کر کے نئے مہینے کا پتہ دیتا ہے۔ اسلام نے اجزاء روز کے احکام سورج سے وابستہ کئے ہیں۔ صبح، ظہر، عصر، مغرب وغیرہ اور اجزاء سال و ماہ کے احکام چاند سے وابستہ کئے ہیں جیسے حج وغیرہ۔

واضح رہے کہ مہینے سب اللہ کے ہیں لیکن ایک جیسے نہیں ہیں۔ رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ محرم محترم ہیں کہ ان میں جہاد حرام ہے اگر چہ دفاع واجب ہے کہ اس کا وقت معین نہیں ہے۔

(۱۷) یہ علامت ہے کہ حکم خدا کی خلاف ورزی اور محترم مہینوں میں کفار سے جنگ کرنا کفار پر ظلم نہیں ہے خود اپنے اوپر ظلم ہے اور تقویٰ کا لحاظ ہر مرحلہ حیات پر ضروری ہے۔

اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اور ساتھ ہی خدا کے حرام کو حلال بھی کر لیں۔ ان کے برے اعمال انہیں بھلے کر کے دکھائے جاتے ہیں اور اللہ

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٣٧ۧ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ

ع ٥ ٨ ١١

کافر قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔ (37) اے ایمان والو! (١٨) تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے

اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى

کہا جاتا ہے اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ جاتے ہو؟ کیا تم آخرت کی

الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا

جگہ دنیاوی زندگی کو زیادہ پسند کرتے ہو؟ دنیاوی زندگی کی متاع

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝٣٨ اِلَّا تَنْفِرُوْا

تو آخرت کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ (38) اگر تم نہ نکلو گے

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا

تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کرے گا اور تم اللہ کو

تَضُرُّوْهُ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٣٩ اِلَّا

کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔ (39) اگر تم

تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

رسولؐ کی مدد نہ کرو گے تو (جان لو کہ) اللہ نے ان کی مدد اس وقت کی

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ [23] لَا

جب کافروں نے انہیں نکالا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے وہ دو میں کا دوسرا تھا



## عربی حاشیہ

ف: جنگ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کو سات قسم کی تاکید کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا تھا۔ پہلے ایمان والوں کو مخاطب بنایا گیا پھر سفر کا حکم دیا گیا پھر فی سبیل اللہ کا حوالہ دیا گیا۔ پھر آخرت کو یاد دلایا گیا پھر متاع دنیا کو قلیل قرار دیا گیا پھر عذاب الیم کی تہدید کی گئی اور منظرِ تاریخ سے مٹا کر دوسری قوم کو لانے کا ذکر کیا گیا کہ مسئلہ انتہائی اہم اور سنگین تھا۔

23- یہ ہجرت کا حوالہ ہے کہ خدا نے ہجرت کے موقع پر اپنے رسول کی مدد کی ہے ان پر سکون نازل کیا ہے۔ ان کی مدد کو ملائکہ کے لشکر بھیجے ہیں اور بقول فخرالدین رازی جب ابوبکر نے کفار کی آہٹ پا کر رسول کو خطرہ میں دیکھ کر رونا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کہ رنجیدہ نہ ہو خدا ہمارے ساتھ ہے تو انھوں نے پھر پوچھا کیا واقعاً خدا ہمارے ساتھ ہے تو آپ نے فرمایا بیشک!

واضح رہے کہ سکینہ کے نازل ہونے میں

## اردو حاشیہ

(١٨) یہاں سے جنگ تبوک کا تذکرہ شروع ہوتا ہے کہ جب اسلام کی شوکت کو دیکھ کر روم کے بادشاہ ہرقل نے اسلام پر حملہ کا ارادہ کیا تو پیغمبرؐ اسلام نے لشکر سازی کا حکم عام دے دیا اور ٣٠ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ کو مدینہ میں چھوڑ دیا کہ آپ کو معلوم تھا کہ اس سال جنگ کی نوبت نہ آئے گی اور فرمایا کہ تم ویسے ہی ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے۔ تم میرے خلیفہ ہو اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حدود روم کے قریب پہنچنے کے بعد اس علاقہ کے امیر نے جزیہ لے کر صلح کرنے کا پیغام دیا۔ آپ نے قبول کر لیا اور آگے بڑھ کر تبوک میں قیام کیا جو مدینہ اور شام کے درمیان تقریباً نصف راہ پر ہے۔ اتفاقاً تبوک کا حاکم شکار پر نکلا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے اسے بھی گرفتار کر لیا اور اس طرح ٢٠ دن کے اندر سارا علاقہ آزاد ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو سکون کا موقع ملا۔ یہ واقعہ رجب ٩ ھ کا ہے۔ ابن ابی منافق نے بہت سے مسلمانوں کو راستہ سے ڈرا کر واپس کر دیا اور حضرت ابوذر پیدل چل کر اس سفر میں رسول اکرمؐ کے ساتھ ہوئے۔

تبوک تنہا معرکہ ہے جس میں حضرت علیؑ شریک نہیں تھے اور اس کا راز یہی تھا کہ جنگ ہونے والی نہیں تھی اور آخر وقت میں ان کی خلافت کا عملی اعلان بھی کر دینا مقصود تھا۔

تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ

جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا رنج نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے ان پر

وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

اپنا سکون نازل فرمایا اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو تمہیں نظر نہ آتے تھے اور یوں اس نے

السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

کافروں کا کلمہ نیچا کر دیا اور اللہ کا کلمہ تو سب سے بالاتر ہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا،

حَكِيْمٌ ۝۴۰ اِنْفِرُوْا خِفَافًا [24] وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا

حکمت والا ہے۔ (40) (مسلمانو) تم ہلکے ہو یا بوجھل (ہر حالت میں) نکل پڑو

بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ

اور اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرو۔ اگر تم سمجھو

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ لَوْ كَانَ عَرَضًا [25] قَرِيْبًا

تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (41) اگر آسانی سے حاصل ہونے والا

وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ

کوئی فائدہ ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ ضرور آپ کے پیچھے چل پڑتے لیکن یہ مسافت انہیں دور نظر آئی

الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا

اور اب وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے: اگر ہمارے لیے ممکن ہوتا تو یقیناً ہم آپ کے ساتھ چل دیتے۔

مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ

(ایسے بہانوں سے) وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ کو علم ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹ



## عربی حاشیہ

تنہا رسول اکرمؐ کا تذکرہ ہے کسی اور کا نہیں ہے۔

24-خفاف جمع خفیف جن کے لئے جہاد آسان ہو اور ثقال جمع ثقیل جن کے لئے جہاد مشکل ہو یا خفاف نہتے اور ثقال مسلح۔ نفیر عام میں سب پر جہاد واجب ہو جاتا ہے۔

25-عرض۔ جو سامان سرِ دست فراہم ہو جائے۔ سفر قاصد آسان سفر ہے اور شقہ وہ سفر ہے جس میں زحمت کا سامنا کرنا پڑے۔

## اردو حاشیہ

لَكٰذِبُوْنَ ﴿٤٢﴾ ع عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى

بول رہے ہیں۔ (42) (اے رسول) اللہ آپ کو معاف [19] کرے آپ نے انہیں کیوں اجازت دے دی قبل اس کے کہ

يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٤٣﴾

آپ پر واضح ہو جاتا کہ سچے کون ہیں اور آپ پر واضح ہو جاتا کہ سچے کون ہیں اور آپ جھوٹوں کو جان لیتے ؟ (43)

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ

جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے اموال

الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ

اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے ہرگز آپ سے اجازت نہیں مانگیں گے اور اللہ

عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٤﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا

تقویٰ اختیار کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔(44) ایسی اجازت یقیناً وہی لوگ مانگیں گے جو

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ ارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں مبتلا ہیں۔

فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ

پس اس طرح وہ اپنے شک میں بھٹک رہے ہیں۔ (45) اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کے لیے

لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً [26] وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ

کچھ تیاری کرتے لیکن اللہ کو ان کا قیام کرنا ناپسند تھا اس لیے اس نے (ان سے توفیق سلب کر کے) انہیں ہلنے نہ دیا

وَ قِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ

اور کہہ دیا گیا: تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ (46) اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے بھی تو



## عربی حاشیہ

26-عدہ۔ سامانِ جہاد کے لئے نکلنا ہے اور

خبال۔ رائے میں اضطراب کا نام ہے۔

فتنہ سے مراد دین میں شبہات پیدا کرنا جومنافقین کا قدیمی شعار رہا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ ایسے افراد کے ہوتے ہوئے سارے اصحاب پر کس طرح اعتبار کرلیا جاتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۳ میں عفو کا ذکر کسی غلطی کی دلیل نہیں ہے کہ آیت نے خود واضح کر دیا ہے کہ منافقین جہاد کرنے والے نہیں تھے صرف خدا یہ چاہتا تھا کہ مسلمان انھیں پہلی ہی فرصت میں پہچان لیں اور یہ بات عفو سے حاصل نہیں ہوسکی لیکن یہ بھی منافقین کی تنبیہ ہی کے لئے ہے اور اس کا کسی عمل کے کرنے یا نہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۱۹) بعض مسلمانوں نے شام کے سفر میں کوئی ظاہری فائدہ نہ دیکھ کر بہانہ کیا اور وطن میں رہ جانے کی اجازت طلب کی۔ رسول اکرمؐ ان کی نیت سے باخبر تھے کہ یہ ساتھ جا کر مزید فتنہ برپا کریں گے اس لئے آپ نے اجازت دے دی۔ پروردگارِ عالم نے ان مسلمانوں کی خباثت پر تنبیہ کرنے کے لئے پیغمبرؐ سے اس لہجہ میں گفتگو کی کہ آپ کو اجازت نہیں دینی چاہئے تھی اور ان کے جھوٹ کو واضح کر دینا تھا لیکن ہم نے اس بات سے درگذر کیا۔ ظاہر ہے کہ پیغمبرؐ اسلام نے اپنی مرضی سے اجازت نہیں دی تھی لیکن خدا نے اس لہجہ کے ذریعہ مسلمانوں کو ان کی عظیم غلطی پر متنبہ کیا ہے کہ انہیں مرضی معبود کے خلاف بات کرنے کا حق نہیں ہے جس کا ثبوت اس کے بعد کا فقرہ ہے کہ خدا بھی ان کے ایسے خروج کو پسند نہیں کرتا تھا جس کا مقصد فتنہ وفساد اور مسلمانوں میں دہشت اور وحشت پیدا کرانا ہو جیسا کہ حنین کے موقع پر ابوسفیان نے کیا اور احد کے موقع پر ابن ابیؔ نے کیا...... گویا نگاہ پروردگار میں جہاد کے مقصد سے خروج محبوب اور فرض ہے اور فتنہ و فساد کے ارادے سے خروج مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ

تمہارے لیے صرف خرابی میں اضافہ کرتے اور تمہارے درمیان فتنہ کھڑا کرنے کیلئے

الْفِتْنَةَ ۚ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

دوڑ دھوپ کرتے اور تمہارے درمیان ان کے جاسوس موجود ہیں اور اللہ ظالموں کا

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ [27] وَقَلَّبُوْا

حال خوب جانتا ہے۔ (47) یہ لوگ پہلے بھی فتنہ انگیزی کی کوشش کرتے رہے ہیں اور آپ کے لیے

لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ

بہت سی باتوں میں الٹ پھیر بھی کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آ پہنچا اور اللہ کا فیصلہ غالب ہوا اور

كٰرِهُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ [28] ؕ

وہ برا مانتے رہ گئے۔ (48) ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے: مجھے اجازت دیجئے

اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ

اور مجھے فتنے (۲۰) میں نہ ڈالیے۔ دیکھو یہ فتنے میں پڑ چکے ہیں اور جہنم نے ان کافروں کو

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَ اِنْ

یقیناً گھیر رکھا ہے۔ (49) اگر آپ کا بھلا ہوتا ہے تو انہیں دکھ ہوتا ہے اور اگر

تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ

آپ پر کوئی مصیبت آئے تو کہتے ہیں: ہم نے پہلے ہی سے اپنا معاملہ درست کر رکھا ہے

قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٠﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ

اور خوشیاں مناتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔ (50) کہہ دیجئے: اللہ نے



## عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۹ دلیل ہے کہ منافقین ہردور میں صرف بہانہ بازی کرتے رہے ہیں اور اپنے کو ضرورت سے زیادہ عقل مند تصور کر کے انجام سے بے خبر رہے ہیں جب کہ ان کے حرکات کا انجام دنیا میں فتنوں میں مبتلا ہوجانا ہے اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

27-یہ جنگ حنین میں ابوسفیان اور جنگ احد میں ابن ابی جیسے افراد کی فتنہ پردازی کی طرف اشارہ ہے۔

28-مفسرین کا اتفاق ہے کہ جنگ تبوک کے موقع پر جد بن قیس (راس المنافقین) نے رسول اکرمؐ سے اجازت چاہی کہ مجھے معاف کردیں میں ایک جنس زدہ آدمی ہوں رومی عورتوں کو دیکھوں گا تو مبتلائے گناہ ہوجاؤں گا۔ قدرت نے واضح کردیا کہ یہ فقط بہانہ بازی ہے ورنہ جہاد سے فرار کرنا اس سے بڑا گناہ ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۰) منافقین کا طرزِ عمل یہ رہتا ہے کہ اولاً جہاد راہِ خدا سے فرار کرتے ہیں اور پھر جب میدانِ جہاد تک آ جاتے ہیں تو اسی انتظار میں رہتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کا نقصان ہو جائے اور کفر کو فتح و کامرانی حاصل ہو جائے اور سادہ لوح عوام کو یہ سمجھاتے رہتے ہیں کہ اس جہاد میں نقصان کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر مسلمانوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے تو اپنے ساتھیوں کو یہ سمجھاتے ہیں کہ ہم نے انہیں حالات کے پیش نظر میدان کا رخ نہیں کیا تھا۔

آیت کریمہ نے اس مہمل بات کا یہ جواب دیا ہے کہ مسلمانوں کو ہر حال میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ وہ زندہ رہتے ہیں تو فاتح ہوجاتے ہیں اور مرجاتے ہیں تو شہید کہے جاتے ہیں۔ نقصان صرف کفار کے لئے ہے جنہیں دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ الیم کے علاوہ کچھ نہیں ملتا ہے۔

اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ

ہمارے لیے جو مقدر فرمایا ہے اس کے سوا ہمیں کوئی حادثہ ہرگز پیش نہیں آتا۔ وہی ہمارا کارساز ہے

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ

اور مومنین کو چاہیے کہ اللہ پر بھروسہ کریں۔ (51) کہہ دیجئے: کیا تم ہمارے بارے میں

اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ (29) ۭ وَ نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ

دو بھلائیوں (فتح یا شہادت) میں سے ایک ہی کے منتظر ہو اور ہم تمہارے بارے میں اس بات کے

يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۡ ۖ

منتظر ہیں کہ اللہ خود اپنے پاس سے تمہیں عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں عذاب دلوائے

فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا

پس اب تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں۔(52) کہہ دیجئے: تم اپنا مال

طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا

بخوشی خرچ کرو (۲۱) یا بادل نخواستہ، تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ

فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ

تم فاسق قوم ہو۔(53)اور ان کے خرچ کیے ہوئے مال کی قبولیت کی راہ میں بس یہی رکاوٹ ہے کہ

اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ وَ لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ

انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے اور نماز کے لیے آتے ہیں

اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

تو کاہلی کے ساتھ اور راہِ خدا میں تو بادل نخواستہ ہی خرچ کرتے ہیں۔(54)



## عربی حاشیہ

29- مسلمان کا انجام یا فتح ہے یا شہادت اور دونوں ہی نیکیاں ہیں اور کفار کے لئے عذاب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ وہ بظاہر فاتح بھی ہوجائیں تو آخرت میں عذاب الٰہی سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

گویا مالک کائنات نے اس حقیقت کا اعلان کردیا ہے کہ مردِ مسلمان کی دنیا میں شکست اور ناکامی کوئی لفظ نہیں ہے۔ یہ مسلمان ہر حال میں فاتح اور کامیاب رہتا ہے چاہے جنگ جیتنے کی شکل میں ہو یا شہادت کی شکل میں۔

## اردو حاشیہ

(۲۱) منافقین چاہتے تھے کہ کچھ رقم دے کر جہاد سے نجات حاصل کرلیں۔ قدرت نے واضح کر دیا کہ یہ رقمیں قابلِ قبول نہیں ہیں چاہے بظاہر خوشی خوشی ہی کیوں نہ دیں اس لئے کہ ان کا ایمان اللہ و رسولؐ پر نہیں ہے اور بے ایمان کا کوئی عمل قابلِ قبول نہیں ہوتا ہے۔

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ

لہٰذا ان کے اموال اور اولاد کہیں آپ کو فریفتہ نہ کر دیں۔ اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ

لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَ

ان چیزوں سے انہیں دنیاوی زندگی (۲۲) میں بھی عذاب دے اور کفر کی حالت میں ہی

هُمْ كٰفِرُونَ[30] ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ ۚ وَمَا هُم

ان کی جان کنی ہو۔(55) وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تمہاری جماعت میں شامل ہیں حالانکہ وہ تمہاری جماعت

مِّنكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ[31] ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ

میں شامل نہیں ہیں۔ دراصل وہ ڈرپوک لوگ ہیں۔(56) اگر انہیں کوئی پناہ گاہ یا غار

مَغٰرٰتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾

یا سر چھپانے کی جگہ میسر آ جائے تو وہ اس کی طرف لپکتے ہوئے جائیں گے۔ (57)

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا

اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو صدقات

رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾

(کی تقسیم) (۲۳) میں آپ کو طعنہ دیتے ہیں۔ (58)

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَآ آتٰهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَقَالُوا

اگر اس میں سے انہیں کچھ دے دیا جائے تو

حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ وَرَسُولُهُۥٓ إِنَّآ

خوش ہو جاتے ہیں اور اگر اس میں سے کچھ نہ دیا جائے

## عربی حاشیہ

ف: آیت صدقات میں لفظ انما دلیل ہے کہ صدقات کا مصرف مفت خور اور کاہل افراد نہیں ہیں بلکہ وہ مستحق افراد میں جو حالات سے مجبور ہیں یا کوئی دینی اور قومی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

30-ارادہ الٰہی کا تعلق ان کی موت سے ہے نہ کہ کفر سے۔ کفران کا اختیاری عمل ہے اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

31-فرق کے معنی خوف وہراس کے ہیں۔

ملجاء وہ جگہ ہے جہاں پناہ لی جا سکے۔

مغارات۔ مغارہ کی جمع ہے یعنی پست جگہ غار وغیرہ۔ مدخل۔ زمین میں وہ گھسنے کی جگہ جہاں مشکل سے انسان جا سکے۔ جماح۔ وہ تیزی جس کا مقابلہ مشکل ہو۔

## اردو حاشیہ

(۲۲) منافقین مدینہ کے لئے مال اور اولاد دونوں باعث عذاب بن گئے کہ اولاد حلقہ بگوش اسلام ہو گئی اور ابن ابی کا بیٹا تک مسلمان ہو گیا اور اموال ان کی مرضی کے خلاف اسلام کی طرف چلے گئے اور یہ ان کے حق میں بدترین عذاب ہے ورنہ عذاب آخرت اس سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔

(۲۳) ہرقوص بن زہیر ذوالخویصرہ نے تقسیم غنیمت کے وقت رسولؐ پر اعتراض کیا کہ انصاف سے کام لیجئے۔ فرمایا میں انصاف نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ عمر نے چاہا کہ اسے قتل کر دیں۔ آپ نے فرمایا رہنے دو اس کے پیچھے ایک بڑی جماعت ہے جو بظاہر بہت نماز روزہ والے ہیں اور واقعاً دین سے خارج ہیں۔ ان کا سردار ایک شخص ہے جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی جیسا ہے ابو سعید کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے خوارج کو قتل کیا تو ان کا سردار اسی صفت کا حامل تھا۔ درمنثور۔ تفسیر طبری۔

إِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿٥٩﴾ إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ[32] لِلْفُقَرَآءِ وَ

تو بگڑ جاتے ہیں۔ (59) یہ صدقات تو صرف فقیروں،

الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ

مساکین اور صدقات کے کام کرنے والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مقصود ہو

فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ

اور غلاموں کی آزادی اور قرضداروں اور اللہ کی راہ میں (خرچ کرنے والوں) اور مسافروں کے لیے ہیں۔

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾ وَ مِنْهُمُ

یہ اللہ کی طرف سے ایک مقرر حکم ہے اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔(60)اور ان میں

الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نبی کو اذیت دیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ کانوں [۲۴] کے کچے ہیں۔

اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ

کہہ دیجیے: وہ تمہاری بہتری کے لیے کان دے کر سنتا ہے۔ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور

رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

مومنوں کے لیے تصدیق کرتا ہے اورتم میں سے جو ایمان لائے ہیں ان کے لئے رحمت ہیں اور جو لوگ

رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

اللہ کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔(61) یہ لوگ تمہیں

لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ

راضی کرنے کے لیے اللہ کی قسمیں کھاتے [۲۵] ہیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں راضی کیا جائے



## عربی حاشیہ

32- صدقات سے مراد زکوٰۃ واجب ہے۔ فقیر و مسکین جو سال بھر کے خرچ کے مالک نہ ہوں۔

عامل جس کو امام یا نائب امام کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے پر معین کیا جائے۔

مولفۃ القلوب جن کو اسلام کی طرف لانے یا اسلامی مفادات کے تحفظ کے لئے مال دیا جائے۔

فی الرقاب۔ غلاموں کی آزادی کے لئے مال صرف کرنا۔

غارمین۔ قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے لوگ۔

فی سبیل اللہ۔ اسلامی اور عوامی مفادات کا ہر کار خیر۔

ابن السبیل۔ غربت زدہ مسافر۔

## اردو حاشیہ

(۲۴) پیغمبرؐ اسلام ظاہری حالات کی بناء پر عمل کرتے تھے اور اپنے علم کی بناء پر فیصلہ نہیں کرتے تھے تو منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ تو صرف کان ہیں اور سب کی سن لیتے ہیں۔ قدرت نے جواب دیا کہ اسی میں تمہارے لئے خیر ہے۔ یہ صاحبانِ ایمان کی تصدیق کرتے ہیں اور عام مسلمانوں کے حق میں رحمت ہیں کہ ان کے بیانات کا مواخذہ نہیں کرتے ہیں صرف عمل درآمد میں احتیاط سے کام لیتے ہیں۔

(۲۵) منافقین کا خیال ہے کہ اپنی جھوٹی قسموں سے خدا اور رسولؐ کو راضی کر لیں گے۔ رب العالمین نے ہدایت کی کہ راضی کرنا ہے تو توبہ و استغفار سے راضی کرو۔ جھوٹی قسمیں مزید ناراضگی کا باعث ہو سکتی ہیں۔

إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ [33]

اگر یہ مومن ہیں۔ (62) کیا انہیں معلوم نہیں کہ جو کوئی اللہ اور

اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ

اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ

الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ

بہت بڑی رسوائی ہے۔ (63) منافقوں کو (۲۶) یہ خوف لاحق رہتا ہے کہ کہیں ان کے

عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا

خلاف مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہوجائے جو ان کے دلوں کے راز فاش کر دے۔ ان سے کہہ دیجیے:

إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ

تم استہزا کیے جاؤ۔ اللہ یقیناً وہ راز فاش کرنے والا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے۔(64)اور اگر آپ ان سے

لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ [34] وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَ

دریافت کریں تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو صرف مشغلہ اور دل لگی کر رہے تھے۔ کہہ دیجیے:

آيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا

کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑا رہے تھے؟ (65) عذر تراشی مت کرو۔

قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ

تم ایمان (۲۷) لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ اگر ہم نے تم میں سے ایک جماعت کو

مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾

معاف کر بھی دیا تو دوسری جماعت کو ضرور عذاب دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہے۔ (66)



### عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۶۲ یرضوہ کی ضمیر واحد دلیل ہے کہ خدااور رسول کی رضا الگ الگ نہیں ہے بلکہ دونوں کی مرضی ایک ہی ہے اور اس میں کسی طرح کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

33- محاورہ۔ مخالفت کے معنی میں ہے اس کی اصل حد ہے یعنی انسان اس طرف سے الگ ہوگیا جس طرف رہنا چاہیے تھا۔

34-خوض ولعب یعنی غیر سنجیدہ اور تفریحی گفتگو منافقین نے جنگ تبوک کے راستے میں آپس میں مہمل باتیں کیں اور بعد میں معذرت کی کہ ان باتوں میں واقعیت نہیں تھی۔ صرف راستہ کاٹنے کے لئے مذاق ہورہا تھا۔ جس طرح آج بھی بعض مومنین آپس کے مذاق کے لئے خدااور رسول کو اپنے مذاق کا موضوع بنالیتے ہیں۔ یہ جنگ تبوک کے بچے ہوئے منافقین ہیں جو مومنین کی شکل میں نمودار ہوگئے ہیں۔

### اردو حاشیہ

(۲۶) منافقین کے لئے دار دنیا میں سب سے بڑا عذاب یہ ہے کہ انہیں کسی آن سکون نہیں ملتا اور ہر آن یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ کہیں ہمارے دل کا راز فاش نہ ہو جائے۔ آج یہ خطرہ کم ہے کہ کوئی بظاہر عالم الغیب نہیں ہے۔ کل یہ خطرہ شدید تھا کہ نزول قرآن کا سلسلہ جاری تھا۔ کسی وقت بھی کوئی آیت نازل ہوسکتی تھی اور ان کے دل کا راز فاش ہوسکتا تھا۔

(۲۷) منافقین کسی وقت بھی صاحبِ ایمان نہ تھے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب تک استہزاء کا اقرار نہیں کیا تھا مسلمان کہے جاتے تھے اور اب جب کہ استہزاء کرنے کا اقرار کرلیا ہے۔ تو بالکل کافر ہوگئے ہیں اور ناقابلِ معافی ہوگئے ہیں۔

ان میں ایک گروہ سرداروں کا ہے جو لوگوں کو گمراہ کرتا ہے وہ بہر حال معاف نہ کیا جائے گا چاہے کمزور عقل والے عوام معاف کر دیئے جائیں۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ

منافق مرد اور عورتیں ایک ہی طرح کے ہیں۔ وہ برے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں

بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ

اور نیکی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ روکے رکھتے ہیں۔ انہوں نے

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾

اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا ہے۔ بے شک منافقین ہی فاسق ہیں۔ (67)

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ

اللہ نے منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں سے آتش جہنم کا وعدہ کر رکھا ہے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی ان کے لیے کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لیے

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾ ۙ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ

قائم رہنے والا عذاب ہے۔ (68) (تم منافقین) ان لوگوں کی طرح (ہو) جو تم سے پہلے تھے۔

مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا

وہ تم سے زیادہ طاقتور اور اموال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر تھے۔

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ

انہوں نے اپنے حصے سے خوب مزے لوٹے پس تم بھی اپنے حصے کے مزے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَ خُضْتُمْ كَالَّذِيْ

اسی طرح لوٹ رہے ہو جس طرح تم سے پہلوں نے اپنے حصے کے خوب مزے لوٹے



## عربی حاشیہ

35-یاد رہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خلاف تحریک چلانا منافقین کا کام ہے۔ یہ اہل ایمان کا شعار نہیں ہے۔

نیز آیت نے منافقین کی پانچ علامتوں کا ذکر کیا ہے۔ امر بالمنکر، نہی عن المعروف بخل، نسیان خدا، اور فسق کہ مومنین مخلصین کو ان تمام باتوں سے محفوظ رہنا چاہیے۔

ف: منافقین کے مقابلہ میں مومنین کے اوصاف کا ذکر کیا گیا تو امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر کے ساتھ بخل کے مقابلہ میں زکوٰۃ، نسیانِ خدا کے مقابلہ میں اقامۂ صلوٰۃ اور فسق کے مقابلہ میں اطاعتِ خداورسول کا ذکر کیا گیا ہے جس سے نماز، زکوٰۃ اور اطاعت کی اہمیت کا مکمل اندازہ ہوجاتا ہے۔

## اردو حاشیہ

خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

اور جس طرح وہ باطل بحثیں کرتے تھے تم بھی کرتے رہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ

برباد ہو گئے اور یہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ (69) کیا ان کے پاس ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۙ۬ وَ قَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَ

پہلے لوگوں کی خبر نہیں پہنچی؟ (مثلاً) قوم نوح (۲۸) اور عاد وثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور

اَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَ الْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

الٹی ہوئی بستیوں والوں کی جن کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر آئے۔

بِالْبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

پھر اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ یہ خود اپنے اوپر

یَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ

ظلم کرتے رہے۔ (70) اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے بہی خواہ ہیں۔

بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

وہ نیک کاموں کی ترغیب (۲۹) دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں

وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ

اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ

وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ

اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا۔ بیشک اللہ بڑا غالب آنے والا،



## عربی حاشیہ

36-اعمال کی دنیا میں بربادی ، اہل عقل وانصاف کی نظر میں بے قدر وقیمت ہونا اور آخرت میں بربادی اجروثواب سے محروم ہونا ہے۔

37-الٹ دی جانے والی بستیوں سے مراد قوم لوط کا علاقہ ہے جس کی بداعمالیوں کی بنا پر ان کا تختہ اُلٹ دیا گیا اور انشہ ان تمام ملکوں کا تختہ الٹ دیا جائے گا جنھوں نے اس عمل بد کو مباح اور جائز قرار دے دیا ہے اور وہ چرچ بھی برباد ہوجائیں گے جنھوں نے حکام کی خوشامد میں اتنے بڑے جرم کو مشروع قرار دے دیا ہے جس کی اسلام میں سزا قتل سے کمتر ہرگز نہیں ہے۔

## اردو حاشیہ

(۲۸) دورِ پیغمبرؐ کے منافقین کو متوجہ کیا گیا ہے کہ تم نے کوئی نیا کارنامہ انجام نہیں دیا ہے۔ تمہاری جیسی قومیں بہت گذر چکی ہیں اور تم سے اچھے حالات میں گذر چکی ہیں لیکن اپنی منافقت اور بداعمالی کی بناء پر عذاب کا شکار ہو گئیں۔ قوم ابراہیمؑ سے نعمتیں سلب ہو گئیں۔ قوم عادؑ پر تیز آندھیوں کا عذاب آیا۔ قوم نوحؑ غرق کر دی گئی۔ قوم ثمودؑ پر صیحہ کا عذاب آیا۔ قوم مدین پر سایہ کا عذاب آیا اور قوم لوطؑ کی بستی الٹ پلٹ دی گئی۔ تو تم بھی بچنے والے نہیں ہو۔ اب بھی غنیمت ہے ہوش میں آ جاؤ۔

(۲۹) واضح رہے کہ مومنین کی علامت امر بالمعروف، نہی عن المنکر، نماز کا قیام، زکوۃ کی ادائیگی اور اللہ و رسول کی اطاعت ہے جو لوگ یہ کام کرتے ہیں وہی مومن ہیں ورنہ ان کا شمار منافقین میں ہوگا۔

حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ

حکمت والا ہے۔ (71) اللہ نے ان مومن مردوں اور مومنہ عورتوں سے ایسی بہشتوں کا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ

وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے

طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ [38] ط وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط

اور ان دائمی جنتوں میں پاکیزہ قیام گاہیں ہیں اور اللہ کی طرف سے خوشنودی تو ان سب سے (٣٠) بڑھ کر ہے۔

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ

(ع ٩ ٦ ١٥)

یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (72) اے نبی! کفار اور منافقین سے لڑو

الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ [39] وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ط

اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٣﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ط وَلَقَدْ

جو برا ٹھکانہ ہے۔ (73) یہ لوگ اللہ کی قسم کھا (٣١) کر کہتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا

قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا

حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہہ دی ہے اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں

بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ج وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ [40] اللّٰهُ وَ

اور انہوں نے وہ کچھ کرنے کی ٹھان (٣٢) لی تھی جو وہ نہ کر پائے اور انہیں اس بات پر غصہ ہے کہ

رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ج

اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان (مسلمانوں) کو دولت سے مالا مال



## عربی حاشیہ

38- عدن یعنی خلود اور دوام وہ جنتیں جن میں ہمیشگی اور دوام پایا جاتا ہے۔

رضائے الٰہی اور اس کی عظمت کا تذکرہ دلیل ہے کہ قرآنِ مجید صرف مادی نعمتوں کا تذکرہ نہیں کرتا ہے بلکہ روحانی نعمت کو ہر مادّی نعمت سے زیادہ اہم اور بلند تر قرار دیتا ہے۔

39- منافقین کے ساتھ نرمی کے برتاؤ نے انھیں جری کر دیا اور انھوں نے پیغمبرؐ کو کان کہنا شروع کر دیا تو سختی کا حکم نازل ہوگیا اور طریقہ جہاد کو حالات پر چھوڑ دیا گیا۔ وہ تلوار سے بھی ہوسکتا ہے اور زبان سے بھی۔

40- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ ضمیر بھی منافقین ہی کی طرف پلٹتی ہے کہ انھیں مالِ غنیمت مل گیا تو ناراضگی دکھلانے لگے کہ سب کے برابر کیوں ملا ہے۔ زیادہ ملنا چاہیے تھا اور انتہائی نالائقی ہے۔

ف: منافقین سے جہاد تہدید، تنبیہ اور سرزنش کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے جس کی صراحت اسی

## اردو حاشیہ

(٣٠) حقیقت امر یہ ہے کہ رضائے الٰہی کے مقابلہ میں کوئی شے نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ بیت نے جنت و کوثر کے لئے کوئی عمل نہیں کیا اور شبِ ہجرت رضائے الٰہی کے لئے جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

(٣١) منافقین کی علامتوں میں سب سے بڑی علامت جھوٹ ہے کہ نفاق جھوٹ کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے ورنہ اپنے کفر کا اقرار کرنا پڑے گا۔

(٣٢) مفسرین اور مورخین نے لکھا ہے کہ جنگ تبوک کی واپسی پر بعض منافقین نے چاہا کہ پیغمبرؐ کو گھاٹی میں گرا کر ہلاک کر دیں اور اونٹ کو بھڑکا بھی دیا...... لیکن خدا نے بچا لیا اور ایک بجلی چمکی جس سے راستہ واضح ہو گیا۔ عمار یاسر نے منافقین کو گرفتار کر لیا اور حذیفہ کے پاس ان سب کا نام محفوظ کرا دیئے گئے۔ یہ ہے مسلمانوں کے ایک طبقہ کا کردار۔ زبان پر آمنا و صدقنا اور عمل سے قتل پیغمبرؐ کا اہتمام۔ استغفر اللہ۔

وَ اِنۡ یَّتَوَلَّوۡا یُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۙ فِی الدُّنۡیَا

کر دیا ہے پس اگر یہ لوگ توبہ کر لیں توان کے حق میں بہتر ہو گا اور اگر منہ پھیر لیں تو

وَالۡاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ ﴿۷۴﴾

اللہ انہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور روئے زمین پر ان کا نہ کوئی کارساز ہوگا اور نہ مددگار۔ (74)

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰىنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ

اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں (۳۳) نے اللہ سے عہد کر رکھا تھا کہ اگر اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا تو ہم ضرور

وَلَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ

خیرات کیا کریں گے اور ضرور نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ (75) لیکن جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نوازا تو

بَخِلُوۡا بِهٖ وَتَوَلَّوۡا وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعۡقَبَهُمۡ [41] نِفَاقًا

وہ اس میں بخل کرنے لگے اور (عہد سے) روگردانی کرتے ہوئے پھر گئے۔ (76) پس اللہ نے ان کے

فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ اِلٰی یَوۡمِ یَلۡقَوۡنَهٗ بِمَاۤ اَخۡلَفُوا اللّٰهَ مَا

دلوں میں اپنے حضور پیشی کے دن تک نفاق کو باقی رکھا کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ

وَعَدُوۡهُ وَبِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ

بد عہدی کی اور وہ جھوٹ بولتے رہے۔ (77) کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ان کے پوشیدہ رازوں

یَعۡلَمُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰىهُمۡ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ﴿۷۸﴾ ۚ

اور سرگوشیوں سے واقف ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتوں سے بھی خوب آگاہ ہے؟ (78)

اَلَّذِیۡنَ یَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ فِی

جو لوگ (۳۴) ان مومنوں کا مذاق اڑاتے ہیں جو برضا و رغبت خیرات کرتے ہیں



## عربی حاشیہ

آیت میں موجود ہے اور ان کے نفاقی عمل کے واضح ہوجانے کے بعد مسلح جنگ کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے کہ نفاق کو کسی حال میں برداشت نہیں کیا جا سکتا ہے۔

41- بعض مفسرین نے اس کا فاعل خدا کو قرار دیا ہے اور پھر جبر و اختیار کی بحث میں پڑ گئے ہیں کہ خدا کس طرح نفاق کو دلوں میں قائم کر دے گا لیکن بہتر یہی ہے کہ فاعل بخل کو بنایا جائے اور یلقونہ کا مرجع بھی بخل کی جزا کو قرار دیا جائے۔

"لایجدون الا جهد هم" دلیل ہے کہ اسلام میں کثرتِ عمل کی اہمیت نہیں ہے اخلاص عمل کی اہمیت ہے اور وہ غربت کے ساتھ بھی جمع ہوسکتا ہے۔

## اردو حاشیہ

(۳۳) ثعلبہ بن حاطب نے حضور سے دعا کی التماس کی کہ مال مل جائے۔ آپ نے فرمایا کہ قلیل پر شکر ہی کافی ہے۔ اس نے اصرار کیا آپ نے دعا کر دی۔ خدا نے برکت دے دی۔ صحرا میں جانور چرانے لگا اور نماز ترک ہو گئی۔ کچھ دنوں کے بعد آپ نے زکوٰۃ کے عامل بھیجے تو اس نے کہا کہ یہ تو ایک قسم کا جزیہ ہے چنانچہ آیت نازل ہوگئی تو آپ نے اس آیت کی اطلاع کی۔ اس نے آ کر معافی مانگنا چاہی اور زکوٰۃ دینا چاہی آپ نے انکار کر دیا۔ کہ زکوٰۃ کو جزیہ کیوں کہا۔ ایسی ذہنیت والے کا مال درکار نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی عمل قابلِ قبول ہے۔

(۳۴) منافقین زیادہ خرچ کرنے والے مومنین کو ریا کار اور کم آمدنی کے باوجود خرچ کرنے والوں کو پانچویں سوار کا الزام دیتے ہیں کہ انہیں بھی مقابلہ کرنے کا شوق ہے، تاکہ اس طرح انفاق کا راستہ بند ہو جائے۔

الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ

اور جنہیں اپنی محنت و مشقت کے سوا کچھ بھی میسر نہیں ان پر

فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ہنستے بھی ہیں اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لیے دردناک

اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ [42] ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

عذاب ہے۔ (79) (اے رسول) آپ ایسے لوگوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں یا دعا نہ کریں

سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا

(مساوی ہے) اگر ستر بار بھی آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں تو بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ ع فَرِحَ

(ع ٨ ١٠ ١٦)

اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ فاسقین کو ہدایت نہیں دیتا۔ (80)

الْمُخَلَّفُوْنَ [43] بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا

(غزوہ تبوک میں) پیچھے رہ جانے والے رسول اللہ کا ساتھ دیے بغیر بیٹھے رہنے پر خوش ہیں۔

اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا

انہوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرنے کو ناپسند کیا

لَا تَنْفِرُوْا فِى الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا

اور کہنے لگے:اس گرمی میں مت نکلو۔ کہہ دیجئے: جہنم کی آتش کہیں زیادہ گرم ہے۔

يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ

کاش وہ سمجھ پاتے۔ (81) انہیں چاہیئے کہ کم ہنسا کریں اور زیادہ رویا کریں۔ یہ ان کے



## عربی حاشیہ

42- کلمہ او تخییر کے لئے نہیں ہے بلکہ مساوات کے لئے ہے کہ دونوں صورتوں میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ستر کا عدد بھی صرف محاورہ ہے جس سے کفار کی بدبختی کا اظہار کیا گیا ہے نہ یہ کہ رسول کی دعا قبول نہ ہوگی بلکہ وہ کسی قیمت پر ایسا غیر مفید اور بے اثر کام کر ہی نہیں سکتے ہیں۔

43- جن لوگوں کو مدینہ میں چھوڑ دیا گیا تھا اور انھوں نے نہ جانے کی اجازت لے لی تھی۔ خلاف سے مراد رسول اکرمؐ کے جانے کے بعد بھی ہوسکتا ہے اور آپ کی مخالفت میں بھی ہوسکتا ہے۔

## اردو حاشیہ

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٢﴾ فَإِن رَّجَعَكَ اللَّهُ إِلَىٰ طَائِفَةٍ

اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے رہے ہیں۔ (82) پھر اگر اللہ آپ کو ان میں سے کسی گروہ کے

مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن تَخْرُجُوا

پاس واپس لے جائے اور وہ آپ سے (ساتھ) نکلنے کی اجازت مانگیں تو آپ کہہ دیں:

مَعِيَ أَبَدًا وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا ۖ إِنَّكُمْ رَضِيتُم

اب تم میرے ساتھ ہرگز نہیں نکلو گے اور نہ ہی میرے ساتھ کسی دشمن سے لڑائی کرو گے۔

بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ [44] ﴿٨٣﴾ وَلَا تُصَلِّ

پہلی مرتبہ تم نے بیٹھے رہنے کو پسند کیا لہٰذا اب پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔(83)اور ان میں سے

عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ

جو کوئی مر جائے اس پر آپ کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے [۳۶] ہوں۔

إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨٤﴾ وَ

انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے او رنافرمانی کی حالت میں مرے ہیں۔ (84) اور

لَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُعَذِّبَهُم

ان کی دولت اور اولاد کہیں آپ کو فریفتہ نہ کریں۔ اللہ تو بس ان چیزوں کے ذریعے

بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٨٥﴾ وَإِذَا

انہیں دنیا میں عذاب دینا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ کفر کی حالت میں ان کی جان نکلی ہو۔ (85) اور جب

أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ

کوئی ایسی سورت نازل ہوتی ہے (جس میں کہا جاتا ہے) کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی معیت میں جہاد کرو

**عربی حاشیہ**

44-عورتیں، بچے اور بوڑھے جو جہاد کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

ف: آیت نمبر ۸۴ میں منافقین کی تخصیص اس بات کی دلیل ہے کہ مومن کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر اس کے حق میں دعا کرنا اور مومن کی قبر کی زیارت کرنا ایک ایمانی امتیاز ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے ورنہ مومن اور منافق میں کوئی فرق نہ رہ جائے گا۔

**اردو حاشیہ**

(۳۵) عبداللہ بن ابی کے مرنے کے بعد یہ اختلاف پیدا ہوا کہ اس منافق کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے۔ جبریل امین آیت لے کر آ گئے اور رسول اکرمؐ نے نماز سے انکار کر دیا بعض روایات میں ہے کہ آپ نے نماز پڑھ دی کہ مجھے استغفار کا اختیار دیا گیا ہے حالانکہ یہ مہمل سی بات ہے...... استغفار کا اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ اسے بے اثر ثابت کیا گیا ہے۔

(۳۶) رسول اکرمؐ کا طریقہ تھا کہ قبر پر کھڑے ہوکر مرنے والے کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے۔ منافقین کے بارے میں اس امر سے بھی روک دیا گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ مومن کی قبر کی زیارت اور اس کے قریب کھڑے ہوکر دعا کرنا جائز ہے جیسا کہ صحیح مسلم، فتح الباری فی شرح البخاری میں وارد ہوا ہے کہ حضورؐ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے بارے میں خدائے کریم سے اجازت طلب کی اور وہ مل گئی اور فتح الباری میں یہاں تک ہے کہ حضور نے اعلان کر دیا کہ پہلے میں نے منع کیا تھا مگر اب اجازت دیتا ہوں۔

اس مسئلہ پر تمام عالم اسلام کا اتفاق ہے صرف وہابی افراد سیاسی مصالح کے تحت عظمت اولیاء اللہ کو گھٹانے کے لئے زیارت قبور پر پابندیاں عائد کرتے ہیں۔

اسۡتَاۡذَنَكَ اُولُوا الطَّوۡلِ مِنۡهُمۡ وَ قَالُوۡا ذَرۡنَا نَكُنۡ مَّعَ
تو ان (منافقین) میں سے دولت مند افراد آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمیں چھوڑ جائیں کہ ہم بیٹھنے والوں کے

الۡقٰعِدِيۡنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوۡا بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ الۡخَوَالِفِ وَ طُبِعَ
ساتھ (بیٹھے) رہیں۔ (86) انہوں نے گھر بیٹھنے (۳۷) والی عورتوں میں شامل رہنا پسند کیا اور ان کے دلوں پر

عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۸۷﴾ لٰـكِنِ الرَّسُوۡلُ وَ
مہر لگا دی گئی پس وہ کچھ سمجھنے کے قابل ہی نہ رہے۔ (87) جب کہ رسول اور ان کے ساتھ

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ جٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ وَ
ایمان لانے والوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا

وَاُولٰٓـئِكَ لَهُمُ الۡخَيۡـرٰتُ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۸۸﴾
اور اب ساری خوبیاں انہی کے لیے ہیں اور وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ (88)

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ
ان کے لیے اللہ نے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۸۹﴾ وَجَآءَ
ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی عظیم کامیابی ہے۔ (89) اور کچھ

الۡمُعَذِّرُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ لِيُؤۡذَنَ لَهُمۡ وَقَعَدَ الَّذِيۡنَ
عذر تراشنے والے صحرانشین بھی (آپ کے پاس) آئے کہ انہیں بھی (پیچھے رہ جانے کی) اجازت دی جائے

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ سَيُصِيۡبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا
اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جھوٹ بولا وہ (گھروں میں) بیٹھے رہے۔ ان میں سے جو کافر ہو گئے ہیں



### عربی حاشیہ

45- جہاد راہِ خدا اور شہادت کی پریشانی ہمیشہ صاحبانِ مال و دولت اور اصحاب شان وحیثیت کو ہوا کرتی ہے۔ مستضعفین تو ہمیشہ جان دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

نیز منافقین کا مالدار ہونا ان کے تقرب کی علامت نہیں ہے بلکہ ان کے حق میں اتمام حجت ہے جس کے بعد سخت عذاب الٰہی کا سامنا بھی کرنا ہوگا۔

ف: منافقین کے دلوں پر اس وقت مہر لگا دی گئی جب انھوں نے غلط بہانے بنا کر گھر بیٹھنے والوں کا ساتھ دے دیا اور مجاہدینِ راہِ خدا کی صف میں شامل نہیں ہوئے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام میں جبر نہیں ہے لیکن بداعمالیوں کی سزا ضرور ہے اس سے کوئی انسان معاف نہیں کیا جا سکتا ہے اور یہ بداعمالیاں سلب توفیق کا سبب بھی بن جاتی ہیں۔

### اردو حاشیہ

(۳۷) اسلام کا قانون جہاد اس قدر جامع ہے کہ اس میں کسی مجبور پر جبر نہیں کیا گیا ہے اور کسی حیلہ ساز اور بہانہ باز کو آزاد نہیں کیا گیا ہے اور اسی لئے ان افراد کی سخت مذمت کی گئی ہے جو بہانے کر کے بیٹھ گئے چاہے شہری ہوں یا دیہاتی جا جھوٹ بول کر گھر سے نہ نکلے ہوں یا اپنے میدان میں نہ جانے ہی پر خوش ہوں یا مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے رہے ہوں یا ان کے حوصلے پست کرتے رہے ہوں یا صاحبِ ثروت ہو کر بھی راہ خدا میں مال خرچ نہ کیا ہو...... اور ان افراد کی معذوری کا اعلان کیا گیا ہے جو ضعیف الحال اور فقیر تھے یا بیماری کے سبب جہاد میں جانے سے عاجز تھے یا ان کے پاس خرچ کرنے کا مال نہ تھا یا مکمل تیاری کے باوجود سواری کا انتظام نہیں تھا اور حضورؐ نے خود ہی معاف کر دیا تھا جس کی علامت یہ تھی کہ ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے کہ جہادِ راہ خدا میں شرکت نہ کر سکے۔

ان دونوں صنفوں کے بعد ان مجاہدین کی تعریف بھی کی گئی ہے جنہوں نے اپنے جان و مال سے جہاد کیا ہے اور ہر طرح کی قربانی دی ہے۔

مِنْهُمْ[46] عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى

انہیں درد ناک عذاب پہنچے گا۔ (90) ضعیفوں اور مریضوں اور ان لوگوں پر

الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ

جن کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اوراس کے

اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ

رسول کے خیر خواہ ہوں۔ نیک لوگوں پر الزام کی کوئی راہ نہیں ہوتی

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ ۙ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ

اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (91) اور نہ ہی ان لوگوں پر کوئی الزام ہے جنہوں نے آپ سے

لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا

درخواست کی تھی کہ آپ ان کے لیے سواری فراہم کریں۔ آپ نے کہا میرے پاس کوئی سواری موجود نہیں کہ

وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا

تمہیں اس پر سوار کروں۔ (یہ سن کر) وہ واپس گئے جب کہ ان کی آنکھیں اس غم میں آنسو بہا رہی تھیں کہ ان کے پاس خرچ

يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ ؕ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ

کرنے کے لیے کچھ نہ تھا۔ (92) الزام تو بس ان لوگوں پر ہے جو دولت مند ہونے کے باوجود آپ سے درخواست

وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ

کرتے ہیں (کہ جہاد سے معاف کئے جائیں)۔ انہوں نے گھر بیٹھنے والی عورتوں میں شامل رہنا

وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾

پسند کیا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی لہذا وہ نہیں جانتے۔ (93)



## عربی حاشیہ

46- کچھ دیہاتوں نے معذرت کی اور کچھ جھوٹے لوگوں نے بہانہ نکالا۔ قرآن نے پہلے گروہ کو نظر انداز کر دیا اور دوسرے کو عذاب الیم کی خبر سنائی اور عذاب سے ان لوگوں کو مخصوص کیا جو صرف بزدل نہیں ہیں بلکہ واقعاً کافر ہیں۔

47- یہ ایک قانون عام ہے کہ مجبور افراد کو بھی بقدار امکان عمل کرنے کے بعد ہی معاف کیا جاتا ہے اور ہر مجبوری کے ساتھ اخلاص بہر حال ضروری ہوتا ہے۔

48- یہ ضعفاء کے علاوہ افراد ہیں کہ وہ بالکل فقیر تھے اور سواری طرف سے مجبور تھے۔ لیکن جذبہ جہاد اس قدر قوی تھا کہ سواری نہ ملنے کی صورت میں جانے سے خوش نہیں تھے بلکہ جہاد سے محرومی پر اشک افشانی کر رہے تھے۔ کاش دورِ حاضر کے مسلمانوں میں بھی ایسا جذبۂ جہاد پیدا ہو جاتا۔

## اردو حاشیہ

(۳۸) ان افراد کے نام تاریخ میں معقل بن یسار، حجر بن حناد، عبداللہ بن کعب، سالم بن عمیر، عبداللہ بن معقل، عتبہ ابن زید اور ابو عتبہ ہیں کہ ان میں صرف اب عمیر کو سواری نصیب ہوئی اور باقی سب واپس چلے گئے۔ اگرچہ اس لشکر میں ۲۰ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے۔